



प्रतिष्ठित संस्थान
INSTITUTION OF EMINENCE

اتر پردیش اردو اکادمی کی ادبی خدمات

مقالہ برائے
پی ایچ ڈی (اردو)

نگراں
ڈاکٹر محمد کاشف
اسسٹنٹ پروفیسر

مقالہ نگار
مریم جمیلہ
رجسٹریشن نمبر 16HUPH02



شعبہ اردو
اسکول آف ہیومانٹیز

یونیورسٹی آف حیدرآباد، گچی باؤلی، حیدرآباد، تلنگانہ۔ 500046

مارچ 2025ء



اترپردیش اردو اکادمی گومتی نگر، لکھنؤ، اترپردیش

فہرست

4	پیش لفظ	
	باب اول	☆
	حصہ (الف)	
10	☆ اتر پردیش کا سیاسی و تاریخی پس منظر	
13	☆ بانی دولت اودھ	
14	☆ اودھ کے نوابان	
16	☆ انیسویں صدی کا اتر پردیش	
17	☆ موجودہ اتر پردیش	
20	☆ اتر پردیش کے قومی و تعلیمی ادارے	
	حصہ (ب)	
22	☆ اتر پردیش میں اردو زبان و ادب کا ارتقاء	
24	☆ اتر پردیش میں اردو کا آغاز	
25	☆ اتر پردیش میں اردو شاعری	
29	☆ اتر پردیش میں مرثیہ نگاری	
30	☆ اتر پردیش میں مثنوی نگاری	
31	☆ اتر پردیش میں قصیدہ نگاری	
33	☆ اتر پردیش کے اردو نثر نگار	
35	☆ اتر پردیش کے افسانہ نگار	

☆ باب دوم

- ☆ اتر پردیش اردو اکادمی کا تعارف 42
- ☆ اکادمی کے اغراض و مقاصد 46
- ☆ اکادمی کی اسکیمیں 49
- ☆ اکادمی کے قواعد و ضوابط 66
- ☆ اکادمی کی کمیٹیاں اور ان کے اراکین 87
- ☆ اکادمی کے صدور 103
- ☆ اکادمی کے چیئر پرسن 104
- ☆ اکادمی کے وائس چیئر پرسن اور سیکریٹریز 105
- ☆ اکادمی کے اہم صدور، چیئر پرسن و اراکین 108

☆ باب سوم

- ☆ اتر پردیش اردو اکادمی کی تصنیفی و تدریسی اور دیگر خدمات
- ☆ (حصہ الف) اتر پردیش اردو اکادمی کی تصنیفی خدمات
- ☆ (ب) اتر پردیش اردو اکادمی کے تدریسی پروگرام
- ☆ (ج) تعلیمی وظائف اور انعامات کتب
- ☆ اکادمی سے شائع ہونے والی اردو کتابوں کا اجمالی جائزہ 146
- ☆ فہرست کتب 195
- ☆ اکادمی سے شائع شدہ اہم کتابوں کا عمومی جائزہ 195
- ☆ مالی معاونت سے شائع شدہ مسودات کا جائزہ 208
- ☆ اکادمی کے ذریعہ دی جانے والی مالی امداد کا جائزہ 219

☆ اکادمی سے مالی معاونت حاصل کرنے والے اتر پردیش کے کتب خانے 223

(ب) ☆ اکادمی کے تدریسی پروگرام 231

(ج)

☆ تعلیمی وظائف 238

☆ انعامات کتب فہرست انعام یافتگان 245

☆ باب چہارم

حصہ (الف)

اتر پردیش اردو اکادمی سے شائع ہونے والے رسائل و جرائد اور ان کا ادبی مقام 316

☆ اردو ماہنامہ 'خبرنامہ' 317

☆ اردو سہ ماہی 'اکادمی' 361

☆ اردو ماہنامہ 'باغیچہ' (بچوں کا رسالہ) 389

حصہ (ب)

اتر پردیش اردو اکادمی کے ذریعہ یا تعاون سے منعقد ہونے والی تمام ادبی کی سرگرمیوں کا جائزہ 393

☆ مشاعرہ، اسکی اہمیت و افادیت 394

☆ اکادمی کے مشاعروں کا جائزہ 398

☆ سیمینار، کانفرنس اور دیگر ادبی پروگراموں کا جائزہ 401

حصہ (ج)

☆ اتر پردیش اردو اکادمی اور ملک کی دیگر اردو اکادمیوں کا جائزہ 408

☆ ماہصل 434

☆ کتابیات 440

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

ہر طرح کی تعریف اس رب کائنات کے لیے ہے جو علیم اور بصیر ہے جس نے علم کی بنیاد پر انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور مجھے علم کی عظیم دولت سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ کا بے پناہ شکر ہے کہ میرا پی ایچ ڈی مقالہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔

نگران کار کے انتخاب کے وقت میں نے ڈاکٹر محمد کاشف صاحب سے درخواست کی کہ میں آپ کے زیر سرپرستی کام کرنے کی خواہش رکھتی ہوں تو انہوں نے اجازت دے دی۔ پھر موضوع کے انتخاب کا مرحلہ آیا تو میں نے ”اردو کے فروغ میں ضلع منو کے مدارس کا حصہ“ پر کام کرنے کی خواہش ظاہر کی اور یہ موضوع منظور بھی ہو گیا مگر اس کام میں کافی دشواریوں کا سامنا تھا۔ مکمل مواد کی فراہمی مشکل ہی نہیں ناممکن تھی۔ اردو زبان و ادب کی علمی اور ادبی حیثیت کو جن اداروں کی بدولت ترویج و ترقی فروغ اور استحکام حاصل ہوا ان اہم اداروں میں سے ایک اتر پردیش اردو اکادمی کا نام بھی بہت اہمیت رکھتا ہے اتر پردیش اردو اکادمی اردو زبان و ادب کی ترویج و ترقی، فروغ اور تحفظ و بقا کے لیے جولائی 1972 میں قائم کی گئی تھی۔ اس وقت اہم ادباء و شعراء اور مصنفین اس اکادمی سے جڑے تھے اور اس اکادمی کے اراکین میں شامل تھے۔ صوبہ میں اردو کی بقا و ترقی و ترقی کے لیے بالخصوص نایاب نادر نایاب کامیاب مسودوں اور کتابوں کی طباعت و اشاعت اور اردو کی تعلیم کے سلسلے میں اس اکادمی نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اب تک یعنی ۲۰۱۸ء تک ”اتر پردیش اردو اکادمی“ پر کوئی کام نہیں ہوا تھا۔ میرے نگران ڈاکٹر محمد کاشف صاحب نے ”اتر پردیش اردو اکادمی کی ادبی خدمات“ پر کام کرنے کا مشورہ دیا۔ موضوع کی اہمیت اور انفرادیت کی بنا پر مجھے اس پر کام کرنے کی اجازت مل گئی۔ سابق صدر شعبہ اردو پروفیسر مظفر علی

شہ میری (سابق شیخ الجامعہ - مولوی عبدالحق اردو یونیورسٹی کرنول، آندھرا پردیش) اور شعبہ کے دیگر اساتذہ کے مشورے اور منظوری کے بعد یہی میرے پی۔ ایچ۔ ڈی کا موضوع طے ہوا اور یوں اس کام کی ابتدا ہوئی۔ استاد محترم ڈاکٹر محمد کاشف صاحب نے موضوع کو مختلف ابواب میں تقسیم کرنے میں میری بھرپور رہنمائی کی اور ایک ایک باب کی تسوید کی گہرائی سے جانچ کی اور دوران تسوید مفید مشوروں سے نوازتے رہے۔۔ اس طرح میرا تحقیقی مقالہ ”اتر پردیش اردو اکادمی کی ادبی خدمات“ مکمل ہوا۔ اس مقالے میں شامل ابواب اس طرح ہے۔

باب اول ”اتر پردیش کا سیاسی و تاریخی پس منظر“ کے عنوان سے ہے۔ جسے دو ذیلی عنوان میں منقسم کیا گیا ہے۔ حصہ الف ”اتر پردیش کا سیاسی و تاریخی پس منظر“ اور حصہ ب ”اتر پردیش میں اردو زبان و ادب کا ارتقاء“ ہے۔ باب اول کے الف میں اتر پردیش کا سیاسی اور تاریخی پس منظر میں حکومت اودھ، نوابان اودھ (لکھنؤ)، انیسویں صدی کا اتر پردیش، موجودہ اتر پردیش کا جائزہ لیا گیا ہے۔ باب اول کے (ب) میں اتر پردیش میں اردو کا ارتقاء و آغاز، اتر پردیش میں اردو شاعری، مرثیہ نگاری، مثنوی نگاری، قصیدہ نگاری، اردو نثر نگاری، افسانہ نگاری کا احاطہ کیا گیا ہے۔

باب دوم ”اتر پردیش اردو اکادمی کا تعارف“ کے عنوان سے ہے۔ اس باب میں اکادمی کا تعارف، مونوگرام، اکادمی کے اغراض و مقاصد، اکادمی کی اسکیموں، اکادمی کے قواعد و ضوابط، اکادمی کی اہمیت، اکادمی کی کمیٹیاں و اراکین، اتر پردیش اردو اکادمی کا تعارف، اکادمی کا مونوگرام، اکادمی کے اغراض و مقاصد، اکادمی کی اسکیمیں، اکادمی کے قواعد و ضوابط، اکادمی کی کمیٹیاں اور ان کے اراکین، اکادمی کے صدور، اکادمی کے چیئر پرسن، اکادمی کے وائس چیئر پرسن اور سیکریٹریز اور اکادمی کے اہم صدور، چیئر پرسن و اراکین کا جائزہ لیا گیا ہے۔

باب سوم ”اتر پردیش اردو اکادمی کی تصنیفی و تدریسی اور دیگر خدمات“ کے عنوان سے ہے۔ اس باب کے (الف) میں اتر پردیش اردو اکادمی کی تصنیفی خدمات، حصہ (ب) میں اتر پردیش اردو

اکادمی کے تدریسی پروگرام اور حصہ (ج) میں تعلیمی وظائف اور انعامات کتب کے عنوان سے ہے۔
 حصہ (الف) میں اکادمی سے شائع ہونے والی اردو کتابوں کا اجمالی جائزہ، فہرست کتب،
 اکادمی سے شائع شدہ اہم کتابوں کا عمومی جائزہ، مالی معاونت سے شائع شدہ مسودات کا جائزہ، اکادمی
 کے ذریعے ادبی تنظیموں، دارالمطالعہ یعنی لائبریریوں، شعرا و ادباء کو دی جانے والی مالی معاونت کا جائزہ
 اور اکادمی سے مالی معاونت حاصل کرنے والے اتر پردیش کے کتب خانوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔

حصہ (ب) میں اکادمی کے تدریسی پروگرام کا جائزہ اور (ج) میں اکادمی کے اردو تعلیمی وظائف
 ، انعامات کتب اور اکادمی سے انعام حاصل کرنے والوں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

باب چہارم: اتر پردیش اردو اکادمی کے رسائل، ادبی سرگرمیوں اور دیگر اردو اکادمیوں کا جائزہ
 کے عنوان سے ہے۔ یہ باب تین ذیلی ابواب میں منقسم ہے۔ حصہ (الف) میں اتر پردیش اردو اکادمی
 سے شائع ہونے والے رسائل ’خبرنامہ‘، اکادمی، اور ’باغیچہ‘ کے ادبی مقام کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ حصہ
 (ب) میں اتر پردیش اردو اکادمی کے تعاون سے منعقد ہونے والی تمام ادبی سرگرمیوں کا جائزہ،
 مشاعروں، کانفرنسوں، اور سمپوزیم کا جائزہ، مشاعرہ، اسکی اہمیت و افادیت اور دیگر ادبی پروگراموں کا
 جائزہ لیا گیا ہے۔ حصہ (ج) میں اتر پردیش اردو اکادمی اور ملک کی دیگر اردو اکادمیوں کا جائزہ پیش
 کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آخر میں ماہصل اور کتابیات پیش کیا گیا ہے۔

میں سب سے پہلے اپنے نگران کار ڈاکٹر محمد کاشف صاحب کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتی ہوں۔
 جنہوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود میری ہر موقع پر بھرپور رہنمائی کی۔ استاد محترم کا رویہ میرے
 ساتھ ہمیشہ مشفقانہ رہا ہے۔ موضوع کے انتخاب سے مقالہ کے اختتام تک ہر موقع پر آپ نے میری
 بھرپور مدد کی۔ میں نے جب کبھی بھی ان سے رجوع کیا۔ انہوں نے اپنے قیمتی وقت کا زیادہ سے زیادہ
 حصہ دیا اور دوران تحقیق ہمیشہ اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے رہے۔ انہوں نے پوری آزادی دی۔ کبھی
 اپنی رائے کو مسلط کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود ہمیشہ بالکل دوستانہ اور ہمدرد

دانہ رویہ رکھا۔ تمام مطلوبہ مواد، کتب، لائبریریوں، اکادمیوں اور دیگر ضروریات تحقیق کے سلسلے میں بے حد شفقت اور محبت سے بھرپور رہنمائی کی۔ ہمیشہ ہر موڑ پر حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ ان کی سرپرستی میں بہت سی ایسی چیزوں سے واقفیت حاصل ہوئی جن سے اب تک میں نا آشنا تھی۔

میں اپنے شعبہ اردو، یونیورسٹی آف حیدرآباد کے تمام اساتذہ کرام، صدر شعبہ اردو پروفیسر فضل اللہ مکرم، ڈاکٹر عرشہ جبین، ڈاکٹر عبدالرب منظر، ڈاکٹر نشاط احمد، ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ، ڈاکٹر رئیس انصاری اور ڈاکٹر شری سین صاحبان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا اپنا فریضہ سمجھتی ہوں کہ ان کی دعائیں اور نیک تمنائیں میرے ساتھ ہمیشہ رہیں اور ان کے مفید مشورے میری رہنمائی کرتے رہے۔

میں اپنے استاد محترم سابق صدر شعبہ اردو (سابق شیخ الجامعہ مولوی عبدالحق اردو یونیورسٹی کرنول آندھرا پردیش) پروفیسر مظفر علی شہ میری کی بے حد ممنون و مشکور ہوں جنہوں نے میرے ایم۔ فل کے مقالے کے مکمل ہونے اور پی۔ ایچ۔ ڈی میں داخلہ کے بعد ہر طرح سے میری رہنمائی اور حوصلہ افزائی کیا۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے ان جیسی مایہ ناز ہستی کے سائے علم و حکمت میں ان دنوں پناہ ملی جب وہ یہاں سے جانے والے تھے۔ ایم فل کا مقالہ میں نے انہیں کی نگرانی میں مکمل کیا تھا۔

دوران تحقیق جن لوگوں نے مواد کی فراہمی میں میری مدد اور رہنمائی کی ان میں اتر پردیش اردو اکیڈمی کے سبھی اراکین نے مدد کی بالخصوص جناب ذبیح اللہ، ڈاکٹر محسن خان، ڈاکٹر سعید سنڈیلوی، ڈاکٹر محمد راشد خان اور ذیشان بھائی عرف شانو نے مواد کی فراہمی اور اکادمی سے متعلق جانکاری فراہم کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھا اور اکادمی کے سابق سپرنٹنڈنٹ محترم جناب احسن قدوائی صاحب کا ذکر نہ کرنا ان کے ساتھ انصافی ہوگی کہ انہوں نے موضوع سے متعلق ہر طرح کی ہر وقت مدد کی جن کے تعاون کے بغیر اس مقالہ کی تکمیل ناممکن تھی۔ انہوں نے اکادمی سے متعلق تمام طرح کی معلومات فراہم کرانے اور تمام شعبوں کے ذمہ داران اور ممبران سے ملانے اور انٹرویو کرانے میں بھرپور تعاون کیا۔ ہر موڑ پر تمام موضوعات کے متعلق معلومات فراہم کرانے میں ہمیشہ ساتھ رہے۔ دن ہو یا رات معلومات کی فراہمی

کے سلسلے میں کبھی رکاوٹ نہیں آنے دیا۔ وہ ہر ایک کے لیے ایسے ہی مددگار ہیں مگر میرے لیے وہ پوری چلتی پھرتی بولتی ہوئی اکادمی ہیں۔ صرف اتر پردیش اردو اکادمی ہی نہیں بلکہ ملک کی بہت سی دیگر اکادمیوں اور کتب خانوں، قدیم شخصیات اور رسالوں کے مدیران سے رابطہ کرانے میں بھی ان کا دست شفقت ہمیشہ ہی سایہ رحمت بن کر میرے ساتھ رہا۔ وہ ہر ایک کے لیے ایسے ہی مشفق، مہربان، ہمدرد، دوست، ہر ایک کی مدد کرنے والے ہیں۔ مقالے کی طوالت کے پیش نظر تفصیل ممکن نہیں۔ اپنے شعبہ کے سینیئر محمد خوشتر اور محبوب عالم کا شکریہ ادا کرتی ہوں جن کا تعاون مجھے کسی نہ کسی طرح ملتا رہا۔

اپنے والدین ماجدین کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں جنہوں نے تعلیم و تربیت کے زیور سے آراستہ و پیراستہ کیا، بھائی اور بہنوں کا شکریہ جن کی دعائیں اور نیک تمنائیں میرے ساتھ رہیں۔ خصوصاً چھوٹا بھائی اسامہ جو اپنی عمر اور اوقات سے بڑھ کر ہر موقع محل پر ساتھ رہا۔

آخر میں اپنے شوہر محمد حارث کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے جنہوں نے مواد کی فراہمی کے لیے انٹرویو سے لیکر مقالہ کی تکمیل تک ہر ممکنہ طور سے میری مدد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ساتھ ہی کمپوزنگ کی اہم ترین ذمہ داری کو بحسن و خوبی انجام دیا۔

اللہ وحدہ لا شریک کا بے پناہ شکر و احسان ہے کہ اس نے مجھے اس لائق بنایا اور ساتھ ہی بڑی مشفق و مہربان شخصیات کے زیر سایہ رکھا۔ شکریہ

مریم جمیلہ (ایم ایڈ، ایم فل اردو)

بنت اشفاق احمد (خراد)، منو

پی ایچ ڈی رجسٹریشن نمبر 16HUPU02

﴿باب اول﴾

اتر پردیش کا سیاسی و تاریخی پس منظر

اتر پردیش کا سیاسی و تاریخی پس منظر

صوبہ اتر پردیش کی تاریخ کو پانچ ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ قبل از تاریخ تا 600 ق م

۲۔ بدھ مت یعنی ہندو دور: 600 ق م تا 1700 ق م

۳۔ مسلم دور : 1200ء تا 1775ء

۴۔ برطانوی دور : 1775ء تا 1947ء

۵۔ موجودہ دور : 1947ء تا حال

مسلم دور (1200ء تا 1775ء)

سولہویں صدی میں بابر نے مغل حکومت کی بنیاد رکھی جو ہندوستان اور موجودہ افغانستان، پاکستان اور بنگلہ دیش پر مشتمل تھی۔ مغل دور حکومت میں اتر پردیش پوری حکومت کی دل کی سی حیثیت رکھتا تھا۔ مغلوں میں بابر اور ہمایوں نے آگرہ سے حکومت کی۔

1540ء میں افغان شیر شاہ سوری مغل بادشاہ ہمایوں کو ہرا کر تخت پر بیٹھا۔ شیر شاہ سوری اور اس کے بیٹے اسلام شاہ نے اپنا دار الخلافہ گوالیار سے اتر پردیش کو بنایا تھا۔ اسلام شاہ سوری کے انتقال کے بعد اس کا وزیر اعظم ہیمو حقیقتاً اتر پردیش، بہار، مدھیہ پردیش اور مغربی بنگال کا حکمراں بنا اور پرانے قلعہ دہلی میں وکر ماتئیہ کا لقب اختیار کیا۔ ہیمو پانی پت کی دوسری لڑائی میں مارا گیا۔ اس کے بعد اتر پردیش شہنشاہ اکبر کی حکومت میں آ گیا۔ اکبر نے آگرہ اور فتح پور سیکری سے حکومت کی۔ اٹھارہویں صدی میں مغلوں

کے زوال کے بعد مراٹھا حکمرانوں نے اتر پردیش پر قبضہ کیا جس سے روہیل کھنڈ سے روہلیوں کا قبضہ ختم ہو گیا۔ (۱)

سلطنت مغلیہ کا قیام اور اقتدار برصغیر میں مسلمانوں کی حکومت کا نقطہ عروج تھا جس کے بعد انتشار، زوال اور انحطاط کا دور شروع ہو جاتا ہے اس کے آثار مغل اعظم اکبر کے زمانے سے ہی ظاہر ہو چکے تھے جب مسلمانوں کی مخالف قوتوں کو مختلف سیاسی اسباب کی بناء پر آہستہ آہستہ تقویت حاصل ہونے لگی تھی تب بندیل کھنڈ، راجپوتانہ، مارواڑ، مالوہ اور دوسرے علاقوں میں بغاوتیں ہو رہی تھیں۔ آگرہ، بھرت پور، دھولپور، اور گردونواح کے علاقوں میں جاٹوں کی سرکشی ایک مستقل عذاب بن گئی تھی اورنگ زیب کی ساری عمر ان ہنگاموں کا مقابلہ کرنے میں گزری لیکن اورنگ زیب کے انتقال ہوتے ہی ایک طوفان اٹھ پڑا۔

1707ء میں اورنگ زیب کا انتقال ہوا۔ وصیت کے مطابق سلطنت کے بیس صوبے اسکے تینوں بیٹوں، اعظم اور محمد کام بخش میں تقسیم کئے گئے تھے لیکن تینوں بھائی آپس میں لڑ پڑے۔ پہلے معرکہ میں اعظم مارا گیا پھر محمد کام بخش مارا گیا اور اعظم بے شمار ساتھیوں کا خون بہا کر پانچ سال ہی کی حکومت کے بعد 18 فروری 1716ء میں انتقال کر گیا۔ وفات کی خبر سنتے ہی شاہی لشکر میں ابتری پھیل گئی۔ ادھر بادشاہ کے چاروں بیٹوں میں حصہ کے لئے تلوار نکل پڑی۔ بادشاہ کے تین بیٹے مارے گئے اور چوتھا بیٹا جہاں دار شاہ 1720ء میں سلطنت مغلیہ کا وارث بنا۔

اسی عہد سے سیاسی اور تہذیبی زوال کی وہ شدت نظر آتی ہے جس کی انتہا محمد شاہ رنگیلے کے زمانے میں ملتی ہے۔ جہاں دار شاہ زیادہ دن تک ٹھہر نہ سکا تھا کہ ایک سال کے اندر اس کے بھائی عظیم الشان کے دوسرے بیٹے فرخ سیر نے 1713ء میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوا کر سکھ جاری کیا۔ سادات بارہہ کی تائید سے بالآخر فرخ سیر نے فتح پائی۔ جہاں دار شاہ لال کنور کے ساتھ بھاگا مگر دونوں گرفتار کئے گئے اور تین ہفتے قید میں گذرے تھے کہ فرخ سیر کی دستخط خاص سے اس کا آخری فیصلہ کرنے کا حکم صادر ہوا۔ جہاں

دارشاہ کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا گیا اور ایک مغل سپاہی نے اس کی ہڈیاں توڑ ڈالیں اور اس کی اور وزیر ذوالفقار کی لاش کو دلی دروازے کے میدان میں پھینک دیا گیا۔ اورنگ زیب کی وفات کے بعد چھ سال کے عرصہ میں یہ تیسرا خونی انقلاب تھا۔ فرخ سیر نے تیموری خاندان کے تخت کے تمام دعویداروں کو اندھا کر دیا جس میں اس کا دس سالہ بھائی بھی تھا۔ فرخ سیر ایک دن بھی چین سے بیٹھ نہیں پایا کیوں کہ اس نے سلطنت سادات بارہہ کی مدد سے حاصل کی تھی اس لئے اس کا زور تھا۔ انفرادی اور رقابت سے قطع نظر دربار میں مستقل جماعتیں ایک دوسرے کی حریف بن گئیں۔ ایک جماعت مغلوں کی جو سنی تھے اور ان کو انتظام حکومت میں بڑا دخل تھا۔ اسی طرح ایرانیوں، افغانوں کی ایک الگ جماعت تھی جو آہستہ آہستہ طاقت پکڑتی جا رہی تھی جس کا نتیجہ ایک روہیلہ ریاست کی صورت میں ظاہر ہوا۔ غرض بڑی افراتفری اور کشمکش کا زمانہ تھا۔ فرخ سیر سادات بارہہ سے خائف تھا۔ سیدوں نے فیصلہ کیا کہ فرخ سیر تخت کا اہل نہیں چنانچہ شاہی محل سے پکڑ کر گھسیٹے ہوئے دیوان خاص میں قطب الملک کے پاس لایا گیا اور قطب الملک کے حکم سے اندھا کرنے کے بعد قید کر دیا گیا جہاں وہ مر گیا۔

اب پھر جانشینی کا مسئلہ کھڑا ہوا۔ سیدوں نے رفیع الدرجات کو تخت پر بٹھایا جو صرف تیس مہینے اور چند دن بعد مر گیا اس کے بعد رفیع الدولہ کو تخت ملا لیکن زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہا۔ اس کے بعد 1719ء میں شہزادہ جہاں دارشاہ کے بیٹے روشن اختر کو تخت پر بٹھایا گیا یہی محمد شاہ ہے جسے مورخین نے رنگیلا کا خطاب دیا ہے۔ محمد شاہ نے خود تقریباً تیس سال حکومت کی۔ اس کی وفات ۱۶ اپریل 1748ء کو ہوئی۔ محمد شاہ کے بعد جو شہزادے تخت پر بٹھائے گئے وہ صرف نام کے بادشاہ تھے۔ محمد شاہ جاہل اور عیاش تھا سو جھ بوجھ سے بالکل محروم تھا اس اثناء میں 1729ء میں نادر شاہ نے حملہ کیا اور محمد شاہ کو ہرا کر دلی میں داخل ہوا۔ نادر کی فوج نے اتنا قتل عام کیا جس کی مثال نہیں ملتی۔ عوام اور خواص ذہنی انتشار، ہراسی اور مایوسی کا شکار ہوئے۔ دلی ایسی تباہ ہوئی کہ پھر شرمندہ تعبیر نہ ہوئی۔ ارباب فضل و کرم سر چھپانے اور پیٹ بھرنے کے لئے دلی کی محبوب گلیوں کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے اور دلی کا سہاگ لٹ کر

دوسرے شہروں اور ریاستوں بالخصوص لکھنؤ، فیض آباد، بارہ بنکی، شاجہاں پور، رام پور، گورکھپور، گونڈہ، وارانشی اور جون پور نے رونق پائی۔ انہی میں فیض آباد اور لکھنؤ شہر اور اودھ کا وہ صوبہ جسے موجودہ دور میں اتر پردیش کے نام سے جانا جاتا ہے جہاں کی شعر و شاعری اور اردو زبان و ادب کی محفلیں اور اردو کی ترقی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اور آج اتر پردیش میں تقریباً اردو داں طبقہ کی تعداد دو کروڑ ہے۔

نادر شاہ کے حملہ کے بعد 1857ء تک مغلیہ سلطنت محض نام کی رہ گئی تھی۔ احمد شاہ ابدالی نے 1761ء میں مرہٹوں کو ہرا کر مغل دشمن کا خاتمہ کر دیا لیکن اس سے مغلیہ حکومت کو کوئی فائدہ نہیں ہوا کیونکہ انگریزوں کی آمد ہو چکی تھی۔ 1757ء میں پلاسی کی جنگ نے انہیں عملاً سلطنت مغلیہ کا وارث بنادیا تھا۔ محمد شاہ کے عہد میں چند تورانیوں اور ایرانیوں نے مل کر سادات بارہہ کا زور توڑا اور انعام سے سرفراز ہوئے۔ انہی میں سید محمد امین نیشاپوری تھے جو پنج ہزاری کا منصب پا کر بعد میں نواب سعادت خاں برہان الملک بنے اور جنہوں نے اودھ حکومت کی بنیاد ڈالی جو اس ملک میں مشرقی تمدن کا آخری نمونہ تھی۔ جہاں دلی کی ویرانی کے بعد شعر و شاعری کی وہ محفل جمی جو رنگ قدیم کی بزم آخر تھی۔ (۲)

حکومت اودھ (اتر پردیش) کا آغاز اور نوابان اودھ:

مغلوں کی حکومت میں ہندوستان میں جو خوشحالی اور اطمینان تھا اس کی کشش ایران اور افغانستان سے ارباب فضل و کمال کشاں کشاں لئے چلی آتی تھی لیکن سیاسی زوال اور انتشار کے دور میں بھی ان بادشاہوں کی قدردانی کا سلسلہ بند نہ ہوتا تھا۔ شعراء، سخنور، ادیب، طبیب، مصور، موسیقار، علماء اور فضلاء اگر ایک جگہ سے بدل ہو کر نکلتے تو کئی دروازے ان کے لئے کھلے ہوتے تھے۔ یہی کشش تھی جو ایران سے سید محمد امین نیشاپوری کو بہادر شاہ کے عہد میں ہندوستان لائی۔ پہلے یہ گجرات کے صوبہ دار بلند خاں کی ملازمت میں داخل ہوئے پھر دلی پہنچ کر قطب الملک کے دیوان رتن چند کے وسیلہ سے شہزادوں کی جاگیروں کا ٹھیکہ لینا شروع کیا اور بالآخر اس توصل سے سعادت خاں کا خطاب اور ہنڈوں اور بیانہ کی فوجداری تک عروج پایا۔ اس وقت دلی میں سیاسی انتشار تھا سادات بارہہ عروج پر تھا اور لوگ ان کی طاقت

وخت گیری کے خلاف تھے دربار کی مختلف جماعتیں ان کو راستے سے ہٹانے کے لئے جن میں خاں دوراں، خواجہ عاصم، حیدر قلی خاں اور میر حیدر کاشغری وغیرہ شامل تھے، نے سید حسین علی خاں کو قتل کر کے لشکر کو لوٹ لیا۔ محمد شاہ نے بھی اس پر اطمینان کی سانس لی اور سب کو انعام دیا چنانچہ محمد امین سعادت خاں اب پنج ہزاری منصب دار ہو گئے پھر اکبر آباد کی صوبہ داری بھی ملی جہاں دو سال بعد اودھ کے صوبہ دار راجہ گردھر بہادر کے صوبہ دار مالوہ مقرر ہونے کے بعد ان کو اودھ کی صوبہ داری بھی مل گئی جس میں اس وقت پانچ حکومتیں یعنی اودھ، گورکھپور، بہرائچ اور خیر آباد وغیرہ شامل تھیں۔ اکبر آباد کی صوبہ داری چھن جانے کے بعد انہوں نے اودھ میں حکومت اودھ کی بنیاد ڈالی جو 125 سال سے بھی زیادہ عرصہ تک قائم رہی۔ (۳)

اودھ کے نوابان:

- ۱۔ سعادت خاں برہان الملک۔ محمد امین نیشاپوری ۱۷۲۴ء تا ۱۷۳۹ء
- ۲۔ دختر ابوالمنصور خاں صفدر جنگ ۱۷۳۹ء تا ۱۷۵۳ء
- ۳۔ شجاع الدولہ ۱۷۵۳ء تا ۱۷۵۷ء
- ۴۔ آصف الدولہ ۱۷۵۷ء تا ۱۷۶۹ء
- ۵۔ وزیر علی (صرف چار ماہ)
- ۶۔ سعادت علی خاں ۱۷۹۸ء تا ۱۸۱۴ء
- ۷۔ غازی الدین حیدر ۱۸۱۴ء تا ۱۸۲۷ء
- ۸۔ نصیر الدین حیدر ۱۸۲۷ء تا ۱۸۳۷ء
- ۹۔ محمد علی شاہ ۱۸۳۷ء تا ۱۸۴۲ء
- ۱۰۔ امجد علی شاہ ۱۸۴۲ء تا ۱۸۴۷ء
- ۱۱۔ واجد علی شاہ ۱۸۴۷ء تا ۱۸۵۶ء

اودھ کے پہلے نواب محمد امین سعادت خان برہان الملک کا کام اپنے صوبے کے انتظام کو سنبھالنا

تھا۔ بیسواڑہ، بلرام پور، تلوٹی، پرتاب گڑھ، گونڈہ اور رسول پور کے سرکش زمینداروں کا زور توڑنا مشکل تھا۔ لکھنؤ میں شیخ عبدالرحیم بجنوری کی اولاد جو شیخ زادے کہلاتی تھی کسی صوبہ دار کو نہیں مانتی تھی۔ انہوں نے اپنے محل کے دروازے میں ایک تلوار لٹکا رکھی تھی جو کوئی بھی صوبہ دار دلی سے آتا اس کو اس سے جھک کر ٹکنا پڑتا تھا۔ محمد امین لکھنؤ میں داخل ہوئے اور حکمت سے ان پر غالب آگئے اور ان کی تمکنت کی شان تلوار کو گرا دی۔ پھر سب شریکوں کو زیر کیا اور صوبہ اودھ کی سالانہ آمدنی کو اپنے حسن انتظام سے ستر لاکھ سے دو کروڑ تک پہنچایا اور ایک نیا دار الخلافہ یعنی اتر پردیش کا پہلا دار الخلافہ ایودھیا کے پاس گھاگراندی کے کنارے بنایا جس میں ایک خس پوش چھپر کا بنگلہ برہان الملک کا محل تھا سبھی امور سے فارغ ہونے پر اسی بنگلے میں قیام کرتے اسی تعلق سے اس بستی کا نام 'بنگلہ پڑ گیا جو آگے چل کر عہد صفدر جنگ میں فیض آباد کے نام سے موسوم ہوا۔ یہی اودھ یعنی اتر پردیش کا پہلا دار الخلافہ تھا۔

برہان الملک نے سوچا کہ شہنشاہ دلی کو اس کے حال پر چھوڑ کر اپنے اودھ کی فکر کرنا چاہیے اس لئے انہوں نے مرہٹوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ شکست پر نواب نے مرہٹوں سے معاہدہ کر لیا کہ وہ آئندہ اس کی ریاست کی طرف رخ نہ کریں گے اسی درمیان نادر شاہ کرنال تک آ پہنچا۔ برہان الملک کو مدد کے لئے بلایا گیا لیکن اس نے نادر شاہ کو اس بات پر راضی کر لیا کہ دلی جاؤ وہاں تم کو بیس کروڑ روپیے وغیرہ ملیں گے نادر شاہ دلی پہنچا تو اتنی رقم نہ ملی تو نادر شاہ نے برہان الملک پر سختی کی اس سے بچنے کے لئے برہان الملک زہر پی کر مر گیا۔

برہان الملک کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے والدہ داغستانی نے ریاض الشعراء میں ان کا یہ فارسی شعر نقل کیا ہے۔

زکدام رہ بیایم کہ خیشم تو درآیم

کہ بگرد چشم مست ہمہ سبزہ سیاہست

برہان الملک کے انتقال پر صفدر جنگ مسند نشین ہوئے اور برہان الملک کی بسائی ہوئی بستی

’بنگلہ‘ کا نام فیض آباد پڑا۔ صفدر جنگ کے بعد شجاع الدولہ وزیر ہوئے تو انہوں نے لکھنؤ بسایا تو فیض آباد پر خزاں آگئی پھر بھی شجاع الدولہ سال میں دو تین بار فیض آباد ضرور قیام کرتے لیکن انگریزوں سے معاہدہ اور نواب احمد خاں بنگش کے مشورہ پر لکھنؤ کی جگہ پر پھر فیض آباد میں قیام کیا ان کے دم سے فیض آباد ایک مضبوط شہر بن گیا۔ بستی کو ایسی رونق ملی کہ دوسری دلی معلوم ہونے لگی۔

ارباب علم و کمال ڈھاکہ، بنگلہ، گجرات، مالوہ، حیدر آباد، شاہجہاں آباد، لاہور، پشاور، کابل، کشمیر اور ملتان ہر طرف سے چلے آتے تھے۔ فیض آباد کی یہ رونق اور آبادی آصف الدولہ کے ذریعہ فیض آباد کو اجاڑ کر لکھنؤ بسانے سے قائم نہ رہ سکی۔ شجاع الدولہ کے عہد تک جب تک بہو بیگم زندہ رہیں فیض آباد کو اجڑنے نہیں دیا لیکن ان کی وفات کے ساتھ ہی یہ چمن فیض آباد ویران ہو گیا اور یہاں کی رونق لکھنؤ چلی گئی۔

شاہ اکبر کے دور سے ہی اودھ ایک مستقل صوبہ اور لکھنؤ اس کا دار الخلافہ رہا ہے جس کے صوبہ دار شیخ عبدالرحیم تھے۔ عہد شاہجہانی میں لکھنؤ اور اودھ کے صوبہ دار علی قلی خاں تھے۔ محمد شاہ رنگیلے کے عہد میں یہاں کا صوبہ دار گردھانا تھا۔ (۴)

انیسویں صدی کا اتر پردیش:

1803ء میں انگریزوں اور مراٹھوں کی دوسری جنگ کے بعد جب برطانیہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے مراٹھا راجا کو ہرایا تو بہت سا علاقہ برطانیہ حکومت کے تحت ہو گیا۔

اٹھارہویں صدی کے نصف دوم میں بنگال سے لے کر شمال تک کئی لڑائیاں ہوئیں جس کی وجہ سے برطانیہ ایسٹ انڈیا کمپنی کا ہندوستان کے مختلف علاقوں پر قبضہ ہو گیا۔ جمیر اور جے پور حکومتوں کو شمالی ٹیریٹری میں ملا دیا گیا جس کا نام North Western Provinces of Agra (NWPA) رکھا گیا۔ اگرچہ آگے چل کر اتر پردیش ہندوستان کا سب سے بڑا پانچواں صوبہ بنا لیکن برطانیہ حکومت میں NWPA سب سے چھوٹا صوبہ تھا۔ اتر پردیش کا دار الخلافہ دوبار آگرہ اور الہ آباد

کے درمیان منتقل ہوا۔ برطانیہ حکومت سے بے اطمینانی کی وجہ سے شمالی ہندوستان میں بغاوتیں ہوئیں۔ بنگال رتجیمنٹ کے سپاہیوں میں خاص کر منگل پانڈے (جو اتر پردیش کے بلیا ضلع کے باشندہ تھے) نے میرٹھ کینٹ سے بغاوت کر دیا۔ اس بغاوت کا نام 1857ء کی بغاوت ہند پڑا۔ بغاوت کے ناکام ہونے کے بعد برطانیہ حکومت نے زیادہ بغاوتی علاقوں کو انتظامیہ کی بنیاد پر بانٹنا چاہا۔ دلی علاقہ کو NWFP آگرہ سے نکال کر پنجاب میں ملایا گیا، جمیر اور مارواڑ کو راجپوتانہ میں شامل کر دیا گیا اور اودھ کو ایک صوبہ بنادیا گیا۔ اس نئے صوبہ کو یکم اپریل 1937ء کو North Western United Provinces of Agra and Oudh کہا گیا جس کا نام 1902ء میں بدل کر United Provinces of Agra and Oudh ہوا۔ اسے عام طور سے United Provinces یعنی UP کہا جاتا تھا آگے چل کر 20 جنوری 1950ء کو اس کا نام اتر پردیش پڑا۔

1920ء میں اتر پردیش کا دار الخلافہ الہ آباد سے لکھنؤ منتقل ہو گیا تھا اور ہائی کورٹ الہ آباد میں برقرار رہا لیکن اس کی ایک بینچ لکھنؤ میں بھی قائم کی گئی الہ آباد آج بھی اتر پردیش کے انتظامیہ کے لئے ایک اہم جگہ ہے۔ اتر پردیش سیاحت کے لئے ایک اہم مرکز کے طور پر رہا ہے اور جدید ہندوستانی تاریخ میں آزادی کی لڑائی یہیں سے شروع ہوئی۔ (۵)

موجودہ اتر پردیش:

اتر پردیش آبادی کے لحاظ سے ہندوستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے جس کی کل آبادی ۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۱۹,۹۵,۸۱,۴۷۷ ہے اور رقبہ کے اعتبار سے ہندوستان کا چوتھا بڑا صوبہ ہے۔ جس کا کل رقبہ ۲,۳۶,۲۸۶ مربع کلومیٹر ہے۔ اتر پردیش انتظامی سہولت کے لئے ۱۸ منڈلوں، ۵۷ اضلاع، ۹۱۵ شہری باڈی، ۸,۱۳۵ نیائے پنچایت، ۱۳ میونسپل کارپوریشن، ۲۲۶ میونسپل بورڈ، ۹,۱۲۳ گرام سبھا، ۸۲۲ ترقیاتی بلاک، ۹۴۱، ۹۷ گاؤں، ۸۰,۰۰۰ پوسٹ آفس اور ۲,۸۸۵ ٹیلی فون ایکسچینج میں منقسم ہے۔ اتر پردیش ہندوستان کے شمالی حصہ میں واقع ہے اس کی سرحد شمال میں ملک نیپال، شمال مشرق میں

ہماچل پردیش، جنوب میں مدھیہ پردیش، مغرب میں ہریانہ، جنوب مغرب میں راجستھان اور پورب میں بہار سے ملتی ہے۔ صوبہ کا دار الخلافہ دریائے گومتی کے کنارے واقع لکھنؤ ہے۔

اتر پردیش کی مخصوص ندیاں گنگا اور جمنا الہ آباد میں ملتی ہیں ان کے ملن کو ہی سنگم کہا جاتا ہے جو کہ پوری دنیا میں مشہور ہے۔ اتر پردیش کی ایک اہم ندی گھاگرا ہے جس کے کنارے اتر پردیش کا پرانا دار الخلافہ فیض آباد واقع ہے اور گومتی ندی جس کے کنارے دار الخلافہ لکھنؤ اور جون پور مشہور بنام شیرازہ ہند بسا ہوا ہے۔

اتر پردیش ہندوستان کا لوک سبھانشت کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے یہاں سے ۸۰ ممبر آف پارلیامنٹ (لوک سبھا) اور ۳۱ ممبر آف پارلیامنٹ (راجیہ سبھا) کے نمائندے چنے جاتے ہیں اور یہاں کی صوبائی قانون ساز اسمبلی کے ممبران کی تعداد ۴۰۴ اور قانون ساز کونسل کے ممبران کی تعداد ۱۰۰ ہے۔ صوبہ اتر پردیش نے ہندوستان کو سات وزیر اعظم اور دو صدر جمہوریہ ہند دیئے ہیں۔ ۱۹۹۹ء میں اتر پردیش کے ۱۳ شمالی اضلاع کو صوبہ اتر کھنڈ بنانے کے لئے الگ کیا گیا اور ۹ نومبر ۲۰۰۰ء کو اتر کھنڈ وجود میں آیا۔ (۶)

اتر پردیش کے Premiers اور وزیر اعلیٰ:

Premiers کے United Provinces

- ۱۔ محمد احمد سید خان چھتاری ۳۱ اپریل ۱۹۳۷ء تا ۱۶ جولائی ۱۹۳۷ء
- ۲۔ گوند بلیمہ پنت ۱۷ جولائی ۱۹۳۷ء تا ۲ نومبر ۱۹۳۹ء
- ۳۔ گوند بلیمہ پنت ۱۱ اپریل ۱۹۴۶ء تا ۱۹۵۰ء

اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ:

- ۱۔ گوند بلیمہ پنت ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء تا ۲۰ مئی ۱۹۵۲ء

۲۰ مئی ۱۹۵۲ء تا ۲۷ دسمبر ۱۹۵۴ء	۲۔ گوند بلجھ پنت
۲۸ دسمبر ۱۹۵۴ء تا ۹ اپریل ۱۹۵۵ء	۳۔ سمپور نانند
۱۰ اپریل ۱۹۵۵ء تا ۶ دسمبر ۱۹۶۰ء	۴۔ سمپور نانند
۷ دسمبر ۱۹۶۰ء تا ۱۴ مارچ ۱۹۶۲ء	۵۔ چندر بھانو گپتا
۱۵ مارچ ۱۹۶۲ء تا ۱ اکتوبر ۱۹۶۳ء	۶۔ چندر بھانو گپتا
۲ اکتوبر ۱۹۶۳ء تا ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء	۷۔ سوچیتا کرپلائی (ہندوستان کی پہلی خاتون وزیر اعلیٰ)
۱۴ مارچ ۱۹۶۷ء تا ۲ اپریل ۱۹۶۷ء	۸۔ چندر بھانو گپتا
۳ اپریل ۱۹۶۷ء تا ۲۵ فروری ۱۹۶۸ء	۹۔ چرن سنگھ
۲۶ فروری ۱۹۶۹ء تا ۷ فروری ۱۹۷۰ء	۱۰۔ چندر بھانو گپتا
۱۸ فروری ۱۹۷۰ء تا ۱ اکتوبر ۱۹۷۰ء	۱۱۔ چودھری چرن سنگھ
۱۸ اکتوبر ۱۹۷۰ء تا ۳ اپریل ۱۹۷۱ء	۱۲۔ تر بھون نارائن سنگھ
۴ اپریل ۱۹۷۱ء تا ۱۲ جون ۱۹۷۳ء	۱۳۔ کملا پتی ترپاٹھی
۸ نومبر ۱۹۷۳ء تا ۴ مارچ ۱۹۷۴ء	۱۴۔ ہیموتی نندن بہو گنا
۵ مارچ ۱۹۷۴ء تا ۲۹ نومبر ۱۹۷۵ء	۱۵۔ ہیموتی نندن بہو گنا
جنوری ۱۹۷۶ء تا ۳۰ اپریل ۱۹۷۷ء	۱۶۔ نارائن دت تیواری
جون ۱۹۷۷ء تا ۲۷ فروری ۱۹۷۹ء	۱۷۔ رام نریش یادو
۲۸ فروری ۱۹۷۹ء تا ۱۷ فروری ۱۹۸۰ء	۱۸۔ بابو بنارسی داس
جون ۱۹۸۰ء تا ۱۸ جولائی ۱۹۸۲ء	۱۹۔ وشونا تھ پرتاب سنگھ
جولائی ۱۹۸۲ء تا ۰۲ اگست ۱۹۸۴ء	۲۰۔ سری پتی مشرا
۰۲ اگست ۱۹۸۴ء تا ۱۰ مارچ ۱۹۸۵ء	۲۱۔ نارائن دت تیواری

۲۲۔ نارائن دت تیواری	مارچ 1985 تا 24 ستمبر 1985
۲۳۔ ویر بہادر سنگھ	ستمبر 1985 تا 24 جون 1988
۲۴۔ نارائن دت تیواری	25 جون 1988 تا 05 دسمبر 1989
۲۵۔ ملائم سنگھ یادو	06 دسمبر 1989 تا 24 جون 1991
۲۶۔ کلیان سنگھ	جون 1991 تا 06 دسمبر 1992
۲۷۔ ملائم سنگھ یادو	دسمبر 1993 تا 03 جون 1995
۲۸۔ مایاوتی	جون 1995 تا 18 اکتوبر 1995
۲۹۔ مایاوتی	21 مارچ 1997 تا 21 ستمبر 1997
۳۰۔ کلیان سنگھ	ستمبر 1997 تا 22 نومبر 1999
۳۱۔ رام پرکاش گپتا	13 نومبر 1999 تا 28 اکتوبر 2000
۳۲۔ راج ناتھ سنگھ	اکتوبر 2000 تا 08 مارچ 2002
۳۳۔ مایاوتی	مئی 2002 تا 29 اگست 2003
۳۴۔ ملائم سنگھ یادو	29 اگست 2003 تا 13 مئی 2007
۳۵۔ مایاوتی	مئی 2007 تا 15 مارچ 2012
۳۶۔ اکھلیش یادو	۱۵ مارچ 2012 تا 19 مارچ 2017
۳۷۔ یوگی آدتیہ ناتھ	۱۹ مارچ 2017 تا ۲۵ مارچ ۲۰۲۲ء
۳۸۔ یوگی آدتیہ ناتھ	۲۵ مارچ ۲۰۲۲ء تا حال (۷)

اتر پردیش کے قومی اور تعلیمی ادارے:

اتر پردیش تعلیم کا ایک اہم مرکز ہے جہاں جدید اور عصری تعلیم کا معقول بندوبست ہے۔ یہاں چھ مرکزی یونیورسٹیاں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، بنارس ہندو یونیورسٹی، وارانسی، الہ آباد یونیورسٹی،

الہ آباد، ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر یونیورسٹی، لکھنؤ، راجیو گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی ایٹھی، رانی لکشمی بائی سینٹرل ایگریکلچر یونیورسٹی جھانسی ہیں۔ یہاں کی لکھنؤ یونیورسٹی (1921) سب سے قدیم اور مہاراجا سہیل دیو یونیورسٹی اعظم گڑھ (۵/ اگست ۲۰۱۹ء) سب سے جدید ہے۔ اس کے علاوہ جدید اور ٹکنیکل قومی اداروں میں آئی آئی ایم۔ لکھنؤ اور نوئیڈا، آئی آئی ٹی۔ کانپور، آئی آئی ٹی۔ بی ایچ یو وارانسی، آئی آئی ٹی۔ الہ آباد اور لکھنؤ، موتی لال نہرو نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف الہ آباد، سنجے گاندھی پوسٹ گریجویٹ انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنس، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف فیشن ٹکنالوجی۔ رائے بریلی، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف فارما سیوٹیکل ایجوکیشن اینڈ ریسرچ۔ رائے بریلی اور لکھنؤ، راجیو گاندھی انسٹی ٹیوٹ آف پٹرولیم ٹکنالوجی ایٹھی، فٹ ویئر ڈیزائن اینڈ ڈیولپمنٹ انسٹی ٹیوٹ نوئیڈا اور ایٹھی بہت اہم ہیں۔ (۸)

اتر پردیش میں ۸۵ یونیورسٹیاں ہیں جن میں مذکورہ بالا چھ مرکزی یونیورسٹیاں ۳۴ صوبائی ۳۵ پرائیوٹ اور 10 ڈیمنڈ یونیورسٹیاں ہیں۔ اتر پردیش کی واحد صوبائی اوپن یونیورسٹی اتر پردیش راجرشی ٹنڈن اوپن یونیورسٹی الہ آباد ہے اور مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدر آباد اور انگلش اینڈ فارن لینگویج سینٹرل یونیورسٹی حیدر آباد کے بھی سیٹلائٹ کیمپس لکھنؤ میں واقع ہے۔

اردو زبان و ادب کے فروغ کے لئے ادارے شعر و ادب لکھنؤ، انجمن ترقی یوپی اردو لکھنؤ اور آل انڈیا اردو رابطہ کمیٹی لکھنؤ وغیرہ سرگرم عمل ہے۔ ماضی قریب میں صوبہ اتر پردیش حکومت نے صوبے کے تقریباً ہر بیک اسکول میں ایک اردو استاد مقرر کیا ہے جہاں کم از کم پانچ طلباء و طالبات اردو پڑھنے والے ہیں۔ اردو پڑھنے والے طلباء کی تعداد 85 سے زیادہ ہونے پر ایک مزید اردو استاد کی تقرری کا نظم ہے۔ اردو اور اردو میڈیم سے تعلیم حاصل کرنے والے اردو داں طبقہ کو حکومت نے اردو ہی میں سرکاری کام کاج کرنے کے لئے اردو مترجم کم جو نیر کلرک کے عہدے پر تقرری دی ہے۔ اب تک پورے اتر پردیش میں 1994ء کے آس پاس سے لگ بھگ آج تک بیس ہزار سے زیادہ اردو اساتذہ کی تقرری کی جا چکی ہے۔ اس کے علاوہ صوبائی حکومت نے محکمہ پولیس میں تقریباً دو ہزار اردو مترجم کی تقرری کی ہے۔ (۹)

جدید اور عصری تعلیم کے شعبے اتر پردیش ہائر ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ، بیسک شکچا پریشدا اتر پردیش، یو پی ایس سی ای آر ٹی، مادھیمک شکچا پریشدا الہ آباد، یو پی بورڈ آف مدرسہ ایجوکیشن لکھنؤ، یو پی بورڈ آف سینڈری سنسکرت ایجوکیشن لکھنؤ اور اتر پردیش کے تمام اضلاع کے لئے ڈائٹس کے ساتھ ساتھ سروا شکچا ابھیان، راشٹریہ اچتر شکچا ابھیان اور راشٹریہ مادھیمک شکچا ابھیان کے ذریعہ جدید اور عصری تعلیم کو بڑھا دیا جا رہا ہے جو اپنے آپ میں ایک مثال ہے۔ (۱۰)

اتر پردیش میں اردو زبان و ادب کا ارتقاء

اردو زبان ہندوستان میں پیدا ہوئی اور یہیں پر ترقی کے منازل کو بھی طے کیا یہ واحد ایسی زبان ہے جو سب سے زیادہ اس ملک میں بولی جاتی ہے اور جہاں پورے طور سے نہیں بولی جاتی پھر بھی وہاں اس کے الفاظ بگڑی ہوئی شکل میں استعمال ہوتے ہیں۔ جب ان بگڑے ہوئے الفاظ کا مآخذ تلاش کرتے ہیں تو وہ اردو زبان ہی میں ملتے ہیں۔ اتر پردیش ہندوستان کا وہ واحد صوبہ ہے جہاں اردو زبان اور اس کے الفاظ کثرت سے بولے جاتے ہیں۔

اتر پردیش کے رامپور، مراد آباد، سنجل، امر وہہ، بجنور، مظفر نگر، لکھنؤ، مٹو، فیض آباد، جونپور، سنجل، الہ آباد، سیتاپور اور اعظم گڑھ وغیرہ اردو کے اہم مراکز ہیں۔ جہاں اردو زبان اپنی شکل میں یا بگڑے ہوئے الفاظ میں بولی جاتی ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اردو زبان کو سرکاری زبان کا درجہ کیوں نہیں مل سکا۔ اتر پردیش میں ملائم سنگھ یادو نے اپنے دور حکومت میں پرائمری اسکولوں میں اردو اساتذہ کی تقرری کر کے اردو زبان کو پھلنے پھولنے کا موقع فراہم کیا لیکن اس تقرری سے اردو زبان کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ پرائمری اسکول میں پڑھائی جانے والی اس زبان نے اردو کو کتنا فائدہ پہنچایا اس کا صحیح طور پر اندازہ لگایا جائے تو اس تقرری سے اردو زبان کو کوئی فائدہ نہیں ہوا اگر فائدہ ہوا ہوتا تو آج اردو اتر پردیش کی دوسری سرکاری زبان ہو سکتی تھی اس کا سبب یہ بھی ہے کہ ریاستی حکومت نے مرکزی

حکومت اور پارلیمنٹ میں اردو زبان کو سرکاری زبان بنانے کے لئے آواز نہیں اٹھائی۔ اردو زبان کی زبوں حالی کی جہاں یہ حکومتیں قصور وار ہیں اس سے زیادہ وہ اردو اساتذہ قصور وار ہیں جو اس کی روزی کھاتے ہیں اور صرف اور صرف اردو سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں اردو کے لئے کبھی انہوں نے مطالبہ نہیں کیا ان اساتذہ میں نوے فیصد ایسے اساتذہ ہیں جو صرف بلڈنگ فنڈ اور دوسرے فنڈ کی فکر میں لگے رہتے ہیں اور صرف دس فیصد اساتذہ ایسے ہیں جو طلباء کو اچھی طرح تعلیم دیتے ہیں۔ اتر پردیش میں ہزاروں کی تعداد میں اردو اساتذہ ہیں جو سرکاری پرائمری اسکولوں میں بحیثیت اردو استاد مقرر ہیں۔ یہ حضرات نہ تو اردو کا کوئی اخبار خریدتے ہیں اور نہ ہی اتر پردیش حکومت کے تعاون سے شائع ہونے والا کوئی ماہانہ رسالہ خریدتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ریاستی حکومتوں نے پرائمری اسکولوں میں تقرری کے لئے سخاوت کا مظاہرہ کیا اور ہائر ایجوکیشن کی تقرری میں کنجوسی کی اور اس طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ صحیح معنوں میں اگر ہائر ایجوکیشن کی طرف توجہ دی جاتی تو اردو کا مستقبل کچھ اور ہی ہوتا۔ اردو زبان جو آج تک زندہ ہے وہ عربی مدارس اور مکاتب کی دین ہے کیونکہ ان مدارس اور مکاتب میں جس معیار کی زبان پڑھائی جاتی ہے وہ تو ان پرائمری اساتذہ کی سمجھ سے بھی باہر ہے۔

مرکزی حکومت نے اردو زبان و ادب کے لئے بہت ساری اسکیمات قائم کیں۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے ڈائریکٹر پروفیسر خواجہ محمد اکرام الدین نے اردو زبان کو جدید تکنیک سے جوڑنے کے لئے کافی کوششیں کیں اور موبائل پر اردو زبان میں ترسیل و ابلاغ کی راہ ہموار کر دی۔ کمپیوٹر وغیرہ کی تعلیم تو دی جاتی ہے اتر پردیش میں اس طرح کا ادارہ صرف اتر پردیش اردو اکادمی ہے اور کوئی دوسرا ادارہ نظر نہیں آتا لیکن اردو اکادمی کی صورتحال اطمینان بخش نہیں ہے۔ اس کی شاخیں تمام اضلاع میں ہونی چاہیے۔

اتر پردیش حکومت کو چاہیے کہ ہائر ایجوکیشن میں اردو اساتذہ کی تقرری کے لئے ٹھوس اقدامات اٹھائے اور جن درسگاہوں میں اردو کے شعبے نہیں ہیں وہاں اردو کے شعبے قائم کرے اور جن یونیورسٹیوں

میں اردو اساتذہ کی خالی نشستیں موجود ہیں ان پر تقرری عمل میں لائے۔ (۱۱)

اتر پردیش میں اردو کی آغاز:

اردو زبان ہندو اسلامی تہذیب کا بہترین ثمر ہے۔ مسلمان فاتحین برصغیر میں آئے تو اپنے ساتھ عربی، فارسی اور ترکی زبانیں بھی لائے اس وقت برصغیر میں خاص و عام کی زبان سنسکرت عوام سے ناطہ توڑ چکی تھی لیکن مقامی طور پر ایسی بہت سی بولیاں رائج تھیں جنہیں اس علاقہ کے لوگ استعمال کرتے تھے۔ آریاؤں نے انہیں حقارت سے دیکھا لیکن مسلمانوں نے انہیں نہ صرف قبول کیا بلکہ سہارا بھی دیا اور نئے ذخیرہ الفاظ کی فطری شمولیت سے جدید دور کی ایک اہم زبان اردو وضع ہو گئی۔

اردو زبان کے رشتے اگرچہ برصغیر ہند کی قدیم مقامی بولیوں کے ساتھ وابستہ ہیں لیکن اسے باوقار ادبی زبان بنانے میں یہاں کے مسلمانوں نے اہم کردار ادا کیا اس زبان نے ابتدائی دور میں مسلمانوں کے ساتھ شمال یعنی لکھنؤ، رامپور، آگرہ اور دہلی سے جنوب کی جانب سفر کیا اور گجرات، دکن اور حیدرآباد تک پہنچ گئی پھر ولی کی زبان میں اس زبان کی واپسی کا سفر شروع ہوا تو دہلی، آگرہ، رامپور، فیض آباد اور لکھنؤ اس کے اہم مراکز قائم ہوئے۔

اورنگ زیب کی وفات کے بعد مغلوں کے داخلی انتشار نے پورے ملک کو زوال آمادہ کر دیا۔ پلاسی اور بکسر کی جنگ کے بعد انگریزوں نے بنگال، بہار اور اڑیسہ کی دیوانی حاصل کر لی اور شاہ عالم بادشاہ فاتحین کا حریف بن کر رہ گیا۔ 1784ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی منظوری سے ہندوستان میں انگریزوں کی حکمرانی کا دور شروع ہو گیا اس زمانے میں آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر پیدا ہوئے۔ ہندوستان میں لارڈ کارنوالس گورنر جنرل تھا جس سے ایک نئے سیاسی دور کا آغاز ہوا۔ اس دوران شیخ عبدالاحد سرہندی، سعد اللہ گلشن اور مرزا مظہر جان جاناں نے اردو علم و ادب میں نام پیدا کیا۔ ولی دکنی نے فارسی مضامین کو اردو قالب میں پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ درد، یقین اور تاباں جیسے شعراء پیدا ہوئے اور زبانوں کی کاپی لٹ کر جدید اردو کی بنیاد رکھی گئی۔

انیسویں صدی کے شروع میں مسلمان سیاسی طور پر زوال پذیر ہو چکے تھے حکومت پر انگریزوں کا قبضہ تھا۔ مغل بادشاہ کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ سرسید احمد کی تحریک 1831ء میں دم توڑ چکی تھی اور اودھ کا الحاق 1856ء میں مکمل کر لیا گیا تھا۔ (۱۲)

دلی کی بربادی سے لے کر 1947ء تک کا دور انگریزوں کی مکمل حکمرانی اور آزادی کی نئی تحریکوں کا دور تھا اس دور میں سرسید احمد خان، علامہ اقبال اور محمد علی جناح جیسی شخصیات پیدا ہوئیں۔ جنہوں نے شجر قومیت کی آبیاری کی۔ اردو زبان کی ابتداء کے بارے میں سرسید احمد کا خیال ہے کہ اردو کا ہیولیٰ خلجی سلاطین کے عہد میں تیار ہو گیا تھا لیکن اس ہیولے نے زبان کی شکل عہد شاہجہاں میں اختیار کی۔ ڈاکٹر وہائٹ برجٹ کے مطابق اردو زبان کی ابتداء شہنشاہ اکبر کے ہاتھ سے ہوئی۔ آگرہ اور دلی کے درمیانی اضلاع کی زبان مغربی ہندی کی ایک شاخ تھی جس کو برج بھاشا کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا جو موجودہ وقت میں اردو کے نام سے جانی جاتی ہے۔ (۱۳)

اتر پردیش میں اردو شاعری:

دلی میں دلی کے دیوان کی آمد سے اردو شاعری میں ایک نیا چشمہ پھوٹ نکلا تھا۔ مشاعروں اور ادبی محفلوں میں بعض فارسی شعراء نے ریختہ گو شاعروں کو مذاق بنانا شروع کر دیا اور یہ اردو زبان و ادب کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ خان آرزو نے جو پہلے فارسی کے مربی و معاون تھے ریختہ کے مشاعرے کرنا شروع کر دیئے اور اس دور کا مجدد خان آرزو کو قرار دیا گیا۔

سراج الدین علی خاں آرزو متوفی 1756ء کا وطن اکبر آباد تھا۔ محمد شاہ تخت نشین ہوا تو وہ دلی گئے جب حالات بگڑے تو خان آرزو لکھنؤ چلے آئے اور وہیں وفات پائی ان کے شاگردوں میں میر تقی میر، آبرو، یک رنگ، مضمون اور مخلص جیسے شعراء ہیں۔ ان کی شاعری کی چند مثالیں۔

داغ چھوٹا نہیں یہ کس کا لہو ہے قاتل

ہاتھ بھی دکھ گئے دامن تیرا دھوتے دھوتے

عبث دل بے کسی پر اپنی تو ہر وقت روتا ہے
نہ کر غم اے دیوانے عشق میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ (۱۴)

اٹھارویں صدی میں مغلیہ سلطنت کے بڑے بڑے صوبے خود مختار ہو گئے ان صوبوں میں اہم ترین اودھ (اتر پردیش) تھا۔ سعادت علی خان برہان الملک اور ابوالمصوٰر خاں صفدر جنگ کی وفات کے بعد آصف الدولہ نے اودھ کا دار الخلافہ فیض آباد سے لکھنؤ منتقل کیا۔ جس سے لکھنؤ کے سامنے دلی کی روشنیاں بھی مات پڑ گئیں اس دور میں جوار باب ادب دلی کو خیر آباد کہہ کر لکھنؤ آئے ان میں خان آرزو، جعفر علی حسرت۔ میر ضاحک، منت، فغاں، سودا، میر، سوز، مصحفی، انشاء، جرأت اور میر حسن وغیرہ بے حد اہم ہیں۔

اٹھارویں صدی کے ربع آخر میں جب لکھنؤ کو تہذیبی، ثقافتی اور ادبی دبستان کی حیثیت حاصل ہو گئی تو دلی کے ٹوٹے ہوئے ستارے یہاں کے آفتاب بن گئے۔ مشرق کی اس نئی تہذیبی شمع کو آصف الدولہ کے عہد میں روشنی ملنی شروع ہوئی۔ نواب سعادت علی خاں، غازی الدین حیدر، نصیر الدین حیدر، محمد علی شاہ، امجد علی شاہ اور واجد علی شاہ 1847 تا 1857ء کے عہد تک یہ اجالاکم ہوتا رہا اور واجد علی شاہ کی معزولی کے ساتھ 1856ء میں اس وقت بجھ گیا جب اودھ کو مملکت برطانیہ کے ساتھ ملحق کر دیا گیا۔ اس دور کے لکھنؤ میں نئے مزاج کو فروغ ملا۔ مرثیہ، مثنوی اور رباعی جدا گانہ زاویے پر پروان چڑھے۔ ڈرامے کی صنف کی باقاعدہ ابتداء ہوئی اور شاعری جو دلی میں فروغ فکر و خیال کا وسیلہ تھی لکھنؤ میں نزاکت اظہار کا نمونہ بن گئی اور شاہان اودھ کی سخن پروری سے لکھنؤ ایک دبستان کی حیثیت اختیار کر گیا (۱۵)

ممتاز شعراء اتر پردیش:

شرف الدین مضمون متوفی 1734ء اکبر آباد کے رہنے والے تھے جوانی میں شاہ جہاں آباد آئے۔ خان آرزو انہیں دانت گر جانے کی وجہ سے شاعر بے دانہ کہتے تھے۔ (۱۶)
میر سوز متوفی 1798ء لکھنؤ میں انہیں آصف الدولہ کی استادی کا شرف حاصل تھا۔

اشرف علی خاں فغاں نے 1754ء کے آخر میں دہلی چھوڑ دی اور انتقال فیض آباد میں ہوا۔ (۱۷)
مرزا رفیع محمد سودا متوفی 1781ء شاہجہاں آباد میں پیدا ہوئے۔ آصف الدولہ کے عہد میں لکھنؤ
گئے اور وہیں وفات پائی۔ (۱۸)

میر تقی میر متوفی 1810ء اکبر آباد میں پیدا ہوئے۔ آصف الدولہ کے بلاوے پر لکھنؤ گئے اور
لکھنؤ ہی میں انتقال ہوا۔ (۱۹)

شیخ حکیمی امان قلندر بخش جرات متوفی 1810ء کی پرورش فیض آباد میں ہوئی یہ حسرت کے شاگرد
تھے۔ (۲۰)

شیخ غلام ہمدانی مصحفی متوفی 1824ء وطن امر وہہ بعد میں لکھنؤ آ گئے ان کے شاگرد ضمیر، آتش،
رنکین، پروانہ اور خلیق وغیرہ جیسے اعلیٰ پیمانے کے شعراء ہیں۔ (۲۱)

انشاء اللہ خان انشاء متوفی 1818ء دبستان دہلی کے ممتاز شاعر تھے لیکن شہرت لکھنؤ سے
ملی۔ 1756ء کو مرشد آباد میں پیدا ہوئے۔ شاہ عالم کے دور میں دہلی سے لکھنؤ آئے۔ پہلے سلمان شکوہ،
پھر نواب سعادت علی خاں پھر غازی الدین حیدر کے دربار سے وابستہ ہوئے۔ (۲۲)

شیخ امام بخش ناسخ متوفی 1838-39ء دبستان لکھنؤ کے مصلح زبان تھے۔ حیدر آباد میں پیدا
ہوئے انہوں نے اردو کی صرف و نحو درست کی۔ (۲۳)

خواجه حیدر علی آتش متوفی 1846ء دبستان لکھنؤ کے بانیوں میں سے تھے۔ فیض آباد میں پیدا
ہوئے۔ (۲۴)

سعادت یار خان رنکین کورینختہ کا موجد کہا جاتا ہے۔ ان کی پیدائش 1756ء اور وفات 1835ء
میں ہوئی۔

شیخ بقاء اللہ بقاء متوفی 1791ء سودا اور میر سے چشمک کے باعث ہجو کی طرف نکل گئے۔
مرزا علی نقی محشر متوفی 1793ء

حیدر علی حیران متوفی 1797ء آصف الدولہ کا قصیدہ ان کی مشکل گوئی کی مثال ہے۔
مرزا جعفر علی حسرت متوفی 1802ء فطری شاعر تھے۔ ان کے شاگرد نواب محبت خاں، خواجہ حسن
اور جرأت ہیں۔

نواب سید محمد علی رند متوفی 1857ء
وزیر علی صبا متوفی 1857ء نے غزل میں جسمانی محبت کو اہمیت دی۔
مظفر علی اثیر متوفی 82-1881ء کا محبوب موضوع غم جاناں ہے۔
امداد علی بحر متوفی 1882ء بہت شیوہ خصال کی مدحت کرنے والے شاعر تھے۔
محمد رضا برقی نے واجد علی شاہ کی مشابہت اختیار کی۔
منیر شکوہ آبادی متوفی 1881ء اگرچہ رشک کے شاگرد تھے لیکن اسلوب زبان میں ناسخ کے
مقلد تھے۔

حاتم علی بیگ مہر متوفی 1879ء کو محبت غالب کی حیثیت سے زیادہ شہرت ملی۔ آغا، جوشرف واجد
علی شاہ کے سمدھی تھے۔

نواب آصف الدولہ اردو شاعری میں ان کا ایک دیوان یادگار ہے۔
نواب وزیر علی وزیر فرزند آصف الدولہ بھی شاعر تھے۔
نصیر الدین حیدر بادشاہ نے زیادہ تر ائمہ معصومین کی شان میں اشعار لکھے۔
اختر واجد علی شاہ نے غزل، مثنوی، قصیدہ اور مرثیہ میں دیوان مرتب کئے ان کی مثنوی ”حزن
اختر“ ہے۔

جرأت متوفی 1809ء کا خاندان دلی سے لکھنؤ پھر فیض آباد پہنچا۔ جعفر علی حسرت کے شاگرد
ہوئے جوانی میں نابینا ہو گئے تھے۔ (۲۵)

اتر پردیش کے چند اہم شعراء:

آثر لکھنؤی، نواب مرزا جعفر علی خاں، عزیز لکھنؤی، مولانا عبدالباری آسی، مرزا ذاکر حسین، ثاقب لکھنؤی، مولانا فضل الحسن حسرت موہانی، سید محمد حسن سالک لکھنؤی، سید سجاد ظہیر، سراج الحسن سراج لکھنؤی، محمد عمر، شوکت تھانوی، مولانا سید علی نقی صفی لکھنؤی، سید مقبول حسین ظریف، مرزا محمد ہادی عزیز لکھنؤی، اسرار الحق مجاز ردو لوی، سید جعفر حسین منظر لکھنؤی، مرزا واجد حسین یگانہ چنگیزی، جاں نثار حسین اختر، چودھری محمد اسلم، عباس علی خاں، بے خود فیض آبادی، حافظ جلیل حسن مانک پوری، خلیل الرحمن خلیف فیض آبادی، سید ریاض خیر آبادی، سید خلیل احمد، شمیم خیر آبادی، ریاست حسین شوق بہرائچی، عزیز احمد عزیز، مولوی عبدالحی مخلص، سید مہدی حسن مہدی، محمد وسیم انصاری، فضاء ابن فیضی، کیفی اعظمی، خلیل الرحمن اعظمی، سردار جعفری، اختر الایمان، ڈاکٹر بشیر بدر، پروفیسر ملک زادہ منظور، بیکل اتسائی، غلام ربانی تاباں، مجروح سلطان پوری، دامتق جونپوری، وسیم بریلوی، انور جلال پوری، ڈاکٹر ماجد دیوبندی، ڈاکٹر نواز دیوبندی اور انجم بارہ بنکوی وغیرہ جیسے بہت سے اہم شعراء ہیں جن کا نام شامل کرنا وقت کی قلت کے پیش نظر مقالہ کی طوالت کے اعتبار سے ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ (۲۶-۲۷)

اتر پردیش میں مرثیہ نگاری:

نواب شجاع الدولہ کے زمانے میں فیض آباد میں شیعہ مذہب کی تبلیغ و اشاعت جوش و خروش سے جاری تھی، مذہبی درسگاہیں قائم تھیں اس زمانے میں فیض آباد ایک مذہبی دارالعلوم کی حیثیت رکھتا تھا جہاں دور دراز سے طالب علم اور علماء تحصیل علم کے لیے آتے تھے ان علماء کی مذہبی نشر و اشاعت کا یہ اثر ہوا کہ فیض آباد میں عزاداری اور مرثیہ گوئی کو غیر معمولی حیثیت حاصل ہوئی جب شجاع الدولہ کا انتقال ہوا تو اس دن مجلسیں ہوئیں وہ دن ماتم کے لحاظ سے یوم عاشورہ سے کچھ کم نہ تھا۔ نتیجہ کے دن ان کے مقبرہ پر حسن رضا خاں کے اہتمام سے ایک اعلیٰ پائے کی مرثیہ خوانی ہوئی جس میں یکتائے روزگار مرثیہ گو شاعر مرزا محمد رضا نے بلند پایہ مرثیہ پڑھا بعد میں تمام عزاداروں کو کھانا کھلایا گیا۔ (۲۸)

فیض آباد کے جواہر علی خاں حسن مرثیہ سننے کے دلدادہ تھے اس طرح نوابان اودھ کے دور میں

اتر پردیش میں مرثیہ نے ترقی پائی۔

واجد علی شاہ کئی دیوان اور مثنویوں کے مصنف ہیں کم و بیش سیکڑوں کتابیں تصنیف کی ہیں سیکڑوں مرثیے اور سلام کہے ہیں اسی طرح دیگر مرثیہ نگاران اتر پردیش نے بہت اعلیٰ پائے کے مرثیے کہے ہیں۔ مرثیہ نگاری کے موجد انیس بھی سرزمین اتر پردیش سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کو مرثیہ کی دنیا کا بادشاہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ وہ عظیم ہستیاں ہیں جن سے تمام اردو داں طبقہ اچھی طرح واقف ہے۔

لکھنؤ کے اولین اہم مرثیہ نگار میاں سکندر، میر ضاحک، میر حسن، میر مستحسن خلیق، میر مظفر حسین ضمیر، مرزا جعفر علی فصیح، میر بر علی انیس، مرزا سلامت علی دبیر، مصحفی، افسوس، جرأت، میر، مہرباں، سودا، میر حیدری، مرزا پناہ علی بیگ افسردہ، مرزا گدا علی گدا، میر احسان علی احسان، ناظم، مرزا اکبر علی خاں مقبول اور میاں دلگیر مادھورام سہارن پوری آرزو، انوار عباس، احمد مہدی بیدل، تسنیم زیدی، سید محب الحسن رضوی ثمر، جوش ملیح آبادی، جعفر مہدی رودلووی رزم، سردار جعفری، لالتا پرشاد میرٹھی شاد، سید سجاد حسین شدید لکھنؤی، سید شمیم حیدر، شمیم کرہانی، ڈاکٹر سراج احمد علی سلطان پوری، سروش مچھلی شہری، میر حسن، میر بر علی انیس اور سودا وغیرہ جیسے اہم مرثیہ نگاران ہیں جنہوں نے مرثیہ نگاری کے میدان میں اپنا لوہا منوایا ہے۔ (۲۹)

اتر پردیش میں مثنوی نگاری:

دلی کے شعراء کی طرح لکھنؤ کے شعراء نے بھی اس صنف کی طرف توجہ کی لیکن میر حسن کی مثنویوں کی طرح لکھنؤ کے شعراء مثنوی تخلیق نہ کر سکے۔ ناسخ کی مثنوی ”سراج نامہ“، ”حدیث مفصل“ کا ترجمہ ہے۔ لکھنؤ میں متعدد مثنویاں لکھی گئیں جن میں لکھنؤی مزاج کی عکاسی ملتی ہے۔ قلندر بخش جرأت کی مثنویاں ”کارستان الفت“، ”عشق راجہ“ اور ”مثنوی سراپا“ ہیں ان کی مثنوی ”خولجہ حسن“ سب سے طویل ہے۔

اتر پردیش کے اہم ترین مثنوی نگار دیا شنکر نسیم متونی 1844ء میں جو آتش کے شاگرد تھے۔ مثنوی

”گلزار نسیم“ ان کی یادگار ہے۔ مصحفی کی مثنوی ”بحر المحبت“ اور میر کی مثنوی ”دریائے عشق“ ہے۔

ارشاد علی خاں قلق لکھنؤی متوفی 1882ء کی مثنوی ”طلسم الفت“ ہے۔ تصدق حسین مرزا شوق

متوفی 1871ء کی مثنوی ”زہر عشق“ ہے۔ منیر شکوہ آبادی متوفی 1880ء کی مثنوی ”معراج المضامین

“ اور ”حجاب زناں“ بہت اہم ہیں۔ (۳۰)

اتر پردیش میں قصیدہ نگاری:

قصیدہ اردو شاعری کی اہم صنف ہے۔ اگرچہ قصیدہ اصلاً عربی صنف ہے لیکن دوسرے اصناف

سخن کی طرح اردو میں قصیدہ گوئی کا آغاز فارسی کے زیر اثر ہوا۔ اردو شعراء نے فارسی قصیدہ نگاروں کے

اثرات قبول کئے اردو میں قصیدہ گوئی کا رواج دکنی شاعری سے ہوا۔ شمالی ہند کے اردو شاعروں نے قصیدہ

کا ادبی مرتبہ اور بلند کیا۔ سودا کے ہمعصروں کے علاوہ اتر پردیش کے اکثر و بیشتر اردو شاعروں نے بھی

قصیدہ نگاری کے میدان میں جو ہر دکھائے۔ خواہ یہ قصیدہ گوئی امراء کی مدح میں رہی ہو یا بزرگان دین کی

ثناء و صفت میں۔ (۳۱)

شمالی ہند میں اردو کا پہلا قصیدہ جو بادشاہ دلی کی مدح میں لکھا گیا وہ سودا ہی کا ہے۔ جو عالمگیر ثانی

کی مدح میں ہے جب سلطنت مغلیہ کا دیا ٹمٹما رہا تھا اس وقت دلی کی ادبی محفل منتقل ہو کر فرخ آباد، فیض

آباد اور لکھنؤ کے درباروں میں آ بسی، ادبی سرپرستی کے بغیر قصیدہ گوئی کو فروغ نہیں ہو سکتا اس دور میں

اتر پردیش سب سے بڑا ادبی مرکز بن گیا تھا۔ اس لئے شمالی ہند کی قصیدہ گوئی دلی کی نہیں بلکہ اتر پردیش کی

قصیدہ گوئی ہے۔

ابتدائی قصیدہ گو مثلاً سودا، میر، قائم اور حسرت وغیرہ کی نشوونما دلی میں ہوئی لیکن قصیدہ گو کی

حیثیت سے یہ لوگ فرخ آباد، فیض آباد اور لکھنؤ کے درباروں میں کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ سودا نے

چند قصائد دلی میں لکھے تھے لیکن ان کے بیشتر قصائد کے مدوحین اتر پردیش ہی کے امراء و وزراء ہیں۔

قصیدہ گوئی کے لیے دربار ہی نہیں علمی ماحول بھی ضروری ہے جہاں جہاں علماء فضلاء صوفیاء و صلحاء

نے محفل درس جمائی وہاں قصیدہ گوئی کا رواج ابھرنے لگا۔

اتر پردیش میں الہ آباد، فرخ آباد، ٹانڈہ، رامپور، لکھنؤ، فیض آباد وہ چند خاص مراکز تھے جہاں درباری اور جاگیردارانہ سرپرستی میں شعراء کے گروہ جمع ہوئے پھر خیر آباد، بگرام، کاکوری، سنڈیلہ، غازی پور، چریاکوٹ، محمد آباد، اعظم گڑھ، بنارس، جون پور، بدایوں، ایٹھی، بریلی، مراد آباد، امروہہ، شاہجہاں پور، سہارنپور، آگرہ اور ردولی وغیرہ میں علمی مجلسیں گرم رہتی تھیں۔ ان کی بدولت اتر پردیش میں قصیدہ گوئی کے کئی مراکز قائم ہوئے۔ (۳۲)

اتر پردیش کے عربی قصیدہ نویسوں نے علامہ میر عبد الجلیل بگرامی، آزاد بگرامی، فضل الحق خیر آبادی، مفتی اسماعیل لکھنؤی، مولانا عباس چریاکوٹی، مفتی محمد عباس لکھنؤی وغیرہ عربی شاعری پر قدرت رکھتے تھے۔ اردو قصیدہ نگاری بہت دنوں تک اگر حقیر و ناچیز نہیں تو فارسی سے فروتر ضرور سمجھی جاتی تھی آہستہ آہستہ عام قاری اور سامع اردو قصیدوں میں دلچسپی لینے لگے اور درباروں میں بھی اس کے قصیدے ہونے لگے تھے اس طرح اردو قصیدہ کا دائرہ پھیلتا گیا اور فارسی کا تنگ تر ہوتا گیا۔ شمالی ہند میں لکھنؤ اردو قصیدہ گوئی کا سب سے بڑا مرکز بنا۔

لکھنؤ کے علاوہ اتر پردیش کے دوسرے شہروں قصبوں میں بھی قصیدہ گو پھیلے ہوئے ہیں یہی نہیں بلکہ کرباں اور چریاکوٹ تک یہ سلسلہ چلا گیا ہے۔ درج ذیل علاقوں میں قصیدہ گو کی ایک بڑی تعداد موجود ہے جیسے جونپور، آگرہ، مچھلی شہر، علی نگر، سکندر آباد، ملیح آباد، خیر آباد، متھورا، قنوج اور بجنور وغیرہ۔ اتر پردیش کے قصیدہ گو میں سے سو کے قریب قصیدہ گو صرف لکھنؤ سے وابستہ رہے ہیں اس کے بعد بڑے مراکز جونپور، رامپور، کاکوری، الہ آباد اور بدایوں ہیں۔ (۳۳)

اتر پردیش کے ممتاز قصیدہ گو:

آبرو، بشن نارائن در لکھنؤی، خواجہ حیدر علی آتش، اسرار الحسن اثر بگرامی، نواب مرزا جعفر علی خاں لکھنؤی، مولوی سید محمد آبادی عاصمی، مولوی سید ظفر اہتم، احسان علی خان، احمد ابوذر، اختر حکیم اختر، واجد

علی شاہ، سید انور حسین آرزو، ارشاد حسین الہ آبادی، خواجہ اسد اللہ بنارس، مولوی محمد اسماعیل میرٹھی، امیر شاہ آشفق، سید علی اظہر، محمد عبدالعزیز اعجاز، میر شیر افسوس علی دہلوی، منشی دوار کا پرساد آف، سید اکبر حسین الہ آبادی، سید حسن لکھنوی، سید التجا حسین غازی پوری، گوپی ناتھ امن لکھنوی، تفضل حسین ادیب، میر شیر علی افسوس، سید انشاء اللہ خان انشاء، سید علی باقر، محمد عباس بیتاب، سید معصوم علی بیدل، سید مرزا تعشب، منشی ہر گوپال تفتہ، سید علی حسین خاں تمنا، ذاکر حسین ثاقب، یحییٰ، جرات، علی سکندر جگر مراد آبادی، بشیر حسن خاں جوش، میر غلام حسن، سید حیدر بخش حیدری، مرزا سلامت علی دبیر، رحمت علی ذکاء، غلام علی راسخ، احمد یوسف رسا، مرزا محمد ہادی رسوا، رنگیں، علی جواد زیدی، رتن لال سرشار، درگاہ سہائے سرور جہاں آبادی، مرزا محمد رفیع سودا، شبلی نعمانی، شوکت پنڈت، جگت موہن ناتھ شوق، مرزا اسد اللہ خاں غالب، فقیر محمد خان گویا، مرزا علی لطف، سید محمد محسن کاکوری، مصحفی، میر اورنوبت رائے نظر وغیرہ جیسے بہت سے اہم قصیدہ نگاران اتر پردیش ہیں جن کے نام کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں ان لوگوں نے اردو ادب کی دنیا میں بہترین کارہائے نمایاں انجام دیا ہے۔ (۳۴)

اتر پردیش کے اردو نثر نگار:

فقیر محمد خان گویا متوفی 1850ء شاعر بھی تھے لیکن انہیں شہرت ”دبستان حکمت“ سے ملی جو ”انوار سہیلی“ کا اردو ترجمہ ہے انشاء اللہ خان انشاء نے لکھنؤ کی داستان نگاری میں ایک اہم رول ادا کیا ہے انہوں نے رانی کیتکی اور کنوراودے بھان کی کہانی لکھی جس میں فارسی اور عربی کے الفاظ نہیں ہے ان کی کتاب دریائے لطافت فارسی زبان میں اردو صرف و نحو منطق و معنی اور اردو قواعد کی پہلی کتاب ہے۔ (۳۵)

اردو کے پہلے ڈرامہ نگار واجد علی شاہ ہیں انہوں نے ولی عہدی کے زمانے میں رادھا کنہیا کی داستان محبت پر مبنی ایک ناول لکھا 1843ء میں اسے ڈرامہ کی عملی صورت میں کھیلا گیا۔ اپنے عہد میں واجد علی شاہ نے مثنوی ”دریائے تعشب“ کی ڈرامائی تشکیل کی ایک اور رہس مثنوی ”فسانہ عشق“ تیار

کیا گیا۔ ”بحر الفت“ پر جس رہس کی بنیاد رکھی گئی تھی اس میں نثر کا استعمال کیا گیا اور یہ انقلابی تبدیلی تھی۔ سید آغا حسن امانت لکھنؤی لکھنؤ میں پیدا ہوئے انہوں نے ڈراما ”اندر سبھا“ 1853ء میں لکھا جو اسی سال اسٹیج بھی کیا گیا۔

روثق بنارسی متوفی 1886ء نے ”کال کا بھوگ“، ”چنبیلی“، ”گلاب اور میاں پسو“، ”بیوی کھٹل“ کے نام سے ڈرامے لکھے ان کے دوسرے ڈراموں میں ”لیلیٰ مجنوں“، ”پورن بھگت“، ”عاشق صادق“، ”فریب فتنہ“ اور ”ہیر رانجھا“ شامل ہے۔

طالب بنارسی متوفی 1922ء راسخ اور داغ کے شاگرد تھے۔ ”بلبل بیمار“، ”چمن عشق“، ”نگاہ غفلت“ اور ”کرشمہ قدرت“ وغیرہ کل پندرہ ڈرامے لکھے ہیں۔

احسن لکھنؤی متوفی 1935ء نے ”خون ناحق“، ”بزم فانی“، ”دلفروش“، ”بھول بھلیاں“ اور ”چندر راوی“ جیسے ممتاز ڈرامے لکھے۔

شوق قدوائی متوفی 1925ء نے ڈرامہ ”قاسم وزہرا“ لکھا۔ عبدالحلیم شرر نے ”شہید وفا“ اور ”میوہ تلخ“ میں معاشرتی مسائل پر اصلاحی زاویے سے ڈرامے لکھنے کی بنیاد ڈالی۔ (۳۶)

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ڈراما نگاری کے میدان میں بھی اتر پردیش ابتداء سے ہی پیش پیش رہا ہے۔

اتر پردیش کے ناول نگار:

بیسویں صدی کی ابتداء میں اردو افسانے کو جتنی اہمیت ملی اتنی ناول کو نصیب نہیں ہوئی یہ اعزاز پریم چند کو حاصل ہے کہ انہوں نے متعدد ناول لکھ کر اس صنف نثر کو مضبوط بنیاد فراہم کر دی۔ اردو کو پہلا ناول ”مراۃ العروس“ عطا کرنے والے ڈپٹی نذیر احمد کا تعلق اتر پردیش کے ضلع بجنور سے ہے۔ سجاد ظہیر کا ناولٹ ”لندن کی ایک رات“ نئے سماجی شعور کی بیداری کا اطلاع نامہ ہے۔

عصمت چغتائی کا ناول ”ٹیرھی لکیر“، ”ضدی“، ”معصومہ“، ”عجیب آدمی“، ”ایک قطرہ خون“

اور ”سودائی“ بہت اہم ہیں جن کے ذریعہ انہوں نے معاشرتی مسائل کی عکاسی کی ہے
 قراۃ العین حیدر کا ناول ”آگ کا دریا“، ”آخری شب کے ہمسفر“، ”چاندنی بیگم“ مشہور زمانہ ہے۔
 اپندر ناتھ اشک کا ناول ”ستاروں کا کھیل“ ہے۔
 عزیز احمد متوفی 1978ء کی ”نمود ہوس“، ”مرمر اور خون“ جیسے رومانی ناول سے ہوئی تھی لیکن
 شہرت ”گریز“ سے ملی۔ (۳۷)

عظیم بیگ چغتائی، نسیم حجازی، راجندر سنگھ بیدی، محمد احسن فاروقی، حیات اللہ انصاری، خواجہ احمد
 عباس، شوکت صدیقی، خدیجہ مستور، جمیلہ ہاشمی، انتظار حسین، بانو قدسیہ، قاری عبدالستار اور جیلانی بانو
 وغیرہ جیسے اور بہت سے اہم ناول نگار اتر پردیش میں پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے ناولوں کے ذریعہ اردو
 زبان و ادب کی دنیا میں بیش بہا اضافہ کیا ہے۔ (۳۸)

اتر پردیش کے افسانہ نگار:

برصغیر کی آزادی اپنے ساتھ فرقہ وارانہ فسادات کا نیا موضوع اپنے ساتھ لے کر آئی تھی۔ ایسے
 میں قراۃ العین حیدر، پریم چند، خواجہ احمد عباس، عصمت چغتائی اور احمد ندیم قاسمی نے اس موضوع کو سیاسی
 بصیرت اور معاشرتی آگاہی سے برتا اور ایسے افسانے لکھے جس سے انسانی بربریت تو سامنے آگئی لیکن
 درد کی تسکین نہ ہو سکی۔ منفی سیاست کی پیدا کردہ ہيجانی کیفیت ختم ہوئی تو سعادت حسن منٹو نے ”ٹوبہ ٹیک
 سنگھ“، حیات اللہ انصاری نے ”شکر گزار آنکھیں“، عزیز احمد نے ”کالی رات“، راجندر سنگھ بیدی نے
 ”لاجوتی“، صلاح الدین اکبر نے ”الہم اور سائے“، رامانند ساگر نے ”بھاگ ان بردہ فروشوں سے“ اور
 بلونت سنگھ نے ”پہلا پتھر“ جیسے افسانے لکھے۔ قراۃ العین حیدر نے ”ستاروں سے آگے“، ”شیشے کے گھر“
 جیسے افسانے لکھے، جلاوطن، ہاؤزنگ سوسائٹی، سیتا ہرن، چائے کے باغ، دلربا اور دوسرے متعدد طویل
 افسانے لکھے۔ اشفاق احمد، انتظار حسین، رام لعل، اے حمید، شوکت صدیقی، جوگیندر پال، خدیجہ مستور،
 ہاجرہ مسرور، ابراہیم جلیس، غلام الثقلین نقوی، ممتاز شیریں، جمیلہ ہاشمی، بانو قدسیہ، محمد حسن فاروقی، جیلانی

بانو، شکیلا اختر، قاضی عبدالستار اور عابد سہیل اور عصمت چغتائی وغیرہ اتر پردیش کے اہم افسانہ نگار ہیں جنہوں نے اردو ادب کی دنیا میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ (۳۹)

گیان پیٹھ انعام یافتہ گان:

گیان پیٹھ ایوارڈ ایک ہندوستانی ادبی انعام ہے جو سالانہ کسی بھی ادیب کی بہترین ادبی خدمات کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔ صوبہ اتر پردیش نے اردو ادب کو فراق گورکھپوری، قراۃ العین حیدر، علی سردار جعفری اور شہر یار جیسے عظیم گیان پیٹھ انعام یافتہ سخن ور دیا ہے جن کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

- ۱۔ فراق گورکھپوری کو 1969ء میں پانچواں گیان پیٹھ ایوارڈ ”گل نغمہ“ پر ملا۔
- ۲۔ قراۃ العین حیدر کو 1989ء میں پچیسواں گیان پیٹھ ایوارڈ ”آخر شب کے ہمسفر“ پر ملا۔
- ۳۔ علی سردار جعفری کو 1997ء میں تینسواں گیان پیٹھ ایوارڈ ملا جو بلرام پور اتر پردیش کے رہنے والے تھے۔
- ۴۔ کنورا خلاق محمد خان شہر یار کو 2008ء میں 44 واں گیان پیٹھ ایوارڈ ملا یہ بریلی اتر پردیش کے رہنے والے تھے۔

اس طرح اردو زبان و ادب کے سلسلے میں خواہ وہ نظم ہو یا نثر دونوں ہی میدانوں میں اتر پردیش کے ادباء و شعراء نے بہت اہم خدمات انجام دی ہیں جس سے اردو زبان و ادب کو بہت فروغ ملا ہے۔ (۴۰)

حکومت اتر پردیش کی جانب سے اردو زبان و ادب کی ترقی کے لئے کیے جانے والے اقدامات کو کامیاب بنانے میں اردو کے بلند پایہ فنکار دیب و شعراء نے بہت ہی اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہاں ہر دور میں اردو کو چاہنے والوں کی ایک کثیر تعداد رہی ہے۔ اتر پردیش کے چھوٹے چھوٹے شہروں میں گلی کوچوں میں جہاں تعلیم اور تعلم کا معیار تو بہت اعلیٰ نہیں رہا ہے لیکن اردو کے چاہنے والوں کی تعداد بہت ہی زیادہ رہی ہے اکثر غریب علاقوں کے گلی کوچوں سے بہت ہی کم تعلیم یافتہ مگر عمدہ شعراء حضرات ملتے ہیں

وجہ اردو سے ان کا لگاؤ ہے۔ حالانکہ نہ ہی ان کی معاشی حالت بہت اچھی ہوتی ہے اور نہ ہی ان کو سیکھنے کی خاص سہولیات میسر ہوتی ہیں لیکن ان کا ادبی ذوق کمال کا ہوتا ہے۔ بہت ہی افسوس ہوتا ہے جب کسی فن کار کا کلام مفلسی کی نذر ہو جاتا ہے اور سرمایہ کی کمی کی وجہ سے منظر عام پر نہیں آ پاتا۔ کچھ تو شعراء و ادباء کی وفات کے بعد کسی قدر دان کے ہاتھ لگ جاتا ہے تو دیر سے ہی صحیح اس کا حق ادا ہو جاتا ہے اور نہ جانے کتنے ایسے نسخے جو کسی کم ظرف کے ہاتھ لگ جاتے ہیں اور پھر کام کسی اور کا اور نام کسی اور کا ہوتا ہے۔

بہر حال اتر پردیش ابتداء سے ہی اردو زبان و ادب کا گہوارہ علم رہا ہے اگرچہ موجودہ دور انگریزی زبان اور فیشن کی اندھا دھند تقلید میں غرق ہے مگر وہ بھی اردو کے لبادے میں لپٹی ہوئی زبان اکثر جگہوں پر بولی جاتی ہے جس میں انگریزی کے الفاظ کی ملاوٹ کے ساتھ اردو بولی جاتی ہے۔ کچھ ہندی اور کچھ کچھ الفاظ دوسری زبانوں کے بھی ملا جلا کر بولی جانے لگی ہے مگر اردو کی چاشنی سے تر بتر رہتی ہے اور اردو کا وہ انداز وہ لہجہ آج بھی زندہ ہے جو اور کہیں نظر نہیں آتا۔

آج بھی اردو اتر پردیش خصوصاً لکھنؤ میں اپنی تمام تر رعنائی و حسن و جمال کے ساتھ زندہ ہے جس کا ثبوت صوبہ کے تمام مدارس، مکاتب، مساجد اور تعلیمی اداروں میں اردو کی تعلیم دیا جانا ہے۔ اگرچہ اردو کے ساتھ وہ برتاؤ نہیں کیا گیا ہے جس کی وہ حقدار تھی۔ افسوس کے موجودہ دور میں اردو جس ملک میں پیدا ہوئی، پلی بڑھی، جوان ہوئی آج وہیں سوتیلے سلوک کا شکار ہے۔ مگر آج بھی اس کی خوبصورتی سے کسی کو انکار نہیں۔ اس صوبے میں روزگار کی سطح پر اس میں بہت کمی آئی ہے مگر لوگوں کے دلوں پر راج کرنے والی زبان ہے۔ ملک بھر میں کہیں بھی اردو سے متعلق ذکر ہو بلاشبہ اتر پردیش کا تصور ابھرتا ہے۔

اس طرح اردو زبان و ادب کے سلسلے میں خواہ وہ نظم ہو یا نثر دونوں ہی میدانوں میں اتر پردیش کے ادباء و شعراء نے بہت اہم خدمات انجام دی ہیں جس سے اردو زبان و ادب کو بہت فروغ ملا۔

حوالہ جات

- ۱۔ Wikipedia
 - ۲۔ ”لکھنؤ کا دبستان شاعری“
 - ۳۔ ”لکھنؤ کا دبستان شاعری“
 - ۴۔ ”لکھنؤ کا دبستان شاعری“
 - ۵۔ Wikipedia
 - ۶۔ Wikipedia
 - ۷۔ Wikipedia
 - ۸۔ Wikipedia
 - ۹۔ ”خبرنامہ، اپریل۔ مئی 1995“
 - ۱۰۔ Wikipedia
 - ۱۱۔ انٹرنیٹ
 - ۱۲۔ ”اردو ادب کی مختصر تاریخ“
 - ۱۳۔ ”اردو ادب کی مختصر تاریخ“
 - ۱۴۔ ”اردو ادب کی مختصر تاریخ“
 - ۱۵۔ ”اردو ادب کی مختصر تاریخ“
 - ۱۶۔ ”اردو ادب کی مختصر تاریخ“
- از ابوللیث صدیقی، جلد اول، ص۔ ۱۷
- از ابوللیث صدیقی، جلد اول، ص۔ ۱۹
- از ابوللیث صدیقی، جلد اول، ص۔ ۲۱
- از یو پی اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔ ۲۲۔ ۷
- از ڈاکٹر انور سدید، ص۔ ۳۲۔ ۳۳
- از ڈاکٹر انور سدید، ص۔ ۳۸
- از ڈاکٹر انور سدید، ص۔ ۱۲۹
- از ڈاکٹر انور سدید، ص۔ ۱۷۵
- از ڈاکٹر انور سدید، ص۔ ۱۴۰

- ۱۷۔ 'اردو ادب کی مختصر تاریخ'، از ڈاکٹر انور سدید، ص۔ ۱۴۵
- ۱۸۔ 'اردو ادب کی مختصر تاریخ'، از ڈاکٹر انور سدید، ص۔ ۱۴۹
- ۱۹۔ 'اردو ادب کی مختصر تاریخ'، از ڈاکٹر انور سدید، ص۔ ۱۵۳
- ۲۰۔ 'اردو ادب کی مختصر تاریخ'، از ڈاکٹر انور سدید، ص۔ ۸-۱۰۷
- ۲۱۔ 'آب حیات'، از محمد حسین آزاد، ص۔ ۲۵۴
- ۲۲۔ 'آب حیات'، از محمد حسین آزاد، ص۔ ۲۰۹
- ۲۳۔ 'آب حیات'، از محمد حسین آزاد، ص۔ ۱۹۲-۲۲۰
- ۲۴۔ 'مقدمہ دیوان آتش'، از خلیل الرحمن اعظمی، ص۔ ۱۳۸
- ۲۵۔ 'اردو زبان کی مختصر تاریخ'، از ڈاکٹر انور سدید، ص۔ ۱۹۰-۱۸۵
- ۲۶۔ 'آپ۔ تذکرہ شعراء لکھنؤ'، از عرفان عباسی، ص۔ ۲
- ۲۷۔ 'آپ تھے'، از عرفان عباسی، ص۔ ۲-۳
- ۲۸۔ 'اردو ادب کی مختصر تاریخ'، از ڈاکٹر انور سدید، ص۔ ۱۳۰
- ۲۹۔ 'اودھ میں اردو مرثیہ کا ارتقاء'، از ڈاکٹر حیدری کاشمیری، ص۔ ۱۹۶
- ۳۰۔ 'اردو ادب کی مختصر تاریخ'، از ڈاکٹر انور سدید، ص۔ ۲۰۳
- ۳۱۔ 'قصیدہ نگاران اتر پردیش'، از علی جواد زیدی، ص۔ ۵
- ۳۲۔ 'قصیدہ نگاران اتر پردیش'، از علی جواد زیدی، ص۔ ۴۷-۴۶
- ۳۳۔ 'قصیدہ نگاران اتر پردیش'، از علی جواد زیدی، ص۔ ۵۰
- ۳۴۔ 'قصیدہ نگاران اتر پردیش'، از علی جواد زیدی، ص۔ ۳
- ۳۵۔ Wikipedia
- ۳۶۔ 'اردو ادب کی مختصر تاریخ'، از ڈاکٹر انور سدید، ص۔ ۹۷

- ۳۷۔ ”لکھنؤ کا شاہی اسٹیج“
از مسعود حسن رضوی ادیب، ص۔ ۹۷
- ۳۸۔ ”اردو ادب کی مختصر تاریخ“
از ڈاکٹر انور سدید، ص۔ ۱-۲
- ۳۹۔ ”اردو ادب کی مختصر تاریخ“
از ڈاکٹر انور سدید، ص۔ ۵۷-۶
- ۴۰۔ ”اردو ادب کی مختصر تاریخ“
از ڈاکٹر انور سدید، ص۔ ۵۷-۶

﴿باب دوم﴾

اتر پردیش اردو اکادمی کا تعارف

اتر پردیش اردو اکادمی کا تعارف

کسی بھی قوم کی ترقی کا راز اس کی تعلیم میں پوشیدہ ہوتا ہے اور یہی وہ ذریعہ ہے جس سے کوئی قوم اپنی شناخت اور وجود کو محفوظ کر سکتی ہے اور نسل در نسل منتقل کر سکتی ہے۔ صوبہ اتر پردیش عہد قدیم سے ہی علم و ادب، فکر اور فلسفہ، تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہا ہے یہاں کے ادباء و شعراء فنکار اور اداکاروں نے شروع سے ہی اپنے کارنامے انجام دیئے ہیں جن کی بدولت پوری دنیا میں صوبہ اتر پردیش کا بول بالا ہے۔ ایسا کونسا شعبہ ہے جہاں اس صوبہ نے اپنا چراغ روشن کیا ہو جب ہم پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانے سے ہی یہ اردو کا گہوارہ رہا ہے۔ مغلوں کے دور میں فارسی زبان دفتری زبان تھی اس کے بعد اردو نے یہاں کی ایک اہم زبان کا رتبہ حاصل کر لیا۔ صوبہ اتر پردیش کے ضلع جون پور کو اردو ادب کے گہوارہ علم کی وجہ سے شیرازہ ہند کے نام سے جانا جاتا ہے۔ صوبہ اتر پردیش سے متصل دہلی میں اردو زبان کا بول بالا تھا وہاں کے شعراء، ادباء اور مصنفین فارسی کے ساتھ اردو زبان میں بھی خط و کتابت اور شاعری کرتے تھے۔ دلی کے آنے کے بعد اردو زبان کو ایک نیا موڑ ملا لیکن بہادر شاہ ظفر کے زوال کے بعد دلی کی گلیاں سنسان ہو گئیں اور ادباء و شعراء دلی کو چھوڑ کر صوبہ اتر پردیش کے شہر فیض آباد، لکھنؤ، رامپور اور آگرہ وغیرہ میں آ بسے۔ اس طرح صوبہ اتر پردیش اردو زبان و ادب کا ایک اہم مرکز بن کر ابھرا۔ یہاں میر تقی میر، جوش ملیح آبادی، فیض احمد فیض، فراق گورکھپوری، اصغر گوندوی، مجنوں گورکھپوری، مجروح سلطان پوری، کیفی اعظمی، فضاء ابن فیضی، علی سردار جعفری، شہریار، قراۃ العین حیدر، خلیل الرحمن اعظمی، شمس الرحمن فاروقی، شبلی نعمانی، حسرت موہانی، سرور جہاں آبادی، رتن ناتھ سرشار، عبدالحلیم شرر اور مرزا اسد اللہ خاں غالب جیسے مشہور ادباء و شعراء پیدا ہوئے جن سے تمام اردو داں طبقہ

بخوبی واقف ہے۔ موجودہ دور میں بھی ریاست کے ادباء اور فنکار تحقیق و تنقید اور تخلیق کے شعبے میں اضافہ کر رہے ہیں۔

آبادی اور اردو بولنے والوں کی تعداد کے اعتبار سے ہندوستان کا سب سے بڑا صوبہ اتر پردیش جس کی دوسری سرکاری زبان کے طور پر وقت کے وزیر اعلیٰ ملائم سنگھ یادو نے اردو کو درجہ عطا کیا تھا لیکن ملک کے کچھ دشمن اس کے خلاف عدالت چلے گئے اور یہ معاملہ زیر سماعت ہے۔ چونکہ آزادی سے پہلے یہاں اردو بولنے والوں کی ایک بڑی تعداد ہے اور موجودہ دور میں اردو داں لوگوں کا ایک بہت بڑا طبقہ اتر پردیش میں بستا ہے جن کا ہر عمل اردو زبان کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اتر پردیش میں اردو کے فروغ کے لئے بہت سے سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کا اہتمام تو ہوا لیکن جو سہولیات درکار تھیں وہ مہیا نہ ہو سکیں اور اردو زبان و ادب کی ترقی رک گئی۔ لہذا ایک ایسے ادارے کی ضرورت محسوس کی گئی جو اردو زبان و ادب اور اردو داں کو نہ صرف زندہ رکھے بلکہ اس کے فروغ کے لئے بھی خدمات انجام دے۔ اتر پردیش اردو اکادمی کے پہلے سکریٹری جناب صباح الدین عمر کی رپورٹ کے مطابق جو انہوں نے ۱۵ جولائی ۱۹۷۲ء کو اکادمی کی کونسل کے جلسہ میں پیش کیا تھا اتر پردیش اردو اکادمی کا افتتاح ۱۸ دسمبر ۱۹۷۲ء کو ہوا۔ جس میں آپ لکھتے ہیں۔

’پنڈت کملا پتی ترپاٹھی وزیر اعلیٰ اتر پردیش نے ۱۸ دسمبر ۱۹۷۲ء کو کونسل ہاؤس کی ایک شاندار تقریب میں اتر پردیش اردو اکادمی کا افتتاح کیا تھا۔ اس اعلان کے محکمہ قومی یک جہتی کے اعلانیہ نمبر ۹/۲۱/۷۱ مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۷۲ء میں اتر پردیش اردو اکادمی کے ممبروں کے نام شائع کئے گئے اسی سرکاری اعلانیہ میں اکادمی کی مجلس انتظامیہ کے اراکین کے نام بھی دیئے گئے تھے۔ اس سے قبل اکادمی کا ایک دستور اساسی تیار کر لیا تھا اور یو پی سوسائٹی ایکٹ کے ماتحت اکادمی کو خود مختار ادارے کی حیثیت سے رجسٹرڈ بھی کر دیا گیا تھا۔ (۱)

اس مقصد کے لئے جناب صباح الدین عمر صاحب اپنا قیمتی وقت دیکر گھر کے ایک میز اور کرسی

کے ساتھ عمل پیرا ہو گئے اور یہیں سے اردو اکادمی کی شروعات ہوئی جو آگے چل کر ایک کرایہ کی عمارت میں اور ترقی کرتے ہوئے ذاتی عمارت میں باقاعدہ خدمات انجام دے رہی ہے۔ اردو زبان و ادب کی ترقی و فروغ کے لئے اردو میں ذہین طلباء اور طالبات کو وظائف دینے کے لئے، معمر و کمزور مصنفین و شعراء کو امداد پہنچانے اور نادر مطبوعات و مسودات کی طباعت و اشاعت کی غرض سے حکومت اتر پردیش نے جنوری 1972ء میں یو پی سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ نمبر 72-1971/26181-1 W.E.F.31.12.1991 کے تحت ہندوستان کی سب سے پہلی اور سب سے بڑی اتر پردیش اردو اکادمی کا قیام کیا جس کی پہلی بانی صدر محترمہ بیگم حامدہ حبیب اللہ تھیں۔ شروعاتی دور میں اکادمی کا دفتر 21 آر۔ کے۔ ٹنڈن روڈ بلرہ ہاؤس، قیصر باغ، لکھنؤ میں چلتا تھا۔

۱۹۷۲ء میں جب اکادمی کا قیام وزیر اعلیٰ شری کملاپتی ترپاٹھی کے ہاتھوں وزیراعظم اندرا گاندھی جی کے ایما پر کیا گیا۔ صدر اکادمی بیگم حامدہ حبیب اللہ کہتی ہیں کہ ”اردو زبان و ادب کی ہمہ جہت ترقی کا جو خاکہ تیار کیا گیا تھا اتر پردیش اردو اکادمی اس پر پوری اتری ہے۔ اس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ بعد میں ملک کی دوسری ریاستوں میں قائم ہونے والی اردو اکیڈمیوں نے ہمارے دستور العمل، ہماری مختلف اسکیموں اور ان کے لیے طے شدہ اور اصولوں و ضوابط کی روشنی میں اپنے لیے راہ عمل کا تعین کیا صفحہ ۲۱۔ ہ نمبر دو جلسہ تقسیم انعامات تقریر بیگم حامدہ حبیب اللہ اکادمی صدر نے اپنی تقریر میں یوں کہا کہ ۲۱ لاکھ روپے میں گومتی نگر میں اکادمی کی عمارت کے لیے ایک بڑا پلاٹ خریدا گیا۔ وزیر مالیات شری نارائن دت تیواری نے ۷۲-۱۹۷۱ء کا بجٹ پیش کرتے ہوئے دوسرے فیصلوں کا اعلان کیا۔ وہاں یہ بھی بتایا کہ حکومت اتر پردیش اردو کی ترقی کے لیے ایک اردو اکادمی کی تشکیل کرنے جا رہی ہے۔ پنڈت کملاپتی ترپاٹھی نے آٹھ دسمبر ۱۹۷۱ء کو اس اکادمی کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”اردو زبان سب کی زبان ہے یہ ہمارے صوبے میں پیدا ہوئی“

اکادمی کے لیے پانچ لاکھ ۱۰ ہزار کی رقم ۷۲-۱۹۷۱ء میں مختص کی گئی تھی۔

11 مئی 1988ء کو دہوتی کھنڈ گومتی نگر لکھنؤ میں نئی عمارت کا سنگ بنیاد وقت کے وزیر اعلیٰ ویر بہادر سنگھ نے رکھا اور عمارت کے لئے ایک کروڑ ایک لاکھ رقم مختص ہوئی۔ 24 سال بعد جنوری 1996ء میں اکادمی کا دفتر اپنی نئی ذاتی وسیع اور شاندار عمارت میں دہوتی کھنڈ، گومتی نگر، لکھنؤ میں منتقل ہوا۔ (۲-۳)

اکادمی کا مونو گرام:

اتر پردیش اردو اکادمی اتر پردیش حکومت کے تحت کام کرتی ہے۔ اکادمی کی جنرل باڈی کا صدر صوبہ کا وزیر اعلیٰ ہوتا ہے یا وہ کسی کو اپنے نمائندے کے طور پر کسی کو صدر مقرر کرتا ہے۔ چیرمین اور سکریٹری کا تقرر بھی وزیر اعلیٰ کے ذریعہ کیا جاتا ہے چونکہ اکادمی صوبائی حکومت کے تحت کام کرتی ہے اور صوبائی حکومت کے مونو گرام میں دو مچھلیوں کا جوڑا شامل ہے اس لئے اکادمی نے اس کو پیش نظر رکھ کر اور اردو کی شمع کو روشن کرنے کے نقطہ نظر سے اپنے مونو گرام میں دو مچھلیوں کے جوڑوں کے درمیان، کینڈل اسٹینڈ اور شمع کو شامل کیا ہے اور اکادمی کی سبھی سرگرمیوں کا آغاز شمع روشن کر کیا جاتا ہے۔ اودھ میں مچھلی کو نیک شگون سمجھا جاتا تھا خصوصاً چھلکے دار مچھلی جو کہ گوشت خور نہیں ہوتی اور یہ چھلکے والی مچھلی ہے جس کی لوگ بہت قدر کرتے ہیں۔ نواب برہان الملک جس مذہبی عقیدے کے ماننے والے تھے۔ اس کے ماننے والے صرف چھلکے دار مچھلی کو پسند کرتے تھے۔ نواب برہان الملک جنگ کے لئے لکھنؤ آنے کے دوران جب وہ کشتی سے ندی پار کر آ رہے تھے تو ایک مچھلی ان کی کشتی میں آپڑی اور وہ جنگ جیت گئے اس لئے اسے نیک شگون مان لیا۔ اور یہی نیک شگون کے طور پر نوابان اودھ کے درباروں، محلوں اور اودھ کے گلی، کوچوں اور دروازوں پر ہرڈیزائن میں ہر کپڑے چادر، برتن، محرابوں، کھڑکیوں اور کھمبوں پر بنائی جاتی تھی تب سے اب تک یہی سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ اسی مناسبت سے مچھلی کو اتر پردیش اور اردو اکادمی کے مونو گرام میں شامل کیا گیا ہے۔

اتر پردیش اردو اکادمی کے اغراض و مقاصد:

اتر پردیش اردو اکادمی ہندوستان کی پہلی اردو اکادمی ہے جس کا افتتاح ۱۸ دسمبر ۱۹۷۱ء کو اور باقاعدہ آغاز جنوری ۱۹۷۲ء کو ہوا تھا۔ اس اہم ادارے کے قیام کے بعد سے ہی یہ اکادمی مندرجہ ذیل مقاصد کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل رہی ہے ان ہی مقاصد سے اس کے دائرہ عمل کا تعین بھی ہوتا ہے۔ ’سکریٹری کی رپورٹ‘ ۱۵ جولائی ۱۹۷۲ء کے مطابق اتر پردیش اردو اکادمی کے آغاز کے وقت اکادمی کے اغراض و مقاصد درج ذیل تھے:-

- ۱۔ اردو زبان و ادب کا تحفظ، اس کی ہمت افزائی کرنا، اسے فروغ دینا۔
- ۲۔ اردو میں ادبی و علمی اہمیت کی طبع زاد یا مقبول عام تصانیف اور بچوں کی کتابوں کی ہمت افزائی کرنا اور انھیں شائع کرنا۔
- ۳۔ ادبی اور سائنسی تصانیف نیز دوسرے موضوعات سے متعلق ان تصانیف کے اردو ترجمے کا اہتمام کرنا جن کا اب تک اردو میں ترجمہ نہ ہوا ہو۔
- ۴۔ اردو میں حوالے کی کتابیں تیار کرنا اور شائع کرنا۔
- ۵۔ اردو کے قدیم شہ پاروں کی باقاعدہ ایڈیٹنگ کر کے ان کی اشاعت کرنا۔ ۶۔ اردو رسائل و کتب کی خریداری کے لئے کتب خانوں اور دارالمطالعوں کو مالی امداد دینا۔
- ۷۔ اردو تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو وظائف (درجہ پرائمری سے پی۔ ایچ۔ ڈی تک) دینا۔
- ۸۔ ہر گزشتہ سال میں شائع شدہ کتابوں پر مصنفین ادباء اور شعراء کی کتابوں پر انعامات دینا۔
- ۹۔ اتر پردیش کے اردو مصنفین کو مسودات کی طباعت کے لئے جزوی مالی امداد دینا۔
- ۱۰۔ اردو زبان کی تعلیم سے متعلق شکایات کی جانب حکومت کی توجہ مبذول کرانا۔
- ۱۱۔ اردو کے ممتاز ادیبوں، شاعروں اور دیگر دانشوروں کو لکچر کے لئے مدعو کرنا، دوسرے امور کے ساتھ عالمی رجحانات کے پس منظر اردو سے متعلق مسائل پر مذاکرات کی غرض سے سمینار،

سمپوزیم اور دوسرے ثقافتی تقریبات کا انعقاد وغیرہ۔

۱۲۔ اردو کے معمر معذور اور بیمار شعراء، ادباء اور صحافیوں کو ماہانہ یا یک مہینہ مالی امداد دینا۔

۱۳۔ اکادمی کا خاص مقصد اردو زبان کو عوام کے قریب لانا ہے۔

۱۴۔ اعلیٰ معیار کے اردو رسائل و جرائد کی شاعت کرنا۔

۱۵۔ اپنی سبھی مطبوعات / کتابوں اور رسائل کی فروخت کا اہتمام کرنا۔

۱۶۔ اکادمی کے لئے منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد حاصل کرنا۔

۱۷۔ ایسے جملہ کام اور اقدام کرنا جن سے مذکورہ بالا مقاصد کے فروغ کا امکان ہو (۴)

اتر پردیش اردو اکادمی کے انھیں اغراض و مقاصد سے اس کے دائرہ عمل کا تعین ہوتا ہے اکادمی

نے اپنے شروعاتی دور کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے دن رات محنت کی اور زیادہ تر مقاصد کو حاصل

بھی کر لیا ہے۔ موجودہ وقت ۲۰۲۲ء میں اتر پردیش اردو اکادمی کے چیرمین چودھری کیف الوری کے دور

کی نئی اتر پردیش اردو اکادمی کی اسکیمیں کے مطابق اکادمی کے مقاصد درج ذیل ہیں:

۱۔ اردو میں علمی و ادبی کتب کی اشاعت۔

۲۔ اردو رسائل و کتب کی خریداری کے لئے رجسٹرڈ کتب خانوں اور دارالمطالعوں کو مالی امداد دینا۔

۳۔ اردو تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو وظائف (درجہ پرائمری سے پی۔ ایچ۔ ڈی تک) دینا۔

۴۔ ہر گزشتہ سال میں شائع شدہ کتابوں پر مصنفین ادباء اور شعراء کی کتابوں پر انعامات دینا۔

۵۔ اتر پردیش کے اردو مصنفین کو مسودات کی طباعت کے لئے جزوی مالی امداد دینا۔

۶۔ اردو زبان کی تعلیم سے متعلق شکایات کی جانب حکومت کی توجہ مبذول کرانا۔

۷۔ اردو کے ممتاز ادیبوں، شاعروں اور دیگر دانشوروں کو لکچر کے لئے مدعو کرنا، سیمینار، سمپوزیم اور

دوسرے ثقافتی تقریبات کا انعقاد وغیرہ۔

۸۔ اردو کے معمر معذور اور بیمار شعراء، ادباء اور صحافیوں کو ماہانہ یا یک مہینہ مالی امداد دینا۔

۹۔ صوبے کے مختلف اضلاع میں اردو کوچنگ سینٹر کا قیام۔

۱۰۔ کتابت اسکول (کیلی گرافی)

۱۱۔ اتر پردیش اردو اکادمی ڈاکٹر شیمہ رضوی کمپیوٹر سینٹر۔

۱۲۔ اردو آئی اے ایس اسٹڈی سینٹر کا قیام

۱۳۔ اردو آڈیو ریم

۱۵۔ اکادمی مطبوعات کے فروغ کے لئے موبائل وین (ابھی اس پر کام شروع نہیں ہوا ہے)

اکادمی نے اردو زبان و ادب کی بقاء، ترویج اور تعلیمی مقاصد کو سامنے رکھ کر جو اغراض و مقاصد طے کیے ہیں وہ بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں۔ اردو میں بچوں کی ادبی کتب کی اشاعت، قدیم شہ پاروں کی ایڈیٹنگ کر کے ان کی اشاعت، مسودات کی طباعت اور اردو خبرنامہ، اکادمی اور بچوں کا ماہنامہ 'باغیچہ' کی اشاعت اردو ادب کو فروغ دینے کے لیے بہت ہی کارگر ہیں۔ اکادمی نے مالی امداد کے جو مقاصد طے کیے ہیں ان سے اردو لائبریریوں، مصنفین، شعراء، ادباء کے اندر دلچسپی اور اردو کو فروغ دینے میں اہم کردار کی نمائندگی ملتی ہے۔ اکادمی کے مقاصد اردو کتب کی خریداری کے لیے مالی امداد کے ذریعہ صوبہ کے دور دراز علاقوں تک اردو رسائل اور کتابوں کی فراہمی کی سہولت ہوئی ہے اور لوگوں کے اندر اردو سے دلچسپی پیدا ہوتی ہے اور دیگر حضرات کے اندر بھی اپنے علاقوں میں اردو لائبریریاں قائم کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اکادمی کی دوسری اسکیم مسودات کی طباعت پر مالی امداد سے ان ادباء و شعراء کو اپنے مسودہ کی طباعت میں سہولت ہوگی جو کسی مالی دشواری کی وجہ سے اس کی اشاعت نہیں کر سکتے تھے۔ اس طرح اکادمی کی مالی امداد کا مقصد اردو کے ادباء و شعراء کو ماہانہ امداد دیکر اکادمی اردو داں طبقہ کی نہ صرف قدر کرتی ہے بلکہ ان کی حوصلہ افزائی بھی کرتی ہے۔ اس سے ان لوگوں کے اندر جذبہ اور ہمت پیدا ہوتی ہے جو کسی بھی وجہ سے اردو کی خدمت کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ اردو تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کو وظائف، اردو کتب پر انعامات، مشاعروں اور سیمیناروں کا انعقاد سبھی کا تعلق اردو کے فروغ سے

ہے۔ تمام اقدامات سے اکادمی کے مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے اور اردو زبان کو عوام کے قریب لانے کے مقصد کو پورا کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اکادمی کے سبھی مقاصد کا تعلق راست بالراست اردو ادب کی ادبی خدمات سے ہے۔ اکادمی کے شروعاتی دور کے مقاصد میں ادبی اور سائنسی تصانیف کا اردو میں ترجمہ کرنا شامل تھا مگر موجودہ مقاصد میں نہ اردو ترجمہ شامل ہے اور نہ اس پر کام ہوا ہے۔ اکادمی کے آغاز کے مقاصد میں اردو میں حوالے کی کتابیں تیار کرنے کو موجودہ مقاصد میں شامل نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی اس پر اب تک کوئی کام ہوا ہے۔

اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ کی اسکیمیں

مندرجہ بالا اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنے آئین کے تحت اکادمی اپنی مجلس عام، مجلس انتظامیہ اور مجلس مشاورت کے ذریعہ لئے گئے فیصلوں کے مطابق مندرجہ ذیل اسکیموں پر عمل پیرا ہے۔

- ۱۔ اردو طلباء کو وظائف (درجہ چھ سے پی۔ ایچ۔ ڈی تک):
- ۲۔ اردو میں علمی و ادبی کتب کی اشاعت:
- ۳۔ کتب خانوں، دارالمطالعوں کو مالی امداد:
- ۴۔ مصنفین، ادباء اور شعراء کی شائع شدہ کتب پر انعامات:
- ۵۔ اتر پردیش کے مصنفین کو ان کے مسودات کی طباعت کے لئے جزوی مالی امداد:
- ۶۔ اردو کے معمر، معزور، بیمار شعراء، ادباء اور صحافیوں کو ماہانہ/یکمشت مالی امداد دینا:
- ۷۔ مرکزی اردو لائبریری:
- ۸۔ اردو کتابت اسکول:
- ۹۔ اردو کوچنگ اسکول:
- ۱۰۔ اتر پردیش اردو اکادمی ڈاکٹر شبہ رضوی اردو کمپیوٹر سینٹر

- ۱۱۔ اردو ٹائپ اسکول:
- ۱۲۔ سیلس ڈپو:
- ۱۳۔ سہ ماہی ”اکادمی“، ”خبرنامہ“ اور ”باغیچہ“ کی اشاعت:
- ۱۴۔ سیمینار، سمپوزیم اور مشاعرے:
- ۱۵۔ رفیق الملک ملائم سنگھ یادو اردو آئی۔ اے۔ ایس۔ اسٹڈی سینٹر:
- ۱۶۔ سیکشن رابطہ عامہ:
- ۱۷۔ اردو آڈیو ریم:
- ۱۸۔ اکادمی مطبوعات کے فروغ کے لئے موبائل وین:
- ۱۹۔ اردو میڈیا سینٹر (۵)

اکادمی کی اسکیمات کا مختصر تعارف

۱۔ اردو طلباء کو وظائف (درجہ چھ سے پی۔ ایچ۔ ڈی تک):

اس اسکیم کے تحت اکادمی اتر پردیش کے رجسٹرڈ اور تسلیم شدہ اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اردو بحیثیت ایک مضمون لے کر تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو پرائمری سے پی۔ ایچ۔ ڈی تک وظائف اپنے قواعد و ضوابط کے تحت امتیازی نمبر حاصل کرنے کی بنیاد پر دیتی ہے۔

اکادمی اپنے ضابطے کے تحت ان طلباء کو بھی وظائف دیتی ہے جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے مگر وہ اردو بطور ایک مضمون پڑھ رہے ہیں اس اسکیم سے اردو داں اور غیر اردو داں دونوں حلقوں میں اردو کے تئیں شوق پیدا ہوا ہے۔ اکادمی کے بنیادی مقاصد میں یہ بات بھی شامل ہے کہ تسلیم شدہ تعلیمی اداروں میں اردو پڑھنے والے طلباء اور طالبات کی حوصلہ افزائی و تہفہ کی شکل میں کی جائے۔ یہ وظائف اس لئے دیئے جاتے ہیں تاکہ طالب علموں میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں اردو تعلیم حاصل کرنے کا ذوق پیدا کیا

جاسکے۔ (۶)

۲۔ اردو میں علمی و ادبی کتب کی اشاعت:

اکادمی کی ایک پرکشش اور مقبول اسکیم اردو کتابوں کی اشاعت ہے اس اسکیم کے تحت ۱۹۸۰ء تک اکادمی کی مطبوعات کی تعداد صرف ۸ تھی۔ ۱۹۸۰ء میں اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ نے چوتھے عالمی کتاب میلہ پر گئی میدان نئی دہلی میں حصہ لیا تھا اور اپنے مطبوعات کی نمائش کی تھی۔ (۷)

اب تک ۵۳۷ سے زائد کتابیں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر مقبول خاص و عام ہو چکی ہیں اور خاص کر 1988ء میں مولانا آزاد سے متعلق بیسیوں کتابیں اکادمی نے شائع کی ہیں۔ اکادمی کی شائع شدہ کتابوں میں کلاسیکی ادب، اردو شعراء کے قدیم تذکرے، جدوجہد آزادی سے متعلق ادب اطفال، یونیورسٹی سطح کی نصابی کتب، لغات، فرہنگ لسانیات، تراجم اور دوسرے موضوعات سے متعلق کتابیں شامل ہیں اکادمی کا ایک بڑا کارنامہ اس اسکیم کے تحت ”الہلال“ کے عکسی ایڈیشن کی اشاعت ہے۔ اکادمی مطبوعات کی قیمتیں بہت کم رکھی جاتی ہیں تاکہ عام شائقین و طلباء اسے بہ آسانی خرید سکیں۔

۳۔ کتب خانوں / ردار المطالعوں کو مالی امداد:

اکادمی اردو زبان کو عوام تک پہنچانے کی غرض سے ریاست کے رجسٹرڈ عوامی کتب خانوں کو اردو کتابیں، رسائل اور اخبارات کی خریداری کے لئے سالانہ مالی امداد اپنے ضوابط کے تحت فراہم کرتی ہے۔ امداد کا نصف حصہ نقد اور بقیہ نصف کتابوں کی شکل میں دیا جاتا ہے اس طرح اردو کتب ریاست کے دور دراز علاقوں میں بھی دستیاب ہو جاتی ہیں جہاں اردو کا چلن کم تھا مگر اب شوق پیدا ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں مقررہ درخواست فارم اکادمی سے حاصل کئے جاسکتے ہیں ایسی سہولیات اکادمی میں ہی میسر ہیں۔

رجسٹرڈ عوامی کتب خانوں / ردار المطالعوں کو جنہیں قائم ہوئے کم از کم دو سال کا عرصہ ہو چکا ہو نیز ان ڈگری / پوسٹ گریجویٹ کالجوں کو جنہوں نے تعلیمی رواں سال میں پہلی مرتبہ بی۔ اے یا ایم۔ اے

سطح پر اردو سیکشن کھولے ہوں، اردو کتابیں، اخبارات و رسائل خریدنے کے لئے مالی امداد دیتی ہے۔

۴۔ مصنفین، ادباء اور شعراء کی شائع شدہ کتب پر انعامات:

اتر پردیش اردو اکادمی اپنے قیام کے وقت سے اردو کتابوں پر ان کے مصنفین کو انعامات دیتی آرہی تھی۔ شروع میں کل ہند پیمانے پر انعامات کی رقم تقسیم کی جاتی تھی لیکن مختلف ریاستوں میں اردو اکادمیوں کے قیام کے بعد قواعد و ضوابط میں تبدیلی کی گئی اور ۸۰ فیصد حصہ اتر پردیش کے اردو مصنفین کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔

اس اسکیم کے تحت ہر سال اردو مطبوعات پر ان کے مصنفین کو قواعد کے مطابق انعامات سے نوازا جاتا ہے ساتھ ہی کتابت کے لئے کاتب اور طباعت کے لئے پریس کو انعام بھی دیا جاتا ہے۔ مطبوعات کے علاوہ مندرجہ ذیل مخصوص انعامات بھی اکادمی منظور کرتی ہے۔

الف۔ مولانا ابوالکلام آزاد انعام۔

کل ہند پیمانے پر کسی ایک مصنف کو اس کی مجموعی ادبی خدمات کے اعتراف میں دیا جاتا ہے اس کے علاوہ مختلف مشہور شعراء و ادباء کے نام سے منسوب انعامات بھی دیئے جاتے ہیں۔

ب۔ مجموعی ادبی خدمات انعام: اس میں سات انعامات دیئے جاتے ہیں۔

۱۔ برائے شاعری ۲۔ برائے فکشن، ۳۔ مسعود حسن رضوی (برائے تحقیق)، ۴۔ احتشام حسین

انعام، ۵۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق انعام برائے فروغ اردو زبان و ادب ۶۔ برائے ادب اطفال،

۷۔ سائنس ترجمہ اور دیگر علوم

ج۔ ڈاکٹر صغرا مہدی انعام

د۔ امیر خسرو انعام

ہ۔ پریم چند انعام

و۔ پروفیسر محمد حسن انعام برائے تدریس

ز۔ منشی نول کشور انعام

ح۔ صحافت انعام

ط۔ صحافت انعام برائے نوجوان صحافی

ی۔ کتابت انعام

صوبہ کے دو بہترین مصنفین کو یہ انعام دیا جاتا ہے۔

ج۔ مولانا عبد الوحید صدیقی انعام

انعامات کے لئے کتابیں داخل کرنے کی آخری تاریخ ہر سال 15 جنوری ہوتی ہے۔

۵۔ اتر پردیش کے مصنفین کو ان کے مسودات کی طباعت کے لئے جزوی مالی

امداد:

اکادمی کی اس اسکیم کے تحت صوبہ کے مصنفین کو ان کے مسودات کی ۴۰۰ سے ۶۰۰ کاپیاں بذریعہ آفسیٹ طبع کرانے کے لئے اخراجات کی ۷۵ فیصد تک کی رقم اکادمی فراہم کرتی ہے یہ امداد ۷۵ فیصد سے زیادہ نہیں ہو سکتی تاکہ مصنفین کی تخلیقات بہ آسانی منظر عام پر آسکیں۔ تخمینہ فام اکادمی سے حاصل کرنے کی سہولت ہوتی ہے۔

۶۔ اردو کے معمر، معزور، بیمار شعراء، ادباء اور صحافیوں کو ماہانہ ریکمشت مالی

امداد دینا:

اکادمی کے اغراض و مقاصد میں یہ بھی شامل ہے کہ صوبہ کے ضرورتمند، معمر اور معذور اردو مصنفین، شعراء، صحافیوں اور کاتبوں کو ماہانہ امداد فراہم کی جاتی ہے ساتھ ہی ضرورت اور حالات کے تحت یکمشت مالی امداد بھی برائے علاج و معالجہ فراہم کی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے لئے ضروری ہے کہ انھوں نے اردو زبان و ادب یا صحافت و کتابت کے کسی شعبہ میں نمایاں خدمات انجام دی ہوں، ان کی

معاشی حالت ناقابل اطمینان ہونے کے ساتھ ان کی عمر ساٹھ سال سے تجاوز کر چکی ہو یا وہ جسمانی طور پر معذور ہو گئے ہوں یا بیمار ہوں اور ان کی ماہانہ آمدنی ۵۰۰۰ روپے ماہانہ سے زیادہ نہ ہو اکادمی ان کو ماہانہ ۲۰۰ روپے امداد دیتی ہے۔

۷۔ مرکزی اردو لائبریری:

اکادمی کی پہلی مجلس انتظامیہ کی پہلی میٹنگ ۳۰ جنوری ۱۹۷۲ء کو طے پایا کہ ایک اردو لائبریری قائم کی جائے جس کے لئے دس ہزار روپے مخصوص کر دیا جائے اور یہ بھی طے پایا کہ ایک اپیل کے ذریعہ تمام افراد سے درخواست کی جائے کہ وہ اس لائبریری کو اردو کتابیں عطیہ کے طور پر عنایت کریں۔

’اکادمی کے دو سال ۱۹۷۳ء نام سے خبرنامہ کے مطابق اکادمی نے لکھنؤ میں اردو کا ایک عظیم الشان کتب خانہ اور دارالمطالعہ قائم کرنے کا ایک منصوبہ بنایا ہے۔ ۱۹۷۴ء تک اکادمی کو اتنا بڑا مکان نہ مل سکا تھا کہ اس میں کتب خانہ اور دارالمطالعہ بھی کھولا جاسکے۔ اکادمی کا منصوبہ تھا کہ رفتہ رفتہ یہ کتب خانہ ہر طرح سے اتنا مکمل ہو جائے کہ وہ سارے برصغیر میں اردو کا سب سے عظیم الشان کتب خانہ اور دارالمطالعہ شمار کیا جاسکے۔ (۱-۷)

اکادمی کی مرکزی لائبریری کا افتتاح ۷ دسمبر ۱۹۷۸ء کو اس وقت کے وزیراعظم مرار جی دیسائی کے ہاتھوں ہوا۔ اس وقت اکادمی کے چیرمین پروفیسر محمد حسن اور صدر پروفیسر نور الحسن ہاشمی کے دور میں اکادمی کی مرکزی لائبریری میں مسعود حسن رضوی ادیب سیکشن 19 مئی 2001ء کو قائم ہوا جس کا افتتاح ڈاکٹر حمید اللہ بھٹ اس وقت کے ڈائریکٹر قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو دہلی کے ہاتھوں ہوا۔ اس سکشن میں زبردست ادبی اہمیت کی حامل بیش قیمتی نادر و نایاب کتابیں اور مخطوطے بھی شامل ہیں۔

اردو کی ترویج کے پیش نظر اکادمی عمارت کی دوسری منزل مرکزی اردو لائبریری کے لئے وقف ہے اس لائبریری میں پچپن ہزار سے زائد کتب، رسائل اور اہم و نادر مخطوطات و مسودات نیز انڈیا آفس لائبریری سے فراہم کردہ مائیکروفلمس موجود ہیں جن سے عام قارئین، طلباء اور ریسرچ اسکالرس استفادہ

کرتے ہیں۔ لائبریری کا ممبر بننے پر کتابیں گھر پر پڑھنے کے لئے جاری کی جاتی ہیں۔ ممبر شپ کے لئے فارم اکادمی سے حاصل کرنے کی سہولت دستیاب ہے۔ (۸)

۸۔ اردو کتابت اسکول:

کتابت کے فن کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر اور اردو کوروزی روٹی سے جوڑنے کی پالیسی کے مد نظر اکادمی میں کتابت اسکول یکم جولائی ۱۹۷۷ء قائم کیا گیا ہے۔ اتر پردیش اردو اکادمی کے تحت تین کتابت اسکول چل رہے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اردو کتابت اسکول و بھوتی کھنڈ گومتی نگر لکھنؤ۔

۲۔ اردو کتابت اسکول، آر۔ کے۔ ٹنڈن روڈ، بلہرہ ہاؤس، قیصر باغ، لکھنؤ۔

۳۔ خواتین کتابت اسکول، جمید یہ گرلز ڈگری کالج الہ آباد۔

کتابت کے فن کی اہمیت و افادیت اور اردو کوروزی روٹی سے جوڑنے کی پالیسی کے مد نظر اکادمی نے یکم جولائی ۱۹۷۷ء کو اکادمی کا پہلا کتابت اسکول اردو اکادمی کی نئی عمارت و بھوتی کھنڈ گومتی نگر لکھنؤ میں قائم کیا گیا۔ یہ کتابت اسکول اپنی خدمات انجام دے رہا ہے۔ دفتر اتر پردیش اردو اکادمی میں ۲۸، اگست ۲۰۰۰ء سے چل رہا ہے۔

ان اسکولوں میں کتابت کا دو سالہ کورس مکمل کرایا جاتا ہے۔ طلباء و طالبات کو حوصلہ افزائی کے لئے وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔ اسکول میں ہر سال داخلہ کے لئے بذریعہ اخبارات مشہری کی جاتی ہے۔ کتابت اسکول کا کورس دو سال کا ہوتا ہے۔ گزشتہ سال داخلہ کئے گئے سال اول کے طلباء سالانہ امتحان پاس کر کے سال دوم میں جاتے ہیں اور سال اول کے لئے پچیس (۲۵) طلباء دوبارہ داخلہ کئے جاتے ہیں جن میں ۲۰ بہترین طلباء کو ماہانہ وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ اور سال دوم میں سال اول کے مقابلتا زیادہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔

اس کورس کے لئے صرف وہ امیدوار ہی داخلہ کے لئے درخواست دے سکتے ہیں جن کی عمر یکم

، جولائی کو ۱۶ سال سے کم نہ ہو اور وہ اردو آسانی سے لکھ اور دستی تحریر روانی سے پڑھ سکتے ہوں اور ان کا خط بھی اچھا ہو داخلے سے قبل داخلے کے لئے امیدوار کو تحریری اور زبانی امتحان دینا ہوتا ہے۔ (۹)

اس اسکول کے قیام کا مقصد خوش نویسی کے فن کو زندہ رکھنا اور کاتبوں کی قلت دور کرنا نیز اردو کو روزگار سے جوڑنا ہے۔ اس سے اردو کتابت زندہ رکھنے اور اردو سے جڑنے کا کام سرانجام پاتا ہے۔ اکادمی کے زیر سرپرستی اردو سے متعلق چلنے والے سبھی کورسز اسکیموں میں مسلم طلباء کی تعداد صرف گنتی کی ہوتی ہے جبکہ غیر مسلم یا جنکی مادری زبان اردو نہیں ہیں ان کی ایک بڑی تعداد بڑی دلچسپی اور ذوق و شوق سے اردو سیکھتے ہیں اور اردو لکھنا، پڑنا سیکھ کر جاتے ہیں اور ان کے تلفظ اور ادائیگی میں کچھ بھی نقص نہیں پایا جاتا ہے۔

اس کورس سے گھر بیٹھے لوگوں کو روزگار بھی ملتا ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو اردو نہیں جانتے ہیں وہ بھی اردو سیکھنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ نئے لوگوں میں خاص کر بڑی عمر، غیر مسلم اور غیر اردو داں میں یہ کورس اردو سے دلچسپی پیدا کر رہا ہے۔ اس طرح بہت سے لوگ اردو سے جڑتے ہیں اور اردو زبان کو فروغ ملتا ہے۔

جو لوگ پہلے سے اردو جانتے ہیں لیکن تعلیم حاصل کرنے کے بعد بے روزگار رہتے ہیں وہ لوگ اس سے جڑ کر روزگار کی خوشی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس طرح لوگوں میں اردو کو فروغ دینے کا حوصلہ فروغ پاتا ہے۔ جب کسی فن کو روزگار سے جوڑا جاتا ہے تو بلاشبہ اس میں لوگوں کی دلچسپی اور توجہ بڑھتی ہے۔

موجودہ وقت میں اردو کتابت اسکول، اتر پردیش اردو اکادمی، و سبھوتی کھنڈ، لکھنؤ میں اساتذہ کی کمی سے کتابت اسکول خستہ حالی کا شکار ہے۔ اکادمی کے اراکین ریٹائر ہوتے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے اکادمی کے اراکین اور کارکنان کی تعداد لگ بھگ دس رہ گئی ہے اور خالی آسامیوں کو حکومت کی طرف سے پر نہ کرنے کی وجہ سے اکادمی کے اراکین کی کمی کا شکار ہو گئی ہے۔ اس وقت کل اراکین جن کی تعداد پچپن ہوا کرتی تھی اب دس رہ گئی ہے۔

یہ وضاحت ضروری ہے کہ اکادمی میں بہت ساری نشستیں اراکین کے ریٹائرمنٹ کے بعد خالی چل رہی ہیں۔ ان پر تقرری نہ ہونے کی وجہ سے کئی اسکیمیں اور شعبے غیر متحرک، غیر فعال اور سست رفتاری کا شکار ہیں۔ جس کی وجہ سے کئی اسٹاف کے کندھوں پر ایک سے زیادہ اسکیموں اور شعبوں کا بوجھ رہتا ہے۔ کئی اسکیمیں تاخیر کا شکار ہو رہی ہیں۔ ان میں کتابت اسکول، انعامات، مسودہ کی منظوری اور تینوں رسالے شامل ہیں۔

ایک ایک اسٹاف کئی کئی شعبے، درس و تدریس اور اشاعت کتب و رسالے کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اس طرح ناممکن کو ممکن بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اکادمی کی تمام خالی نشست کو پر کئے بنا صحیح ڈھنگ سے کام ہونا بے حد مشکل ہے۔ جب تک صحیح ڈھنگ سے کام نہیں ہوگا تب تک اکادمی اور اردو کے تین انصاف ہونا مشکل ہے۔

۹۔ اردو کوچنگ اسکول:

اردو زبان سے دلچسپی پیدا کرنے کی غرض سے اتر پردیش اردو اکادمی۔ ویتھوٹی کھنڈ، گومتی نگر لکھنؤ میں اردو کوچنگ سینٹر قائم ہے۔ ساتھ ہی پلان کے تحت پرانے لکھنؤ، مراد آباد، میرٹھ اور بلند شہر میں بھی اردو کوچنگ سینٹر قائم کئے گئے ہیں۔ اسکول میں داخلہ کے لئے بروقت اعلان کیا جاتا ہے۔ حکومت سے اس میں مزید رقم ملنے پر دیگر اضلاع میں بھی اردو کوچنگ سینٹر قائم کرنے کا اکادمی کا منصوبہ ہے۔ اس خاص مقصد پر فیشنل لوگوں جیسے ڈاکٹر، وکیل، سرکاری ملازمین وغیرہ کو اردو سیکھانا ہے جو اردو کی جانکاری نہیں رکھتے ہیں۔ اس سینٹر کے ذریعہ دی جانے والی تعلیم درجہ آٹھ کے سطح کی ہوتی ہے۔ اور اردو سیکھنے والوں کو وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔

موجودہ وقت میں ۵۰ اردو کوچنگ اسکول صوبے کے مختلف اضلاع میں چل رہے ہیں۔ جو گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں۔ کہیں نئے اسکول شروع ہوتے ہیں تو کہیں شرائط پوری نہ کرنے کی وجہ سے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

اس اردو کوچنگ اسکول کو قائم کرنے کا مقصد ان کو اردو سے دلچسپی پیدا کرنا اور اردو بولنا، پڑھنا اور لکھنا سیکھانا ہوتا ہے جن کو اردو نہیں آتی ہے۔ قابل غور یہ ہے کہ اس اسکول میں داخلہ لینے والوں کی ایک بڑی تعداد غیر مسلم طلباء کی ہوتی ہے جو بہت محنت، شوق و ذوق سے اردو سیکھتے ہیں مگر اردو جاننے والے گھرانوں کے لوگوں خاص کر مسلم بچے نہ کے برابر آتے ہیں۔

اس اسکول میں ایک سالہ اردو کورس جو نہایت بنیادی سطح کا ہوتا ہے مکمل کرایا جاتا ہے۔ اس کورس کو مکمل کرنے کے بعد طلباء روزگار سے جڑ رہے ہیں۔ داخلے کے لئے تعلیمی لیاقت اور عمر کی کوئی قید نہیں۔ صرف عمر ۱۶ سال سے زائد ہونا چاہیے۔

۱۰۔ اتر پردیش اردو اکادمی ڈاکٹر شیمہ رضوی اردو کمپیوٹر سینٹر

اس سینٹر کے نام سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں کمپیوٹر کے ساتھ اردو بھی سیکھائی جاتی ہے۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی کے اشتراک سے اردو اکادمی کی تیسری منزل پر 1998ء میں ایک کمپیوٹر سینٹر قائم ہے جس کا نام ۲۰۱۸ء میں بدل کر اتر پردیش اردو اکادمی ڈاکٹر شیمہ رضوی کمپیوٹر سینٹر رکھا گیا۔ اب یہ سینٹر اکادمی کی مین بلڈنگ کے پیچھے منتقل کر دیا گیا ہے اور دوسرا سینٹر ۲۸، اگست ۲۰۰۰ء سے اکادمی کے قدیم دفتر بلہر اہاؤس، قصر باغ، لکھنؤ میں رواں دواں ہے۔۔۔ دوشنبوں میں یعنی صبح میں (۱) بیچ دس سے ایک بجے تک (۲) بیچ دوپہر میں دو بجے سے شام پانچ بجے تک چلنے والے اس سنٹر میں ایک سالہ کورس ڈپلوما ان کمپیوٹر اپلیکیشن اینڈ ملٹی لنگول ڈی۔ ٹی۔ پی کرایا جاتا ہے اس کے علاوہ فائنشیل اکاؤنٹس، ایم ایس آفس، پروگرامنگ ان ویژول بیسک اور ویب ڈیزائننگ کورس کرائے جاتے تھے۔ سال میں دو دو بیچ یعنی چھ مہینے میں دو بیچ نکلتے ہیں۔

ڈپلوما ان کمپیوٹر اپلیکیشن اینڈ ملٹی لنگول ڈی۔ ٹی۔ پی میں داخلے کے لئے امیدوار کی عمر ۱۷ سال اور انٹر میڈیٹ یا اس کے مساوی تعلیمی لیاقت نیز اردو اردو کی لیاقت ہونا لازمی ہے۔ جو امیدوار اردو سے ناواقف ہوتے ہیں انھیں اردو زبان کی تعلیم دیکر ڈپلوما ان اردو لنگوتج کی سند دی جاتی ہے۔ پورے کورس

کی فیس ۶۰۰۰ روپے ہیں جبکہ دیگر ادارے میں ۱۸۰۰۰ روپے ہیں۔ اس کورس میں صرف ۶۰ طلبہ و طالبات کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ اس کورس میں داخلہ ٹیسٹ اور زبانی امتحان کے ذریعہ دیا جاتا ہے۔ اس کا پورا خرچہ NCPUL اٹھاتی ہے۔ اب تک اس سینٹر سے ۱۲۰۰ سے زائد طلبہ انگریزی، اردو اور ہندی میں کمپیوٹر کی تربیت حاصل کر روزگار سے منسلک ہو گئے ہیں۔ (۱۰)

اس سینٹر کے سبھی کورسز کا الحاق DOEAC موجودہ NEILIT NEW DELHI

سے ہے اور سبھی کورسز قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی کے زیر نگرانی چلتے ہیں سکریٹری اکادمی ہی اس سینٹر کا سینٹر انچارج ہوتا ہے۔ شروعاتی دور میں اس سینٹر میں پانچ کورسز چلتے تھے۔

۱۔ Caligraphy

۲۔ One year Diploma course.-Corel Draw

۳۔ Inpage

۴۔ MS Office

۵۔ Visual for prog Data base

۲۰۱۹ء تک اس سینٹر میں استاد جناب صعود انور، ثار احمد، شاہد مشتاق صدیقی اور سریندر کمار تھے۔

موجودہ وقت میں تین کورسز (۱) ڈپلوما کورس ان اردو لنگویج (۲) CCC (۳) One

year Diploma course.-Corel Draw چلتے ہیں۔

شاہ عالم صاحب اردو ٹیچر ہیں وہ ان بچوں کو جن کو اردو نہیں آتی ہے اردو سکھاتے ہیں۔

شروعاتی دور میں اس سینٹر کی سپروائزر عائشہ زہینہ تھیں۔ اس وقت محترمہ شائندہ غفران قدوسی

۲۰۰۶ء سے اس کی سپروائزر ہیں۔

اس سینٹر سے کورس مکمل کرنے والے طلباء کو بڑی آسانی سے روزگار فراہم ہو جاتے ہیں۔ اکادمی

کی سبھی اسکیموں میں اردو میڈیا کے ساتھ اردو کمپیوٹر سینٹر سے تربیت پانے کے بعد سب سے زیادہ تعداد میں طلباء روزی روٹی سے جڑیں ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس سینٹر سے کمپیوٹر کے ساتھ غیر مسلم طلباء بھی اردو بہت شوق سے سیکھ رہے ہیں۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی NIELIT کے ذریعہ تیار کردہ درج ذیل کتابیں بھی طلباء کو مفت میں فراہم کی جاتی ہیں۔

- 1- Multilingual Desktop Publishing (DTP)
- 2- Introduction to ICT Resources
- 3- Programming & problem Solving Through C Language
- 4- Internet Technology & Web Design
- 5- Personality Development
- 6- IT Tools and Business System
- 7- Financial Accounting Using Tally
- 8- Guidelines and Syllabus

۹۔ اردو سب کے لئے

۱۰۔ اردو سافٹ ویئر

یہ سینٹر اکادمی کے مقصد اردو زبان کی ترقی و ترویج میں اہم رول ادا کر رہا ہے۔ جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے وہ بھی اکادمی کے اس سینٹر سے اردو کافی حد تک سیکھ کر روزگار حاصل کرتے ہیں۔ اکادمی کے اس سینٹر اور اردو میڈیا سینٹر کے مختلف کورسز میں غیر اردو داں خاص کر غیر مسلم طلباء کی دلچسپی اور تعداد سے معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کے سینٹر صوبہ کے سبھی اضلاع میں بھی قائم کیا جانا چاہیے۔ (۱۱)

۱۱۔ اردو ٹائپ اسکول:

اتر پردیش اردو اکادمی نے اردو ٹائپنگ سکھانے کی غرض سے ٹائپ اسکول قائم کیا ہے جس کا

مقصد اردو ٹائپسٹ تیار کرنا ان کی کمی کو دور کرنا اور روزگار سے جوڑنا ہے یہ کورس دو سالہ ہوتا ہے۔ گزشتہ سال داخل کئے گئے سال اول کے طلباء و طالبات سالانہ امتحان پاس کر کے سال دوم میں جاتے ہیں اور سال اول کے لئے پچیس طلباء و طالبات دوبارہ داخل کئے جاتے ہیں جن میں بیس بہترین طلباء کو ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے اور سال دوم میں بھی پچاس طلبہ و طالبات کو ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔

داخلہ کے لئے عمر ۱۶ سال سے کم نہیں ہونا چاہیے اور ان کا آسانی سے اردو پڑھ لکھ لینا ضروری ہے۔ داخلہ تحریری اور زبانی امتحان کی بنیاد پر دیا جاتا ہے

۱۲۔ سیلس ڈپو:

اکادمی نے اپنی اشاعتی اسکیم کے تحت اب تک 537 سے زائد نادر و نایاب اور نصابی کتب کی اشاعت کی ہے جن کی فروخت کے لئے اکادمی میں سیلس ڈپو قائم ہے۔ یہاں بہت کم قیمت پر کتابیں فروخت ہوتی ہیں اور قواعد کے مطابق قیمت میں چھوٹ بھی دی جاتی ہے۔ قواعد و ضوابط اور فہرست کتب اکادمی سے مفت میں فراہم کی جاتی ہیں۔ (۱۲)

۱۳۔ سہ ماہی ”اکادمی“، ”خبرنامہ“ اور ”باغیچہ“ کی اشاعت:

اتر پردیش اردو اکادمی اپنی اسکیموں اور دنیا کے کوائف سے عوام کو باخبر کرنے کے لئے ایک ماہانہ رسالہ ”خبرنامہ“ شائع کرتی ہے۔ ساتھ ہی تحقیقی اور تنقیدی مضامین پر مشتمل ایک علمی و ادبی سہ ماہی جریدہ ”اکادمی“ بھی شائع کرتی ہے۔ یہ گرانقدر رسالہ صرف ۵۰ روپیہ سالانہ میں قارئین تک پہنچایا جاتا ہے جبکہ ”خبرنامہ“ کی قیمت صرف ۵۰ روپیہ سالانہ مقرر کی گئی ہے۔ اتر پردیش اردو اکادمی بچوں کا ماہنامہ رسالہ ”باغیچہ“ جنوری ۲۰۱۹ء سے شائع کر رہی ہے۔ اکادمی کے یہ جراند عوام و خواص میں کافی مقبول ہیں۔ قیمت کم رکھنے کا خاص مقصد ہر شخص تک پہنچانا اور اردو سے رشتہ جوڑنا ہے۔

۱۴۔ سیمینار، سمپوزیم اور مشاعرے:

اکادمی کے مقاصد کی تکمیل کے لئے وقتاً فوقتاً سیمینار اور مشاعرے بھی کرائے جاتے ہیں اہم ادبی شخصیات پر سیمینار اور اہم قومی تہواروں پر تقریبات و مشاعرے بہت مقبول ہیں۔ اکادمی مختلف اضلاع میں دوسری رجسٹرڈ انجمنوں کو بھی تقریبات کے لئے مالی تعاون پیش کرتی ہے اس کے لئے رجسٹرڈ انجمنی پروگرام کا خاکہ ارسال کر مدد کے لئے درخواست کر سکتی ہے۔ ان اسکیموں اور پروگراموں کے ساتھ اکادمی خود سرگرم عمل ہے۔ اس کا خاص مقصد یہ ہے کہ مشہور شاعروں اور ادیبوں کی یاد میں ان کے وطن میں ادبی نشستیں اور مشاعرے کئے جائیں تاکہ وہاں کی عوام اپنی سرزمین پر پیدا ہونے والی اہم ادبی شخصیتوں کے کارناموں سے روشناس ہو سکیں اور اکادمی کی سرگرمیاں بھی صوبہ کے مختلف اضلاع کی عوام تک پہنچ سکیں۔ (۱۳)

۱۵۔ رفیق الملک ملائم سنگھ یادو اردو آئی۔ اے۔ ایس۔ اسٹڈی سینٹر:

۵ مئی ۲۰۱۵ء کو اتر پردیش اردو اکادمی کے ذریعہ قائم کئے گئے اردو آئی۔ اے۔ ایس۔ اسٹڈی سینٹر کا افتتاح اس وقت کے وزیر اعلیٰ جناب اکھلیش یادو صاحب نے اپنے والد کے نام سے کیا تھا۔ یہ سینٹر موہان روڈ، لکھنؤ میں واقع ہے۔ جہاں اردو طلباء و طالبات کو امتحان اور میرٹ کی بنیاد پر داخلہ دیا جاتا ہے۔ یہاں مفت کوچنگ، مفت ہاسٹل اور مفت کھانے کا بندوبست ہے اس سینٹر میں پورے ملک کے اقلیت (مسلم، سکھ، عیسائی، بدھ، پارسی، جین) مذہب کے اہل لڑکے اور لڑکیوں کو سیول سروسز آئی۔ اے۔ ایس۔ پی۔ سی۔ ایس کی Pre-cum-Mains کے امتحان کی تیاری کرانے کے لئے کل ۷۰ طلباء و طالبات کو امتحان کی بنیاد پر داخلہ دیا جاتا ہے۔ (۱۴)۔ (۱۵)

اس سینٹر کا مقصد اہلیت اور صلاحیت رکھنے والے ذہین و تیز امیدواروں کو کوچنگ دلا کر کامیاب ہونے کے لئے اکسایا جاتا ہے۔

اس کورس میں کوچنگ کلاسز اردو، ہندی اور انگلش میڈیم میں ہوتی ہیں۔ امیدوار کسی بھی سرکاری یا غیر سرکاری نوکری میں نہ ہو اس کوچنگ میں صرف آئی اے ایس اور پی سی۔ ایس کی پری امتحان کی تیاری بھرپور کرائی جاتی ہے۔ پری امتحان پاس امیدواروں کو مین امتحان کی تیاری کے لئے بناسی امتحان یا انٹرویو کے بلایا جاتا ہے۔ اس سینٹر کے تحت کل ۷۰ چنے ہوئے امیدواروں کو داخلہ دیا جاتا ہے۔

اتر پردیش اردو اکادمی کا یہ سینٹر اردو داں اور اردو میڈیم کے ذریعہ تعلیم حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کے لئے سول سروسز کی تیاری کے لئے ایک سنہری موقع ہے۔ جو کام صوبائی اور مرکزی حکومتوں کو کرنا چاہیے تھا تعجب اور خوشی کی بات ہے کہ یہ فرائض اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ نہ صرف اتر پردیش کے اردو داں کے لئے بلکہ پورے ہندوستان کے لئے کام کر رہی ہے۔ (۱۶)

۱۶۔ سیکشن رابطہ عامہ:

اتر پردیش اردو اکادمی کے چیرمین محمد شاہد اللہ خاں کی نگرانی میں اکادمی کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو عوام تک پہنچانے کے مقصد سے رابطہ عامہ کا ایک علیحدہ سیکشن ۲۰۰ء میں کھولا گیا۔ اکادمی کے مختلف شعبوں سے متعلق موصولہ شکایات اور اردو زبان کی ترویج و ترقی کے سلسلہ میں ملنے والی تجاویز و دیگر شکایات پر اس مخصوص شعبہ کے ذریعہ تیزی سے اور مقررہ مدت کے اندر کارروائی کرنے کی بابت موصول اقدام کا بندوبست ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہو رہا ہے معاملات و مسائل کو لیکر عام آدمی کو اکادمی کی مختلف سیٹوں پر جانے کی زحمت بھی نہیں کرنی پڑے گی۔

۱۷۔ اردو آڈیو ریم:

اتر پردیش اردو اکادمی کی عمارت گو متی نگر لکھنؤ میں ۲۰۰ سیٹ کا اردو آڈیو ریم موجود ہے جس میں لائٹ اور ساؤنڈ کی اچھی سہولت دستیاب ہے یہ مختلف اداروں کو تہذیبی و ثقافتی تقاریب کے انعقاد کے لئے کرائے پر بھی دیا جاتا ہے۔

۱۸۔ اکادمی مطبوعات کے فروغ کے لئے موبائل وین:

اکادمی جلد ہی موبائل وین کے ذریعہ اپنی مطبوعات کو شہر شہر پہنچانے کے لئے موبائل وین کا انتظام کرنے والی ہے تاکہ اپنی کتابوں کو اردو قارئین تک آسانی سے پہنچا سکے۔ (۱۷)

۱۹۔ اردو میڈیا سینٹر

اتر پردیش اردو اکادمی اسکیمیں اردو زبان و ادب کی ترقی و ترویج کے لئے بہت اہم ہیں اس کے ذریعہ قائم کردہ مختلف سینٹر لوگوں کو اردو سے جوڑنے کا بہترین کام ہو رہا ہے۔ جن طلباء و طالبات اور شعراء و ادباء کی ترقی میں مالی مشکلات درپیش ہیں اکادمی سے ملنے والی لالی امداد کے ذریعہ اس کو دور کیا جاتا ہے۔ اردو آئی اے ایس اسٹڈی سینٹر اور اردو میڈیا سینٹر کے ذریعہ اردو طلباء کو زندگی کے ہر میدان کیلئے تیار کیا جاتا ہے تاکہ ان کو روزی روٹی کا کوئی مسئلہ درپیش نہ آئے۔ بہر حال اتر پردیش اردو اکادمی اردو اور اردو داں کی ترقی کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ (۱۸)

موجودہ وقت میں اتر پردیش اردو اکادمی تقریباً اپنی 20 اسکیموں پر کام کر رہی ہے جن میں سے کمپیوٹر سینٹر، باغیچہ کی اشاعت، اردو موبائل وین اور اردو آئیڈیوٹوریم نئی اسکیموں میں شامل ہیں۔ باقی اسکیموں اور شعبوں پر اکادمی اپنے آغاز سے ہی کارفرما ہے۔ اکادمی کی سب سے اہم اسکیموں میں اشاعت کتب اور انعامات کتب کے علاوہ کتب خانوں کی مالی امداد اور اردو آئی اے ایس اسٹڈی سینٹر کے ساتھ ساتھ رسالہ ماہنامہ 'خبرنامہ' رسالہ سہ ماہی 'اکادمی' اور 'باغیچہ' کی اشاعت بہت اہم ہیں۔ اس سے اردو کے ساتھ ساتھ اردو داں طبقہ بھرپور فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اس سے اردو کی ترویج و ترقی کے ساتھ ساتھ اردو داں طبقہ بھی اکادمی کی سبھی اسکیموں سے بھرپور فائدہ اٹھا رہا ہے اور اردو داں طبقے کے اندر مسابقتی ذہن پیدا کیا جا رہا ہے۔ اکادمی کی مرکزی لائبریری میں بڑی تعداد میں موجود کتابوں کو ڈیجیٹلائز اور آن لائن کیا جا رہا ہے۔ اکادمی کی تدریسی اسکیموں کے ذریعہ اردو داں طبقہ کے ساتھ غیر اردو داں طبقہ کے اندر

اردو سیکھنے کا شوق پیدا کر رہی ہے۔ ان اسکیموں میں اردو داں طبقہ اور مسلم طبقہ سے زیادہ غیر مسلم اور غیر اردو داں طبقہ بڑھ چڑھ کر فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اکادمی کی اسکیموں سے اکادمی کی اہمیت اور افادیت کے ساتھ ساتھ اکادمی کی بقاء، اردو زبان و ادب کی بقاء کے لیے کس قدر ضروری ہے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اتر پردیش اردو اکادمی کی اسکیموں کے قواعد و ضوابط و تفصیلات

اتر پردیش اردو اکادمی جنوری 1972ء میں قائم ہوئی۔ اپنے قیام سے ہی اکادمی اپنے اغراض و مقاصد کو پورا کرنے میں لگی ہے اور یہ اغراض و مقاصد کچھ قواعد و ضوابط کے تحت پورے کئے جاتے ہیں۔ اکادمی کے اغراض و مقاصد میں اردو طلبہ و طالبات کو وظائف دینا، مختلف اردو کتابوں کی اشاعت، صوبہ کے رجسٹرڈ عوامی کتب خانوں اور دارالمطالعوں کو مالی امداد دینا، اردو مصنفین کو ان کی اردو کتابوں پر انعامات دینا، مسودات کی طباعت کے لئے جزوی مالی امداد دینا، مصنفین، شعراء، صحافیوں اور کاتبوں کو ماہانہ یا یکمشت مالی امداد دینا۔ مرکزی اردو لائبریری کی کتابوں میں اضافہ کرنا، اکادمی کتابت اسکول میں طلبہ و طالبات کو داخلہ دینا، اردو کوچنگ اسکول اور اردو کمپیوٹر سینٹر میں تربیت کے لئے بچوں کا داخلہ دینا، سیلس ڈپو کے ذریعہ سستی قیمت پر کتابیں فراہم کرنا، سہ ماہی اکادمی اور ماہنامہ خبرنامہ کی اشاعت کرنا، سیمینار، سیمپوزیم اور مشاعرہ، کانفرنس اور کتاب میلے منعقد کرنا، اردو ٹائپ اسکول اور آئی۔ ایس۔ اسٹڈی سینٹر میں طلبہ و طالبات کو داخلہ دینا۔ اکادمی کے مختلف شعبوں سے متعلق موصولہ شکایات اور زبان کی ترویج و ترقی کے سلسلہ میں ملنے والی تجاویز اور دیگر شکایات کو سیکشن رابطہ عامہ کے ذریعہ غور کرنے کے بعد دور کرنا یہ سب کام اکادمی کے قواعد و ضوابط کے تحت پورے کئے جاتے ہیں ان میں سے خاص اور اہم سرگرمیوں اور خدمات کے قواعد و ضوابط درج ذیل ہیں۔

۱۔ اردو طلباء و طالبات کو وظائف۔ (پرائمری تا پی۔ ایچ۔ ڈی) کے قواعد و ضوابط

- ☆ سبھی درجات میں صرف ایک تعلیمی سال کے لئے وظیفہ دیا جائے گا۔
- ☆ وظیفہ کے لئے ہر سال درخواست داخل کرنا لازمی ہوگا۔
- ☆ درخواست فارم کے ساتھ گذشتہ امتحانوں کی مارکس شیٹ کی مصدقہ نقل بھیجنا لازمی ہوگا۔

وظیفہ کا استحقاق صرف ان طالب علموں کو ہوگا جو اتر پردیش میں کسی سرکاری یا سرکار سے تسلیم شدہ اسکول رکالج، یونیورسٹی میں باقاعدہ (Regular) طور پر اپنے درجہ میں لازمی / اختیاری اردو ایک مضمون کی حیثیت سے لے کر تعلیم حاصل کر رہے ہوں۔

☆ جن کی درخواست اردو اکادمی کو وقت مقررہ پر موصول ہوئی ہے۔

☆ جنہوں نے تعلیمی ادارے میں اپنے درجہ میں دوسرے امیدواروں کے مقابلہ میں اردو میں زیادہ نمبر حاصل کئے ہوں۔

☆ اگر کسی درجہ میں ایک سے زیادہ امیدواروں کے اردو میں نمبر برابر ہوں گے تو زیادہ مجموعی نمبر پانے والے امیدوار کو وظیفہ دیا جائے گا۔

☆ اگر کسی درجہ میں ایک سے زیادہ امیدواروں کے اردو کے ساتھ ساتھ مجموعی نمبر بھی برابر ہوں گے تو دونوں طالب علموں کو وظیفہ دیا جائے گا۔

☆ سبھی درجات میں وظائف کا فیصلہ سالانہ امتحان کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

☆ درجہ چھ سے انٹر میڈیٹ تک درخواست دینے والے طلبہ نے اپنا پچھلا سالانہ امتحان کم از کم 55 فیصد مجموعی نمبر اور کم از کم 60 فیصد نمبر اردو میں لے کر پاس کئے ہوں۔

بی۔ اے تا ایم۔ اے کے درخواست دینے والے طلبہ نے اپنا پچھلا امتحان کم از کم 55 فیصد اور مجموعی نمبر کم از کم 60 فیصد نمبر اردو میں لے کر پاس کیا ہو۔

☆ چھٹے درجہ سے بی۔ اے درجات تک فارم میں اردو استاد کے دستخط ہونا لازمی ہے۔

☆ درخواست پر متعلقہ اسکول، کالج کے پرنسپل یا یونیورسٹی کے شعبہ اردو کے صدر کی تصدیق مع مہر ہونا ضروری ہے۔

☆ چھٹے درجہ سے ایم۔ اے تک ہر درجہ میں دولٹ کے اور دولٹ کیوں کو وظائف دیئے جائیں گے۔

☆ ان طلبہ و طالبات کے لئے قواعد و ضوابط جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے۔: یہ وظائف چھٹے

درجہ سے ایم۔ اے تک کہ صرف ان طلباء و طالبات کو دیئے جائیں گے جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے مگر وہ اردو ایک اختیاری / لازمی مضمون کی حیثیت سے لے کر کسی سرکاری یا سرکار سے تسلیم شدہ ادارے میں باقاعدہ تعلیم حاصل کر رہے ہوں۔

☆ جسمانی طور پر جو طلباء و طالبات معذور ہیں اور اردو پڑھ رہے ہیں ان کے لئے مجموعی طور پر دس وظائف دیئے جاتے ہیں ہر درجہ میں کم از کم ایک وظیفہ دیا جاتا ہے۔

☆ اردو کی تعلیم چھوڑنے پر طالب علم کو اکادمی سے وظیفہ کی وصول شدہ رقم واپس کرنی ہوگی۔

☆ ایک درجہ کے تین میریٹوریس لڑکے اور تین لڑکیوں کو اسکالرشپ دی جاتی ہے۔

وظیفہ برائے ریسرچ اسکالرز:

اتر پردیش اردو اکادمی پرائمری تاپی۔ ایچ۔ ڈی کے طالب علموں کو تعلیمی اردو وظائف دیتی ہے خاص کر اردو ریسرچ اسکالرز کو مقالہ چھپوانے کے لئے مدد کرتی ہے۔ ریسرچ اسکالرشپ ہر سال کے لئے دیا جاتا ہے جس کے قواعد و ضوابط درج ذیل ہیں۔

☆ درخواست اکادمی کے مقررہ فارم پُر کر کے دی جاسکتی ہے۔

☆ اردو ریسرچ اسکالرشپ کی درخواست صدر شعبہ اردو یونیورسٹی / پرنسپل اور پوسٹ گریجویٹ کالج کے پرنسپل کی دستخط کے بعد ہی قبول کیے جاتے ہیں۔

☆ درخواستوں کے ساتھ درج ذیل کاغذات منسلک کرنا لازمی ہوگا۔

۱۔ موضوع کی منظوری اور اس پر کام شروع کرنے کا سرٹیفکیٹ۔

۲۔ صدر شعبہ اردو سے موضوع کی منظوری اور اس پر کام شروع کرنے کا سرٹیفکیٹ۔

۳۔ صدر شعبہ اردو اور نگران سے مصدقہ تحقیقی موضوع کا خاکہ۔

۴۔ اقرار نامہ / تصدیق نامہ اور ڈیکلریشن فارم کی مکمل خانہ پوری۔

۵۔ فیس جمع کرنے کی رسید۔

- ۶۔ درجہ دس تا ایم۔ اے کی تصدیق شدہ مارکس شیٹ۔
- ۷۔ سال اوّل کے طلبہ کو فیس جمع کرنے کی رسید اور موضوع کے اقتباسات کی مختصر ترقی رپورٹ نگران اور صدر شعبہ اردو کی تصدیق کے ساتھ منسلک کرنا ہوتا ہے۔
- ۸۔ سال دوم کے طلبہ کو ریسرچ کے کام کا 1/3 حصہ مکمل کر لیے جانے کے سلسلہ میں اس کے اقتباسات کی مختصر ترقی رپورٹ نگران اور صدر شعبہ اردو کی تصدیق کے ساتھ منسلک کرنا ہوتا ہے۔
- ۹۔ سال سوم کے طلبہ کو تحقیقی مقالہ جمع کرنے کے بعد رجسٹر آفس سے جاری کئے گئے سرٹیفکیٹ کی مصدقہ نقل بھیجنا لازمی ہوتا ہے۔

وظائف کے مستحق وہی طلباء و طالبات ہوں گے:

- ☆ جو اتر پردیش میں واقع کسی یونیورسٹی، پوسٹ گریجویٹ کالج سے اردو میں ریسرچ کر رہے ہوں۔
- ☆ جو کہیں ملازم نہ ہو اور کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے سے تنخواہ یا اردو کا وظیفہ نہ پارہے ہوں۔
- ☆ جنہوں نے ایم۔ اے فائنل کا امتحان کم از کم فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا ہو وظیفہ کے لئے وہی امیدوار منتخب کئے جائیں گے جنہوں نے باقی امیدواروں سے زائد نمبر حاصل کیا ہو۔
- ☆ ایک سے زیادہ امیدواروں کے نمبر مساوی ہوں گے تو جس طالب علم کی عمر کم ہوگی وظیفہ اسی کو دیا جائے گا۔
- ☆ امیدوار نے کسی دوسرے ادارے سے کوئی دوسرا وظیفہ قبول کر لیا ہو یا ملازمت کر لی تو اسے اس تاریخ سے جس تاریخ سے دوسرا وظیفہ قبول کیا ہو یا ملازمت کر لیا ہو اکادمی کے وظیفہ کی رقم واپس کرنی ہوگی۔
- ☆ وظیفہ پانے والا ریسرچ اسکالر اکادمی کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کورس میں داخلہ لیتا ہے یا کسی نجی ادارے کے امتحان میں شریک ہوتا ہے تو اسے داخلہ لینے کی تاریخ سے اکادمی سے موصو لہ وظیفہ کی رقم واپس کرنی ہوتی ہے۔

☆ ریسرچ اسکالرشپ ایک سال کی مدت یعنی بارہ ماہ کی ہوتی ہے۔ ریسرچ کی مدت تین سال کی ہوتی ہے اور اس دوران مقالہ مکمل کر کے یونیورسٹی میں جمع کر دینا ہوتا ہے۔

☆ فیس جمع کرنے کی رسید اور نگران کی رپورٹ درخواست کے ساتھ قطعی منسلک ہونا چاہیے۔

☆ وظیفہ پانے والے کو اپنی رفتار ترقی کے متعلق اپنے نگران کی رپورٹ مع صدر شعبہ اردو کی تصدیق کے ہر سال پیش کرنا ہوگا۔

☆ واجب الادا وظیفہ رپورٹ کے موصول ہونے کے بعد ہی بھیجا جائے گا۔

☆ وظیفہ پانے والے ریسرچ اسکالر کو ریسرچ کی مدت کے دوران وظیفہ کی رقم کے علاوہ بھی متفرق اخراجات (Contingancy) کے لئے پانچ ہزار روپیہ کی رقم دی جاسکتی ہے۔

☆ اسکالرشپ کی پہلی قسط پچیس سو روپیہ کی ہوگی جو ریسرچ کا ایک سال مکمل ہونے کے بعد صدر شعبہ اردو نیز نگران کی رپورٹ اطمینان بخش ہونے کی صورت میں دی جائے گی۔

☆ دوسری قسط پچیس سو کی ہوگی جو پہلی قسط کا پہلے حساب داخل کرنے کے بعد صدر شعبہ اردو نیز نگران کی رپورٹ اطمینان بخش ہونے کی صورت میں دی جائے گی۔

☆ سال اول میں وظائف کی کل تعداد پندرہ سے زیادہ نہیں ہوتی ہے جن میں پانچ وظائف پوسٹ گریجویٹ کالج میں ریسرچ کرنے والوں کے لئے مخصوص ہوں گے جن میں کمی زیادتی کا اختیار اکادمی کو حاصل ہوگا۔

☆ سال دوم میں وظائف کی کل تعداد بارہ سے زائد نہ ہوگی۔

☆ سال سوم میں وظائف کی کل تعداد دس سے زائد نہ ہوگی۔

☆ ایک یونیورسٹی میں بیک وقت دو سے زائد وظائف نہیں دیئے جاتے۔

☆ اردو کا کوئی دوسرا وظیفہ قبول کرنے یا اردو کی تعلیم چھوڑنے پر طالب علم کو اکادمی سے وظیفہ کی وصول شدہ رقم واپس کرنی ہوگی لیکن اگر کسی طالب علم کو اردو کے علاوہ کسی دوسرے ادارے کا

جنرل وظیفہ مل رہا ہو تو اکادمی کے وظیفہ پر اثر انداز نہیں ہوگا۔ (۱۹)

۲۔ اردو کتب خانوں / دارالمطالعوں کی مالی امداد کے قواعد و ضوابط:

ذبح اللہ صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ کے مطابق اتر پردیش اردو اکادمی کے ذریعہ صوبے کی رجسٹرڈ کتب خانوں کو ۱۹۷۸ء سے مالی امداد یعنی کتاب و رسائل خریدنے کے لئے دے رہی ہے۔ اردو اکادمی کتب خانوں کو کتابوں اور رسالوں کی خرید کے لئے مالی امداد درج ذیل قواعد و ضوابط کے تحت دیتی ہے۔

۱۔ اتر پردیش اردو اکادمی اتر پردیش کے رجسٹرڈ عوامی کتب خانوں کو اردو کتابیں و رسائل و اخبارات خریدنے اور اس کی دیکھ بھال کے لئے اپنے ضوابط کے مطابق امداد دیتی ہے۔

۲۔ اتر پردیش کی اقامتی یونیورسٹیوں کے شعبہ اردو میں قائم لائبریریوں کے لئے جو بھی گرانٹ منظور کرتی ہے اس کی کل رقم بذریعہ چیک دیتی ہے۔ یہ گرانٹ صرف ایک ہی بار دی جاتی ہے۔ درخواست فارم پر صدر شعبہ اردو کی دستخط ہونا ضروری ہے۔

۳۔ اتر پردیش کے ان کالجوں / پوسٹ گریجویٹ کالجوں کو جنہوں نے اپنے یہاں اردو تعلیم کا انتظام کیا ہے بطور خصوصی ایک بار امداد منظور کی جاتی ہے اور یہ امداد کتابوں کی شکل میں دی جاتی ہے۔

۴۔ امداد طلب کرنے والی لائبریریوں کو دوزمروں میں تقسیم کر کے امداد کے لئے غور کیا جاتا ہے۔ الف:- پہلے زمرے میں وہ لائبریریاں شامل ہوتی ہیں جن میں صرف اردو زبان کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ب:- دوسرے زمرے میں ایسی لائبریریاں شامل ہیں جن میں دونوں زبانوں کو ترجیح دی جاتی ہے اور جزوی طور پر اردو کی کتابوں کے مطالعہ کی بھی سہولت ہو۔

ج:- پہلے زمرے میں آنے والی لائبریریوں کو اردو لائبریری کا نام دیا جاتا ہے۔

۵۔ کتب خانہ یا دارالمطالعہ رجسٹرڈ ہو یا کسی دوسرے رجسٹرڈ ادارے سے اس کا الحاق ہو بشرط کہ اس ادارے کے اغراض و مقاصد میں کتب خانے کا قیام شامل ہو جو درخواست کے ساتھ کتب خانے یا

بصورت دیگر اس کے نگران ادارے کے تجدید شدہ رجسٹریشن سرٹیفکیٹ کی کسی گزٹیڈ آفیسر سے مصدقہ نقل ضرور منسلک کرنا ہوتا ہے۔

۶۔ درخواست کے ساتھ کتب خانے کے آئین اغراض و مقاصد کی ایک نقل کتب خانے کی مجلس انتظامیہ کے عہدیداروں کے نام اور پتے بھیجنا لازم ہے۔ اگر کتب خانہ کسی دوسرے رجسٹرڈ ادارے سے ملحق ہے تو کتب خانے کے آئین کی نقل کے علاوہ نگران ادارے کے آئین کی نقل راغراض و مقاصد کی ایک نقل اور اس ادارے سے اپنے کتب خانے کے الحاق کی سند بھی بھیجی جاتی ہے۔

۷۔ کتب خانہ کھلنے کے اوقات مقرر ہوں اور وہ گزٹیڈ اور ہفتہ وار تعطیلات کے علاوہ کبھی بند نہ ہوتا ہو۔

۸۔ کتب خانہ میں موجود جملہ کتابوں کا باقاعدہ اسٹاک رجسٹر بھی رکھا جاتا ہو۔

۹۔ کتب خانہ اپنے لیے ادب سائنس اور دوسرے علوم و فنون کے لیے کارآمد ایسی بھی کتابیں اخبارات اور رسائل خریدے جو کسی بھی شکل میں فرقہ واریت کو فروغ نہ دیتی ہو بلکہ قومی یکجہتی پر زور دیتی ہوں ساتھ ہی جدوجہد آزادی اور ادب اطفال وغیرہ پر مشتمل کتابیں مقبول عام اخبارات اور سرکاری، نیم سرکاری اداروں سے شائع کردہ رسائل و میگزین خریدے جاتے ہوں۔

۱۰۔ درخواست منظور ہو جانے اور مالی امداد پانے کے بعد اس امدادی رقم کو اکادمی کی عائد کردہ شرطوں کے مطابق استعمال کرنے کا سرٹیفکیٹ کسی ضلع انسپکٹر آف اسکولس، ضلع بیسک شیکھا ادھیکاری انسپکٹر عربی مدارس لکھنؤ، ڈپٹی انسپکٹر آف اسکولس، بی ڈی اور تحصیلدار رڈگری یا انٹر کالج کے پرنسپل / میونسپل بورڈ یا ضلع پرنسپل کے افسران رٹاؤن ایریا یا نوٹیفائیڈ ایریا کے سکریٹری / ضلع کا کوئی گزٹیڈ آفیسر / ایم پی / ایم ایل اے / ایم ایل سی / اردو اکادمی کے ممبران میں سے ایک افسر کی جانچ اور تصدیق سے وقت معینہ کے اندر اردو اکادمی کو بھیجنا لازمی ہوتا ہے۔

۱۱۔ اتر پردیش اردو اکادمی نے درجہ بالا افسران کو درخواست فارم پر تصدیق کرنے کا مجاز قرار دیا ہے۔

- ۱۲۔ یوٹی لائزیشن سرٹیفکیٹ کے ساتھ کتابیں و اخبارات اور رسائل کی خریداری کے سلسلہ میں کتب فروش یا دیگر متعلقہ اداروں سے ملنے والے بلوں کی ادائیگی کی رسیدوں کی اصل یا اس کی نقل نیز دیگر اخراجات کی مکمل تفصیل اکادمی کو بھیجنا ہوتا ہے۔
- ۱۳۔ جن کتب خانوں کو اس سے قبل اردو اکادمی سے امداد مل چکی ہے ان کی اگلے سال کی درخواست پر اسی حالت میں غور کیا جائے گا جب اردو اکادمی سے رجوع ہوئی گذشتہ امداد کا یوٹی لائزیشن سرٹیفکیٹ اکادمی کو موصول ہو جاتا ہے۔
- ۱۴۔ کتب خانوں کے لئے اردو اکادمی جو رقم منظور کرے گی اس میں کسی ترمیم کی گنجائش نہ ہوگی۔
- ۱۵۔ اکادمی کتب خانوں کو جو مالی امداد منظور کرتی ہے اس رقم کا پچاس فیصد حصہ کتب خانوں کے منتظمین کو بھی اپنے ذرائع سے شامل کرنا لازمی ہوتا ہے۔
- ۱۶۔ کتب خانوں کو اکادمی کی امداد اور اپنے ذرائع سے حاصل ہونے والی مجموعی رقم کا پچاس فیصد حصہ اردو کتابوں کی خریداری پر پچیس فیصد حصہ اردو رسائل و اخبارات کی خریداری پر اور بقیہ پچیس فیصد حصہ کتب خانے کے انتظامی امور پر خرچ کرنا ہوتا ہے۔
- ۱۷۔ کتابوں کی خرید کے سلسلہ میں کتب خانوں کو منظور شدہ مالی امداد میں سے پچاس فیصد حصہ کی کتابیں و رسائل اکادمی خود اپنی شائع کردہ یا دیگر اداروں کی کتب میں سے اپنے سیل ڈپو کے ذریعہ سپلائی کرے گی۔ کتابوں کی قیمت بعد منہائی کمیشن کتب خانوں کو منظور ہوئی مالی امداد سے کاٹ لی جاتی ہے باقی پچاس فیصد رقم کی ادائیگی بذریعہ چیک ہوگی۔
- ۱۸۔ کتب خانوں کے منتظمین کو ہر مالی سال میں یکم اپریل سے 31 مارچ تک کی تمام آمدنی اور خرچ کا باقاعدہ حساب رکھنا ہوتا ہے۔
- ۱۹۔ یوٹی لائزیشن سرٹیفکیٹ دینے والے افسران اتر پردیش اردو اکادمی کے سکریٹری کا اکادمی کی طرف سے جن دوسرے حضرات کو کتب خانے کا معائنہ کرنے کا مجاز قرار دیا جائے انہیں کتب

خانوں کا معاہدہ کرنے اور کاغذات وغیرہ کی مانگ کرنے اور انہیں پانے کا حق حاصل ہوگا۔ ان کے طلب کرنے پر کتب خانے کے منتظمین کو حسابات کی تفصیل پیش کرنا ہوگی۔

۲۰۔ اگر اردو اکادمی کی امداد یافتہ کتب خانہ کے جائے وقوع میں کوئی تبدیلی کی جائے تو نئے پتے سے فوری مطلع کر دینا ضروری ہوتا ہے۔

۲۱۔ اگر اکادمی اور اکادمی کے کسی امداد یافتہ کتب خانہ کے مابین کوئی تنازعہ پیدا ہو جائے اور اس سلسلہ میں کسی قانونی کارروائی کو ضروری سمجھا جائے تو اس کے لئے صرف لکھنؤ کی عدالتوں میں حق سماعت حاصل ہوگا۔ (۲۰)

اتر پردیش اردو اکادمی نے اپنے شروعاتی دور میں ۱۹۷۲ء میں ۱۴۳ کتب خانوں کو، ۱۹۷۳ء میں ۱۴۶ کتب خانوں، ۱۹۷۵ء میں ۱۶۱ کتب خانوں کو امداد دی ہے۔ (۲۱) اور اب تک ہزاروں کتب خانوں کو امداد دے چکی ہے۔

۳۔ اردو کتب پر انعامات۔ قواعد و ضوابط:

اتر پردیش اردو اکادمی اس اسکیم کے تحت ہر سال اردو مطبوعات پر ان کے مصنفین کو صوبائی اور ملکی سطح پر قواعد و ضوابط کے مطابق انعامات سے نوازتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ کتابت اور طباعت کے لئے پریس کو بھی انعامات دیئے جاتے ہیں۔ انعامات کے لئے قواعد و ضوابط درج ذیل ہیں۔

۱۔ مذکورہ انعامات کے لئے ہندوستانی مصنفین کی وہ کتابیں قبول کی جائیں گی جو سال زیر غور کے دوران میں یکم جنوری سے 31 دسمبر کے دوران طبع ہوئی ہوں۔

۲۔ مطبوعہ کتابوں پر درج ذیل کے مطابق انعامات دیئے جائیں گے۔

☆ بیس بیس ہزار روپیہ کے پانچ انعامات۔

☆ پندرہ پندرہ ہزار روپیہ کے دس انعامات۔

☆ دس دس ہزار روپیہ کے پندرہ انعامات۔

☆ پانچ پانچ ہزار روپیہ کے چالیس انعامات۔

نوٹ:- انعامات کتب کے لئے مخصوص رقم میں سے اگر رقم بچ رہے گی تو مندرجہ بالا انعامات کی تعداد بڑھائی جاسکتی ہے۔

۳۔ جن مصنفین کو مجموعی ادبی خدمات کے اعتراف میں اتر پردیش کا انعام مل چکا ہے ان کی کسی کتاب پر انعام ملنے کے پانچ سال بعد تک انعام کے لئے غور نہیں کیا جائے گا۔

۴۔ کسی مصنف کی کتاب پر متواتر دو سال انعام نہیں دیا جائے گا۔

۵۔ کسی نامکمل کتاب پر غور نہیں کیا جائے گا۔

۶۔ اتر پردیش اردو اکادمی جو کتابیں شائع کرے گی ان کے مصنفین، مؤلفین یا مرتبین وغیرہ کو کوئی انعام نہیں دیا جائے گا۔

۷۔ اگر ایک ہی سال میں کوئی مصنف، مولف وغیرہ ایک سے زیادہ اپنی کتابیں انعام کے لئے جمع کر دے تو انعام صرف ایک ہی کتاب پر دیا جائے گا۔

۸۔ کوئی ایسی کتاب جو ایسے مواد پر مشتمل ہو جسے بغیر ایڈٹ کئے جمع کر دیا گیا ہو تو اس کے مرتب کو انعام نہیں دیا جائے گا۔

۹۔ انعام کے لئے موصول ہونے والی کوئی کتاب کسی صورت میں واپس نہیں کی جائے گی۔

۱۰۔ کتابوں پر انعام کے لئے ہر کتاب کے آٹھ نسخہ اتر پردیش اردو اکادمی کے مقررہ تاریخ اور وقت کے اندر موصول ہونا ضروری ہے۔

۱۱۔ کتابوں کی طباعت کی تاریخ اور وہی سال مستند سمجھا جائے گا جو کتاب میں چھپا ہو۔ اس سلسلہ میں کوئی خط و کتابت پر غور نہیں کیا جاتا ہے۔

۱۲۔ انعام کے لئے بھیجی جانے والی کتابوں کے سرورق کے بعد کے صفحہ پر منسلک تفصیلات اور ڈیکلریشن فام کی خانہ پوری کر کے اس کو چسپاں کرنا ضروری ہے۔ ہر کتاب کے ڈیکلریشن فام

پر مصنف وغیرہ کے دستخط ہونا ضروری ہے۔ ان کی طرف سے ناشر یا کسی دوسرے کی دستخط قابل قبول نہ ہوگی۔

۱۳۔ مجموعی ادبی خدمات کے اعتراف میں ہر سال مندرجہ ذیل انعامات دیئے جائیں گے۔

- (۱) مولانا ابوالکلام آزاد انعام (قومی سطح پر ایک انعام) مبلغ پانچ لاکھ روپے۔
 - (۲) امیر خسرو انعام (صوبائی سطح پر ایک انعام) مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار روپے۔
 - (۳) پریم چند انعام (مجموعی ادبی خدمات پر ایک انعام) مبلغ ایک لاکھ روپے۔
 - (۴) مجموعی ادبی خدمات انعام (پانچ انعامات) فی انعام مبلغ ایک لاکھ روپے۔
- یہ انعام اتر پردیش کے ہر مستقل باشندوں کے لئے ہی مخصوص ہوگا۔ وہ پانچ انعامات درج ذیل ہیں۔

☆ مجموعی ادبی خدمات انعام برائے تحقیق و تنقید۔

☆ مجموعی ادبی خدمات انعام برائے فکشن۔

☆ مجموعی ادبی خدمات انعام برائے شاعری۔

☆ مجموعی ادبی خدمات انعام برائے ترجمہ۔

☆ مجموعی ادبی خدمات انعام برائے بچوں کا ادب۔

(۵) صحافت انعام (دو انعام) فی انعام مبلغ پچاس ہزار روپے۔

ان دو انعامات میں سے ایک انعام پرنٹ میڈیا کے لئے اور ایک انعام الیکٹرانک میڈیا کے لئے۔

(۶) میڈیا انعام (ایک انعام) مبلغ پچاس ہزار روپے۔

(۷) کتابت انعام (مجموعی خدمات) مبلغ پندرہ ہزار روپے۔

(۸) منشی نول کشور طباعت انعام مبلغ پچیس ہزار روپے۔

(۹) صغرامہدی انعام (مجموعی ادبی خدمات دو انعام) مبلغ ایک لاکھ روپے۔

نوٹ:- جن حضرات کو مذکورہ انعام مل جائے گا ان کے نام پر آئندہ غور نہیں کیا جائے گا۔

جو مصنفین اتر پردیش میں گذشتہ دس سال سے نہیں رہ رہے ہیں انہیں اتر پردیش کا باشندہ تصور نہیں کیا جائے گا۔ دوسری ریاستوں کے جو مصنفین اتر پردیش میں گذشتہ پندرہ سال سے رہ رہے ہیں انہیں اتر پردیش کا باشندہ تصور کیا جائے گا۔

۱۴۔ اردو کے ناشرین کو با شرائط ذیل انعامات دیئے جائیں گے۔

☆ جو کم از کم گذشتہ پانچ برس سے اشاعت کتب کا کاروبار کر رہے ہوں اور اس اثناء میں انہوں نے کم از کم دس معیاری کتابیں شائع کی ہوں جن کے صفحات کی مجموعی تعداد ڈھائی ہزار سے کم نہ ہو اور سال زیر غور میں ان کی جو کتابیں موصول ہوئی ہوں وہ کتابت، طباعت، گیٹ اپ وغیرہ کے لحاظ سے معیار رکھتی ہوں۔ ناشرین میں سے ایک انعام اتر پردیش کے لئے مخصوص ہوگا۔ کسی ناشر کو ایک مرتبہ ایسا انعام ملنے کے بعد دو سال تک کوئی دوسرا انعام نہیں ملے گا۔

۱۵۔ ناشر لٹھیو پریس اور کاتب انعام کے لئے متعلقہ حضرات کو منسلکہ ڈیکلریشن فام کی خانہ پوری کر کے جمع کی جانے والی کتابوں کے سرورق کے بعد والے صفحہ پر چسپاں کرنا ضروری ہے۔

۱۶۔ انعام کی مد میں مختص جملہ رقم کم از کم 80% بشرط استحقاق اتر پردیش کے ادیبوں کے لئے مخصوص ہوگا۔

۱۷۔ انعام کی غرض سے بھیجی جانے والی کتابوں کے مقررہ نسخے سکریٹری، اتر پردیش اردو اکادمی و بھوتی کھنڈ، گومتی نگر لکھنؤ کو بذریعہ ڈاک رستی اس طرح بھیجی جائیں کہ وہ ہر سال پندرہ جنوری تک دفتری اوقات کے اندر ہر حال میں اکادمی کو موصول ہو جائیں۔ (۲۲)

انجمنوں کو ادبی تقریبات کے لئے مالی امداد۔ قواعد و ضوابط:

- (۱) تقریبات کے لئے اکادمی کے مقررہ فام پر درخواست دی جانی چاہیے۔
- (۲) سوسائٹی کا رجسٹرڈ ہونا لازمی ہے۔ تقریب کے لئے مالی امداد صرف تین سال قبل رجسٹرڈ سوسائٹی کو ہی دی جائے گی۔

- (۳) گزشتہ مالی سال کا چارٹر اکاؤنٹ کے ذریعہ ایڈٹ ہونا ضروری ہے۔
 - (۴) ایک مالی سال میں کسی انجمن کو ایک بار ہی تقریب کے لئے مالی امداد دی جائے گی۔
 - (۵) جس انجمن کو تقریب کے لئے مالی امداد دی جا چکی ہے اس کی درخواست پر دوبارہ تین سال بعد ہی غور کیا جائے گا۔
 - (۶) تقریب سے متعلق پوسٹر، دعوت نامہ، فولڈر اور اشتہار وغیرہ جو بھی چھپوایا جائے گا اس کی ایک کاپی اکادمی میں داخل کرنا لازمی ہوگا اور ان پر ”اتر پردیش اردو اکادمی کے مالی اشتراک سے“ واضح لکھنا ہونا چاہیے۔
 - (۷) تقریب میں جو بھی شعراء و ادباء شرکت کریں اس کی فہرست کی تصدیق تنظیم کے ذمہ داران کی جانب سے دی جائے گی جو اکادمی کو داخل کی جائے گی۔
 - (۸) منعقدہ تقریب کی تصدیق کے لئے ثبوت کے طور پر قابل قبول دستاویز فراہم کرنا لازمی ہے۔
 - (۹) تقریب کے اخراجات کے اصل واوچرس، رسید وغیرہ تقریب کے ختم ہونے کے ایک مہینے کے اندر اکادمی کو داخل کرنا ہوگا جو سوسائٹی کے عہدیداران کے ذریعہ مصدقہ ہونا چاہیے۔
 - (۱۰) سمینار میں پڑھے گئے مقالہ کی ایک تصدیق شدہ کاپی داخل دفتر کرنا لازمی ہے۔
 - (۱۱) منظور شدہ امداد کا نصف پروگرام سے پہلے اور اطمینان بخش دو چرس جمع کرنے پر نصف رقم ادا کی جائے گی۔
 - (۱۲) منظوری کا خط جاری ہونے کے بعد طے شدہ پروگرام مقررہ وقت پر کرنا لازمی ہے۔ دیگر صورت میں رقم واپس کرنی ہوگی۔
 - (۱۳) انجمنوں کو مالی امداد منظور ہونے کی صورت میں چیک صرف انجمن کے نام سے بنایا جائے گا۔
 - (۱۴) کسی بھی اختلاف کی صورت میں لکھنؤ سرکل میں ہی قانونی چارہ جوئی کی جاسکتی ہے۔ (۲۳)
- ۴۔ مسودات کی طباعت پر مالی امداد۔ قواعد و ضوابط:

اتر پردیش اردو اکادمی مسودات کی طباعت پر مالی طور پر کمزور مصنفین کو جزوی طور پر امداد دیتی ہے اور اس کے لئے اکادمی کا ایک تخمینہ فارم مصنف کی طرح سے بھر کر جمع کیا جاتا ہے جس میں مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ مصنف کی دستخط کے ساتھ فام کو اکادمی میں دینا ہوتا ہے۔

۱۔ اتر پردیش اردو اکادمی صرف اتر پردیش کے مستقل باشندوں کے مسودات کی طباعت میں اخراجات پر 75 فیصد تک امداد دیتی ہے۔

۲۔ یہ امداد صرف مصنف کو دی جاتی ہے پبلشر کو نہیں۔ کتاب کا پبلشر مصنف ہی ہو سکتا ہے کسی پبلشر کی طرف سے اسے شائع نہیں ہونا چاہیے۔

۳۔ امدادی رقم اسی صورت میں جاری کی جاتی ہے جب مصنف کی جانب سے شائع شدہ کتاب کی دس جلدیں معہ سرورق اکادمی کو موصول ہو جائیں۔ نیز طباعت کے سلسلہ میں اکادمی کی دوسری شرطیں بھی پوری کر لی گئی ہوں۔

۴۔ کتاب کے سرورق کے بعد ہی کسی ابتدائی صفحہ پر نمایاں حیثیت سے مقابلتاً جلی قلم سے مصنف کی طرف سے درج ذیل عبارت شائع کرنی ہوتی ہے۔

☆ یہ کتاب ”اتر پردیش اردو اکادمی کے مالی اشتراک سے“ شائع ہوئی ہے۔

☆ اس کتاب کے مندرجہ جات سے اتر پردیش اردو اکادمی کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

۵۔ طباعت کے بعد کتاب کی دس جلدیں اکادمی کو بغیر کسی قیمت اور ڈاک خرچ کے بھیجنا ہوتا ہے۔

۶۔ اس مسودہ کی طباعت کے لئے جو رقم دی جائے گی اس سے مسودہ کی طباعت پر خرچ نہیں کیا جاسکتا۔

۷۔ مصنف کو اگر اس کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں کسی اور ذریعہ سے کوئی مالی امداد ملی ہے تو اس کی تفصیل لکھنا ضروری ہے۔

۸۔ اردو اکادمی کی طرف سے اس کتاب کی طباعت کے لئے جو امداد منظور ہوئی ہے اس کی اطلاع

پاتے ہی چھ مہینے کے اندر کتاب شائع ہو جانی چاہیے۔

۹۔ اکادمی کی امداد سے شائع ہونے والی کتابیں اکادمی میں انعامات کے لئے بھی داخل کی جاسکتی ہیں۔

۱۰۔ مصنف کی تعریف میں مترجم اور مرتب بھی شامل ہے بشرطیکہ ان کی نگارشات معیار و معنی کے اعتبار سے اہمیت کی حامل ہوں۔ مرتب کی ہوئی کتاب کے مسودہ کے لئے ضروری ہے کہ اس میں مرتب کا ایک تفصیلی جامع اور بامعنی مقدمہ بھی شامل ہو۔

۱۱۔ طباعت کے لئے اتر پردیش اردو اکادمی نے جو سائز طے کیا ہے کتاب اسی سائز پر چھپوانی ہوتی ہے۔ اگر کتاب کسی دوسرے سائز پر چھاپی گئی یا تخمینی صفحات میں کمی آگئی تو امدادی رقم بھی اسی حساب سے دی جائے گی۔

۱۲۔ مسودات ایک ہی سائز کے کاغذ پر صاف ستھرے لکھے ہوں اور ہر صفحہ پر نمبر شمار بھی درج ہونا چاہیے۔

۱۳۔ اگر کسی مسودہ میں مختلف سائز کے صفحات موجود ہیں یا اس میں شائع شدہ صفحات کو بھی شامل کیا گیا ہے تو ایسے مسودہ پر غور نہیں کیا جائے گا۔

۱۴۔ بچوں کے لئے شائع کی جانے والی ہر کتاب کے لئے مسودات کے علاوہ ایسے مسودات پر جن کی تعداد صفحات شائع ہونے پر سو سے کم ہو اور بچوں کے مسودات پر جن کی تعداد صفحات ساٹھ سے کم ہو غور نہیں کیا جاتا ہے۔

۱۵۔ اگر امداد پانے والے مصنف نے اکادمی کے قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کی تو رقم کی ادائیگی ممکن نہیں ہوتی ہے۔

۱۶۔ اکادمی میں مصنف کی جانب سے جو مسودہ داخل کیا جائے گا اس میں مصنف کا تحریر کردہ مقدمہ اور متن ہونا چاہیے۔ ماہرین کی رائے اس میں شامل نہ ہو۔ ماہرین کی رائے مسودہ منظور ہونے کے بعد شامل کی جاسکتی ہے جس کا اکادمی سے کوئی تعلق نہ ہوگا اور نہ ہی ان صفحات کے اخراجات

تخمینہ میں شامل کئے جائیں گے۔

- ۱۷۔ مسودات کی مالی امداد چار سو سے چھ سو کا پیاں بذریعہ آفسیٹ چھپوانے کے لئے ہے۔
- ۱۸۔ مسودہ صاف اور خوشخط لکھا ہونا چاہیے۔ مسودہ اخبارات یا رسائل سے تراشوں کی شکل میں قبول نہیں کئے جائیں گے۔ فہرست عنوانات درج کرنا ضروری ہے۔
- ۱۹۔ مصنف کو اپنے موجودہ بینک اکاؤنٹ میں درج مصنف کا نام، موجودہ پتہ، بینک کا نام، بینک کی شاخ کا نام، بینک کا اکاؤنٹ نمبر، آئی۔ ایف۔ ایس کوڈ، مستقل پتہ اور موبائل نمبر بھیجنا بھی اکادمی کی مسودات کی مالی امداد کے لئے ضروری ہے۔ (۲۴)

۵۔ امداد مصنفین۔ قواعد و ضوابط:

- اتر پردیش اردو اکادمی معذور اور معمر ادباء و شعراء کو ماہانہ یا یکمشت امداد دیتی ہے۔
- مقصد:- اتر پردیش کے ان معمر، معذور اور بیمار اردو شعراء، مصنفین، صحافیوں اور کاتبوں کو جن کی مالی حالت خراب ہوتی ہے اور جو اپنا علاج نہیں کرا سکتے ان کو مالی امداد دینا اکادمی کے مقاصد میں سے ایک مقصد ہے ان کو یہ مالی امداد دینا درحقیقت ان کی خدمات کا اعتراف کرنا ہے۔ ان کو مالی امداد درج ذیل قواعد و ضوابط اور طریقہ کار کے تحت دی جاتی ہے۔
- ۱۔ ماہانہ وظیفہ یا یکمشت رقم کی صورت میں امداد دی جائے گی۔
- ۲۔ امداد کے لئے امیدوار کو اکادمی کے مقررہ فام پر درخواست دینا ہوتا ہے۔ ۳۔ سب کمیٹی کی فوری میٹینگ نہ ہو تو صدر اور نائب صدر اپنے طور پر شدت سے بیمار ایک مالی سال میں زیادہ سے زیادہ دس مستحقین کو پانچ پانچ ہزار روپیہ تک کی امداد اور مہلک بیماری میں مبتلا حضرات کو ان کے میڈیکل سرٹیفکیٹ کی بنیاد پر علاج و معالجہ کے لئے سال میں صرف ایک بار دس ہزار روپے یکمشت امداد منظور کر سکتے ہیں۔

۴۔ الف:- ماہانہ امداد کی تجدید کے لئے مصنفوں/کاتبوں سے ماہ مارچ میں ایک ڈیکلریشن مانگا

جاتا ہے۔ تجدید امداد کے لئے موصولہ درخواستوں کی تصدیق اکادمی مجلس انتظامیہ، اکادمی جنرل کونسل کا کوئی ممبر، ڈگری یا انٹر کالج کے پرنسپل، نگرنگم ونگر پالیکا کے صدر، ممبر یا کسی گزٹیڈ آفیسر سے کرائی جاسکتی ہے جس کو کافی سمجھا جائے گا۔

ب:- اگر مصنف، ادیب، شاعر، صحافی اور کاتب بیمار ہے تو میڈیکل کالج، کسی سرکاری اسپتال کے دفتر، ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ڈاکٹر، بی۔ یو۔ ایم۔ ایس ڈاکٹر یا رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر کا سرٹیفکیٹ داخل کرنا ہوگا۔ 70 سال سے زائد عمر کے مصنف یا شاعر کے لئے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ داخل کرنے کی پابندی نہیں ہوتی ہے۔

ج:- اگر کسی امداد پانے والے ادیب، شاعر، صحافی اور کاتب کے بارے میں اکادمی کو یہ اطلاع ملے کہ ان کی معقول آمدنی کا ذریعہ پیدا ہو گیا ہے یا وہ اب بیمار نہیں ہے تو جانچ کے بعد اس کی امداد منسوخ کی جاسکتی ہے۔

۵۔ موصولہ درخواستوں پر اردو اکادمی کا فیصلہ آخری اور حتمی سمجھا جائے گا۔

۶۔ درخواست دینے والے ادیب، شاعر، صحافی اور کاتب کے لئے درخواست کے ساتھ (مطبوعہ کتب نہ ہونے کی صورت میں) ان اخبارات و رسائل کے پانچ تراشے منسلک کرنا لازمی ہوتا ہے جس میں ان کی تخلیقات اور نگارشات شائع ہوئی ہیں۔

استحقاق

صوبہ اتر پردیش کے صرف وہ افراد امداد کے مستحق سمجھے جائیں گے جو مندرجہ ذیل شرائط کے تحت آتے ہوں۔

۱۔ وہ اتر پردیش میں مستقل سکونت رکھتے ہوں۔

۲۔ انہوں نے اردو زبان و ادب یا صحافت و کتابت کے کسی شعبے میں نمایاں خدمات انجام دی ہوں۔

۳۔ ان کی معاشی حالت ناقابل اطمینان ہو۔

۴۔ ان کی عمر ساٹھ سال سے تجاوز کر چکی ہو یا وہ جسمانی طور پر معذور یا بیمار ہوں۔

۵۔ ان کی ماہانہ آمدنی پانچ ہزار روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔

نوٹ:

۱۔ مصنف، ادیب، شاعر، صحافی اور کاتب کو اپنی درخواست کے ساتھ اپنی معاشی حالت کی تفصیلات کے بارے میں اپنے حلقہ کے ڈی ایم یا ایس ڈی ایم یا تحصیلدار کا سرٹیفکیٹ داخل کرنا ضروری ہے۔

۲۔ سرکاری محکموں سے سبکدوش پنشن یافتہ مصنفین کو پنشن سرٹیفکیٹ داخل کرنا لازمی ہوتا ہے۔ پانچ ہزار روپیہ ماہانہ سے زائد پنشن پانے والے مصنفین کو ماہانہ امداد نہیں دی جاتی ہے۔

۳۔ بیماری یا جسمانی طور پر معذوری کی بابت کسی سرکاری اسپتال کے میڈیکل افسر، کسی میڈیکل کالج کے ڈاکٹر کا سرٹیفکیٹ داخل کرنا ہوتا ہے۔

۴۔ کوئی ادیب یا کاتب فوری طور پر بہت سخت علیل ہو جائے تو جو ماہانہ امداد مل رہی ہے اس کے علاوہ اسے یکمشت رقم خصوصی حالات میں دی جاسکتی ہے۔ یکمشت امداد کی رقم ایک مالی سال میں پانچ ہزار سے زائد اور ماہانہ وظیفہ کی رقم ایک ہزار روپیہ سے کم اور بارہ سو روپیہ ماہانہ سے زائد نہیں ہوگی۔

۵۔ عمر کے ثبوت کے سلسلہ میں ہائی اسکول یا حکومت سے منظور شدہ کسی امتحان کا سرٹیفکیٹ نہ ہونے کی صورت میں سی ایم او، سرکاری اسپتال کے ڈاکٹر، رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر میں سے کسی کا سرٹیفکیٹ یا شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی داخل کرنا لازمی ہے۔

۶۔ مکمل درخواست سکریٹری، اتر پردیش اردو اکادمی دھوتی کھنڈ، گومتی نگر، لکھنؤ کے پتہ پر ارسال کرنا ہوتا ہے۔

۷۔ اکادمی جن مصنفین کو ماہانہ پنشن دیتی ہے ان کی وفات کی صورت میں ان کی بیواگان کو بھی پنشن

دیتی ہے۔

۸۔ اکادمی جنگ آزادی کے قلمکاروں کی خدمات کا احترام کرتی ہے اور انہیں تاحیات پنشن دیتی ہے۔ (۲۵)

۶۔ اکادمی سیلس ڈپو کے قواعد و ضوابط

اتر پردیش اردو اکادمی مطبوعات اور مسودات کی خود اشاعت کرتی ہے اور اب تک تقریباً پانچ سو ستیس کتابیں اکادمی سے شائع ہو چکی ہیں جن کی فروخت کے لئے اکادمی نے ایک سیلس ڈپو قائم کیا ہے۔ جہاں کتابیں مناسب چھوٹ کے ساتھ کم قیمت پر درج ذیل قواعد و ضوابط کے تحت دی جاتی ہیں۔

۱۔ (الف) تعلیمی اداروں اور عام خریدار کو سو روپیہ تک کتابیں خریدنے پر دس فیصد کمیشن اور سو روپیہ سے زائد کتابیں خریدنے پر پچیس فیصد چھوٹ دی جاتی ہے۔

(ب) پوسٹ گریجویٹ (اردو) طلباء کو پچیس فیصد چھوٹ دی جاتی ہے۔

(ج) اردو اساتذہ کو اکادمی مطبوعات کی ایک ایک جلد خریدنے پر چالیس فیصد چھوٹ دی جاتی ہے۔

۲۔ عوامی کتب خانوں کو پندرہ فیصد چھوٹ دی جاتی ہے۔

۳۔ تاجران کتب کو درج ذیل شرح سے چھوٹ دی جاتی ہے۔

(الف) ایک ہزار روپے تک کی کتابیں خریدنے پر 33.3 فیصد چھوٹ۔

(ب) ایک ہزار ایک روپے سے زائد کی کتابیں خریدنے پر 40% چھوٹ

۴۔ پچاس روپے سے زائد کی کتابیں منگوانے پر آرڈر کی چوتھائی رقم بطور ایڈوانس بھیجنا لازمی

ہے۔ ڈاک ریلوے اخراجات اکادمی برداشت کرتی ہے۔

۵۔ پچاس روپے سے کم کی کتابیں منگوانے پر آرڈر کی کل رقم ایڈوانس کے طور پر بھیجنا لازمی

ہوتا ہے۔ ڈاک خرچ خریدار کو برداشت کرنا ہوتا ہے۔

۶۔ بل کی جملہ بقایہ رقم کی ادائیگی بل اجرائی کی تاریخ سے زیادہ سے زیادہ تین ماہ کے اندر کرنا لازمی

ہے ایسا نہ کرنے پر بل کی جملہ بقیہ رقم پر بارہ فیصد کے حساب سے مزید ادائیگی کرنی ہوگی۔ (۲۶)

۷۔ کتابت اسکول کے قواعد و ضوابط

کتابت اسکول کا کورس دو سال کا ہے گذشتہ سال داخل کئے گئے سال اول کے طلبہ و طالبات سالانہ امتحان پاس کر کے سال دوم میں جاتے ہیں اور سال اول کے لئے پچیس طلباء و طالبات دوبارہ داخل کئے جاتے ہیں جن میں بیس بہترین طلبہ کو ماہانہ وظیفہ بھی دیا جاتا ہے اور سال دوم میں بھی وظیفہ دیا جاتا ہے۔ اس اسکول کے اصول و ضوابط درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ صرف وہ امیدوار ہی داخلہ کی درخواست دے سکتے ہیں جن کی عمر یکم جولائی کو سولہ سال سے کم نہ ہو۔
- ۲۔ امیدوار بہ آسانی اردو لکھ اور دستی تحریر روانی سے پڑھ سکتے ہوں۔
- ۳۔ ان کا خط بھی اچھا ہو۔
- ۴۔ داخلہ سے قبل امیدوار کو تحریری اور زبانی امتحان دینا ہوتا ہے۔
- ۵۔ تعلیمی سال یکم جولائی تا 31 مئی ہے۔
- ۶۔ طلباء اور طالبات کی تعداد ہر سال اول میں بیس ہوتی ہے ان کے علاوہ پانچ ایسے طالب علم کو بھی داخلے دیئے جاسکتے ہیں جن کو وظیفہ نہیں دیا جاتا ہے۔
- ۷۔ جو امیدوار فن کتابت سے پہلے ہی سے واقف ہوں گے انہیں سال دوم میں داخلہ دیا جاتا ہے۔

اردو کمپیوٹر سینٹر۔ قواعد و ضوابط:

اتر پردیش اردو اکادمی کے زیر اہتمام قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی کی جانب سے چلنے والے کمپیوٹر کا ایک سالہ کورس ڈپلوما ان کمپیوٹر اپلیکیشن اینڈ ملٹی لنگویل ڈی۔ ٹی۔ پی اکادمی کے دفتر و بھوتی کھنڈ گومتی نگر، لکھنؤ اور پرانے دفتر اردو اکادمی 21 آر کے ٹنڈن روڈ بلہرہ ہاؤس قیصر باغ لکھنؤ میں قائم ہے۔ اس سینٹر سے اب تک تقریباً ہزاروں طلباء و طالبات انگریزی، اردو اور ہندی میں کمپیوٹر کی

تربیت حاصل کر کے روزگار سے منسلک ہو گئے ہیں۔

موجودہ کورس حکومت ہند وزارت برائے انسانی حقوق و رسائل اور وزارت انفارمیشن ٹکنالوجی

DOEACC چنڈی گڑھ سے منظور شدہ ہے۔ اس کورس کے لئے شرائط درج ذیل ہیں۔

۱۔ اس کورس میں داخلہ کے لئے امیدوار کی عمر کم از کم 17 سال ہونی چاہیے۔

۲۔ تعلیمی لیاقت انٹر میڈیٹ یا اس کے مساوی تعلیمی لیاقت وغیرہ ہے۔

۳۔ تعلیمی لیاقت کے ساتھ اردو کی لیاقت بھی ضروری ہے۔

۴۔ جو امیدوار اردو سے ناواقف ہوتے ہیں انہیں اردو زبان کی تعلیم دے کر ڈپلوما ان اردو لنگویج کی

سند دی جاتی ہے۔

۵۔ اس کورس کی پوری فیس چھ ہزار ہے۔ (۲۷)

ڈاکٹر شبیمہ رضوی نے اردو کوروزی روٹی سے جوڑنے کے لئے اکادمی کے زیر اہتمام اس مفت

اردو کمپیوٹر سنٹر کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ (۲۸)

اس سینٹر سے بہت سے طلباء طالبات تعلیم حاصل کر کے روزگار سے جڑ چکے ہیں۔ یہ سینٹر بہت

سارے اردو داں اور غیر اردو داں طبقہ سب کے لئے مفید ثابت ہو رہا ہے۔ غیر اردو داں جو اردو سے

بالکل نا بلد ہوتے ہیں یہاں آ کر اردو سیکھ کر جاتے ہیں اور روزگار بھی حاصل کرتے ہیں۔ یہ اکادمی کی

بہترین کارکردگی کی مثال ہے۔

اتر پردیش اردو اکادمی کا طریقہ کار:

’اتر پردیش اردو اکادمی کے دو سال نامی خبرنامہ سے اتر پردیش اردو اکادمی کا طریقہ کار معلوم ہوتا

ہے۔ اس کے مطابق اتر پردیش اردو اکادمی درج ذیل کمیٹیوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

۱۔ جنرل کاؤنسل / مجلس عام

۲۔ مجلس انتظامیہ

اتر پردیش اردو اکادمی کی کمیٹیاں و سب کمیٹیاں اور ان کے اراکین

جنوری 1972ء میں اتر پردیش اردو اکادمی کا قیام عمل میں آیا۔ اس وقت کے وزیر اعلیٰ اتر پردیش جناب کملاپتی ترپاٹھی نے اس اکادمی کو شروع کرنے کے لئے پانچ لاکھ دس ہزار روپے دیئے۔ 1976ء میں وزیر اعلیٰ نارائن دت تیواری نے یہ رقم بڑھا کر ساڑھے آٹھ لاکھ کر دی تھی۔ رقم بڑھنے کا سلسلہ چلتا رہا اور موجودہ وقت میں اکادمی کا بجٹ دس کروڑ ستتیس لاکھ اڑتالیس ہزار روپے ہے۔ (۲۹)

اکادمی کو بحسن خوبی چلانے کے لئے اکادمی کے دستور کے تحت کئی کمیٹیاں اور سب کمیٹیاں کام کرتی ہیں جس میں مجلس عام، مجلس انتظامیہ، مجلس مشاورت خاص ہیں اس کے علاوہ اٹھارہ سب کمیٹیاں بھی ہیں۔

اتر پردیش اردو اکادمی سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ نمبر (1901) 1-26-181/1971-72 کے تحت 31-12-1971 w.e.f کے تحت جنوری 1972ء میں قائم ہوئی۔ یہ ایک سوسائٹی ہے جس کو اتر پردیش اردو اکادمی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کا رجسٹرڈ دفتر و بھوتی کھنڈ گومتی نگر، لکھنؤ میں واقع ہے۔ اکادمی کی کمیٹیاں درج ذیل ہیں۔ (۳۰)

مجلس عام ہر جنرل کاؤنسل

اتر پردیش اردو اکادمی کی پہلی جنرل کاؤنسل کے اراکین

اتر پردیش اردو اکادمی کے پہلے سکریٹری (جناب صباح الدین عمر) کی رپورٹ کے مطابق اتر پردیش اردو اکادمی کی پہلی مجلس عام کے اراکین کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

- ۱۔ بیگم حامدہ حبیب اللہ وزیر ریاست اتر پردیش و صدر اتر پردیش اردو اکادمی
- ۲۔ جناب آنند نارائن ملا ایم۔ پی (چیرمین۔ مجلس انتظامیہ اردو اکادمی لکھنؤ)
- ۳۔ جناب کملاپتی ترپاٹھی وزیر اعلیٰ اتر پردیش

۴۔ ڈاکٹر رام جی لال سہایک	وزیر تکنیکی تعلیم
۵۔ پروفیسر نور الحسن	وزیر ریاست حکومت ہند۔ دہلی
۶۔ جناب تریوینی پرساد سنگھ	سکریٹری۔ وزارت تعلیم حکومت ہند
۷۔ شری مہتی شیلاکول	ایم۔ پی
۸۔ جناب ایم۔ آر شیروانی	
۹۔ مولانا اسحاق سنبھلی	ایم۔ پی
۱۰۔ جناب حیات اللہ انصاری	
۱۱۔ جناب ریاست حسین	ایم۔ ایل۔ اے
۱۲۔ جناب مصطفیٰ کامل قدوائی	ایم۔ ایل۔ اے
۱۳۔ بیگم قدسیہ اعزاز رسول	ایم۔ ایل۔ اے
۱۴۔ جناب نسیم الدین صدیقی	ایم۔ ایل۔ اے
۱۵۔ جناب سید علی ظہیر	ایم۔ ایل۔ اے
۱۶۔ جناب امتیاز حسین	ایضاً
۱۷۔ جناب حلیم الدین راحت مولائی	ایضاً
۱۸۔ جناب چھیدی لال ساتھی	ایضاً
۱۹۔ جناب سلطان عالم خاں	ایضاً
۲۰۔ بیگم محسنہ قدوائی	
۲۱۔ جناب سید آل احمد سرور	
۲۲۔ جناب سید احتشام حسین	
۲۳۔ ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی	

- ۲۴۔ ڈاکٹر محمود الہی
- ۲۵۔ جناب رگھوپتی سہائے فراق
- ۲۶۔ جناب عبدالماجد دریا آبادی
- ۲۷۔ جناب مسعود حسن رضوی
- ۲۸۔ جناب امتیاز علی عرشی
- ۲۹۔ جناب ڈاکٹر امرت لال عشرت
- ۳۰۔ ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی
- ۳۱۔ ڈاکٹر محمد حسن
- ۳۲۔ جناب علی جواد زیدی
- ۳۳۔ جناب مفتی محمد رضا انصاری
- ۳۴۔ جناب نشور واحدی
- ۳۵۔ جناب رام لعل
- ۳۶۔ جناب قاضی محمد عدیل عباسی
- ۳۷۔ جناب عشرت علی صدیقی
- ۳۸۔ بیگم حیات اللہ انصاری
- ۳۹۔ بیگم انیس قدوائی
- ۴۰۔ جناب مقبول احمد لاری
- ۴۱۔ جناب ایس۔ ایم جعفر
- ۴۲۔ جناب ایچ۔ ایچ اسلم رضوی
- ۴۳۔ جناب مولانا اسحاق علی

- ۴۴۔ شاہ معین الدین احمد ندوی
- ۴۵۔ جناب نذیر بناری
- ۴۶۔ جناب مہاویر پرساد شریواستو
- ۴۷۔ جناب ایم۔ شکیل
- ۴۸۔ جناب ڈاکٹر انوار الحسن
- ۴۹۔ جناب محمد شمسی
- ۵۰۔ جناب سید افسر حسین
- ۵۱۔ جناب اقبال صدیقی
- ۵۲۔ جناب پی۔ ایس۔ پٹھان
- ۵۳۔ جناب اوپی رائے زادہ
- ۵۴۔ جناب حیات وارثی
- ۵۵۔ جناب فضل نقوی
- ۵۶۔ جناب ریاض الدین احمد
- ۵۷۔ جناب حشمت حسین عثمانی
- ۵۸۔ جناب داتا رسول
- ۵۹۔ جناب تریبھون پرساد
- ۶۰۔ جناب بھرت نارائن
- ۶۱۔ جناب پرتھوی ناتھ چتر ویدی
- ۶۲۔ جناب پورن چند پانڈے
- ۶۳۔ جناب شرومنی شرما
- سکریٹری۔ پلاننگ قومی یک جہتی اتر پردیش
- سکریٹری۔ لسانیات اتر پردیش
- سکریٹری۔ تعلیمات، اتر پردیش
- سکریٹری۔ بھاشا و بھاگ
- ڈائریکٹر۔ محکمہ اطلاعات، اتر پردیش

- ۶۴۔ جناب دیوی دت پنت ڈائریکٹر۔ تعلیمات، اتر پردیش
- ۶۵۔ جناب خلیل الرب ڈپٹی ڈائریکٹر۔ تعلیمات اردو، اتر پردیش (۳۱)
- اکادمی کے ۷۱ اراکین پر یہ مجلس مشتمل ہوتی ہے اور یہ اراکین اتر پردیش سرکار اور چیرمین اردو اکادمی کے ذریعہ مقرر کئے جاتے ہیں اور سبھی اراکین اتر پردیش کے مستقل باشندے ہوتے ہیں۔ اس کمیٹی کے ۷۱ اراکین درج ذیل شعبوں سے منتخب کئے جاتے ہیں۔
- ۱۔ صدر:- اس مجلس کا صدر وزیر اعلیٰ یا اس کا نمائندہ ہوتا ہے۔ وزیر اعلیٰ ایسے لوگوں کا انتخاب کرتا ہے جو خود کو اردو کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ صدر جمہوریہ راج میں گورنر یا اس کا نمائندہ اس کمیٹی کا صدر ہوتا ہے۔
 - ۲۔ چیرمین:- چیرمین کا تقرر وزیر اعلیٰ کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔
 - ۳۔ وائس چیرمین:- وائس چیرمین چیرمین کی غیر موجودگی میں سبھی کمیٹیوں کی صدارت کرتا ہے۔
 - ۴۔ سکریٹری، سکریٹری محکمہ لسانیات اتر پردیش حکومت یا اس کا نمائندہ ہوتا ہے۔
 - ۵۔ سکریٹری، محکمہ مالیات یا اس کا نمائندہ۔
 - ۶۔ سکریٹری محکمہ تعلیم یا اس کا نمائندہ۔
 - ۷۔ نائب صدر، اتر پردیش ہندی سنسکھان لکھنؤ۔
 - ۸۔ ڈائریکٹر انفارمیشن اور رابطہ عامہ، اتر پردیش حکومت۔
 - ۹۔ ڈپٹی ڈائریکٹر تعلیم اردو، اتر پردیش لکھنؤ۔
 - ۱۰۔ سکریٹری، اتر پردیش اردو اکادمی (جسے ووٹ دینے کا حق حاصل نہیں ہے)
 - ۱۱۔ ۱۵۔ یہ اراکین اتر پردیش کی مرکزی اور صوبائی پانچ یونیورسٹیوں کے صدر شعبہ اردو ہوتے ہیں۔
 - ۱۶۔ ۱۸۔ یہ اراکین اتر پردیش کے تین ڈگری کالج کے صدر شعبہ اردو ہوتے ہیں۔
 - ۱۷۔ ۱۹۔ یہ تین اراکین وہ ہوتے ہیں جو اردو تعلیمی اداروں کے نمائندہ ہوں جنہیں اردو کا بھرپور علم ہو

اور اردو کے فروغ کے لئے دلچسپی رکھتے ہوں۔

اس کمیٹی کے صدر، نائب صدر، سکریٹری کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ صدر۔ اس کا صدر وزیر اعلیٰ یا اس کا نمائندہ ہوتا ہے۔
- ۲۔ نائب صدر۔ مجلس عام کا چیرمین ہی اس اکادمی کا نائب صدر ہوتا ہے۔ صدر کی غیر موجودگی میں اکادمی کی سبھی میٹنگ کی صدارت یہی کرتا ہے۔
- ۳۔ سکریٹری۔ اکادمی کا سکریٹری اتر پردیش حکومت کے ذریعہ مقرر کیا جاتا ہے۔ اس کی مدت کارکردگی حکومت پر منحصر ہوتی ہے۔

مجلس عام کی میٹنگ:

- ۱۔ اکادمی کی اس کمیٹی کی میٹنگ ایک سال میں کم سے کم دو بار ہوتی ہے میٹنگ سے پندرہ دن پہلے اراکین کو نوٹس دینا ہوتا ہے۔
- ۲۔ صدر سے مشورہ کے بعد سکریٹری میٹنگ منعقد کرتا ہے۔
- ۳۔ اکادمی کی میٹنگ کے لئے 14 اراکین کا ایک فورم بنتا ہے۔
- ۴۔ میٹنگ میں موجود اکثریتی اراکین کے فیصلہ کو اکادمی کا فیصلہ مانا جاتا ہے۔
- ۵۔ ہر میٹنگ کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔
- ۶۔ سال کی پہلی میٹنگ جو کہ عام طور سے 31 مارچ سے پہلے ہوتی ہے اسے سالانہ جنرل میٹنگ کہا جاتا ہے۔

مجلس انتظامیہ:

اتر پردیش اردو اکادمی کی دوسری اہم کمیٹی مجلس انتظامیہ ہے۔ مجلس انتظامیہ اکادمی کے تمام کاموں کے سلسلے میں قواعد و ضوابط وضع کرتی ہے اور اکادمی کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کیلئے ضروری فیصلے اور

کاروائیاں کرتی ہے۔ مجلس انتظامیہ کے جلسے ہر دو ماہ میں ایک مرتبہ ہوتے ہیں۔ مجلس انتظامیہ جو بجٹ پیش کرتی ہے اسے جنرل کونسل کی منظوری کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ (۳۲)

پہلی مجلس انتظامیہ کے اراکین:

سکرٹری کی رپورٹ، جولائی ۱۹۷۷ء کے مطابق اتر پردیش اردو اکادمی کی پہلی مجلس انتظامیہ کے اراکین درج ذیل ہیں۔

۱۔ جناب آنند نارائن ملا ایم۔ پی (چیرمین۔ مجلس انتظامیہ اردو اکادمی لکھنؤ)

۲۔ جناب عبدالماجد دریا آبادی

۳۔ جناب مسعود حسن رضوی

۳۶۔ جناب قاضی محمد عدیل عباسی

۴۳۔ جناب مولانا اسحاق علمی

۷۔ شریعتی شیلاکول ایم۔ پی

۲۱۔ جناب سید آل احمد سرور

۲۲۔ جناب سید احتشام حسین

۲۳۔ ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی

۱۰۔ ڈاکٹر محمود الہی

۱۱۔ بیگم انیس قدوائی

۱۲۔ بیگم حیات اللہ انصاری

۱۳۔ جناب چھیدی لال ساتھی

۱۴۔ جناب سید محمد جعفر

۱۵۔ جناب عشرت علی صدیقی

۱۶۔ جناب محی الدین احمد (نمائندہ سکریٹری۔ تعلیمات اتر پردیش)

۱۷۔ جناب شری لال شکلا (نمائندہ سکریٹری۔ مالیات اتر پردیش)

۱۸۔ جناب شام بہاری لال شکلا (نمائندہ سکریٹری۔ قومی یک جہتی)

۱۹۔ جناب خلیل الرب (ڈپٹی ڈائریکٹر۔ تعلیمات اردو)

موجودہ وقت میں اس کے کل پچیس اراکین ہوتے ہیں جو کہ مجلس عام کہ 71 اراکین کے علاوہ ہوتے ہیں۔ اس مجلس کے اراکین درج ذیل شعبہ سے منتخب کئے جاتے ہیں۔

۱۔ چیرمین۔ اردو مصنفین میں سے کوئی ایک مشہور و معروف مصنف سرکار کے ذریعہ نامزد کیا جاتا ہے۔

۲۔ وائس چیرمین۔ چیرمین کی غیر موجودگی میں سبھی میٹنگ کی صدارت کرتا ہے۔

۳۔ ۷۔ یہ پانچوں اراکین اتر پردیش کی مرکزی اور صوبائی پانچ یونیورسٹیوں کے صدر شعبہ اردو ہوتے ہیں۔

۸۔ سکریٹری، محکمہ لسانیات، لکھنؤ، اتر پردیش حکومت۔

نوٹ:- مجلس عام کے ذریعہ 30 جون 1994ء کو سکریٹری، قومی یکجہتی ڈپارٹمنٹ اتر پردیش حکومت کی جگہ پر سکریٹری محکمہ لسانیات لکھنؤ اتر پردیش حکومت کو متعین کر دیا گیا۔

30 جون 1994ء سے پہلے اتر پردیش اردو اکادمی محکمہ قومی یکجہتی اتر پردیش حکومت کے دائرہ کار میں آتی تھی اس کے بعد اکادمی محکمہ لسانیات اتر پردیش حکومت کے تحت آگئی۔

۹۔ سکریٹری، محکمہ مالیات یا اس کا نمائندہ۔

۱۰۔ سکریٹری، محکمہ تعلیم یا ان کا نمائندہ۔

۱۱۔ کارگزار نائب صدر، اتر پردیش ہندی سنسکھان لکھنؤ۔

۱۲۔ ڈپٹی ڈائریکٹر اردو تعلیم اتر پردیش لکھنؤ۔

۱۳۔ سکریٹری، اتر پردیش اردو اکادمی (جسے ووٹ دینے کا حق حاصل نہیں ہے)

۲۵-۱۲۔ بارہ اراکین ایسے لوگوں میں سے منتخب کئے جاتے ہیں جو لوگ اردو کے فروغ میں دلچسپی رکھتے ہوں اور ان کو اردو کی بھرپور معلومات ہو۔

- ☆ اکادمی کا سکرٹری مجلس انتظامیہ کا سکرٹری ہوتا ہے۔
- ☆ چیرمین اور دوسرے اراکین مجلس انتظامیہ کی مدت کارکردگی دو سال ہوگی۔
- ☆ اگر کوئی رکن لگا تار تین میٹنگ میں بنا کسی جائز وجہ کہ حاضر نہیں ہوتا ہے تو اس کی رکنیت ختم کر دی جاتی ہے۔

- ☆ کمیٹی اکادمی کے فیصلہ کو لاگو کرتی ہے۔
- ☆ اس کمیٹی کے پاس سبھی وہ طاقتیں ہوتی ہیں جو اکادمی کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہیں۔

مجلس انتظامیہ کی میٹنگ:

- ۱۔ کمیٹی کم سے کم ہر دو مہینے میں ایک بار میٹنگ کرتی ہے اور میٹنگ سے دس دن پہلے سبھی اراکین کو نوٹس دینا ضروری ہوتا ہے۔
- ۲۔ کمیٹی کی میٹنگ چیرمین سے مشورہ کے بعد سکرٹری بلاتا ہے۔
- ۳۔ اس طرح کی ہر میٹنگ کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔
- ۴۔ موجودہ اراکین کی اکثریت کا فیصلہ ایک فیصلہ مانا جاتا ہے۔
- ۵۔ کمیٹی کی میٹنگ کے لئے نوا اراکین کا فورم بنایا جاتا ہے۔

کمیٹی کا چیرمین:

- ۱۔ چیرمین کو سبھی سہولیات اور الاؤنسز دیئے جاتے ہیں جیسا کہ وقتاً فوقتاً حکومت فیصلہ کرتی ہے۔
- ۲۔ میٹنگ کی صدارت چیرمین اور اس کی غیر موجودگی میں نائب چیرمین کرتا ہے۔
- ۳۔ اکادمی کا صدر کمیٹی کی کسی بھی میٹنگ میں شرکت کر سکتا ہے اور جب وہ موجود ہوتا ہے تو میٹنگ کی

صدارت بھی کرتا ہے۔

کمپنی کا سکریٹری:

- ۱۔ اتر پردیش اردو اکادمی کا سکریٹری اس کمپنی کا سکریٹری ہوتا ہے۔
- ۲۔ سکریٹری چیرمین کی رہنمائی اور ہدایت کے تحت اکادمی کو صحیح ڈھنگ سے چلانے کا ذمہ دار ہے۔
- ۳۔ سکریٹری سالانہ رپورٹ، حساب اور بجٹ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔
- ۴۔ سکریٹری مصنفین اور مترجمین سے ان کی خدمات کے متعلق رابطہ کرتا ہے ان کے مخطوطات کی جانچ کرتا ہے انہیں ایڈیٹ کرتا ہے اور چیرمین کی منظوری کے بعد چھپنے کے لئے ترتیب دیتا ہے اور وہ حکومت کے مختلف محکموں سے تعلقات بنائے رکھتا ہے۔

فائننس اکاؤنٹ اور آڈٹ:

سکریٹری محکمہ مالیات اکادمی کا مالیاتی اڈوانزر ہوتا ہے۔ اکادمی صحیح ڈھنگ سے اکاؤنٹ کو مینٹین کرتی ہے اور دوسرے ریکارڈ کو برقرار رکھتی ہے۔ اکادمی کے اکاؤنٹس سالانہ حکومت کے ذریعہ نامزد آڈیٹرز کے ذریعہ آڈیٹ کئے جاتے ہیں۔

ٹریزرر خزانچی: محکمہ مالیات کا نمائندہ نامزد شخص جو مالیاتی اصول و ضوابط کا ماہر ہوتا ہے اسے اکادمی کا ٹریزرر بنایا جاتا ہے اور اس کا تقرر مجلس انتظامیہ کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ بینک اکاؤنٹ کے لین دین ٹریزرر اور سکریٹری کے دستخط کے ذریعہ کئے جاتے ہیں۔ (۳۳)

اتر پردیش اردو اکادمی کی سب کمیٹیاں

پہلی مجلس انتظامیہ کے پہلے تین جلسے میں منظور کی گئی قراردادیں

اتر پردیش اردو اکادمی کی پہلی مجلس انتظامیہ کا پہلا جلسہ ۳۰ جنوری ۱۹۷۲ء کو ہوا تھا جس کی

صدارت پنڈت آنند نارائن ملانے کی تھی۔ جس میں طے پایا کہ اکادمی کے کام میں تیزی کے لئے کچھ سب کمیٹیوں کی تشکیل کی جائے اور اسکے مطابق ترجیحات سب کمیٹی، لائبریری سب کمیٹی، رابطہ عوام سب کمیٹی اور انعامی سب کمیٹی کی تشکیل کی گئی۔

مجلس انتظامیہ کا دوسرا جلسہ ۸ اپریل ۱۹۷۲ء کو ہوا اور تیسرا جلسہ ۹ جون ۱۹۷۲ء کو ہوا تھا جس میں متعدد تجاویز منظور کرنے کے علاوہ کچھ اور سب کمیٹیوں کی تشکیل کی گئی مثلاً تعلیمی سب کمیٹی، امداد مصنفین سب کمیٹی وغیرہ۔ (۳۴)

پہلی مجلس انتظامیہ کے پہلے جلسہ کی قراردادیں:

۱۔ طے پایا کہ چونکہ ضلع پریشدوں اور نگر پالیکاؤں کے تحت پرائمری اسکول کے مطالبات کے باوجود اردو میں تعلیم دینے کی سہولتیں فراہم نہیں کر رہے ہیں۔ اس لئے اسکولوں کے انسپکٹروں کو اس بات کا پورا اختیار دیا جائے کہ وہ ان اداروں کو یہ حکم دے سکیں کہ اردو کی تعلیم کے سلسلے میں وہ تمام ضروری سہولتیں فراہم کریں۔

۲۔ طے پایا کہ ریاستی حکومت مختلف تعلیمی اداروں میں کام کرنے والے اردو ٹیچرس کی ٹریننگ کی شرائط میں چھوٹ دیدے اور اردو میڈیم میں ٹریننگ کی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے فوری کارروائی کرے۔

۳۔ طے پایا کہ نظامت تعلیمات اتر پردیش سے یہ درخواست کی جائے کہ مختلف امتحانوں میں اردو میں جو جوابات لکھے جائیں ان کی جانچ انھیں ممتحوں سے کرائی جائے جو اردو میں معقول استعداد رکھتے ہوں۔

۴۔ یہ طے پایا کہ ایک اردو لائبریری قائم کی جائے جس کے لئے دس ہزار روپے کی رقم مخصوص کی کر دی گئی تھی اور یہ بھی طے پایا کہ ایک اپیل کے ذریعہ تمام افراد سے درخواست کی جائے کہ وہ اس لائبریری کو اردو کتابیں عطیہ کے طور پر عنایت کریں۔

۵۔ طے پایا کہ اردو کے سلسلے میں مختلف مسئلوں پر غور کرنے کے لئے مجلس انتظامیہ کی حسب ذیل کمیٹیاں بنادی جائیں جو اپنی سفارشیں مجلس انتظامیہ کو پیش کریں۔

۱۔ ترجیحات سب کمیٹی

۲۔ لائبریری سب کمیٹی

۳۔ انعامی سب کمیٹی

۴۔ عوام سب کمیٹی

مجلس انتظامیہ کے دوسرے جلسے (منعقد ۸/اپریل ۱۹۷۲ء) کی قراردادیں:

پرائمری اسکولوں، جونیئر اسکولوں، ہائر سکندری اسکولوں اور انٹر میڈیٹ کالجوں میں اردو کی تعلیم کے بارے میں اکادمی نے حسب ذیل تجاویز منظور کی تھی۔

۱۔ اردو کی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کے لئے اتر پردیش کے ضلع پریشد، نگر پالیکاؤں اور مہا

پالیکاؤں کے تحت یا تو ایسے اسکول کھولے جائیں جن میں اردو ذریعہ تعلیم ہو۔ موجودہ اسکولوں

میں اردو کے ذریعہ تعلیم دینے کے لئے نئے سیکشن کھولے جائیں اور تعلیمی افسروں کی یہ ذمہ

داری ہو کہ وہ جولائی ۱۹۷۲ء میں محکمہ تعلیم کو اس سلسلے میں جو بھی کارروائی کی گئی اسکی اطلاع دیں۔

۲۔ اسکولوں کے انسپکٹروں کو یہ اختیار دیا جائے کہ جہاں نگر پالیکا یا ضلع پرشد ایسے اسکول نہ کھولے

وہاں بطور خاص ایسے اسکولوں یا ایسے سیکشن کھولنے کے احکام جاری کریں۔

۳۔ اسکولوں کے لئے ٹیچرس کے تقرر کے سلسلے میں یہ رعایت رکھی جائے کہ اگر ٹرینڈ ٹیچر نہ ملیں تو فی

الحال اردو کے گریجویٹ یا اعلیٰ قابلیت، یا جامعہ اردو کے ادیب کامل کی سند رکھنے والوں کو مقرر

کیا جائے۔

۴۔ جو ٹیچر ٹرینڈ نہیں ہیں ان کے لئے موجودہ نارمل اسکولوں میں ایسے مختصر کورس چلائے جائیں کہ

ان کو تھوڑی مدت میں ٹریننگ مل سکے۔

۵۔ محکمہ تعلیم ایسے ٹیچرس کو جو اس وقت ملازمت میں ہیں، نارمل اسکولوں میں اردو میں ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے مناسب الاؤنس دے۔ جو لوگ کم از کم تین سال سے اردو پڑھا رہے ہیں انھیں علحدہ کرنے کے بجائے ٹریننگ کے لئے بھیجا جائے اور ان کی ملازمت جاری رکھی جائے۔ (۳۵)

پہلی مجلس انتظامیہ نے متعدد سب کمیٹیوں کی تشکیل کی تھی اور ہر کمیٹی کو اکادمی کے مختلف شعبے سپرد ہیں۔ سب کمیٹیوں کے جلسے تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد ہوتے رہتے ہیں اور ہر سب کمیٹی کی سفارشات مجلس انتظامیہ کے جلسے میں پیش کی جاتی ہیں

مجلس انتظامیہ ہر کام اور ہر شعبے کے لئے قواعد و ضوابط وضع کرتی ہیں۔ مجلس انتظامیہ بھی قواعد و ضوابط کا پورا پورا لحاظ کرتے ہوئے ہر معاملے میں فیصلے کرتی ہے۔

’اکادمی کے دو سال ’خبرنامہ کے مطابق فروری ۱۹۷۲ء تک کل ۱۰ سب کمیٹیاں تشکیل پا چکی تھیں۔

- ۱۔ تعلیمی سب کمیٹی
- ۲۔ اشاعت کتب و مسودات سب کمیٹی
- ۳۔ انعامی سب کمیٹی
- ۴۔ لائبریری سب کمیٹی
- ۵۔ امداد مصنفین سب کمیٹی
- ۶۔ اسکالرشپ سب کمیٹی
- ۷۔ تاریخ اردو نمائش سب کمیٹی
- ۸۔ نصاب سب کمیٹی
- ۹۔ تقریبات سب کمیٹی
- ۱۰۔ تعلیمی جائزہ سب کمیٹی (۳۶)

پہلی مجلس انتظامیہ کی کچھ سب کمیٹیاں اور ان کے اراکین

۱۔ تعلیمی سب کمیٹی: کے اراکین میں اس وقت جناب قاضی عدیل عباسی، جناب سید احتشام حسین، ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی، جناب چھیدی لال ساتھی، بیگم سلطانہ حیات اور جناب خلیل الرب ۶ لوگ تھے۔

یہ سب کمیٹی اردو کی تعلیم کے سلسلے میں تمام متعلقہ امور پر غور کرتی تھی۔

۲۔ امداد مصنفین سب کمیٹی: اس کمیٹی کے ۵ ممبران میں سید محمد جعفر، ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی، پروفیسر آل احمد سرور، ڈاکٹر محمود الہی اور جناب عشرت علی صدیقی شامل تھے۔

یہ سب کمیٹی ضرورت مند، مستحق، ضعیف، بیمار، اور مالی اعتبار سے کمزور مصنفین کے لئے جنھوں نے اردو کی کافی خدمت کی ہے امداد کے قواعد بنانے کے لئے اور ان مصنفین کی درخواستوں پر غور کرتی ہے۔

۳۔ لائبریری سب کمیٹی: اس کے ممبران میں احتشام حسین، سلطانہ حیات اللہ، اور خلیل الرب تھے۔

یہ سب کمیٹی ان کتب خانوں اور دارالمطالعوں کی درخواستوں پر غور کرتی ہے جو اردو کی کتابیں، اخبارات، اور اردو رسالے خریدنے کے لئے مقررہ فارم پر موصول ہوتی ہیں۔

۴۔ انعامی سب کمیٹی: اس کے ممبران میں آنند نارائن ملا، محمود الہی، آل احمد سرور اور پروفیسر احتشام حسین تھے۔

یہ سب کمیٹی انعام کے لئے موصولہ کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد انھیں انعام دینے کے بارے میں اپنی رائے دیتی تھی۔

۵۔ رابطہ عامہ سب کمیٹی: اس کے ممبران میں چھیدی لال ساتھی، عشرت علی صدیقی، سید محمد جعفر تھے۔

یہ کمیٹی عوام سے اس غرض سے رابطہ قائم رکھنے کے لئے بنائی گئی تھی کہ وہ اردو اکادمی کے کاموں سے باخبر رہیں۔ اسی کے ساتھ عوام کو اردو کی تعلیم کے سلسلے میں اگر کوئی دقت ہوتی تھی تو ان دقتوں سے بھی واقفیت حاصل کرتی تھی۔

۶۔ مسودات سب کمیٹی: اس کے ممبران میں آنند نارائن ملا، سید احتشام حسین، نور الحسن ہاشمی اور عشرت

علی صدیقی تھے۔ یہ کمیٹی ان مسودات پر غور کرتی تھی جو اکادمی کو موصول ہوتے تھے اور یہ رائے دیتی تھی کہ کون کون مسودات ایسے ہیں جنہیں اکادمی اپنی طرف سے شائع کر سکتی ہے اور کن کے مصنفین کو طباعت کے لئے مالی امداد دی جاسکتی ہے۔ (۳۷)

موجودہ وقت میں اتر پردیش اردو اکادمی کو صحیح ڈھنگ سے چلانے اور مختلف پروگراموں میں شفافیت برتنے کی غرض سے اٹھارہ سب کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ اشاعت سب کمیٹی۔ اس کے ممبران کی تعداد چار ہے۔
- ۲۔ وظائف لوور سب کمیٹی۔ اس کمیٹی کے کل ممبران کی تعداد چار ہے۔
- ۳۔ وظائف ہائر سب کمیٹی۔ اس کمیٹی کے کل ممبران کی تعداد چار ہے۔
- ۴۔ مسودات سب کمیٹی۔ اس کمیٹی کے کل ممبران کی تعداد چار ہے۔
- ۵۔ لائبریری امداد سب کمیٹی۔ اس کمیٹی کے کل ممبران کی تعداد چار ہے۔
- ۶۔ مرکزی لائبریری سب کمیٹی۔ اس کمیٹی کے کل ممبران کی تعداد تین ہے۔
- ۷۔ تقریبات سب کمیٹی۔ اس کمیٹی کے کل ممبران کی تعداد تین ہے۔
- ۸۔ تعمیرات سب کمیٹی۔ اس کمیٹی کے کل ممبران کی تعداد تین ہے۔
- ۹۔ ملازمین مسائل / تقررات سب کمیٹی۔ اس کمیٹی کے کل ممبران کی تعداد چار ہے۔
- ۱۰۔ اسکول سب کمیٹی۔ اس کمیٹی کے ممبران کی تعداد تین ہے۔
- ۱۱۔ پرچیز سب کمیٹی۔ اس کمیٹی کے ممبران کی تعداد تین ہے۔
- ۱۲۔ ایکشن سب کمیٹی۔ اس کمیٹی کے ممبران کی تعداد تین ہے۔
- ۱۳۔ پلاننگ سب کمیٹی۔ اس کمیٹی کے ممبران کی تعداد تین ہے۔
- ۱۴۔ ادب اطفال سب کمیٹی۔ اس کمیٹی کے ممبران کی تعداد چار ہے۔
- ۱۵۔ مالیات بجٹ سب کمیٹی۔ اس کمیٹی کے ممبران کی تعداد تین ہے۔

- ۱۶۔ امداد مصنفین سب کمیٹی۔ اس کمیٹی کے ممبران کی تعداد تین ہے۔
- ۱۷۔ نصاب سب کمیٹی۔ اس کمیٹی کے ممبران کی تعداد پانچ ہے۔
- ۱۸۔ انعامات سب کمیٹی۔ اس کمیٹی کے ممبران کی تعداد سات ہے۔

اتر پردیش اردو اکادمی کی تشکیل نو:

حکومت اتر پردیش اپنے حکم نامہ ۲۹/۲۱-اردو-۱/۲۰۱۸ (۳۸۸/۲۰۱۷) مورخہ ۳۰ جنوری ۲۰۱۸ء کے ذریعہ اتر پردیش اردو اکادمی کی تشکیل نو کرتے ہوئے پدم شری پروفیسر آصفہ زمانی، سابق صدر، شعبہ فارسی، لکھنؤ یونیورسٹی کو چیئر پرسن کا عہدہ تفویض کیا ہے۔ اکادمی کی مجلس منتظمہ میں چوبیس اراکین کو نامزد کیا گیا ہے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ پروفیسر آصفہ زمانی غیر سرکاری رکن / چیئر پرسن (مجلس انتظامیہ)۔
- ۲۔ پرنسپل سکریٹری / سکریٹری محکمہ لسانیات یا ان کا نمائندہ۔
- ۳۔ پرنسپل سکریٹری / سکریٹری محکمہ مالیات یا ان کا نمائندہ۔
- ۴۔ پرنسپل سکریٹری / سکریٹری محکمہ تعلیم یا ان کا نمائندہ۔
- ۵۔ کارگزار کل وقتی صدر، اتر پردیش ہندی سنسٹھان، لکھنؤ۔
- ۶۔ ڈائریکٹر اردو تعلیم ڈائریکٹریٹ، اتر پردیش، لکھنؤ۔
- ۷۔ سکریٹری اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ۔
- ۸۔ صدر شعبہ اردو، بنارس ہندو یونیورسٹی، وارانسی۔
- ۹۔ صدر شعبہ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ۔
- ۱۰۔ صدر شعبہ اردو، الہ آباد یونیورسٹی، الہ آباد۔
- ۱۱۔ صدر شعبہ اردو، گورکھپور یونیورسٹی، گورکھپور۔
- ۱۲۔ صدر شعبہ اردو، چودھری چرن سنگھ یونیورسٹی، میرٹھ۔

- ۱۳۔ جناب بخشش احمد وارثی، گورکھپور۔
- ۱۴۔ جناب نلج مصر کشور، لکھنؤ۔
- ۱۵۔ محترمہ فہمیدہ سلطان، مراد آباد۔
- ۱۶۔ جناب سرفراز علی، گوتم بدھ نگر۔
- ۱۷۔ جناب کنور باسط علی، میرٹھ۔
- ۱۸۔ جناب سید ندیم اختر، بلند شہر۔
- ۱۹۔ جناب اشفاق سیفی، آگرہ۔
- ۲۰۔ جناب مرزا محمد یعسوب عباس، لکھنؤ۔
- ۲۱۔ ڈاکٹر شاداب عالم، لکھنؤ۔
- ۲۲۔ ڈاکٹر عباس رضانیر، لکھنؤ۔
- ۲۳۔ جناب سلیم بیگ، کانپور۔
- ۲۴۔ جناب ایم آزاد انصاری، سہارنپور۔ (۳۸)

اتر پردیش اردو اکادمی کی بانی صدر بیگم حامدہ حبیب اللہ تھیں۔ پنڈت آنند نارائن ملا اکادمی کے پہلے چیرمین، پروفیسر حکم چند نیر پہلے وائس چیرمین اور جناب صباح الدین عمر پہلے سکریٹری تھے جن کے دور میں اردو اکادمی خوب پھلی پھولی اور ترقی کے منازل طے کرتے ہوئے یہاں تک پہنچی۔

اکادمی کے صدور:

۱۔ بیگم حامدہ حبیب اللہ	۲۵ جنوری ۱۹۷۲ء	تا	۱۴ ستمبر ۱۹۷۷ء
۲۔ ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی	۱۵ ستمبر ۱۹۷۷ء	تا	۱۷ اکتوبر ۱۹۷۹ء
۳۔ ڈاکٹر معزز علی بیگ	۱۸ اکتوبر ۱۹۷۹ء	تا	۳۰ جولائی ۱۹۸۰ء
۴۔ جناب علی جواد زیدی	۳۱ جولائی ۱۹۸۰ء	تا	۲۵ اگست ۱۹۸۳ء

۵۔ بیگم حامدہ حبیب اللہ	۲۶/ اگست ۱۹۸۳ء	تا	۲۴/ جون ۱۹۸۷ء
۶۔ بیگم حامدہ حبیب اللہ	۲۵/ جون ۱۹۸۷ء	تا	۲۹/ جولائی ۱۹۸۹ء
۷۔ جناب حافظ محمد عمر	۳۰/ جولائی ۱۹۸۹ء	تا	۲۳/ اپریل ۱۹۹۰ء
۹۔ جناب خان غفران زاہدی	۲۹/ جولائی ۱۹۹۳ء	تا	۱۴/ مارچ ۱۹۹۳ء
۱۲۔ جناب عصمت ملیح آبادی	۱۹/ مئی ۱۹۹۷ء	تا	۲۵/ جون ۱۹۹۷ء
۱۵۔ ڈاکٹر نور محمد	۱۸/ مئی ۲۰۰۲ء	تا	۸/ مئی ۲۰۰۳ء
۱۷۔ پروفیسر ملک زادہ منظور احمد	۹/ فروری ۲۰۰۵ء	تا	۱۵/ فروری ۲۰۰۷ء
۱۹۔ اکھلیش یادو	۱۵/ مارچ ۲۰۱۲ء	تا	۶/ فروری ۲۰۱۴ء
۲۰۔ منور رانا	۷/ فروری ۲۰۱۴ء	تا	۲۷/ مئی ۲۰۱۴ء (۳۹)
نائب صدر:			
۱۔ ترنم عقیل	۲۲/ جون ۲۰۰۷ء	تا	۱۶/ مارچ ۲۰۱۲ء (۴۰)
ترنم عقیل صاحبہ کے بعد سے فروری ۲۰۲۵ تک کوئی نائب صدر نامزد نہیں کیا گیا۔ آپ اکادمی کی پہلی اور آخری نائب صدر رہی ہیں۔			
چیر پرسن:			
۱۔ پنڈت آنند نارائن ملّا	۲۵/ جنوری ۱۹۷۲ء	تا	۱۴/ ستمبر ۱۹۷۷ء
۲۔ پروفیسر محمد حسن	۱۵/ ستمبر ۱۹۷۴ء	تا	۱۷/ اکتوبر ۱۹۷۹ء
۳۔ پروفیسر محمد رضوان علوی	۱۸/ اکتوبر ۱۹۷۹ء	تا	۱۷/ فروری ۱۹۸۱ء
۴۔ پروفیسر محمود الہی	۱۸/ فروری ۱۹۸۱ء	تا	۲۵/ اگست ۱۹۸۳ء
۵۔ مفتی محمد رضا انصاری	۲۶/ اگست ۱۹۸۳ء	تا	۲۴/ جون ۱۹۸۷ء

۶	پروفیسر محمود الہی	۲۵ جون ۱۹۸۷	تا	۲۹ جولائی ۱۹۸۹ء
۷	ڈاکٹر محمد یونس نگرانی	۳۰ جولائی ۱۹۸۹	تا	۱۰ مارچ ۱۹۹۱ء
۸	ڈاکٹر محمد یونس نگرانی	۱۱ مارچ ۱۹۹۱	تا	۱۵ جولائی ۱۹۹۱ء
۹	ڈاکٹر عزیز الرحمن	۱۶ اکتوبر ۱۹۹۱	تا	۲۸ جولائی ۱۹۹۳ء
۱۰	ڈاکٹر محمود الہی	۲۹ جولائی ۱۹۹۳	تا	۱۴ مارچ ۱۹۹۴
۱۱	ڈاکٹر محمد یونس نگرانی	۱۵ مارچ ۱۹۹۶	تا	۱۸ مئی ۱۹۹۷ء
۱۲	ڈاکٹر شمیمہ رضوی	۱۹ مئی ۱۹۹۷	تا	۱۶ نومبر ۱۹۹۹ء
۱۳	ڈاکٹر نیپال سنگھ	۱۷ نومبر ۱۹۹۹	تا	۱۵ مئی ۲۰۰۰ء
۱۴	جناب شاہد اللہ خان	۱۷ مئی ۲۰۰۰	تا	۱۸ مئی ۲۰۰۱ء
۱۵	جناب حاجی محمد اعظم قریشی	۸ مئی ۲۰۰۳	تا	۸ فروری ۲۰۰۵ء
۱۶	ڈاکٹر یسین علی عثمانی	۹ فروری ۲۰۰۵	تا	۱۵ مئی ۲۰۰۷ء
۱۷	ڈاکٹر نواز دیوبندی	۱۹ فروری ۲۰۱۴	تا	۱۸ فروری ۲۰۱۷ء
۱۸	پروفیسر آصفہ زامانی پدم شری	۳۱ جنوری ۲۰۱۸	تا	۳۰ جنوری ۲۰۲۰
۱۹	چودھری کیف الوری	۳۱ ستمبر ۲۰۲۱	تا	اگست ۲۰۲۲
۲۰	خالی			(۴۱)

نوٹ: جناب چودھری کیف الوری کے بعد سے فروری ۲۰۲۵ تک حکومت اتر پردیش کی طرف سے کوئی چیرمین نامزد نہیں کیا گیا۔

وائس چیرمین:

۱۔	پروفیسر حکم چندنیر	۱۸ فروری ۱۹۸۱	تا	۲۵ اگست ۱۹۸۳ء
۲۔	جناب رام لعل	۲۶ اگست ۱۹۸۳	تا	۱۲ جون ۱۹۸۵ء

۳۔ ڈاکٹر امیر اللہ شاہین	۲۵ جون ۱۹۸۷ء	تا	۲۹ جولائی ۱۹۸۹ء
۴۔ ڈاکٹر شاہ عبدالسلام	۱۱ مارچ ۱۹۹۱ء	تا	۱۵ جولائی ۱۹۹۱ء
۵۔ جناب رام چندر بہادر موج	۱۶ اکتوبر ۱۹۹۱ء	تا	۱۷ مارچ ۱۹۹۳ء
۶۔ پروفیسر محمود الحسن	۲۹ جولائی ۱۹۹۳ء	تا	۱۴ مارچ ۱۹۹۴ء
۷۔ جناب سید اطہر نبی	۱۵ مارچ ۱۹۹۴ء	تا	۱۸ مئی ۱۹۹۷ء
۸۔ جناب شبنم گورکھپوری	۱۹ مئی ۱۹۹۷ء	تا	۴ مارچ ۱۹۹۹ء
۹۔ جناب ممتاز عرشی	۵ مارچ ۱۹۹۹ء	تا	۷ مئی ۲۰۰۲ء (۴۲)
سکریٹری:			
۱۔ جناب صباح الدین عمر	کیم جنوری ۱۹۷۲ء	تا	۱۴ نومبر ۱۹۷۷ء
۲۔ جناب غلام حسین زیدی	۱۵ نومبر ۱۹۷۷ء	تا	۳۰ ستمبر ۱۹۸۱ء
۳۔ جناب عزیز الجبار خاں	کیم اکتوبر ۱۹۸۱ء	تا	۱۸ فروری ۱۹۸۳ء
۴۔ جناب ستیش چند شری واستو	۱۹ فروری ۱۹۸۳ء	تا	۲۸ نومبر ۱۹۸۵ء
۵۔ جناب رام کرشن ورما	۳ دسمبر ۱۹۸۵ء	تا	۲ دسمبر ۱۹۸۹ء
۶۔ جناب اولیس حسن قدوائی	۲ دسمبر ۱۹۸۹ء	تا	۲۷ مارچ ۱۹۹۰ء
۷۔ جناب جگدیش چندر چڈھا	۲۷ مارچ ۱۹۹۰ء	تا	۱۳ ستمبر ۱۹۹۱ء
۸۔ جناب مشیر احسن	۲۵ نومبر ۱۹۹۱ء	تا	۴ مارچ ۱۹۹۵ء
۹۔ جناب شاہنواز قریشی	۶ مارچ ۱۹۹۵ء	تا	۲۲ نومبر ۱۹۹۷ء
۱۰۔ جناب شاہد مشتاق صدیقی	۲۲ نومبر ۱۹۹۷ء	تا	۵ فروری ۱۹۹۹ء
۱۱۔ جناب محمد نجم الحسن	۲۵ فروری ۱۹۹۹ء	تا	۵ فروری ۲۰۰۱ء
۱۲۔ جناب سریش چندر ورما	۶ فروری ۲۰۰۱ء	تا	۱۳ اگست ۲۰۰۲ء

۱۳۔ جناب محمد نجم الحسن	۱۴/ اگست ۲۰۰۲	تا	۳/ جنوری ۲۰۰۷ء
۱۴۔ جناب اظہر علی خاں	۳/ فروری ۲۰۰۷	تا	۲۵/ جولائی ۲۰۰۷ء
۱۵۔ جناب بھاوناتھ سنگھ	۲۶/ جولائی ۲۰۰۷	تا	۱۷/ جون ۲۰۰۸ء
۱۶۔ جناب آفتاب عالم	۱۸/ جون ۲۰۰۸	تا	۳۱/ اگست ۲۰۰۸ء
۱۷۔ جناب بھاوناتھ سنگھ	۲۹/ ستمبر ۲۰۰۸	تا	۷/ نومبر ۲۰۰۸ء
۱۸۔ جناب آفتاب عالم	۲۵/ نومبر ۲۰۰۸	تا	۲۴/ نومبر ۲۰۰۹ء
۱۹۔ جناب ایس رضوان	۲۵/ نومبر ۲۰۰۹	تا	۱۷/ جون ۲۰۱۰
۲۰۔ جناب سید امجد حسین	۱۷/ جون ۲۰۱۰	تا	۲/ جولائی ۲۰۱۱
۲۱۔ جناب ایس رضوان	۲/ جولائی ۲۰۱۱	تا	۲۵/ فروری ۲۰۱۲
۲۲۔ مسٹر نیپال سنگھ	۲۵/ فروری ۲۰۱۲	تا	۴/ مارچ ۲۰۱۲
۲۳۔ ڈاکٹر شمیم احمد	۴/ مارچ ۲۰۱۲	تا	۳۰/ نومبر ۲۰۱۲
۲۴۔ جناب فیض الرحمن	۳۰/ نومبر ۲۰۱۲	تا	۱۵/ جون ۲۰۱۵
۲۵۔ ایس۔ رضوان	۱۹/ جون ۲۰۱۵	تا	۳۰/ جون ۲۰۲۱
۲۶۔ ^{رحمہ} ظہیر بن صغیر (آئی اے ایس) یکم جولائی ۲۰۲۱	یکم جولائی ۲۰۲۱	تا	جون ۲۰۲۲
۲۷۔ ایس مناظر عادل حسن	جولائی ۲۰۲۲	تا	ستمبر ۲۰۲۲
۲۸۔ شوکت علی	اکتوبر ۲۰۲۳	تا	دسمبر ۲۰۲۳
۲۹۔ ایس مناظر ایم عادل حسن	جنوری ۲۰۲۴	تا	حال (۲۳)

اتر پردیش اردو اکادمی کے صدور، چیر پرسن اور اہم اراکین

بیگم حامدہ حبیب اللہ (اکادمی کی بانی صدر)

بیگم حامدہ حبیب اللہ اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ کی بانی صدر ہیں۔ وہ اکادمی کو لگ بھگ ۱۱ سال خدمات دے چکی ہیں۔ آپ اکادمی کی تین بار صدر رہ چکی ہیں۔ پہلی بار ۲۵ جنوری ۱۹۷۲ء تا ۱۲ ستمبر ۱۹۷۷ء، دوسری بار ۲۶ اگست ۱۹۸۳ء تا ۲۴ جون ۱۹۸۷ء اور تیسری بار ۲۵ جون ۱۹۸۷ء تا ۲۹ جولائی ۱۹۸۹ء تک اکادمی کی صدر رہ چکی ہیں۔ آپ دو بار ممبر اسمبلی اتر پردیش منتخب ہو چکی ہیں۔ ایک بار راجیہ سبھا ممبر نامزد ہوئیں اور اتر پردیش حکومت میں وزارت کے عہدے پر بھی رہ چکی ہیں۔ ان کا تعلق حیدرآباد سے تھا۔ عثمانی دور میں ان کے والد وہاں چیف جسٹس تھے۔ ان کا شمار مجاہدین آزادی میں بھی ہوتا تھا۔ ان کی شادی اودھ کے معروف قصبہ سیدن پور بارہ بنکی کے زمیندار گھرانے میں ہوئی تھی۔ ان کے شوہر عنایت حبیب اللہ ہندوستانی فوج میں جنرل کے عہدے پر فائز تھے۔ پونے میں ملک کی پہلی ملٹری اکادمی انہوں نے ہی قائم کرایا تھا۔ آپ صوم و صلاۃ کی پابند تھیں اور آپ نے مسلم لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں نمایاں اہم کردار ادا کیا ہے۔ بیگم حامدہ حبیب اللہ نے لکھنؤ اور بارہ بنکی کی کئی خواتین تعلیمی اداروں کی سرپرستی کیں۔ ان کی معیت میں لکھنؤ میں خواتین کی اہم ادبی تنظیم 'بزم اردو عرصہ سے زبان و ادب کی خدمت کرتی آئی ہے۔ وہ فارسی اور اردو کی اچھی اسکالرتھیں۔ اتر پردیش میں جب اردو کو دوسری سرکاری زبان بنانے کی تحریک چلی تو خود کانگریس کے کئی وزراء اور لیڈران اس کی مخالفت میں کھڑے ہو گئے تھے۔ ایسے میں بیگم نے اپنے تعلقات کا استعمال کر کے فضا کو اردو کے حق میں سازگار بنا دیا تھا۔ وہ انتہائی مخیر اور قوم کی ہمدرد خاتون تھیں۔ ان کا انتقال ۱۳ مارچ ۲۰۱۸ء میں ہوا۔ (۴۴)

پروفیسر ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی سنڈیلوی

پروفیسر ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی سنڈیلوی صاحب اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ کے دوسرے صدر تھے۔ ڈاکٹر صاحب عالم وادیب، محقق، ناقد، خوش فکر شاعر اور مشفق و مہربان استاد کی حیثیت سے اپنی ادبی خدمات کی بناء پر اردو ادب میں بقائے دوام حاصل کر چکے ہیں۔ ان کی شخصیت کے مختلف دلکش پہلو ہیں۔ باوقار شخصیت تہذیب و تمدن کے سانچے میں ڈھلی۔ پاکیزہ سیرت، وسیع القلب، وسیع المطالعہ، وسیع الاحباب، تصنع و نمائش اور تکبر سے دور۔ اخلاق و آداب میں قدیم ضابطوں کے پیرو، قصباتی اقدار کے دلدادہ اور زبان و ادب کے خاموش خدمت گزار قصبہ سنڈیلا، ضلع۔ ہردوئی کے ایک تعلیم یافتہ زمیندار گھرانے میں اکیس اگست ۱۹۱۱ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد ماجد کا نام سید مجتبیٰ علی ہاشمی تھا۔

خاندانی رواج کے مطابق تعلیم کا آغاز عربی فارسی سے ہوا تھا۔ اس کے بعد لکھنؤ و علی گڑھ میں اعلیٰ تعلیمی مدارج طے کیے۔ ۱۹۳۵ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے ایم۔ اے انگریزی اور ۱۹۳۹ء میں علی گڑھ سے ایم۔ اے (اردو)، ۱۹۴۵ء میں علی گڑھ سے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ اردو، ۱۹۵۰ء میں لکھنؤ سے ایم۔ اے فارسی اور ۱۹۴۵ء میں لکھنؤ سے ڈی لٹ اردو کیا۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کا موضوع ”دلی کا دبستان شاعری“ اور ڈی لٹ کا موضوع ”تدوین کلیات ولی“ تھا۔ دوران طالب علمی ملازمت کا آغاز ہوا۔ ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۳ء تک شعبہ اردو و علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں لیکچرار، ۱۹۴۴ء سے ۱۹۴۵ء تک لیکچرار شعبہ اردو دلی کالج نئی دہلی، ۱۹۴۵ء سے ۱۹۶۳ء تک لیکچرار شعبہ اردو فارسی لکھنؤ یونیورسٹی اور پھر اسی یونیورسٹی میں ۱۹۶۳ء سے ۱۹۶۵ء تک ریڈر و صدر شعبہ اردو و فارسی اور ۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۴ء تک پروفیسر و صدر شعبہ اردو رہے۔ اور لاتعداد تشنگان علم کو سیراب کیا۔

درس و تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف، ادبی رسائل کی ادارت، ریسرچ طلبہ کی نگرانی اور مختلف علمی و ادبی اداروں سے وابستگی کا بھی سلسلہ بھی جاری رہا۔ ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۳ء تک جامعہ ملیہ اسلامیہ کے مشہور رسالہ ”جامعہ“ ۱۹۴۵ء سے ۱۹۶۸ء تک رسالہ فاروق اردو لکھنؤ کے ایڈیٹر رہے۔

1939 سے 1940 تک سیکرٹری اردو اکادمی جامعہ ملیہ، نئی دہلی، ۱۹۶۳ء سے ۱۹۷۲ء تک حکومت یوپی کی ہائی پاور کمیٹی کے رکن، 1974 سے 1981 تک جنرل کونسل انجمن ترقی اردو ہند کے رکن، 1975 سے 1980 تک مجلس انتظامی رضا لائبریری رام پور کے رکن، ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۵ء تک مجلس عاملہ اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ کے رکن، ۱۹۷۷ء سے ۱۹۷۹ء تک صدر اتر پردیش اردو اکادمی رہے۔ اتر پردیش اردو اکادمی کی جنرل کونسل کے رکن بھی رہ چکے ہیں۔

ہاشمی صاحب اپنی علمی و ادبی خدمات کے صلہ میں حکومت اور مختلف اداروں سے متعدد اعزازات حاصل کر چکے ہیں۔ ہاشمی صاحب عربی، فارسی، انگریزی و اردو زبانوں میں مہارت رکھنے والے شگفتہ نگار، کثیر التصانیف ادیب ہیں۔ انہوں نے تحقیق، تنقید، شاعری، تذکرہ، ترجمہ، لغت، سیاست، ادب اطفال اور فن ناول نگاری وغیرہ اصناف ادب پر متعدد اہم تصانیف کے علاوہ لاتعداد مضامین، مقالات و مقدمات بھی لکھے ہیں جو کتب اور ملک کے متعدد ادبی جرائد میں چھپتے رہے ہیں۔ ہاشمی صاحب ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد سارا وقت علمی و ادبی کاموں میں صرف کرتے۔ کبرسنی کے باوجود اردو ہندی لغت کی تدوین جیسا اہم کارنامہ تنہا انجام دیا ہے۔ جس سے اردو ادب کی ایک بڑی کمی پوری ہو جائے گی۔

مثنوی سراپاسوز، ایک نادر روزنامہ، ترجمہ کینڈڈا، مزیدار قاعدہ، طوطی نامہ، کلیات حسرت دہلوی، تذکرہ مشاہیر سنڈیلہ، ادب کیا ہے، بکٹ کہانی، ادب کا مقصد، نو طرز مرصع، سیاسی نظریے، ناول کیا ہے، کلیات ولی، انتخاب سب رس، ریختہ ولی، دلی کا دبستان شاعری وغیرہ ان کی اہم تصانیف ہیں۔

علی جواد زیدی

علی جواد زیدی اکادمی کے چوتھے صدر تھے۔ محقق، تنقید نگار اور خوش فکر شاعر جناب علی جواد زیدی کا وطن محمد آباد گھنہ، ضلع اعظم گڑھ (موجودہ ضلع منو) ہے۔ جہاں ۹ مارچ ۱۹۱۶ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد صاحب کا نام علی الجاد زیدی اور تخلص افسر تھا۔ علی جواد زیدی خوشحال و زمیندار گھرانے کے فرد ہیں۔ ناز و نعم میں پلے اور خوشگوار علمی و ادبی ماحول میں پروان چڑھے۔ بنیادی تعلیم خاندانی رواج کے

مطابق حاصل کرنے کے بعد کالون ہائی اسکول محمد آباد، گورنمنٹ جلی انٹر کالج لکھنؤ اور یونیورسٹی میں تعلیمی مراحل طے کیے۔ ۱۹۳۹ء میں بی۔ اے اور ۱۹۴۲ء میں ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگریاں حاصل کر کے کچھ دن وکالت پھر سرکاری ملازمت کی۔

ملکی سیاست سے فطری لگاؤ تھا۔ زمانہ طالب علمی میں ہی سیاست میں سرگرم حصہ لینے لگے تھے اور آل انڈیا اسٹوڈنٹ فیڈریشن لکھنؤ یونیورسٹی کے جنرل سیکرٹری و صدر کی حیثیت سے طلباء کو منظم کرنے اور جذبہ آزادی پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ۱۹۴۷ء میں ملک آزاد ہوا تو صوبائی حکومت نے انہیں انفارمیشن آفیسر و پبلکیشن آفیسر کی حیثیت سے محکمہ اطلاعات میں لے لیا اور وہ تقریباً دس سال تک بحسن و خوبی ذمہ داریاں نبھا کر مرکزی حکومت سے وابستہ ہو گئے۔ کچھ دن دلی و کشمیر وغیرہ میں تعینات رہے۔ اس کے بعد مشرق وسطیٰ وہ بیشتر مغربی ممالک میں حکومت ہند کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہ کر تقریباً ۲۰ سال خدمات انجام دیں اور مدت ملازمت پوری کر کے جولائی ۱۹۷۸ء میں جوائنٹ ڈائریکٹر نیوز کے عہدے سے سبکدوش ہوئے۔

علی جواد زیدی بچپن سے ہی سیاست ادب اور فنون لطیفہ سے دلچسپی رکھتے تھے۔ ان کے خاندان میں شعر و ادب کا بڑا چرچہ تھا اور خاندان کے تمام بزرگ شعر و ادب کے رسیا تھے۔ گھر کے اس شعر انگیز و ادبی ماحول نے ان کی جودت طبع کے لیے سونے پہ سہاگے کا کام کیا اور انہوں نے صابر تخلص اختیار کر کے دنیائے ادب میں بحیثیت شاعر پہلا قدم رکھا پھر زیدی تخلص اختیار کیا اور جلد ہی خوش فکر شعراء میں آپ کا شمار ہونے لگا۔

ان کا شعری مجموعہ 'رنگ سنگ' چھپا اور سراہا گیا۔ اس کے بعد کئی شعری مجموعے شائع اور مقبول ہوئے۔ علی جواد زیدی اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ کے ۳۱ جولائی ۱۹۸۰ء تا ۲۵ اگست ۱۹۸۳ء صدر اور متعدد ادبی اداروں سے وابستہ رہے ہیں اور کئی اخبارات و رسائل کی ادارت بھی کی ہے جن میں ماہنامہ 'نیا دور' لکھنؤ بھی شامل ہے۔ آپ ترقی پسند تحریک کے اول دستے سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے

نظم و نثر دونوں میں اپنی علمی و ادبی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے ہیں اور یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ وہ زیادہ اچھے شاعر ہیں یا ادیب۔ نثر میں ان کی اصل شہرت کا آغاز ان کی تحقیقی و تنقیدی تخلیق وہ ادبی اسکول کی اشاعت سے ہوا۔ اس میں محققانہ انداز میں لکھنؤ و دلی اسکولوں کی شاعری کا تجزیہ کیا گیا تھا۔

زیدی قادر الکلام شاعر، شگفتہ نگار و، مکتہ رس ادیب، بالغ نظر نقاد اور معتبر محقق کی حیثیت سے ممتاز ہیں۔ نثر و نظم اردو ہندی اور انگریزی میں ان کی تین درجن سے زائد کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ انہیں متعدد سرکاری و ادبی اداروں نے انعامات دے کر ان کی ادبی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔

فکر و ریاض، تعمیر ادب، اردو ادب میں قومی شاعری کے سوسال، ادبی سکول، قصیدہ نگاران اتر پردیش، تدوین تاریخ ادب اردو، دیوان غنی کشمیری، آپ سے ملیے، انوار ابوالکلام، پیام آزادی، نغمہ آزادی، ہندوستان میں اسلامی علوم کے مراکز، دہلوی مرثیہ گو، میر انیس کے سلام، میر انیس کی رباعیاں، نعت نگاری، صاحب پر ایک نظر وغیرہ جیسی اہم کتابیں ہیں جو دنیا کے اردو ادب میں بیش بہا اضافہ ہیں۔ شعری مجموعے۔ میری غزلیں، دیار سحر، گل سنگ، انتخاب کلام وغیرہ ان کی اہم تصنیفات ہیں۔۔

پروفیسر ملک زادہ منظور احمد

حکومت اتر پردیش نے ۹ فروری ۲۰۰۵ء کو اتر پردیش اردو اکادمی کی تشکیل کی تھی جس کے بموجب اردو زبان و ادب کی مشہور و معروف شخصیت پروفیسر ملک زادہ منظور احمد کو اکادمی کا صدر بنایا گیا۔ نامور شاعر، قابل قدر محقق، بلند پایہ مصنف، عالمی شہرت یافتہ ناظم مشاعرہ اور لکھنؤ یونیورسٹی کے سابق پروفیسر شعبہ اردو ملک زادہ منظور احمد کو اردو زبان و ادب سے والہانہ پیار ہے اور وہ اردو کی ترقی و ترویج میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ فعال اور متحرک لوگوں اور تنظیموں کو آپ کی رہنمائی اور سرپرستی حاصل رہی ہے۔ اتر پردیش میں اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ دلانے کے لئے انھوں نے اردو رابطہ کمیٹی کی تحریک چلائی، مختلف سرکاری اردو اداروں سے استغفے دیئے اور اردو کو اتر پردیش کی دوسری سرکاری زبان بنوانے کے لیے گرفتاری دی۔ ملک زادہ صاحب اردو کو عوام سے قریب کرنے میں لگے رہے اور اسے

روزی، روٹی سے جوڑنے میں حتی الامکان کوشاں ہیں۔ اردو زبان کو عوامی بنانے کے لیے بزرگوں کی میراث کی حفاظت ضروری خیال کرتے تھے مگر ادب کے نئے امکانات و رجحانات کو بھی لبیک کہتے ہیں۔ آپ کا تعلق اردو زبان و ادب کے لئے زرخیز سرزمین اودھ کے شہر فیض آباد کے موضع بھدہنٹر سے ہے جہاں ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو آپ کی ولادت ہوئی، آپ کے اسلاف میں ملک الامراء محمود احمد صاحب کا تذکرہ مختلف کتابوں میں ملتا ہے۔

سائنس میموریل ورنائیو لٹررٹل اسکول، میاں صاحب جارج اسلامیا انٹر کالج اور سینٹ اینڈریوز کالج گورکھپور میں ابتدائی اور ثانوی درجات کی تعلیم آپ کے روشن مستقبل کی غماز رہی اس ہونہار اور لائق و فائق طالب علم نے گورکھپور یونیورسٹی سے خصوصی امتیاز کے ساتھ اردو میں ایم۔ اے اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی تکمیل کی۔

چھپلی نصف صدی پر محیط آپ کا ادبی سفر نہایت شاندار اور قابل تقلید ہے۔ آپ کی ادبی خدمات پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ڈاکٹر نیاز احمد نازاں نے ناگپور یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔ اتر پردیش اردو اکادمی کے صدر کی حیثیت سے آپ کی نامزدگی کو اردو زبان و ادب کے فروغ کے لیے بجا طور پر ایک فال نیک تصور کیا گیا ہے۔ ان سے متعلق اجمالی خاکہ پیش ہے۔

سماجی خدمات:

- ☆ رکن مجلس انتظامیہ لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ۔
- ☆ رکن بورڈ آف اسٹڈیز ان اردو، جیو اجی یونیورسٹی گوالیار۔
- ☆ رکن ریسرچ ڈگری کمیٹی، فیض آباد۔
- ☆ رکن مجلس انتظامیہ، اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ۔
- ☆ رکن متعدد سب کمیٹیاں، اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ۔
- ☆ صدر آل انڈیا اردو رابطہ کمیٹی۔

☆ نائب صدر مولانا آزاد اکیڈمی لکھنؤ۔

☆ چیرمین فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی لکھنؤ وغیرہ وغیرہ۔

تصنیف و تالیف:

☆ اردو کا مسئلہ، شہرِ سخن، ابوالکلام آزاد، فکر و فن، مولانا آزاد الہلال کے آئینہ میں، انتخاب غزلیات
نظیر اکبر آبادی مع مقدمہ، غبارِ خاطر کا تنقیدی مطالعہ، شہرِ رستم، کالج گرل (ناول) رقص
شرر (سوانح) کے علاوہ متعدد مختصر کہانیاں، تنقیدی مضامین، نظمیں اور غزلیں، رسائل و جرائد میں
چھپتے رہے ہیں۔

انعامات و اعزازات:

☆ اتر پردیش اردو اکادمی ایوارڈ ۱۹۹۴ء۔

☆ مومن خاں مومن عالمی اردو ایوارڈ ۱۹۸۹ء۔

☆ یوپی اردو اکادمی ایوارڈ برائے فروغِ اردو۔

☆ امتیاز میر، نوائے میر، افتخار میر، آل انڈیا میر اکادمی لکھنؤ۔

☆ آل انڈیا اردو ہندی سنگم ایوارڈ۔

☆ فراقِ سامان۔

☆ ہندی ساہتیہ سمیلن ایوارڈ وغیرہ وغیرہ۔ (۴۵)

منور رانا - اکادمی کے اب تک کے نامزد آخری صدر:

منور رانا ۲۶ نومبر ۱۹۵۲ء کو اتر پردیش کے ضلع رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ وہ اردو کے ایک
بہترین شاعر تھے۔ ان کو ان کی نظم 'شہد بابا' کے لیے ۲۰۱۴ء میں ساہتیہ اکادمی ایوارڈ سے نوازا گیا۔ انہوں

نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ کلکتہ میں گزارا ہے۔ منور رانا نے اردو اور اودھی دونوں میں لکھا ہے لیکن فارسی اور عربی الفاظ سے پرہیز کیا ہے۔ ان کے رشتہ دار مع دادی اور نانی تقسیم ہند کے وقت پاکستان ہجرت کر گئے تھے لیکن ان کے والد نے ہندوستان سے اٹوٹ محبت کی وجہ سے ہندوستان کو ہی اپنا مسکن بنایا۔ بعد میں ان کا خاندان کوکاتا منتقل ہو گیا جہاں منور رانا کی ابتدائی تعلیم ہوئی۔ ان کی شاعری میں غزل گوئی نے جگہ لی۔ ان کا ماں پر لکھا کلام کافی شہرت یافتہ ہے۔ ان کی غزلیں ہندی بنگلہ اور گروکھی زبانوں میں بھی ہیں۔ منور رانا نے اپنے کلام میں روایتی ہندی اور اودھی زبان کو بخوبی استعمال کیا ہے جس کی وجہ سے انہیں کافی شہرت اور مقام ملا۔ ان کی غزل ماں اردو ہندی اور بنگالی تینوں زبانوں میں شائع ہوئی اور کافی شہرت پائی۔ ان کی غزلوں میں شوخی کم اور حقیقت پسندی زیادہ پائی جاتی ہے۔ کئی مشاعروں میں شامل ہوئے۔ ساہتیہ اکادمی اور ڈبرائے اردو ادب ۲۰۱۲ء میں ملاتا ہم ۲۰۱۵ء میں ایک راست ٹیلی ویژن گفتگو کے دوران انہوں نے ملک میں عدم رواداری کے خلاف انعام اور انعامی رقم واپس کر دی۔ ان کو دیگر اعزازات بھی حاصل ہوئے ہیں جن میں وششٹ جیتو راج سمان اوارڈ، پرمپرا کویتا پرسکار ۲۰۱۲ء، غالب اوارڈ ۲۰۰۵ء، ادے پور اور بھارتی پریشد اوارڈ الہ آباد اہم ہے۔ منور رانا شادی کے بعد لکھنؤ ہی میں رہے۔ آپ ۷ فروری ۲۰۱۴ء تا ۲۷ مئی ۲۰۱۴ء اتر پردیش اردو اکادمی کے صدر رہے۔ آپ کے بعد یعنی مئی ۲۰۱۴ء کے بعد سے ۲۰۲۴ء تک دس سال کا عرصہ بیت جانے کے بعد بھی اکادمی کا کوئی صدر نامزد نہیں کیا گیا ہے۔ منور رانا ۱۶ جنوری ۲۰۲۴ء کو ۷۲ سال کی عمر میں گلے کے کینسر سے سنجے گاندھی پوسٹ گریجویٹ انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز لکھنؤ میں انتقال کر گئے۔ ان کی نماز جنازہ ندوۃ العلماء لکھنؤ میں ادا کی گئی اور عیش باغ قبرستان میں دفنایا گیا۔ ان کی اہم تصنیفات: کہو ظل الہی سے نظم (۲۰۰۱)، بغیر نقشے کا مکان۔ مضامین کا مجموعہ (۲۰۰۱)، ماں۔ شاعری، سفید جنگلی کبوتر۔ مضامین (۲۰۰۵)، چہرے یاد رہتے ہیں۔ خاکہ (۲۰۰۷) ہیں۔ (۴۶)

پنڈت آنند نارائن ملا:

آپ اتر پردیش اردو اکادمی کے پہلے چیرمین تھے۔ پنڈت آنند نارائن ملا کو گھر میں اردو فارسی انگریزی کا ماحول میسر تھا۔ ملا کی ابتدائی تعلیم فرنگی محل لکھنؤ میں ہوئی۔ ان کے استاد برکت اللہ رضا فرنگی محلی تھے۔ پنڈت آنند ملا اردو شاعری کی بلند آواز کا نام ہے۔ وہ ایک ماہر مترجم بھی تھے۔ انہوں نے غالب اور اقبال کے فارسی اشعار کا اردو میں ترجمہ کیا۔ بحیثیت نثر نگار انہوں نے پنڈت جواہر لال نہرو کے انگریزی مضامین کو اردو کا قالب عطا کیا۔ ملا نے اردو کو اس کا جائز حق دلانے کی تحریک چلائی۔ وہ انجمن ترقی ہند کے طویل عرصے تک صدر رہے۔ انہوں نے سیاست میں بھی قدم رکھا اور ایماندار سیاسی لیڈر کی حیثیت سے اپنی پہچان چھوڑی۔

ملا لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد جگت نارائن ملا لکھنؤ کے مشہور وکیل تھے اور لکھنؤ کی اہم شخصیت تھے۔ ۱۹۲۳ء میں انہوں نے انگریزی میں ایم۔ اے کیا اور ۱۹۲۵ء میں ایل ایل بی کا امتحان پاس کر کے لکھنؤ میں وکالت شروع کی۔ شاعری کا آغاز ۱۹۱۷ء میں انگریزی زبان میں کیا۔ انہوں نے اقبال کی معروف نظم ’لالہ طور‘ کا اردو میں ترجمہ کیا جو بہت مشہور ہوا اور متعدد مرتبہ شائع ہوا۔ ملا نے اردو میں شاعری کی ابتداء ۱۹۲۵ء میں کی۔ اردو میں ان کی پہلی نظم نے چھپنے کے ساتھ ہی اردو کے مشاہیر اہل قلم اور ناقدین کو اپنی جانب متوجہ کر لیا۔ لکھنؤ کے شعری و ادبی ماحول نے بھی ان کی شاعرانہ شخصیت کو نکھارنے اور جلا بخشنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ملا علامہ اقبال، غالب اور چکبست کی شاعری سے متاثر تھے۔ ملا کی شاعرانہ صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے اس دور کے معروف شاعر جگر مراد آبادی نے ان کے والد سے کہا تھا ”آپ اس نوجوان کو عدالت میں نہ لے جائیں، مجھے دے دیجئے، اردو ادب کا یہ بیش قیمت سرمایہ ہے، عدالت میں ضائع ہو جائے گا۔“ ملا کی زندگی اردو کی خدمت اور اردو کی ترویج و ترقی کے لیے کوشش اور محنت سے عبارت ہے۔ آپ اردو کے مختلف بڑے اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر رہے۔ ان کی انجمن ترقی اردو ہند کی صدارت ۱۹۶۹ء سے ۱۹۹۸ء تک کے زمانے میں انجمن نے بہت ترقی کی۔ حکومت ہند کی

ترقی اردو بورڈ کے ۱۹۸۳ء میں نائب صدر رہے۔ اتر پردیش اردو اکادمی کے صدر کی حیثیت سے انہوں نے ۲۵ جنوری ۱۹۷۲ء سے ۱۴ ستمبر ۱۹۷۷ء تک کام کیا۔ حکومت اتر پردیش کی فخر الدین علی احمد یادگاری کمیٹی برائے ترقی اردو کے بھی وہ بنیاد گزار صدر تھے۔ ملا کا سیاسی مزاج گاندھی اور نہرو کے تصورات کے زیر سایہ پروان چڑھا تھا۔ ان کی شاعری میں حب الوطنی اور جذبہ قومی یکجہتی کے ساتھ ایک فکری میلان بھی ہے۔ نظم اور غزل دونوں میں انہوں نے قابل قدر کارنامے انجام دیے۔ اورنثر میں بھی بہت کچھ لکھا۔ ملا کے پانچ مجموعے کلام شائع ہوئے۔ ’جوتے شیر‘ ۱۹۴۹ء، ’کچھ ذرے کچھ تارے‘ ۱۹۵۹ء، ’میری حدیث عمر گریزاں‘ ۱۹۶۳ء، ’سیاہی کی ایک بوند‘ ۱۹۷۳ء، ’کرب آگہی‘ ۱۹۷۷ء۔ انہوں نے چند طویل نظمیں بھی لکھی ہیں مثلاً ’اندھیر نگری میں دیپ جلائیں اور اور ایک دن انسان جاگے گا‘۔

ملا کو ۱۹۶۴ء میں ساہتیہ اکادمی انعام بھی ملا۔ ۱۹۶۳ء میں ساہتیہ اکادمی کی مشاورتی کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے۔ دوبارہ ۱۹۶۸ء میں بھی اس کے رکن منتخب ہوئے۔ ان کا انتقال ۱۲ جون ۱۹۹۷ء کو نئی دہلی میں ہوا۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد حسن:

پروفیسر ڈاکٹر محمد حسن اکادمی کے دوسرے چیرمین تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد حسن کا آبائی وطن شہر مراد آباد، اتر پردیش ہے۔ ان کی پیدائش یکم جولائی ۱۹۲۶ء کو ہوئی۔ لکھنؤ یونیورسٹی میں بحیثیت طالب علم قیام کا زمانہ محمد حسن کے مزاج اور کردار کی تشکیل کا زمانہ تھا۔ ۱۹۴۳ء میں انہوں نے لکھنؤ یونیورسٹی سے گریجویشن کیا اور ۱۹۴۶ء میں اردو میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد اردو کے مشہور ادیب پروفیسر سید مسعود حسن رضوی صدر شعبہ اردو و فارسی، لکھنؤ یونیورسٹی کی نگرانی میں انہوں نے ’لکھنؤ کی ادبی خدمات‘ کے موضوع پر اپنا تحقیقی مقالہ لکھا۔ ۱۹۵۲ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا ہوئی۔

زمانہ طالب علمی سے محمد حسن متعدد انجمن سے وابستہ رہے جیسے حلقہ احباب، نائٹ منڈلی، اردو تھیر، ادارہ تصنیف، انجمن اساتذہ اردو، جامعات ہند۔ ۱۹۷۳ء کو آپ کو ملک کا سب سے بڑا علمی اعزاز

جواہر لال نہرو فیلوشپ ادا کیا گیا۔ ۱۹۷۳ء ساہتیہ اکادمی کے ممبر رہے۔ اس کے علاوہ ساہتیہ اکادمی کی اردو کمیٹی میں بھی شامل رہے۔ ۱۹۷۳ء تا ۱۹۷۵ء تک گیان پیٹھ اور ڈکی اردو کمیٹی کی نمائندگی بھی کی۔ اسی دوران محمد حسن صاحب نیشنل بک ٹرسٹ کے ممبر بھی رہے۔ ان کی کوششوں سے ہندوستان کی کسی ایک زبان میں لکھی ہوئی نظم یا دیگر ادبی تخلیق کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کا کام شروع کیا گیا۔

۱۹۷۴ء میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے ممبر رہے۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۷۴ء تا ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۴ء آپ اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ کے چیئرمین رہے۔ ڈاکٹر محمد حسن کے عہد میں اکادمی نے کئی کارہائے نمایاں انجام دیا۔ جس وقت ڈاکٹر محمد حسن صاحب نے اکادمی کی ذمہ داریاں سنبھالیں اس وقت تک اکادمی کی جانب سے صرف ایک کتاب شائع کی گئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے طباعت و اشاعت کے پروگرام کی توسیع کی۔ ان کے عہد میں تقریباً 30 کتابیں شائع کی گئیں۔ اردو ہفتہ منعقد کیا گیا۔ اردو رسائل کے مسائل کا حل تلاش کرنے کے لیے رسائل کانفرنس منعقد کی گئی۔ ۱۹۷۴ء ہی میں اردو پبلیشروں کا جلسہ منعقد ہوا جس میں ملک کے اکثر و بیشتر پبلیشروں نے حصہ لیا۔ فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی کا قیام آپ کے دور میں عمل میں آیا جس کا پہلا صدر ڈاکٹر محمد حسن کو بنایا گیا۔ اکادمی کو حکومت کی جانب سے بہت کم گرانٹ ملتی تھی ڈاکٹر محمد حسن صاحب کی کوششوں سے اس رقم میں اضافہ ہوا۔ مرکزی وزارت اطلاعات اور نشریات کو محکمہ فلم کی مدد سے اردو کی تصویری نمائش کی گئی جس میں قلی قطب شاہ سے لے کر اس وقت تک کے متعدد شاعر و ادیب کی تصاویر، ان کے محبوب اور ان کے متعلقین کی تصویروں کی نمائش ہوئی۔ عوام نے یہ پروگرام بہت پسند کیا۔ انڈیا آفس لائبریری سے مخطوطات کی فوٹو کاپیاں منگوائی گئی جس سے اردو کے محققین کو تحقیق کے کام میں کافی آسانیاں ہو گئیں۔ فیض احمد فیض کے اعزاز میں جلسہ کیا گیا۔ کلیم الدین احمد نے قدیم اردو تنقید پر اپنے توسیعی خطبات دیے۔ محمد حسن ہی کے عہد میں ایک عظیم الشان لائبریری کا قیام عمل میں آیا جس کا افتتاح وزیراعظم مرار جی بھائی دیسائی نے کیا تھا۔ محمد حسن ۱۹۷۹ء تک اتر پردیش اردو اکادمی کے چیئرمین رہے۔

محمد حسن کی تصنیفات: ادبی تنقید، جدید اردو ادب، کہرے کا چاند، ضحاک۔ ڈرامہ، تذکروں کا تذکرہ، انارکلی، امراؤ جان ادا، کلیات سودا اور میرے اسٹیج ڈرامے وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ (۴۷)، (۴۸)

پروفیسر محمود الہی:

پروفیسر محمود الہی اکادمی کے چوتھے چیرمین تھے۔ پروفیسر محمود الہی اپنے وقت کے ایک بڑے محقق اور معتبر نقاد تھے۔ انہوں نے تحقیق اور تنقید کے میدان میں مختلف کارہائے نمایاں انجام دیا ہے۔ درس و تدریس سے فراغت کے دنوں میں موسم گرما کے دوران ان کی تعطیل کتب خانوں میں علمی نسخوں کی تلاش میں صرف ہو جاتی تھی۔ انہوں نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز زحمتی تخلص اختیار کرتے ہوئے شاعری سے کیا۔ انہوں نے نام و نمود کی پرواہ کیے بغیر اردو کی خدمت کرنا اپنا نصب العین بنالیا تھا۔ آپ نہ صرف اردو کے اہم محقق تھے بلکہ ایک مشفق استاد اور انسان کی حیثیت سے گورکھپور یونیورسٹی اور ادبی حلقوں میں شناخت رکھتے تھے۔

پروفیسر محمود الہی دو ستمبر ۱۹۳۰ء کو ٹانڈہ فیض آباد (اب امیٹلنگر) لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے گورکھپور یونیورسٹی میں شعبہ اردو قائم کیا اور اس کے صدر کے عہدے سے 1990 میں سبکدوش ہوئے۔ ان کی نگرانی میں ملک کی متعدد مشہور و معروف شخصیات نے تحقیقی مقالہ کام مکمل کر کے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی جو آج بھی ملک کے مختلف اداروں میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ محمود الہی نے متعدد کتب قلم بند کیں جو اردو ادب کے خزانہ کا اہم جز ہیں جن میں 'اردو میں قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ'، 'فسانہ عجائب کا بنیادی متن'، 'اردو کا پہلا ناول' خط تقدیر کی بازیافت، اور 'افادیت مہدی' وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ 'بازیافت' تنقیدی اور تحقیقی مضامین کا مجموعہ 1965 میں شائع ہوا۔

محمود الہی ملک کی سب سے بڑی اور سب سے پہلی اتر پردیش اردو اکادمی کے چیئر مین ۱۸ فروری ۱۹۸۱ء تا ۲۵ اگست ۱۹۸۳ء، ۲۵ جون ۱۹۸۷ء تا ۲۹ جولائی ۱۹۹۷ء اور ۲۹ جولائی ۱۹۹۳ء تا ۱۴ مارچ ۱۹۹۴ء پانچ سال اور چار ماہ رہے۔ ان کا دور سنہرا دور کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا

انہوں نے اکادمی کے چیئرمین رہتے ہوئے اکادمی کے دیگر اشاعت کے فروغ دینے کے علاوہ مولانا ابوالکلام آزاد کے معرکت الآرا اخبار الہلال، اور البلاغ کو تدوین و ترتیب دے کر کتابی شکل میں شائع کیا۔ اس کے علاوہ مولانا ابوالکلام آزاد کے یوم پیدائش کے صد سالہ تقریبات کے تحت انہوں نے ملک بھر میں مشاہیر قلم کاروں سے کتب تحریر کرائی اور انہیں اکادمی سے شائع بھی کرایا۔ ان کا انتقال 20 مارچ 2014 کو ہوا۔

اکثر محققین نے نذیر احمد کی ناول 'مرۃ العروس' کو اردو کا پہلا ناول قرار دیا۔ محمود الہی مولوی کریم الدین احمد پانی پتی کی تصنیف 'خط تقدیر' کو تمام شواہد کی بنا پر اردو کا پہلا ناول قرار دیتے ہیں۔ 1965 میں آپ نے اردو کا پہلا ناول 'خط تقدیر' کے نام سے مرتب کر کے شائع کیا۔

مفتی محمد رضا انصاری فرنگی محلی (ایک نومبر 1920 تا ایک فروری 1990)

مفتی محمد رضا انصاری فرنگی محلی اکادمی کے پانچویں چیئرمین تھے۔ مفتی محمد رضا انصاری فرنگی محلی اپنے خاندان کے آخری علمی وارث ہیں۔ پھر خاندانی روایت کے مطابق پہلے حفظ قرآن کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔ معقولات اور منقولات کا علم مفتی محمد عنایت اللہ فرنگی محلی، مولانا محمد قطب الدین فرنگی محلی اور ڈاکٹر مصطفیٰ حسن علوی کا کوروی سے حاصل کیا۔ لکھنؤ یونیورسٹی سے اردو ادب میں اور پنجاب یونیورسٹی سے عربی ادب میں ایم اے کی اسناد حاصل کی۔ شعروادب سے فطری لگاؤ تھا۔ اس لیے لکھنؤ کے ادباء اور شعراء کی صحبتوں میں بیٹھے اور ان سے استفادہ کیا۔ سید جالب دہلوی، علامہ نیاز فتح پوری، احمد اللہ افسر، مولانا وصل بلگرامی، آرزو لکھنوی، مولانا عبدالباری آسی، صفی لکھنوی، سراج لکھنوی، عزیز لکھنوی، پروفیسر مسعود حسن ادیب، پنڈت آنند نارائن ملا، حیات اللہ انصاری اور جعفر علی خان اثر جیسے لوگوں سے مولانا مفتی محمد رضا انصاری فرنگی محلی کی راہ ورسم رہی۔

۱۹۶۳ء میں ترقی پسند تحریک کے آغاز پر انہوں نے اس تحریک کی نہ صرف تائید و حمایت کی بلکہ 1938ء میں جب لکھنؤ سے اس تحریک کا ترجمان رسالہ 'نیا ادب' شائع ہوا تو اس کی مجلس ادارت میں سید

صفت حسن مجاز لکھنؤی اور علی سردار جعفری کے ساتھ مفتی محمد رضا انصاری بھی شریک تھے۔ سیاست سے بظاہر کوئی دلچسپی نہیں تھی البتہ صحافت سے غیر معمولی شغف پیدا ہو گیا تھا لہذا ۱۹۴۶ء میں وہ روزنامہ 'ہدم' سے بحیثیت رپورٹر منسلک ہو گئے۔ مولانا نے اس اخبار سے صحافت کا بنیادی تجربہ حاصل کیا۔ ۱۹۴۸ء میں وہ لکھنؤ کے ہی ایک اور اخبار روزنامہ 'قومی آواز' سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۹۵۷ء میں انہوں نے ڈاکٹر طہ حسین کی کتاب 'الادب الجاہلی' کا اردو ترجمہ کیا جو ادب جاہلی کے نام سے شائع ہوا۔

۱۹۷۰ء کے اوائل میں مولانا کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں دینیات کا پروفیسر مقرر کیا گیا۔ علی گڑھ سے 1981 میں فارغ ہونے کے بعد مفتی محمد رضا انصاری صاحب لکھنؤ آ گئے اور اتر پردیش اردو اکادمی کے چیئرمین کی حیثیت سے آپ نے ۲۶ اگست ۱۹۸۳ء تا ۲۴ جون ۱۹۸۷ء خدمات انجام دی۔ ۵ فروری ۱۹۹۰ء کو لکھنؤ میں انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ (۴۹)

ڈاکٹر مولانا محمد یونس نگرانی

ڈاکٹر مولانا محمد یونس نگرانی اکادمی کے ساتویں چیرمین تھے۔ ڈاکٹر مولانا محمد یونس نگرانی قصبہ نگران، لکھنؤ میں 24 جولائی 1941 میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم مدرسہ معدن العلوم نگران سے حاصل کیا۔ علیت 1942ء میں ندوۃ العلماء سے، ہائی اسکول ۱۹۴۷ء میں اے ایم یو سے، 1948 کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے پری یونیورسٹی اور فاضل ادب، بی۔ اے آنرز، ایم اے عربی اور پی ایچ ڈی لکھنؤ یونیورسٹی سے مکمل کیا۔ انہوں نے ۱۹۷۷ء میں لکھنؤ یونیورسٹی کے شعبہ اردو و عربی میں ملازمت شروع کی اور لکھنؤ یونیورسٹی میں ہی 1994 میں پروفیسر ہوئے۔ ان کی تصانیف میں 'نئی عرب دنیا'، 'تھوڑی دیر اہل حق کے ساتھ خیالات'، 'مثالی خواتین'، 'تذکرہ مولانا محمد یونس نگرانی'، 'احکام القرآن'، 'ہم نماز کیسے پڑھیں' بہت اہم ہیں۔

مولانا محمد یونس نگرانی کو 1992 میں عربی زبان و ادب کی مسلم قابلیت پر صدر جمہوریہ ہند کی جانب سے اوارڈ سے نوازا گیا تھا۔ اس کے علاوہ انہیں 1985 میں امتیاز میر آل انڈیا میرا کیڈمی سے

1998ء میں نوائے میر، آل انڈیا میر اکادمی سے اور ہندی اردو سہتیہ کمیٹی نے 1947ء میں اردو کی مجموعی خدمات پر اعزازات سے نوازا۔ اتر پردیش اردو اکادمی نے ان کی تحریر کردہ کتابوں پر انعام سے نوازا۔ چار مارچ 2001ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ ڈاکٹر مولانا محمد یونس نگرانی اتر پردیش اردو اکادمی کے تین بار چیئرمین ۳۰ جولائی ۱۹۸۹ء تا ۱۰ مارچ ۱۹۹۱ء، ۱۱ مارچ ۱۹۹۱ء تا ۱۵ جولائی ۱۹۹۱ء، اور ۱۵ مارچ ۱۹۹۱ء تا ۱۸ مئی ۱۹۹۲ء رہے۔ اس زمانے میں انہوں نے اردو زبان کی ترویج و اشاعت کے لیے متعدد شبینہ اسکول قائم کیے۔ ان سے قبل اکادمی کے سیمینار اور انعامات ایک خاص طرح کے ادباء اور یونیورسٹی کے اساتذہ ہی کے لیے مخصوص رہتے تھے مگر انہوں نے اکادمی کا سب سے بڑا ایوارڈ مولانا ابو الحسن ندوی کو دلایا ہے۔ اسی طرح مولانا عبدالماجد رآبادی اور مولانا حکیم سید عبدالحی پر سیمینار کرایا اور نکتہ چینوں کی پرواہ نہیں کی۔ آپ کا انتقال ۴ مارچ ۲۰۰۱ء کو ہوا۔ (۵۰)

ڈاکٹر شیمہ رضوی: اکادمی کی پہلی خاتون چیئر پرسن

پروفیسر آصفہ زمانی چیئر پرسن اتر پردیش اردو اکادمی کے مطابق پروفیسر شیمہ رضوی بچپن سے ہی اعلیٰ ذہن کی مالک تھیں اور اپنی ذہانت اور خداداد صلاحیت کی بنیاد پر ہی جس میدان میں قدم رکھتی اس میں کامیاب ہوتی جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ آج زمانہ انہیں عزت و احترام اور محبت سے یاد کر رہا ہے ڈاکٹر مارک مرزا کے مطابق ڈاکٹر شیمہ رضوی ایک مثالی خاتون تھیں۔ وہ بلند خیال خاتون تھیں۔ انہوں نے بلا تفریق مذہب و ملت نچلے طبقہ کی عورتوں کی خدمات انجام دی ہیں۔

ان کے قلم میں جادو تھا پروفیسر سیمہ کی شخصیت کی تعمیر و تشکیل میں گھر کے ماحول کے ساتھ ہی ان کے والد اعزاز رضوی کی تربیت کا خاص دخل ہے ان کو مذہبی گھر کے ماحول نے بنایا اور ہمت و حوصلہ اور فرض شناسی کی تعلیم والد اعزاز رضوی کی مرہون منت ہے

انہوں نے مزید کہا کہ شیمہ ایک بہت ہی اچھی آرٹسٹ بھی تھی اور انہوں نے ریڈیو اور ٹی وی سیریل میں بھی حصہ لیا ان کی یہی خصوصیت ان کو سماعت کے ہر ماحول کے لیے موضوع بنادیتی تھی وہ

مخالفین سے بھی بلا تاثر خوش اخلاقی کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے ملنے کا سچا جذبہ رکھتی تھیں۔ کالی مشرقی خاتون تھیں۔ معروف صحافی اسد رضا کے مطابق ان کی صحافت میں بہت دلچسپی تھی۔ وہ صحافت سے خود کو براہ راست نہیں جوڑ سکی لیکن ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر انہوں نے خبریں پڑھ کر اپنے اندر کے ایک صحافی کی تصویر ہمارے سامنے پیش کی ہے۔

ڈاکٹر نواز دیوبندی:

ڈاکٹر نواز دیوبندی اکادمی کے سترہویں چیرمین تھے۔ محمد نواز خان (نواز دیوبندی) 16 جولائی 1956 کو دیوبند میں پیدا ہوئے۔ ڈاکٹر نواز دیوبندی کے دور چیرمین شپ میں وزیر اعلیٰ اکھیلیش یادو کی موجودگی میں ہندی اکادمی کے چیرمین اودے پرتاب سنگھ نے یہ بات کہی تھی کہ ”کام کرنے کے سلسلے میں ہماری اکادمی کو اردو اکادمی سے پریرنا لینی چاہیے“۔

نواز دیوبندی نے اکادمی کی ذمہ داری سنبھالتے ہی پہلے عمارت کی تزئین و آرائش کا کام کیا اور اکادمی کو بہت ویل ڈیکوریٹ کیا۔ اکادمی کے خستہ حال آڈیٹوریم کو ”اردو آڈیٹوریم“ کا نام دے کر ۳۰۰ سیٹ والا اے۔ سی آڈیٹوریم بنایا جو لکھنؤ کا پہلا اردو آڈیٹوریم ہے۔ نواز دیوبندی نے ۸۵ سیٹ کا ایک پریم چند ہال بنوایا تھا۔

انہوں نے آفس کو کارپوریٹ آفس بنایا۔ بہترین فرنیچر منگوا کر کہ کیمبن بنوائے۔ ان کے دور میں ہی لائبریری کو ڈیجیٹل کرنے کا کام شروع ہوا۔ ان کے دور میں ۵۲ لاکھ صفحہ ڈیجیٹلائزڈ ہو چکے تھے۔ انہوں نے اردو سکھانے کے لیے کمپیوٹر سینٹر شروع کیا جس میں اردو کے ساتھ ہندی اور انگریزی بھی سکھائی جاتی تھی۔ انہی کے دور میں اردو ماس کمیونیکیشن اینڈ میڈیا سینٹر بنا اور باقاعدہ ویڈیو اسٹوڈیو بنا اور ایک آڈیو اسٹوڈیو بنایا گیا۔ بہترین ریکارڈنگ کے انتظامات کیے گئے۔ ان کے دور میں آئی اے ایس اسٹڈی سینٹر قائم کیا گیا جس کا مقصد اردو والوں کے یہاں مسابقتی ذہنیت کا ماحول پیدا کرنا تھا۔ اس طرح سے ڈاکٹر نواز دیوبندی کے دور میں اتر پردیش اردو اکادمی خوب پھلی پھولی اور ترقی کی راہ پر گامزن

ہوئی۔ ان کے بقول ”اکادمی نے بہت بڑا کام کیا اور اس سے لیا جاسکتا ہے لیکن اس کے لیے جس طرح کے افراد کی ضرورت ہوتی ہے اس کا فقدان ہے۔ سرکار ان لوگوں کا انتخاب ہی نہیں کرتی جو اردو والے ہیں عام طور پر سیاسی لوگوں کا انتخاب ہوتا ہے جنہیں اردو کے بارے میں یا اردو کے مسائل کے بارے میں گہرائی سے واقفیت نہیں ہوتی کہ وہ اردو کے لیے صحیح خدمت انجام دے سکیں اور اس کے مسائل کو حل کر سکیں۔“

پروفیسر آصفہ زمانی (پدم شری)

پروفیسر زمانی ہندوستان کے جید عالم سید و دودا لچی ندوی کی صاحبزادی اور سید اعجاز رضوی کی اہلیہ ہیں۔ آپ لکھنؤ یونیورسٹی سے فارسی میں پی۔ ایچ۔ ڈی کرنے والی پہلی خاتون ہیں اور شعبہ فارسی لکھنؤ یونیورسٹی میں بحیثیت لکچرر تقرر پانے والی نیز صدر شعبہ فارسی کی حیثیت سے کام کرنے والی بھی وہ پہلی خاتون ہیں فارسی میں ڈی۔ لٹ کرنے والی وہ ہندوستان کی پہلی خاتون ہیں۔ ڈاکٹر آصفہ زمانی ابتداء ہی سے اپنے کلاس میں ہمیشہ ممتاز رہی ہیں۔ اردو، فارسی اور عربی سے متعلق ان کی اب تک سترہ تصانیف شائع ہو چکی ہیں جن میں چھ کتابوں پر اتر پردیش اردو اکادمی اور ایک کتاب پر آل انڈیا میر اکیڈمی سے ایوارڈ حاصل ہو چکا ہے۔ مجموعی خدمات کے اعتراف میں اتر پردیش اردو اکادمی نے انھیں 1997ء میں انہیں توصیفی سند سے نوازا تھا۔ ارم ایجوکیشنل سوسائٹی نے انہیں ”اعزاز ارم“ کے توصیفی سند اور گولڈ میڈل سے سرفراز کیا۔ ڈاکٹر زمانی کے اب تک دوسو سے زائد تحقیقی مقالات ہندوپاک کے جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اب تک تقریباً سو سے زائد نیشنل اور انٹرنیشنل سیمیناروں میں شرکت کی اور تحقیقی مقالات پیش کئے۔ آپ اے گریڈ آرٹسٹ بھی ہیں۔ ریڈیو، ٹی وی سے ان کے مباحثے اور تقاریر برابر نشر ہوتے رہتے ہیں۔ وہ 1975ء سے لکھنؤ یونیورسٹی کے شعبہ فارسی سے منسلک تھیں اس وقت ہندوستان کی فارسی خواتین اساتذہ میں آپ تعلیمی لیاقت و قابلیت اور کارکردگی کے لحاظ سے اولیت کا درجہ رکھتی ہیں۔

ہندوستان میں اورینٹل لنگویجس مثلاً عربی، فارسی، سنسکرت اور پالی کے ممتاز ترین اساتذہ کو ہر سال صدر جمہوریہ کی طرف سے نیشنل ایوارڈ سے نوازا جاتا ہے۔ 1999ء میں آپ کو بھی فارسی کے سلسلہ میں گراں قدر خدمات کے سلسلہ میں صدر جمہوریہ ہند کا یہ گراں قدر ایوارڈ دیا گیا ہے۔

حکومت اتر پردیش نے اپنے احکام کے ذریعہ 30 جنوری 2018ء کو پدم شری پروفیسر آصفہ زمانی سابق صدر شعبہ فارسی لکھنؤ یونیورسٹی کو اتر پردیش اردو اکادمی کے چیر پرسن کا عہدہ تفویض کیا آپ نے 31 جنوری 2018ء کو چیر پرسن کے عہدے کا اپنا کار منصبی سنبھال لیا ہے۔ سکریٹری اتر پردیش اردو اکادمی ایس رضوان کے مطابق ان کے آنے سے اردو اکادمی میں چل رہی اسکیموں کو پورا کرنے میں یقیناً مدد ملے گی اور یہاں کہ تمام کاموں کی تکمیل میں تیزی آجائے گی۔ (۵۱)

شناس نامہ

نام: پروفیسر آصفہ زمانی (پروفیسر ایمرٹس) 2006

ملازمت: سابق صدر شعبہ فارسی لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ 1974 سے 2006

تاریخ پیدائش: 22 مارچ 1942 لکھنؤ یوپی ہندوستان

والد: الحاج قاری سید ودود الدی ندوی مرحوم نفیس لکھنوی

شوہر: الحاج سید محمد اعجاز رضوی مرحوم سابق کینٹ منسٹریوپی

بچے: بیٹی پروفیسر شیمہ رضوی سابق منسٹریوپی

ایم ایل سی ایم اے اردو انگریزی بی لپ ایسی پی ایچ ڈی اردو ڈیلیٹ

اردو صدر شعبہ اردو لکھنؤ یونیورسٹی ڈائریکٹر اعجاز رضوی کالج اف جرنلسٹ اینڈ ماس کمیونیکیشن

لکھنؤ گولڈ میڈلسٹ

بیٹا: آصف زماں رضوی بی اے آنرز ایم بی اے ایل ایل بی ماس کمیونیکیشن (گولڈ میڈل ایسٹ)

پتہ: وشال کھنڈتی نگر لکھنؤ یوپی ہند

تعلیمی لیاقت

ڈگری ڈیپٹ فارسی لکھنؤ یونیورسٹی

عنوان 'معروف ترین محققین و منتقدین زبان و ادب فارسی در کرنے بستم میلادی در ہند'

(چاپ شدہ: ایران کلچر ہاؤس نئی دہلی (۱۹۹۳ء))

پی ایچ ڈی (فارسی) لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ عنوان 'اے کریٹیکل ایڈیشنل آف طالب آملی و

انٹروڈکشن اینڈ نوٹس)

ایل ایل بی لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ

ایم اے فارسی لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ

ایم اے عربی لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ

ایم اے اردو لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ

ڈپلومہ لیبر لاقانون لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ

عالم عربی لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ

فاضل تفسیر عربی لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ

دبیر کامل فارسی لکھنؤ یونیورسٹی

ادیب کامل (اردو) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

پروفیشنل عربی لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ

سٹمپٹ ان ماڈرن پرشین از ایران کلچر ہاؤس نئی دہلی 1975 سے 1997 تک

اعزازات و انعامات:

پدم شری 2004 بھارت سرکار کی طرف سے فارسی زبان و ادب کی غیر معمولی خدمات کے صلہ

میں صدر جمہور ہند محترم جناب اے پی جی عبدالکلام کے دست مبارک سے یہ فخر حاصل ہوا۔
سرٹیفکیٹ آف آنرز ۱۹۹۹ء بھارت سرکار کی طرف سے فارسی زبان و ادب کی خدمت کے صلہ
میں صدر جمہوریہ ہند جناب کے آرنارائن کے دست مبارک سے یہ زیادہ حاصل ہوا۔
۳۔ ثاقب لٹریچر ایوارڈ ۲۰۰۲ء از طرف ثاقب ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی لکھنؤ
استری سسٹمی کرن ایوارڈ از طرف جامعہ اردو علی گڑھ
اسپیشل ایوارڈ از طرف فار سوشل سروسز از طرف انڈین ہیلتھ کیئر اینڈ سوسائٹی لکھنؤ
پرچم اردو ایوارڈ ۲۰۰۰ء از طرف جامعہ اردو علی گڑھ
بھارت گوروا ایوارڈ ۱۹۹۹ء از طرف یونائیٹڈ انڈین نئی دہلی
لیڈیز لائنز کلب ایوارڈ (۱۹۹۹ء) لکھنؤ
افتخار ماجد ایوارڈ ۱۹۹۹ء از طرف ال انڈیا ماجد میموریل سوسائٹی کان پور
اسپیشل سٹوفکیٹ آف آنرز (۱۹۹۸ء، ۹۹ء) اردو زبان و ادب کی خدمات کے لیے از طرف اتر
پردیش اردو اکادمی لکھنؤ۔

اعزاز ارم ایوارڈ اینڈ گولڈ میڈل ۱۹۸۸ء (۱۹۸۸ء) از طرف ارم ایجوکیشنل سوسائٹی لکھنؤ

بیسٹ ٹیچر ایوارڈ از طرف لکھنؤ یونیورسٹی

آل انڈیا میر اکادمی ایوارڈ ۱۹۸۷ء سے ۸۹ لکھنؤ

بیسٹ ڈرامہ آرٹسٹ ایوارڈ آل انڈیا لکھنؤ و منس ڈے پر

اسکا لرشپ ہولڈر کلاس اٹھویں سے بی اے تک

منتخب شدہ ریسرچ فیلوشپ یو جی سی نئی (۱۹۷۵ء)

تجربہ درس و تدریس:

منسلک شعبہ فارسی لکھنؤ یونیورسٹی (صدر جمہوریہ اعزاز ملنے کی وجہ سے دوسال کی توسیع)

پی ایچ ڈی نگراں کی حیثیت سے: سات طلبہ پی ایچ ڈی مکمل کر چکے ہیں 20 طلبہ پی ایچ ڈی کر رہے ہیں دو طالب علم ڈیلیٹ مکمل کر رہے ہیں۔ خبرنامہ فروری ۲۰۱۸ء تک

اردو فارسی زبان و ادب سے متعلق تحقیقی و تنقیدی مضامین:

تقریباً 200 سے زائد تحقیقی اور تنقیدی مضامین ہندو پاک و ایران کے جرنلس اور مجلات میں شائع ہو چکے ہیں۔

تبصرے: نظم و نثر کی تقریباً 28 کتابوں پر تبصرے تحریر کیے جا چکے ہیں کانفرنس اور سیمینار میں شرکت: فارسی اردو زبان و ادبیات سے متعلق تقریباً 108 نیشنل وہ انٹرنیشنل سیمینار اور کانفرنسز میں شرکت کی اور تحقیقی و تنقیدی مضامین پیش کیے۔

تصنیفات و تالیفات:

۱۔ جدید ادبی جائزے (حصہ نظم): سال اشاعت 1974

پیش لفظ: پروفیسر ملک زادہ منظور احمد

اس کتاب میں اردو زبان و ادب کے دور اولین کے شعراء مثلاً نصرتی، فائز دہلوی، ولی دکنی اور آبرو دور متوسطین کے شعراء یعنی مرزا محمد رفیع سودا، خواجہ میر درد، میر حسن دہلوی، میر تقی میر، جرات، مصطفیٰ، نظیر اکبر آبادی اور دور متاخرین کے انیس اکبر الہ آبادی، جوش اور فراق نیز محمد افضل (افضل کی بکٹ کہانی) کا تجزیہ شامل ہے۔ اس کتاب میں فارسی کے شاعر عمر خیام، خواجہ حافظ شیرازی اور ڈاکٹر سر محمد اقبال کی کلام پر ناقدانہ بحث بھی کی شامل ہے۔

۲۔ جدید ادبی جائزے (حصہ نثر): سال اشاعت 1974

پیش لفظ: پروفیسر ملک زادہ منظور احمد

اس کتاب میں شامل جو مباحث سامنے آئے ہیں ان میں وجہی اور سب رس، داستان گوئی اور

اس کی اہمیت، تحسین کی نو طرز مرصع، باغ و بہار، داستان رانی کیتی کی اور کنور اودے بھان، رجب علی بیک سرور اور فسانہ عجائب مرزا غالب خطوط کے آئینے میں، سرسید احمد خان، محمد حسین آزاد اور آب حیات، حالی اور یادگار غالب، شبلی کی تنقیدی نظریات، مولانا آزاد اور غبار خاطر کا تنقیدی جائزہ امر اور جان ادا اور پریم چند اور گو دان کا تنقیدی جائزہ، اردو ڈرامہ اور خانہ جنگی کا تنقیدی مطالعہ وغیرہ مضامین شامل ہیں۔

۳۔ ملک الشعراء طالب آملی فکر و فن: (سال اشاعت 1978) انعام یافتہ اتر پردیش اردو اکادمی

۴۔ پرتو تحقیق (سال اشاعت ۱۹۸۵ء): انعام یافتہ اتر پردیش اردو اکادمی

تقریظ: پروفیسر ولی الحق انصاری سابق صدر شعبہ فارسی لکھنویو نیورسٹی اردو فارسی زبان و ادب سے متعلق دس تحقیقی و تنقیدی مضامین پیش کیے گئے ہیں:

- ۱۔ غالب اور طالب
 - ۲۔ سعدی، خسرو حافظ غزل کے آئینہ میں
 - ۳۔ مرزا عبدالقادر بیدل کی سہل نگاری
 - ۴۔ شمس العلماء میر عباس بحیثیت فارسی غزل
 - ۵۔ طالب عالمی بحیثیت رباعی گو
 - ۶۔ مثنوی سحر حلال اور ید بیضا پر ایک طائرانہ نظر
 - ۷۔ حسین قلی خاں عاشقی اور تذکرہ نشتر عشق
 - ۸۔ حافظ شیرازی بحیثیت قصیدہ سرا
 - ۹۔ طالب آملی کے عشقیہ کلام کی چند جھلکیاں
 - ۱۰۔ میر تقی میر کے منظوم وہ منشور فارسی اثار و آثار کا ایک تنقیدی جائزہ
- ۵۔ مقالات زمانی: (سال اشاعت ۱۹۸۹ء)

انعام یافتہ اتر پردیش اردو اکادمی

تقریظ: پروفیسر سید شبیہ الحسن نون ہروی مرحوم سابق صدر شعبہ اردو لکھنویو نیورسٹی

یہ کتاب اردو فارسی زبان و ادب سے متعلق ۱۸ تحقیقی و تنقیدی مضامین پر مشتمل ہے۔

۶۔ نگارشات زمانی: (سال اشاعت 1998)

انعام یافتہ اتر پردیش اردو اکادمی۔ اس کتاب میں شامل 16 مقالات شامل ہیں

۷۔ مطالعات زمانی: (سال اشاعت 1992)

انعام یافتہ اردو اکادمی حکومت اتر پردیش

تعارف: پروفیسر گیان چند جین اس کتاب میں اردو فارسی سے متعلق 10 تحقیقی و تنقیدی مضامین

شامل ہیں۔

۸۔ بات چیت: (1995 انعام یافتہ اتر پردیش اردو اکادمی)

تعارف پروفیسر گیان چند جین

اس کتاب میں 21 دانشور حضرات سے لیے گئے انٹرویوز شامل ہیں

۹۔ منشی نول کشور اور ان کی ادبی خدمات: (سال اشاعت ۲۰۰۰ء)

منشی نول کشور اگرچہ خود کوئی ادبی شخصیت نہیں تھے تاہم و بذات خود ایک ادبی ادارہ ہے 16 دسمبر

1998 کو شعبہ فارسی کی طرف سے منشی نول کی شہر اور ان کی ادبی خدمات سے متعلق یک روزہ نیشنل

سیمینار کا انعقاد کیا گیا اس کتاب میں منشی نول سے متعلق 13 شخصیات کے تحقیقی مضامین شامل ہیں

۱۰۔ نگارخانہ غالب: (سال اشاعت ۲۰۰۰ء)

۱۱۔ کلام جو یا: (سال اشاعت ۲۰۰۰ء)

اس کتاب میں سید محمد اعجاز رضوی جو یا مرحوم کمیونیٹ منسٹر اتر پردیش کا طنز و مزاح پر مبنی کلام شامل

ہے اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ صفحہ کے ایک طرف اردو اور صفحہ کے دوسری طرف تحریر ہندی میں ہے

۱۲۔ ہیہ ایک تبسم: اس کتاب میں آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ سے براڈ کاسٹ ہوئی 16 مزاحیہ ٹاک شامل ہے

۱۳۔ شرح نثر بادستاں: فارسی زبان و ادب سے متعلق مختلف نثری ادب پاروں کا اردو ترجمہ

۱۴۔ شرح شعر باستان: فارسی زبان و ادب سے متعلق مختلف نظری ادب پاروں کا اردو ترجمہ

۱۵۔ اردو ساہتیہ کا اتہاس: ہندی زبان میں اردو زبان و ادب کی مختصر تاریخ

۱۶۔ مختصر تاریخ فارسی

۱۷۔ اردو سیکھو: نو آموز حضرات کے لیے اردو زبان کی معلومات

۱۸۔ فارسی سیکھو: نو آموز حضرات کے لیے فارسی زبان کی مشک

۱۹۔ ادھورا سفر: الحاج سید اعجاز رضوی مرحوم کیبنت منسٹریو پی کے سوانحی حالات پیدائش سے آخری سفر تک

تصویروں کی زبانی پیش کیے گئے ہیں اس کے علاوہ اعجاز رضوی صاحب کے متعلق بیشتر دانشور حضرات

کے تاثرات بھی شامل ہیں جن سے ان کا ایک سیاسی سماجی اور ادبی پہلو اجاگر ہو کر سامنے آتا ہے۔

۲۰۔ ارمغان زمانی: (سال اشاعت ۲۰۰۸ء)

پیش لفظ: ایرانی استاد ابوالقاسم۔ اس کتاب میں وہ تحقیقی مقالات شامل ہیں جو نیشنل وہ انٹرنیشنل

سیمینار میں بزبان فارسی پیش کیے گئے۔

۲۱۔ لکیریں ہاتھ کی: خودنوشت سوانح

۲۲۔ سوونیر (منشی نول کیشور سے متعلق)

۲۳۔ معروف ترین محققین و منتقدین زبان ادب فارسی در قرن بسم در ہند (سال اشاعت ۱۹۹۳ء)

ڈی لٹ فارسی: اس کتاب میں نقد و تحقیق کی تاریخ پر مختصر بحث کی گئی ہے۔ (۵۲)

پروفیسر حکم چند نیر:

پروفیسر حکم چند نیر اکادمی کے پہلے وائس چیرمین تھے۔ ان کی شخصی وجاہت متاثر کن تھی۔ پروفیسر

حکم چند نیر آٹھ فروری 1931 کو وطن گڑگاؤں ہریانہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اردو زبان اور فارسی

زبان میں ایم۔ اے کیا۔ اس کے بعد اردو سے میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ سخنوران بنارس

۱۹۶۸ء اور نوادر بنارس ان کی دونوں کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ بیاض جہاں آراء، ذکر و خیال ان کی

مشہور تصنیفات ہیں۔

پروفیسر حکم چند نیر اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ کے 18 فروری 1981 تا 25 اگست 1983 تک پہلے وائس چیرمین رہے۔ آپ کی تصنیفات میں 'نوائے غالب'، ابتدائی اردو، اردو کے مسائل، سرور جہان آبادی: حیات و شاعری، انتخاب نثر، نوائے سرور ۱۹۶۱ء، انتخاب مضامین چکپست، انتخاب مرثی شامل ہیں۔

رام لعل:

جناب رام لعل صاحب اکادمی کے دوسرے وائس چیرمین ۲۶ اگست ۱۹۸۳ء تا ۱۲ جون ۱۹۸۵ء تھے۔ رام لعل صاحب میانوالی مغربی پنجاب کے تجارت پیشہ گھرانے کے فرد چھمن جھا بڑا صاحب کے گھر ۳ مارچ ۱۹۲۳ء کو پیدا ہوئے۔ ان کا آبائی وطن میانوالی تھا اور وطن ثانی لکھنؤ اتر پردیش ہے۔ ابتدائی تعلیم مقامی طور پر حاصل کی۔ ۱۹۳۸ء میں راجہ رام موہن رائے ہندو ہائی اسکول میانوالی سے انٹرنس کا امتحان پاس کرنے کے بعد کسب معاش کے لیے محکمہ ریلویز، لاہور کے تربیتی کورس میں بھرتی ہوئے اور تربیت مکمل کرنے کے بعد ۱۹۴۱ء میں امتحان میں کامیابی حاصل کی اور باقاعدہ ملازمت شروع کی۔ دو سال بعد استعفیٰ دے کر تجارت کے خیال سے راولپنڈی گئے اور وہاں سائیکلوں کا کاروبار کیا لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ ۱۹۴۵ء میں پھر محکمہ ریلویز میں ملازمت کر لی جس کا سلسلہ ۱۹۸۱ء تک چلتا رہا۔ مارچ ۱۹۸۱ء میں جب وہ بنارس میں تعینات تھے تو وہاں ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔

لکھنے پڑھنے کا شوق بچپن سے تھا۔ گھر کی زبان اردو تھی اور وہ مختلف کتب خانوں میں جا کر اردو کی کتابیں پڑھا کرتے تھے۔ ان کے بیان کے مطابق ہائی اسکول کے امتحان میں کامیاب ہونے تک 4 ہزار افسانے، ناول، تاریخ اور بچوں کے ادب کی کتابوں کا مطالعہ کر چکے تھے اور کرشن چندر، منٹو سے بہت متاثر ہوئے۔ انہی کے اثرات نے مضمون نگاری پر آمادہ کیا اور وہ جلد ہی افسانے و کہانیاں لکھنے لگے۔ بعد میں اپنے دور کی حقیقت نگاری سے متاثر ہوئے اور اپنی راہوں کا خود تعین کیا۔

رام لعل صاحب نے زندگی کا بیشتر حصہ لکھنؤ کے علمی و ادبی ماحول میں گزرا اور انہیں نامور ادباء کی صحبتوں کا فیض اٹھانے کے بھرپور مواقع میسر آئے۔ ان صحبتوں کے اثرات نے ان کے قلم کو جلا بخشی وہ لکھنؤی زبان، بول چال، تہذیب و تمدن اور ادبی روایات سے ہی روشناس نہیں ہوئے بلکہ زبان و بیان پر بھی قابل لحاظ دسترس حاصل کی۔ ویسے تو ان کی ادبی سرگرمیوں کا آغاز آبائی وطن سے ہی ہو گیا تھا لیکن انہیں اصل کامیابی اور شہرت لکھنؤ کے قیام کے بعد ملی۔ رام لعل صاحب متین و سنجیدہ مہذب اور شائستہ، کثیر المطالعہ شخصیت ہیں۔ انہیں برصغیر ہندو پاک میں یکساں شہرت مقبولیت و ہر دلعزیزی حاصل ہے۔ انہوں نے فرقہ وارانہ یکجہتی، سماجی مسائل اور دیہاتی زندگی کے موضوع پر بھی متعدد کامیاب افسانے لکھے ہیں۔ انہوں نے ناول بھی لکھے ہیں، افسانے بھی اور سفر نامے بھی۔ وہ ادبی انجمنوں کی دعوت پر بیرونی ممالک ناروے سوئیڈن ڈنمارک، لندن اور پاکستان کا دورہ بھی کر چکے ہیں اور متعدد انعامات حاصل کر چکے ہیں۔ کئی سال اتر پردیش اردو اکادمی کی اہم کمیٹیوں کے رکن بھی رہ چکے ہیں۔ ان کے کارناموں میں زبان و بیان کی صحت مقصدیت اور بیانیہ انداز کی خوبی پڑھنے والوں کو متاثر کرتی ہے۔

تصنیفات: آئینے، انقلاب آنے تک، وہ مسکرائے گی، نئی دھرتی پرانے گیت، گلی گلی، آواز تو پہچانو، چراغوں کا سفر، کل کی باتیں، انتظار کے قیدی، اکھڑے ہوئے لوگ، گزرتے لمحوں کی چاپ، معصوم آنکھوں کا بھرم، مٹھی بھر دھوپ، کہرا اور مسکراہٹ، نیل دھارا، زرد پتوں کی بہار، خواب خواب سحر سفر وغیرہ ان کی اہم تصانیف ہیں۔ منٹو، پریم چند اور راجندر سنگھ بیدی وغیرہ کے بعد کی نسل کے افسانہ نگاروں میں رام لعل کا نام سرفہرست ہے۔

پروفیسر سید احتشام حسین:

پروفیسر سید احتشام حسین (۱۹۱۲ء تا ۱۹۷۲ء) اپنے دور کے نامور نقاد، افسانہ نگار، شاعر، مشفق استاد، بلند پایہ انسان اور معروف ادیب تھے۔ متانت و سنجیدگی اور وضع داری ان کے مزاج کا خاصہ تھا۔ احتشام حسین ۱۴ جولائی ۱۹۱۲ء کو موضع اٹڑیہا، ماہل، ضلع اعظم گڑھ کے معزز سادات

خاندان میں سید ابو جعفر رضوی صاحب مرحوم کے گھر پیدا ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم مڈل کلاس تک ماہل گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد ویسلی ہائی اسکول سے ہائی اسکول پاس کیا پھر الہ آباد یونیورسٹی سے ۱۹۳۴ء میں بی اے اور ۱۹۳۶ء میں امتیاز کے ساتھ ایم۔ اے (اردو) کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد ۱۹۳۸ء میں لکھنؤ یونیورسٹی کے شعبہ اردو و فارسی میں بحیثیت لیکچرر تقرر ہوا۔ ۱۹۶۱ء میں الہ آباد یونیورسٹی میں صدر شعبہ اردو مقرر ہوئے اور آخر تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔

احتشام حسین نے گلشن ادب کی مختلف روشوں پر لالہ و گل کھلائے ہیں۔ نثر و نظم دونوں پر یکساں قدرت رکھتے تھے۔ انہوں نے جدید اردو تنقید کی بنیاد رکھی۔ ان کی بے پناہ قابلیت اور ناقدا نہ صلاحیتوں نے ادب کو روایت و ہیئت پرستی کے حصار سے باہر نکالا اور تنقید کو سائنٹیفک آرٹ کا درجہ بخش دیا۔ وہ حیرت انگیز دیانت اور جستجو پسند ذہن کے مالک تھے۔ شروع سے ہی ان کی تحریر میں غور و فکر کا عنصر نمایاں تھا۔ جوں جوں مطالعہ و عمر میں اضافہ ہوتا گیا ان کے جوہر کھلتے گئے اور جلد ہی شگفتہ، مدلل، پراثر، جامع اور سائنٹیفک طرز تحریر کی بدولت ملک گیر شہرت ہی نہیں حاصل کی بلکہ ان کے علم و فضل کے چرچے ممالک غیر میں بھی ہونے لگی۔ ۱۹۵۲ء میں انہیں امریکہ کی ایک انجمن نے لیکچرر دینے کے لیے مدعو کیا تھا وہاں تقریباً ایک سال تحریر و تقریر کے ذریعہ اپنی علمیت کا سکھ جما کر فرانس و انگلستان ہوتے ہوئے وطن لوٹے۔

اردو تنقید نگاروں میں احتشام حسین کو بڑی اہمیت حاصل ہے ان کی ادبی خدمات منفرد اسلوب بیان و طرز نگارش ان کی بقائے دوام کی ضامن ہیں۔ انہوں نے جدید تنقید کی بنیاد تو رکھی ہی تھی، افسانہ نگار و شاعر کی حیثیت سے بھی ممتاز تھے۔ ان کے افسانے ذاتی مشاہدات تجربات و احساسات کے ترجمان ہیں۔ ان میں دکھ دلوں کی دھڑکنیں بھی ہیں اور معاشی بد حالی کی پرچھائیاں بھی۔ رومانیت بھی ہے اور حقیقت پسندی بھی، نا آسودگی و محرومیت کی فضا بھی ہے اور سماجی زندگی کے مسائل بھی سادگی و بے تکلفی بھی ہے اور تاثیر بھی۔ احتشام صاحب کا شمار ملک کے مشہور شعرا میں بھی ہوتا تھا۔ ہندی زبان پر بھی انہیں قدرت حاصل تھی ہندی کے ایک مشہور ادیب نے ان کے انتقال کے بعد خراج عقیدت پیش کرتے

ہوئے لکھا تھا۔

”ہندی اردو پر کانٹا دووان، دونوں شیلیوں کے اوپر ان کا ایسا سمان ادھیکار تھا کہ بہت کم ہی لوگ ملتے ہیں۔“

احتشام حسین کے افسانوں، مختلف موضوعات پر لاتعداد مضامین کے علاوہ جو کتب و موقر رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ تصنیفات کی فہرست طویل ہے

تصنیفات:

۱۔ تنقیدی جائزے ۲۔ روایت اور بغاوت ۳۔ ادب اور سماج ۴۔ تنقید اور عملی تنقید ۵۔ ذوق ادب اور شعور ۶۔ عکس اور آئینے ۷۔ افکار و مسائل ۸۔ اعتبار نظر ۹۔ اردو ساہتہ کا آلوچنا تمک اتہاس، اردو لسانیات کا خاکہ، جدید ادب منظر اور پس منظر، ساحل اور سمندر سفر نامہ، اردو کی کہانی، جوش ملیح آبادی۔ پروفیسر احتشام حسین نے ساری زندگی زبان و ادب کی خدمت میں گزار کر یکم دسمبر ۱۹۷۲ء کو الہ آباد میں انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے۔ پروفیسر احتشام حسین اتر پردیش اردو اکادمی کی پہلی مجلس انتظامیہ کے تعلیمی سب کمیٹی کے ایک اہم رکن تھے اس کے علاوہ آپ امداد مصنفین سب کمیٹی، مسودات سب کمیٹی کے اہم رکن تھے ان کے مشوروں اور خدمات سے اکادمی کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔

قاضی محمد عدیل عباسی بستوی (۱۸۹۸ تا ۱۹۸۰)

قاضی محمد عدیل عباسی ڈمریا گنج ضلع بستی کے ایک معزز تعلیم یافتہ علمی، ادبی و دینی گھرانے میں ۱۳ مارچ ۱۸۹۸ء کو پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام قاضی محمد نسیم اللہ عباسی تھا۔ عدیل صاحب نے گورنمنٹ ہائی اسکول بستی سے ۱۹۱۹ء میں ہائی اسکول سینٹ اینڈریوز کالج گورکھپور سے میں انٹر میڈیٹ اور ۱۹۲۰ء میں بی۔ اے کے امتحانات پاس کیے ۱۹۲۰ء ہی میں انہوں نے اسکول اف الہ آباد میں داخلہ لیا لیکن تحریک ترک موالات سے متاثر ہو کر سلسلہ تعلیم منقطع کر دیا اور کانپور چلے گئے جہاں مولانا حسرت موہانی

سے فیض اٹھایا اور تحریک ترک موالات و خلافت میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیتے رہے۔ ۱۹۲۱ء میں اخبار مدینہ بجنور کے ادارتی شعبے سے منسلک ہوئے پھر لاہور جا کر روزنامہ زمیندار سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۹۲۲ء میں اس کے چیف ایڈیٹر ہوئے۔ حکومت کے خلاف مضامین لکھنے کے جرم میں مقدمہ چلا اور سزا ہوئی۔ رہائی کے بعد ۱۹۲۳ء میں اپنے وطن بستی چلے گئے۔ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۲۷ء کے عرصے میں علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم اے اور وائل ایل بی کی امتحانات ایک ساتھ پاس کی۔ ۱۹۲۶ء میں جب وہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایم اے اور وائل ایل بی کے امتحانات کی تیاری کر رہے تھے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ بستی کی رکنیت کا الیکشن لڑا اور کامیاب ہوئے پھر ۱۹۳۶ء تک ممبر رہے۔ ۱۹۳۷ء میں انڈین نیشنل کانگریس کی حمایت سے یو پی اسمبلی الیکشن لڑا اور کامیاب ہوئے۔ دوسری بار ۱۹۴۶ء میں کانگریس پارٹی کے امیدوار کی حیثیت سے اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لیا۔ نتیجے کے اعلان کے سلسلے میں احاطہ عدالت تک گئے۔ تیسری بار ۱۹۵۲ء میں بھی کانگریس امیدوار کی حیثیت سے کامیاب ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں عملی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لیا۔

آپ کو اردو زبان و ادب سے والہانہ لگاؤ تھا۔ انجمن ترقی اردو ہند کی شاخ بستی کے تقریباً 22 سال صدر رہے۔ صوبائی انجمن ترقی اردو کے نائب صدر رہے۔ اردو کے سلسلے میں صدر جمہوریہ کو 20 لاکھ 50 ہزار دستخطوں سے پیش کرنے والے وفد میں شامل ہوئے۔ ۱۹۵۱ء میں انجمن دین کی بنیاد ڈالی اور پھر دینی تعلیم کو نسل قائم کر کے اس کے ساتھ سارے صوبہ میں آزاد خود کفیل مکاتب کھولنے اور دینی تعلیم کی ترویج و ترقی میں سرگرم رہے۔

عدیل صاحب کا مطالعہ عمیق اور معلومات وسیع تھا۔ علمی و سیاسی موضوعات بڑی عالمانہ و مدلل گفتگو کرتے تھے۔ شعر و شاعری و مضمون نگاری کا ذوق انہیں ورثہ میں ملا تھا۔ ان کے والد خود اچھے شاعر تھے۔ عاصی تخلص کرتے تھے۔ عدیل صاحب بیک وقت مجاہد آزادی بیدار معزز سیاستدان، صداقت پسند، صحافی خوش فکر شاعر ماہر قانون اور بے خوف انسان تھے۔

درس و تدریس اور تصنیف و تالیف سے انہیں فطری لگاؤ تھا۔ انہیں سیاسی، سماجی، تعلیمی و دینی خدمات نے تصنیف و تالیف کا زیادہ موقع نہیں دیا لیکن انہوں نے جو بھی اور جتنا بھی لکھا ہوا ان کی علمیت زبان و بیان پر قدرت اور قادر لکلامی کا اندازہ لگانے کے لیے کافی اور ان کی بقائے دوام کا ضامن ہے۔ قاضی عدیل صاحب ان عظیم مجاہدین آزادی میں تھے۔ جنہوں نے مہاتما گاندھی، مولانا آزاد، علی برادران، جواہر لال نہرو، رفیع احمد قدوئی وغیرہ کے شانہ بشانہ جنگ آزادی لڑی تھی۔ تقریباً 82 سال کی عمر میں اس ہمہ جہت و ہمہ گیر شخصیت کا چراغ زندگی ۲۲ مارچ ۱۹۸۰ء کو گل ہو گیا۔

تصنیفات و تالیفات: علامہ اقبال کا پیام طلبہ کے نام، جمعیت المسلمین، اردو کے استغاثہ، اردو کا جنازہ، سفر حج، اقبال کا فلسفہ حیات و شاعری، تحریک خلافت، جرات رندانہ، آئینہ شب و روز، تاریخ تحریک آزادی ہند وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

خلیل الرب:

خلیل الرب کی پیدائش ایک فروری 1915 کو الہ آباد اتر پردیش میں ہوئی یہ اتر پردیش اردو اکادمی کی پہلی مجلس انتظامیہ کی سب کا بیٹی کے اراکین میں شامل تھے ان کی تصنیفات میں ”تدریس تاریخ“، ہماری کتاب (نظم)، ہماری کتاب (نثر)، ادبی سی پارے (حصہ نظم) انٹر کے لیے، ادبی سی پارے (حصہ نثر) انٹر کے لیے، مبادیات تنقید، ادبی شیرازے (حصہ نثر) انٹر اردو بہت اہم ہے۔

اکادمی کے سکریٹری: زہیر بن صغیر (آئی۔ اے۔ ایس)

قومی اردو کونسل کے صدر دفتر میں آئی اے ایس افسر اور یوپی اردو اکیڈمی کے سکریٹری زہیر بن صغیر اور ان کے والد صغیر احمد کا استقبال کیا گیا۔ اس موقع پر کونسل کے ڈائریکٹر پروفیسر شیخ عقیل احمد نے کہا کہ زہیر صاحب نہایت متحرک اور فعال آفیسر ہیں، اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کے علاوہ زبان و ادب کا بھی نفیس ذوق رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یوپی اردو اکادمی کی سکریٹری شپ سنبھالتے ہی انہوں نے

ادارے کی سرگرمیاں تیز کر دی ہیں اور اردو زبان کے فروغ کے لیے نئی نئی اسکیمیں متعارف کروا رہے ہیں۔ شیخ عقیل نے ان سے تبادلہ خیال کر کے کونسل اور یو پی اردو اکادمی کے اشتراک سے بھی فروغِ اردو کے لیے نئے اقدامات کیے۔ کونسل اور یو پی اردو اکادمی کے اشتراک سے لکھنؤ میں جشنِ اردو کا انعقاد کیا گیا۔ موصوف کے والد جناب صغیر احمد خصوصاً ترجمے کے میدان میں غیر معمولی خدمات انجام دیا۔ ان کے والد انگریزی، اردو کے بہت کامیاب مترجم ہیں اور ان کے ترجمے میں غیر معمولی روانی، سلاست اور خوب صورتی پائی جاتی ہے، ایسا محسوس نہیں ہوتا کہ وہ ترجمہ ہے۔

ان کے وقت میں اتر پردیش اردو اکادمی کے قیام کو پچاس سال ہوئے اور گولڈن جوبلی منائی گئی۔ ساتھ ہی اردو کے فروغ کے لیے نئے اقدامات کی منصوبہ بندی کی گئی۔ ساتھ ہی اردو طلباء و طالبات کو مقابلہ جاتی امتحانات کے لیے مواد فراہم کروانے کے لیے بھی منظم منصوبہ بندی کے ساتھ کام کیا گیا۔ اکادمی کے تحت آئی۔ اے۔ ایس کو چنگ سینٹر کام کر رہا ہے، ساتھ ہی انکے سکریٹری شپ میں ون ڈے اگزام جیسے بینکنگ، ریلوے وغیرہ کی تیاری کا بھی انتظام کا منصوبہ تھا۔ موبائل بک وین خریدی گئی جسے پورے یوپی میں چلوانے کا منصوبہ ہے۔؟ اس کے علاوہ اردو میڈیم کے بچوں کے لیے مضمون نویسی اور تقریری مسابقت اور بیت بازی کا انعقاد کروایا جاتا ہے اور انگلش اسکولوں میں اردو کی تعلیم کے لیے بھی اکیڈمی کی جانب سے فنڈنگ کی جا رہی ہے؟ انھوں نے بتایا کہ اردو میں ترجمہ نگاری کے فروغ کے لیے بھی ہم لوگ کوشاں ہیں اور اکیڈمی کے تحت ایک ترجمہ سینٹر قائم کرنے کا منصوبہ ہے، جس میں نوجوانوں کو ترجمہ نگاری کی تربیت دی جائے گی تاکہ دوسری زبانوں میں لکھی جانے والی معیاری اور مفید کتابیں بروقت ترجمہ ہو کر اردو حلقوں میں بھی پہنچ سکیں۔ کونسل کے ڈائریکٹر نے ان کے تمام اقدامات کی تحسین کی، خصوصاً ترجمہ نگاری کے سینٹر کے حوالے سے انھوں نے کہا کہ یہ بہت ہی عمدہ منصوبہ ہے اور کونسل بھی اس سلسلے میں عملی اقدام اٹھائے گی اور اپنے طور پر یا کسی یونیورسٹی کے اشتراک سے جلد ہی ٹرانسلیشن کورس ڈیزائن کیا جائے گا، کیوں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ مختلف زبانوں سے اردو اور اردو سے ان زبانوں میں

ترجمے کی ماہرانہ قابلیت رکھنے والے لوگ بہت کم ملتے ہیں اور اسی وجہ سے دوسری زبانوں کے معیاری ادب سے اردو والے ناواقف رہ جاتے ہیں اور اردو کا ادب بھی دیگر زبانوں میں کم پایا جاتا ہے۔

بہر حال اتر پردیش اردو اکادمی کے اراکین کا اردو زبان و ادب کے فروغ میں نمایاں کردار رہا ہے۔ چاہے وہ اردو کتابت ہو یا کمپیوٹر، اردو زبان میں آئی اے ایس اسٹڈی سینٹر کے ذریعہ اردو والوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے کا کام ہو یا دیگر اسکیموں اور مراکز کے ذریعہ تمام اردو داں اور غیر اردو داں طبقہ کو اردو اور روزی روٹی سے جوڑنے کا کام بہت خوش اسلوبی اور ذمہ داری سے نبھایا گیا ہے۔ اردو کے عظیم خدمت گاروں کے ذریعہ اردو کی ترقی کی راہ میں حائل دشواریوں پر نظر رکھتے ہوئے ان کو دور کرنے کی کوشش بلاشبہ بہت عظیم کارنامہ ہے۔ عوام کو اردو سے قریب لانے کے لیے، ان میں اردو سے دلچسپی پیدا کرنے کی غرض سے وظائف اور انعامات کے ذریعہ اردو کو فروغ دینے کا کام بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ تمام سرکاری اور غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں اردو کو فروغ دینے کے لیے ہو یا کتب خانوں و دراز مطالعہ کو مالی امداد یا درجہ ایک سے پی ایچ ڈی تک وظائف یا ریسرچ اسکالرشپ کے لئے مقالہ کو چھپوانے کا خرچہ، ادباء و شعراء کو مالی امداد ہو قابل تعریف ہیں۔ بلاشبہ اس سے اردو کی خدمت کا جذبہ فروغ پاتا ہے۔ سیمینار، مشاعرے، سمپوزیم اور تمام اردو مقابلہ جاتی پروگرام اردو کی ترقی کی راہ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مسودات کی اشاعت کے لیے مالی امداد کسی اردو داں کی راہ میں آنے والی رکاوٹ کو دور کر کے اردو کی ترقی کی راہ ہموار کرتی ہے۔ اتر پردیش اردو اکادمی سے شائع ہونے والے رسالے 'خبرنامہ'، 'اکادمی' اور 'باغیچہ' کے ذریعہ اردو زبان و ادب کی خدمت کا کام ہو رہا ہے۔ 'خبرنامہ' میں اکادمی کے تمام پروگراموں اور کاموں وغیرہ کی تفصیل پیش کرنے کے ساتھ ساتھ علمی و ادبی مضامین، افسانے اور کچھ معلوماتی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ یہ ماہنامہ رسالہ ہے۔ اکادمی کا دوسرا رسالہ 'سہ ماہی' اکادمی ہے۔ اس میں علمی، ادبی، تحقیقی، تنقیدی، تاریخی اور لسانی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اکادمی کا تیسرا رسالہ 'باغیچہ بچوں' کا رسالہ ہے جس میں علمی، اخلاقی مضامین اور کہانیاں شائع ہوتی ہیں۔ سائنسی و ماحولیات سے متعلق

مضامین منظومات، لذیذ پکوان، رنگ بھرنا، انعامی مسابقتی وغیرہ مضامین شائع کر کے بچوں میں اردو سے دلچسپی پیدا کر کے اردو کو فروغ دینے کا کام بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ رسالے باقاعدہ شائع نہیں ہو رہے ہیں۔ تاخیر کا شکار ہیں اور وجہ تقرری کا نہ ہونا۔ چندہ افراد پر کئی کئی ذمہ داریوں کا بوجھ ہے۔ حکومت کی عدم توجہی کا شکار اکادمی اپنے فرائض کی مکمل ادائیگی سے قاصر ہے۔ اتر پردیش اکادمی جو ملک کی سب سے پہلی اردو اکادمی ہے اور بہترین کارکردگی کی مثال ہے۔ اس کو کئی مسائل درپیش ہیں۔ اس وقت اکادمی سوتیلے پن کا شکار ہے۔ ان تمام رکاوٹوں کے باوجود اردو زبان و ادب کے سلسلے میں حق اکادمی کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

حوالہ جات

- ۱۔ ”سکریٹری کی رپورٹ“
از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ،
ص ۲-۳ (جولائی، ۱۹۷۵ء)
- ۲۔ ”میمورنڈم آف اسوسی ایشن“
از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ،
ص ۱۳-۱۱
- ۳۔ ”اتر پردیش اردو اکادمی کے
منصوبے“
از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ،
ص ۸-۱
- ۴۔ ”سکریٹری کی رپورٹ“
از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ،
ص ۲-۳ (جولائی، ۱۹۷۵ء)
- ۵۔ ”اتر پردیش اردو اکادمی کی اسکیمیں“
از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ،
ص ۸-۱
- ۶۔ ”اتر پردیش اردو اکادمی کی اسکیمیں“
از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ،
ص ۸-۱
- ۷۔ انٹرویو
احسن قدوائی، اتر پردیش اردو
اکادمی، لکھنؤ
۱۵ جنوری ۲۰۲۲ء
- ۸۔ ”اکادمی کے دو سال“
(فروری، ۱۹۷۴ء)
ص ۸-۳
- ۸۔ ”خبرنامہ، ستمبر ۱۹۷۸ء“
از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ،
ص ۸-۱

۹۔ ”خبرنامہ، ستمبر ۲۰۰۰ء) اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ،

ص-۸-۱

۱۰۔ ”خبرنامہ، اکتوبر ۲۰۰۳ء) اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ،

ص-۸-۱۱

۱۱۔ انٹرویو، شائع شدہ قدوائی، اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۰ ستمبر ۲۰۱۸ء

لکھنؤ

۱۲۔ انٹرویو، ذبیح اللہ، اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ ۱۰ جولائی ۲۰۱۷ء

۱۳۔ ”خبرنامہ“ (اکتوبر ۱۹۹۳ء) اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ،

ص-۸-۱۱

۱۴۔ Wikipedia

۱۵۔ upurduakademi.org

۱۶۔ انٹرویو، احسن قدوائی (سابق سپرنٹنڈنٹ، بتاریخ

اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ۹ اکتوبر ۲۰۲۲ء

۱۷۔ ”اتر پردیش اردو اکادمی کی اسکیمیں“ اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ،

ص-۸-۱

۱۸۔ انٹرویو، آلوک سریواستو، اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، بتاریخ ۸ اکتوبر ۲۰۲۲ء

۱۹۔ ”قواعد و ضوابط۔ اسکالرشپ برائے ریسرچ اسکالرز“ از یوپی اردو اکادمی، لکھنؤ

۲۰۔ ”قواعد و ضوابط۔ امداد برائے رجسٹرڈ اردو کتب خانہ“ از یوپی اردو اکادمی، لکھنؤ

۲۱۔ ”خبرنامہ“ مئی، (۱۹۷۵ء) از یوپی اردو اکادمی، لکھنؤ، ص-۵-۴

۲۲۔ ”قواعد و ضوابط۔ طبع شدہ اردو کتب پر انعامات“ از یوپی اردو اکادمی، لکھنؤ

- ۲۳۔ ”قواعد و ضوابط۔ امداد برائے ادبی تقریبات“
از یو پی اردو اکادمی، لکھنؤ
- ۲۴۔ ”مسودات کی طباعت پر مالی امداد کے قواعد و ضوابط“
از یو پی اردو اکادمی، لکھنؤ
- ۲۵۔ ”قواعد و ضوابط برائے امداد اردو مصنفین“
از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ،
- ۲۶۔ ”فہرست مطبوعات کتب۔ ۲۰۱۸“
ص۔ ۱۵۔ ۴
- ۲۷۔ ”خبرنامہ، اکتوبر، نومبر ۲۰۰۳ء“
از یو پی اردو اکادمی، ص۔ ۹۔ ۵
- ۲۸۔ ”خبرنامہ“ مارچ، دسمبر ۱۹۹۷ء
از یو پی اردو اکادمی، ص۔ ۱۰۔ ۹
- ۲۹۔ انٹرویو
احسن قدوائی، اردو اکادمی لکھنؤ
۱۰ جولائی ۲۰۱۷ء
- ۳۰۔ ”میمورنڈم آف اسوسی ایشن“
از یو پی اردو اکادمی، لکھنؤ
- ۳۱۔ ”سکریٹری کی رپورٹ“ (جولائی، ۱۹۷۵ء)
از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
- ص۔ ۷۔ ۵
- ۳۲۔ ”اکادمی کے دو سال“ (فروری، ۱۹۷۴ء)
از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
- ص۔ ۸۔ ۳
- ۳۳۔ ”میمورنڈم آف اسوسی ایشن“
از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
- ص۔ ۱۳۔ ۱
- ۳۴۔ ”سکریٹری کی رپورٹ“ (جولائی، ۱۹۷۵ء)
از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
- ص۔ ۷۔ ۵
- ۳۵۔ ”سکریٹری کی رپورٹ“ (جولائی، ۱۹۷۵ء)
از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ،
- ۵۔ ۶

۳۶۔ ”اکادمی کے دو سال“ (فروری، ۱۹۷۷ء)

از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ

ص ۸-۳

۳۷۔ ”سکریٹری کی رپورٹ“ (جولائی، ۱۹۷۷ء)

از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ

ص ۷-۵

۳۸۔ ”خبرنامہ“ (فروری ۲۰۱۸ء)

از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص

۳۹۔ www.upurduakademi.org

۴۰۔ www.upurduakademi.org

۴۱۔ www.upurduakademi.org

۴۲۔ www.upurduakademi.org

۴۳۔ www.upurduakademi.org

۴۴۔ اردو نیوز

۴۵۔ ”خبرنامہ، جنوری، فروری ۲۰۰۵ء“

از یوپی اردو اکادمی، ص ۱۸

۴۶۔ ساہتیہ اردو اکادمی

۴۷۔ ”تذکرہ نگاران اردو اتر پردیش“

از علی جواد زیدی ص ۴۴-۴۵

۴۸۔ ”پروفیسر ڈاکٹر محمد حسن۔ حیات و خدمات“

از محمد وصی اللہ مظفر پور ص ۳۴

۴۹۔ مفتی محمد رضا انصاری

از خواجہ رضی حیدر، ص ۵۴-۵۵

۵۰۔ تذکرہ پروفیسر محمد یونس نگرانی

از عمار انیس نگرانی ص ۳۳-۳۴

۵۱۔ www.upurduakademi.org

از پروفیسر آصفہ زمانی (چیرمین یوپی اردو اکادمی)

۵۲۔ انٹرویو

بتاریخ ۱۰ ستمبر ۲۰۱۸ء

﴿باب سوم﴾

اتر پردیش اردو اکادمی کی تصنیفی، تدریسی اور دیگر خدمات

حصہ (الف):

اتر پردیش اردو اکادمی کی تصنیفی خدمات

حصہ (ب):

اتر پردیش اردو اکادمی کے تدریسی پروگرام

حصہ (ج):

تعلیمی وظائف و انعامات برائے مصنفین

اتر پردیش اردو اکادمی سے شائع ہونے والی اردو کتابوں کا اجمالی جائزہ:

اتر پردیش اردو اکادمی کے قیام کے بعد سے ہی اردو کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ ۵۲ سالوں سے اکادمی نہ صرف خود کتابیں شائع کرتی آرہی ہے بلکہ مسودات کی اشاعت کے لئے جزوی مالی امداد بھی دیتی ہے۔ اکادمی نے نادر اور نایاب مخطوطات کو بھی شائع کیا ہے اس کے علاوہ وہ کتابیں جو مصنفین کی مالی دشواریوں کے باعث نہ چھپ سکیں تھیں ان کو بھی چھپوانے کا کام کیا ہے۔ اکادمی نے مالی امداد فراہم کر کے اشاعت میں آنے والی دشواریوں کو بہت حد تک دور کیا ہے۔ اردو کی ادبی اور نصابی کتابوں کے ساتھ ساتھ اکادمی نے کئی سو مسودات کی اشاعت کی ہے۔

اب تک اتر پردیش اردو اکادمی سے شائع ہونے والی مطبوعات کی تعداد ۵۳۷ ہے۔ اکادمی نے اب تک مختلف شعرائے کرام کے منتخب اشعار کو انتخاب کلام کے نام سے ۵۰ انتخاب کلام شائع کر چکی ہے اور مختلف ادباء اور مصنفین کے مضامین کو انتخاب مضامین کے نام سے ۲۰ انتخاب مضامین کو شائع کر چکی ہے۔ اکادمی تحریک آزادی اور اس سے متعلق مصنفین اور شعراء کی نظموں اور موضوعات کو آزادی سے متعلق ادب کے نام سے شائع کرتی ہے۔ تحریک آزادی میں شامل ہونے والے بہت سے ادباء، مصنفین اور شعراء کو تو اعزاز مل چکا ہے لیکن جو شعراء و ادباء اعزاز سے محروم رہ گئے تھے۔ اکادمی ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کی تصانیف کی اشاعت کر ان کو اعزازات سے نوازتی ہے۔ اکادمی بہت سے موضوعات اور مضامین کے علاوہ بچوں کے ادب پر بھی زور دیتی ہے، اپنے رسالوں میں بچوں کے لئے خاص گوشہ شامل کرتی ہے جس میں بچوں کے ادب سے متعلق کہانیاں، مضامین، کوز، تحریری اور تقریری مقابلے، ادبی سوالات و جوابات جیسے موضوعات پر مضامین بھی شائع کرتی ہے۔

اکادمی کے اغراض و مقاصد میں سے ایک مقصد کتابوں کا ترجمہ بھی ہے جس کے تحت اکادمی نے کئی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جیسے بھرتری ہری کا کلام اور کالی داس کی مالو کا گنی متر جیسی اہم کتابیں

اسی کی مثال ہیں۔

لغات و فرہنگ اکادمی کا خاص حصہ ہے اکادمی نے کئی تذکرے بھی شائع کیا ہے اب تک ۱۰ تذکرے شائع ہو چکے ہیں۔ شعر و ادب اور علم و ادب سے متعلق بہت سی کتابیں چھپ چکی ہیں۔ اکادمی نے مولانا آزاد صدی تقریبات کا انعقاد کیا تھا اور مولانا آزاد سے متعلق کئی کتابوں کی اشاعت کی تھی جس میں خاص طور سے الہلال، مکمل سیٹ جو سات جلدوں میں ہے شامل ہے۔

اکادمی ناول اور شخصیات سیریز جیسے اہم موضوع پر کتابیں تو شائع کرتی ہے اس کے علاوہ ۲۰ نصابی کتابیں شائع کر چکی ہے جو مختلف یونیورسٹیوں، کالجوں اور اسکولوں میں نصاب کے تحت شامل ہیں جس کی روز بروز مانگ بڑھتی جا رہی ہے۔

اکادمی نے ۱۹۷۶ء سے کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے کیونکہ اس وقت اردو کی کتابیں کم دستیاب تھیں اور ان کے چھپنے میں زیادہ خرچ آتا تھا۔ اس لئے اتر پردیش اردو اکادمی کا ایک اہم مقصد یہ بھی تھا۔ موجودہ وقت ۲۰۲۲ء میں اتر پردیش اردو اکادمی کے سیلس ڈپو میں جو موجود ہیں کم سے کم قیمت پر عوام، تعلیمی اداروں اور ریسرچ اسکالرس کو فراہم کی جاتی ہیں۔

اکادمی کے قیام کے بعد اکادمی سے وابستہ افراد کمر بستہ ہو گئے ان لوگوں نے پرانے سڑے گلے مسودے اور نادر و نایاب کتابوں کی اشاعت کے لئے از خود محنت کی۔ اس طرح سے اکادمی نے از خود کتابیں شائع کرنے کا سلسلہ ۱۹۷۶ء سے شروع کر دیا تھا۔ آہستہ آہستہ اکادمی نے اردو کی کتابوں کو شائع کرنے کے ساتھ کچھ کتابوں کو اردو میں ترجمہ کرنے کا کام بھی شروع کیا جس کی بدولت یعنی کتابوں کی اشاعت کی وجہ سے ریاست میں اردو ادب اور شعر و شاعری کا ہر پہلو اجاگر ہونے لگا اور اکادمی اپنی کتابوں کی اشاعت کی وجہ سے پورے ہندوستان میں جانی جانے لگی اور وقت کی دوسری اکادمیوں میں سب سے پہلی اور سب سے بڑی اردو اکادمی کا مرتبہ حاصل کر گئی۔

ریاست میں اردو کے ادبی سرمائے کا فروغ و تحفظ اور سالہا سال مختلف نسلوں کی ادبی ترتیب

کے اعتبار سے یہ ادارہ ایک علمی اور ادبی درس گاہ سے کم نہیں ہے۔ اردو اکادمی کی کارکردگی کا دائرہ بہت وسیع ہے اس کے فرائض میں اردو زبان و ادب کے فروغ، ترویج اور توسیع کے علاوہ دوسرے شعبوں جیسے مسودات کی طباعت، امداد مصنفین اردو کتابوں پر انعامات کے ساتھ ساتھ یہاں کی ثقافت کی توسیع کا کام بھی ہے۔ اگرچہ اکادمی جنوری ۱۹۷۲ء میں قائم کی گئی تھی لیکن اس کا خاکہ پہلے ہی تیار کیا گیا تھا۔ قیام کے بعد اکادمی مسلسل اردو زبان کی ترویج و توسیع کی اہم خدمات انجام دے رہی ہے۔

اکادمی اپنے آغاز سے ہی وسیع پیمانے پر اہم اور خاص، نادر نایاب، اور کمیاب کتابوں کی اشاعت کرتی آئی ہے اور ان سبھی کی قیمت بھی دیگر اکادمیوں اور بک ایجنسیوں سے کم ہوتی ہے۔ اکادمی جتنے وسیع پیمانے پر اردو کتابوں کی اشاعت کر رہی ہے غالباً کسی دوسری اردو اکادمیوں نے اتنی کتابیں شائع نہیں کی ہیں۔ ان کتابوں میں سے کچھ ایسی بھی ہیں جن کے دوبار، تین بار اور بارہا ایڈیشن شائع ہوتے ہی سبھی ایڈیشن ختم ہو جاتے ہیں اور مزید مطالبے بھی آتے ہیں۔

اکادمی نے پہلی بار مالی سال ۱۹۷۲-۷۳ء میں اپنے زیر اہتمام مختلف موضوعات پر کتابیں شائع کرنے کا پروگرام بنایا تھا اس وقت اکادمی نے چار کتابوں کی اشاعت منظور کی تھی۔

۱۔ پہلی کتاب: ادب جدید۔ منظر و پس منظر مصنف پروفیسر احتشام حسین (احتشام حسین کے بعض غیر مطبوعہ مضامین کا ترجمہ)

۲۔ قصیدہ نگاران اتر پردیش علی جواد زیدی

۳۔ نیا ساز، نیا انداز نازش پرتاپ گڑھی (کی قومی نظموں کا مجموعہ)

۴۔ اردو ادب کی تنقیدی تاریخ ڈاکٹر محمد حسن (۱)

اکادمی سے شائع شدہ کچھ خاص اور اہم کتب کا مختصر عمومی جائزہ

افسانوی ادب

انتخاب سب رس۔ (ملا وجہی): مرتبہ محمد حسن عسکری

ملا وجہی کی 'سب رس' اردو نثر کی قدیم ترین تصانیف میں شمار کی جاتی ہے۔ مولوی عبدالحق نے اس تصنیف سے متعلق سب سے پہلے ایک مضمون لکھا جو رسالہ 'اردو' میں اکتوبر ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا۔ بعد ازاں انہوں نے سب رس کو مرتب کر کے اپنے مقدمہ کے ساتھ انجمن ترقی اردو اورنگ آباد سے شائع کیا اور مولانا محمد حسین آزاد نے آب حیات میں جو دعویٰ کیا تھا کہ فضلی کی کربل کتا اردو نثر کی پہلی تصنیف ہے۔ اس کی تردید کی۔ 'سب رس' کا مصنف ملا وجہی عبداللہ قلی قطب شاہ کا درباری شاعر تھا اور یہ کتاب اس نے بادشاہ کی فرمائش پر ۱۶۳۵ء میں لکھی تھی۔ اس میں حسن و عشق کی کشاکش اور عقل و دل کے معرکے کو قصے کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ وجہی پند و موعظت اور تصوف اخلاق کی تلقین تمثیلی پیرائے میں کی ہے۔ جس کی بدولت 'سب رس' کی ادبی اہمیت مسلم ہو گئی ہے اور اردو میں تمثیل نگاری کا نقطہ آغاز بھی یہی کتاب ہے۔ 'سب رس' کے ماخذ سے متعلق مولوی عبدالحق کا خیال تھا کہ اس کا قصہ محمد یحییٰ بن سبیک فتاحی نیشاپوری کے قصہ 'حسن و دل' سے ماخوذ ہے لیکن دیوی سنگھ چوہان نے مراٹھی ساہتیہ پتر کا، بابت اپریل ۱۹۶۹ء میں یہ انکشاف کیا کہ فتنی کے قصہ حسن و دل کا ماخذ بہار کے کرشن مشر کا سنسکرت ڈرامہ 'پر بودھ چند روئے' ہے۔ ڈاکٹر نور السعید اختر نے اس تحقیق کو اپنے مضمون میں پیش کیا۔ حیدرآباد کی ڈاکٹر حمیرہ جلیلی نے اپنے تحقیقی مقالہ 'سب رس' کی تنقیدی تدوین میں یہ فیصلہ کیا کہ 'حسن و دل' سنسکرت ڈرامے سے کافی مختلف ہے۔ سب رس' کی زبان دکنی اور اسلوب مقفی و مسجع ہے۔ اس کے مطبوعہ متن کی تیاری میں مولوی عبدالحق نے کئی قلمی نسخوں سے تحقیق و مقابلہ کیا۔ دو نسخوں کا انہوں نے بالخصوص ذکر کیا ہے جو حیدرآباد اور بیجاپور میں انہیں دستیاب ہوئے۔ قاضی انیس الحق اور ڈاکٹر جاوید وشٹ نے سب رس کو جدید اردو نسل میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور شمیم انہو نوی نے بھی اسے مرتب کر کے مکتبہ کلیاں

لکھنؤ سے ۱۹۶۲ء میں شائع کرایا لیکن مولوی عبدالحق کا مرتبہ نسخہ اس اعتبار سے بھی وقیع ہے کہ سب رس پر لکھا ہوا ان کا مقدمہ اس تصنیف کی اہمیت اور جملہ خصوصیات کا احاطہ کر لیتا۔ ہے انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی سے بھی ۱۹۵۲ء میں اس نسخے کی اشاعت ہو چکی ہے۔

انتخاب ”طلسم ہوش ربا“: مرتبہ محمد حسن عسکری

یہ انتخاب اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۹۹ کے تحت ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا۔ اس کے مرتب محمد حسن عسکری ہیں۔ اردو کی داستانوں میں ”طلسم ہوش ربا“ سب سے مشہور و مقبول داستان ہے۔ متعدد حصوں میں منقسم یہ داستان ہزاروں صفحات پر محیط ہے۔ اتنی طویل داستان کو اول تا آخر پڑھنا مشکل تھا۔ اس لیے اس کے مختصر مگر نمائندہ انتخاب کو مشہور نقاد محمد حسن عسکری نے تلخیص کی تھی۔ یہ کتاب برسوں پہلے شائع ہوئی تھی۔ یہ کتاب اردو کے کلاسیکی ادب کی اشاعت کی ایک کڑی ہے۔ اس انتخاب میں ”طلسم ہوش ربا“ سے کل ۸۱ مضامین کو شامل کیا گیا ہے۔ آٹھ دفتروں کی ۴۶ جلدوں پر مشتمل تقریباً پچاس ہزار صفحات پر پھیلی داستان امیر حمزہ کا یہ پانچواں دفتر طلسم ہوش ربا، جو قریب دس ہزار صفحات پر پھیلا ہوا اردو زبان کا طویل ترین نثری شاہکار ہے۔

انتخاب فسانہ عجائب: مرتبہ قمر جہاں

انتخاب فسانہ عجائب کے مصنف مرزا رجب علی بیگ سرور ہیں۔ یہ اردو زبان کی ایک نہایت مشہور و معروف کتاب ہے۔ اس کتاب میں سوائے بچوں کے بڑوں کے لیے کوئی دلچسپی نہیں۔ بڑوں کی دلچسپی صرف اس کی زبان، مقفی عبارت اور دیگر خصوصیات تک جو بے شمار ہیں محدود ہیں۔ ”انتخاب فسانہ عجائب“ اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۰۷ کے تحت اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۶ء میں اور دوسرا ایڈیشن سلسلہ مطبوعات نمبر ۴۴۰ کے تحت ۲۰۰۳ء میں شائع ہوا۔ یہ مختصر داستانوں کے سلسلے کی مشہور کتاب ہے۔ اس داستان کو دبستان لکھنؤ کی نمائندہ تصنیف کی حیثیت سے دیکھا گیا ہے۔ فسانہ عجائب ۱۹ویں صدی کی ان کتابوں میں سے ہے جنہوں نے اپنے زمانے کے ادب کو غیر معمولی طور پر متاثر کیا ہے۔ اس

کتاب میں اپنے عہد کی روح ہے۔ فسانہ عجائب اردو کے کلاسیکی ادب کا ایک اہم تخلیقی نمونہ ہے۔ ”فسانہ عجائب“ کا دیباچہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔

انتخاب کر بل کتھا: مرتبہ حنیف نقوی

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۳۱۶ کے تحت اس انتخاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۳ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا۔ شمالی ہند میں اردو نثر نگاری کی تاریخ ”کر بل کتھا“ سے شروع ہوتی ہے۔ یہ محمد شاہ کے چودھویں سال ۱۱۴۵ھ کی تصنیف ہے۔ پیش نظر انتخاب کا ایک اہم مقصد طالب علموں کی نصابی ضرورت کی تکمیل ہے۔ اس لیے اس کی ترتیب میں صرف انہی حصوں کو شامل کیا گیا ہے جو فضلی کی نثر کے محاسن و معائب کی زیادہ بہتر طور پر نمائندگی کرتے ہیں۔ عربی کے وہ تمام جملے اور فقرے جن کی کمی سے تسلسل بیان میں کوئی فرق واضح ہوتا ہے حذف کر دیے گئے ہیں لیکن جہاں ربط کلام کو قائم رکھنے یا بعض شخصیات کے احترام کی خاطر ان کا باقی رکھنا ضروری تھا وہاں انہیں اختصار کے ساتھ برقرار رکھا گیا ہے۔ وہ تمام جملے اور فقرے جن میں ترجمے کی غلطی یا کاتب کی بے احتیاطی کی وجہ سے ابہام پیدا ہو گیا ہے کو خارج کر دیا گیا ہے۔ بہ نظر اختصار عام طور پر عبارات کے درمیان سے اشعار حذف کر دیے گئے ہیں۔ اس انتخاب میں تمام الفاظ جدید املاء کے مطابق لکھے گئے ہیں۔ اس کتاب میں حتی الامکان املا کی تصحیح کی کوشش کی گئی ہے۔

ایامی۔ ڈپٹی نذیر احمد: مرتبہ وضاحت حسین رضوی

”ایامی“ نظیر احمد کا چھٹا ناول ہے یہ ناول ۱۸۹۱ء میں مطبع فیض دہلی سے منظر عام پر آیا۔ اس ناول نے ایک شرعی مسئلے سے متعلق عدم تعمیل کی بنا پر پیدا شدہ سماجی تشدد کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرائی ہے۔ نذیر کا ”ایامی“ اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۵۱۶ کے تحت جن کو ترتیب ڈاکٹر وضاحت حسین رضوی نے دیا ہے کا پہلا ایڈیشن ۲۰۱۵ء میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر وضاحت حسین رضوی نے ”ایامی“ کا نسخہ اپنے ریسرچ کے دوران مولانا آزاد لائبریری سے حاصل کیا۔ مرتب نے ترقی پسند معاشرہ میں بیوگی

کو آج کا مسئلہ سمجھا اور نئی نسل کو اس سے متعارف کرانے کے لیے اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کرنے کی ضرورت کے تحت اکادمی سے شائع کیا گیا۔ ”ایامی“ کا پلاٹ بالکل سادہ ہے۔ اس میں آزادی بیگم کے کردار کا نفسیاتی مطالعہ شروع سے آخر تک ملتا ہے۔ مکالمہ نگاری کے لحاظ سے ”ایامی“ اپنا منفرد مقام رکھتا ہے۔ اسلوب کے لحاظ سے بھی یہ ناول فن پر پورا اترتا ہے۔ جدید ایڈیشن میں اسے نئے املے کے مطابق تبدیل کر دیا گیا ہے۔

بنات النعش: ڈپٹی نذیر احمد

بنات النعش اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۸۸ کے تحت پہلی بار ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔ اس سے پہلے ۱۹۴۵ء میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ یہ ناول کل ۱۶۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ نذیر احمد نے محسوس کیا مرآۃ العروس میں تعلیم و تربیت کے بعض اہم گوشے نظر انداز ہو گئے ہیں جس کی تلافی کے لیے انہوں نے بنات النعش لکھی۔ اس کا موضوع لڑکیوں کی تعلیم و تربیت ہے۔ بنات النعش کا شمار نصابی کتابوں میں ہوتا ہے۔ یہ بنات النعش کا عکسی ایڈیشن ہے۔ بنات النعش ڈپٹی نذیر احمد کے ناول مرآۃ العروس کا دوسرا حصہ بعنوان ”بنات النعش“ ہے۔ جس میں عورتوں کی قدر و قیمت اور مردوں کی زندگی سنوارنے میں ان کے کردار کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔

ابن الوقت: ڈپٹی نذیر احمد

”ابن الوقت“ نذیر احمد کا ایسا پہلا ناول ہے جس نے اپنے دور کے سماجی اور سیاسی مسائل کو پوری طرح سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس ناول میں دواہم کردار ہیں۔ ابن الوقت ہیرو اور دوسرا حجت الاسلام۔ ابن وقت، اکادمی کے سلسلے مطبوعات نمبر ۸۱ کے تحت اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔ ”ابن الوقت“ کا شمار نذیر احمد کے دقیق اکتسابات میں ہوتا ہے۔ اس ناول میں انہوں نے اس کشمکش حیات کی فنکارانہ ترجمانی کی ہے جسے مغرب و مشرق کے تہذیبی تصادم نے جنم دیا تھا۔ یہ ناول ۱۸۸۸ء میں لکھا گیا۔ ”ابن الوقت“ مختلف امتحانات کی پیصاب میں شامل ہے۔ ”ابن الوقت“ کا یہ عکسی ایڈیشن ہے۔

مراۃ العروس: ڈپٹی نذیر احمد

”مراۃ العروس“ اکادمی کے سلسلے مطبوعات نمبر ۸۲ کے تحت ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔ نذیر احمد کا پہلا ناول مراۃ العروس جس کی پہلی اشاعت ۱۹۶۹ء میں عمل میں آئی تھی۔ اس ناول میں اصغری اور اکبری ان گھرانوں کے علامتی کردار تھے۔ اس میں کل ۱۹۵ صفحات ہیں۔ یہ کتاب ۱۸۶۹ء میں لکھی گئی ہے۔

توبۃ النصوح: ڈپٹی نذیر احمد

”توبۃ النصوح“ نذیر احمد کا تیسرا ناول ہے۔ یہ ناول ۱۸۷۷ء میں شائع ہوا۔ یہ اولاد کی تربیت کے بارے میں ہے۔ یہ ناول ایک مکالمہ کی شکل میں ہے۔ اس میں نذیر احمد نے اس کے پس پردہ انسانی نفسیات کی بہترین تصویر کشی کی ہے۔ نصوح اور کلیم اس کے جیتے جاگتے کردار ہیں۔ اس کتاب کو نصاب تعلیم میں ترجیحی حیثیت ملی ہے۔ یہ عکسی ایڈیشن ہے یہ اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۸۳ کے تحت ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔

ویرانے (افسانوی مجموعہ): سید احتشام حسین

”ویرانے“ کا مصنف افسانہ نگار سے زیادہ نقاد ہے۔ ویرانے کا پہلا ایڈیشن ۱۹۴۳ء میں شائع ہوا تھا۔ دوسرے ایڈیشن میں دو افسانوں ’رذمیل اور اس کا کیا قصور تھا‘ کا اضافہ کر کے ادارے فروغ اردو لاہور نے ۱۹۴۶ء میں شائع کیا تھا۔

ڈرامہ:

انارکلی: امتیاز علی تاج

اردو ڈرامہ کی تاریخ میں امتیاز علی تاج کا ڈرامہ ”انارکلی“ سب سے زیادہ مقبول ہوا۔ اس ڈرامے کی اساس پر مغل اعظم فلم بھی بنی۔ یہ ایک رومانی موضوع پر لکھا گیا ڈرامہ ہے۔ ڈرامہ انارکلی کی پہلی اشاعت سرسید بک ڈپو علی گڑھ سے ڈاکٹر قمر رئیس کے مقدمے کے ساتھ ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا تھا۔ ڈرامہ

انارکلی ۱۹۲۲ء میں لکھا گیا تھا۔ اس کی شدید ڈرامائی کیفیت اس کا فن اور اسلوب، پلاٹ کی حسن تربیت، کردار نگاری، ماحول کی ترجمانی اور عکاسی، موقع محل کے مطابق انتہائی حسب حال دلکش اور دل فریب مکالمے، ایک مسلسل دلچسپی میں بدل دیتے ہیں۔ یہ ڈرامہ اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۷۷ کا تیسری بار ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا۔ امتیاز علی تاج نے 'انارکلی' کے پردے میں عورت کا گہرا نفسیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔ انارکلی میں تین باب اور کل ۱۳ مناظر ہیں۔

غیر افسانوی ادب:

انقلاب ۱۸۵۷ء کی تصویر کا دوسرا رخ : شیخ حسام الدین

اس کتاب کا پہلا آفسیٹ ایڈیشن ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا۔ ۱۸۵۷ء ہماری جنگ آزادی کا انتہائی دقیق اور جرات آزمائے نقطہ آغاز ہے۔ اس جنگ کے تقدس کو طرح طرح سے داغدار کیا گیا مگر حقیقت ہمیشہ پس پردہ نہیں رہ سکتی ہے۔ مغرب کی ایک اہل قلم ایڈورڈ ٹرمسن نے ”The other side of the medal“ کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی جس کا اردو میں نامکمل ترجمہ ”غدر ۱۸۵۷ء اور تصویر کا دوسرا رخ“ دو قسطوں میں ’الہلال‘ کے دو ستمبر ۱۹۷۷ء اور 9 ستمبر ۱۹۷۷ء کے شماروں میں شائع ہوا تھا۔ جب ’الہلال‘ میں اس کی مزید قسطیں شائع نہیں ہوئیں تو جناب شیخ حسام الدین نے اس کتاب کا اردو میں آزاد ترجمہ کیا اور پھر اسے ۱۹۸۱ء میں ”انقلاب ۱۸۵۷ء کی تصویر کا دوسرا رخ“ کے نام سے شائع کیا۔

اس ترجمے پر جناب مولانا عبدالرحیم خان پوپلزئی نے جو مقدمہ لکھا تھا وہ ہندوستان کے جذبہ آزادی کی بھرپور ترجمانی کرتا ہے۔ اکادمی نے شیخ حسام الدین کی اسی کتاب کا عکسی ایڈیشن کی اشاعت کر اردو میں جنگ آزادی کے لٹریچر کا سلسلہ شروع کیا تھا۔

خطبات آزادی حصہ اول (قبل آزادی کانگریس کے خطبہ ہائے صدارت): اکادمی

یہ کتاب اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۷۶ کے تحت ۱۹۸۲ء میں شائع ہوئی۔ آزادی کے بعد جو

نسل پلّی بڑھی اور آج جو نسل نئے ہندوستان کی تعمیر میں مصروف ہے۔ وہ مواد کی کمی کی وجہ سے اسلاف کے کارناموں سے ناواقف ہوتی جا رہی تھی۔ اس لیے جنگ آزادی کا موجود مواد اگر مرتب کرنے کے لیے اردو اکادمی نے تحریک آزادی سے متعلق مواد کی فراہمی کا کام کیا۔

انڈین نیشنل کانگریس اور بعض دوسری جماعتوں کے سالانہ جلسوں میں جو صدارتی خطبات پڑھے جاتے تھے وہ اگر ایک طرف تحریک آزادی کی رفتار ترقی کی نشاندہی کرتے تھے تو دوسری طرف کاروان آزادی کے لیے نئی جہتیں متعین کرتے تھے۔ ”خطبات آزادی“ ان صدارتی خطبات پر مشتمل ہے جو ۱۹۲۱ء سے ۱۹۴۶ء تک کی مدت میں انڈین نیشنل کانگریس کے سالانہ جلسوں میں پڑے گئے تھے۔ آزادی سے چند ماہ قبل ’خطبات کانگریس‘ کے نام سے جو کتاب لاہور سے شائع ہوئی تھی مگر اس کی اشاعت عام نہیں ہو سکی تھی اسی کو نئی ترتیب کے ساتھ ”خطبات آزادی“ کے نام سے ۱۹۸۲ء میں شائع کیا گیا۔ یہ کتاب کل ۶۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

اردو میں قومی شاعری کے سو سال (۱۸۵۷ تا ۱۹۱۴): علی جواد زیدی

اس کتاب کو چھ ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا دور ۱۸۵۷ء سے ۱۹۱۴ء، دوسرا دور ۱۹۱۵ء سے ۱۹۲۰ء، تیسرا دور ۱۹۲۳ء سے ۱۹۳۴ء، چوتھا دور ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۱ء، پانچواں دور ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۶ء، ساتواں چھٹا دور ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۷ء۔ یہ ادوار ہماری تاریخی آزادی میں اہم حیثیتوں کے مالک رہے ہیں اور ہر اس اہم تحریک کی نمائندگی کرتے ہیں جس نے ہمیں آمادہ عمل کیا یا ہمارے قومی جدوجہد کو آگے بڑھایا۔ اردو کے قومی شاعری کے سو سال سے پہلے نغمہ آزادی کے نام سے ایک چھوٹا سا مجموعہ شائع کیا گیا تھا جو ۵۶ صفحات پر مشتمل تھا اور قومی شاعری ۴۰۰ صفحات پر مشتمل تھی۔

اس مجموعے کی ترتیب کا مقصد یہ تھا کہ صرف اردو شاعری میں قومی تصورات وہ افکار کے جو ذخیرے گزشتہ سو سال میں جمع ہوتے رہے ہیں۔ ان کو اس ڈھنگ سے اکٹھا کیا جائے کہ مختلف ادوار میں ہماری تحریک آزادی جن منزلوں اور ماحولوں سے ہو کر گزر رہی ہے اس کی جیتی جاگتی تصویر ہماری آنکھوں

کے سامنے آجائے۔

یہ کتاب قومی نظموں کا انتخاب ہے۔ یہ نظم حب الوطنی کے موضوع پر ہیں۔ یہ مجموعہ پہلی بار ۱۹۵۷ء میں، دوسری بار یہ مجموعہ ۱۹۵۹ء میں منظر عام پر آیا۔ جن میں ۱۸۵۷ء سے ۱۹۵۷ء کے درمیان تحریر کردہ حب الوطنی کے جذبے سے مامور نظموں کو شامل کیا گیا۔ اس مجموعہ کے مطالعے سے آزادی کا جذبہ کس طرح بیدار ہوا اور یہ پھر مختلف ادوار میں کس طرح شکلیں بدلتا رہا۔ مرتب نے نظموں کو چھ ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ ہر دور سے ایسی نظموں کو منتخب کیا گیا ہے جو جدوجہد آزادی، قومی جذبے اور پیام آزادی کے احساسات و جذبات سے لبریز ہیں۔ یہ کتاب کل ۴۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

تذکرے و شخصیات سیریز:

تذکرہ ریاض الفصحاء: غلام ہمدانی مصحفی

اس کا پہلا اکادمی ایڈیشن ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا۔ مصحفی کے ادبی کمالات کا ایک اور مظہر تذکرہ نگاری ہے۔ تذکرے کے فن کو انہوں نے کیفیت کے لحاظ سے بھی فروغ دیا۔ انہوں نے شاعروں کے تین تذکرے لکھے۔ بیسویں صدی میں جب اردو شعراء کے تذکروں کی اشاعت کا وسیع سلسلہ شروع ہوا تو مصحفی کے تینوں تذکرے ”ریاض الفصحاء“، ”تذکرہ ہندی“ اور ”عقد ثریا شائع ہوئے تھے۔“ ”تذکرہ ریاض الفصحاء“ کا متن کیا اب ہوتا جا رہا تھا تو پہلے اس کے متن کو شائع کیا گیا تا کہ استفادہ کی راہ وسیع ہو سکیں اور اکادمی نے اس تذکرہ کو از سر نو مرتب کرنے والوں کے لیے بنیاد فراہم کیا۔ اس تذکرہ میں انہوں نے شاعروں کو حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا ہے۔ یہ کتاب کل ۳۹۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ ”ریاض الفصحاء“، ”تذکرہ ہندی گویاں“ جس کو مولوی عبدالحق نے مرتب کیا تھا کو انجمن ترقی اردو اور نگ آباد دکن نے پہلی بار ۱۹۳۷ء میں شائع کیا تھا۔

تذکرہ ریختہ گویاں (نشتہ ندوہ لکھنؤ مکتوبہ 1174 ہجری)

مرتبہ ڈاکٹر اکبر حیدری کا شمیری

اس کے مؤلف علی الحسین گردیزی اور مرتب ڈاکٹر اکبر حیدری کا شمیری ہیں۔ اکادمی نے اپنے سلسلہ مطبوعات نمبر ۳۵۲ کے تحت اسے ۱۹۸۵ء میں شائع کیا تھا۔ یہ تذکرہ کل صفحات ۱۹۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اردو شاعروں کے قدیم تذکرہ نگاروں میں گردیزی کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور جب میر کے 'نکات الشعراء' قائم کے 'مخزن نکات' کے ساتھ گردیزی کے تذکرہ ریختہ گویاں کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو میر کی شاعری کا کیف و کم آئینہ ہو جاتا ہے۔ گردیزی کا تذکرہ کئی بار شائع ہو چکا ہے لیکن اکبر حیدری نے اپنے نئے مخطوطے کا بالاستیعاب مطالعہ کیا اور 'تذکرہ ریختہ گویاں' کے متن کی تدوین میں اپنی تنقیدی بصیرت کا ثبوت دیا۔ اکادمی کے ذریعے تذکرہ ریختہ گویاں کا تحقیقی ایڈیشن ۱۹۸۵ء کو شائع ہوا۔ یہ تذکرہ سید فتح علی حسینی الرضوی الگردیزی کی تالیف ہے۔

'تذکرہ ریختہ گویاں' پر سب سے پہلے ڈاکٹر شیرنگر نے تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ اردو کے جو قدیم تذکرے ہم تک پہنچ گئے ان پر تذکرہ گردیزی دوسرے نمبر پر شمار کیا جاتا ہے اس کا سال تالیف ۱۱۴۲ ہجری ہے۔ گردیزی نے اپنا تذکرہ میر کے 'نکات الشعراء' کے جواب ہی میں لکھا تھا۔ تذکرہ گردیزی ڈاکٹر عبدالحق نے پہلی مرتبہ انجمن ترقی اردو سے تین مختلف نسخوں سے مرتب کر کے ۱۹۳۳ء میں شائع کیا تھا۔ ان کے مطبوعہ کے مقدمے میں ڈاکٹر عبدالحق فرماتے ہیں کہ گردیزی نے کل ۹۸ شعراء کا تذکرہ لکھا ہے۔ تذکرہ گردیزی کا ایک نسخہ مکتوبہ ۱۹۰۰ء ۵۹ اوراق پر مشتمل خدا بخش لاہوری پٹنہ میں بھی محفوظ ہے۔

تذکرہ شعرائے اردو

”تذکرہ شعرائے اردو“ اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۸۴ کے تحت ۱۹۸۵ء میں شائع کیا گیا۔ میر حسن کا مشاہیر شعراء میں شمار ہوتا ہے۔ انہیں سیرت نگاری اور نقد شعر کا بھی ملکہ حاصل تھا جس کا

ثبوت ان کے ”تذکرہ شعراء اردو“ سے ملتا ہے۔ انہوں نے تذکرے کو تاریخ سے قریب لانے کی کوشش کی اور شاعروں کا ذکر بلحاظ عہد کیا۔ متقدمین، متوسطین اور متاخرین کے خانوں میں شعراء کو تقسیم کر کے انہوں نے اپنے ذوق تاریخ نگاری کا ثبوت دیا ہے۔ اس تذکرہ میں ان شاعروں کا بھی ذکر آ گیا ہے جو دہلی اور لکھنؤ کے علمی مرکز سے دور تھے۔ بہار یا بنگال کے دبستان شاعری کی کوئی تاریخ میر حسن کے تذکرے سے استفادہ کیے بغیر نہیں رہ سکتی۔

میر حسن دہلوی کا مرتب کیا ہوا ”اردو شاعروں کا تذکرہ“ ہے۔ سال تصنیف ان تاریخوں کی رو سے جو تذکرے میں درج ہیں ۱۷۸۰ء معلوم ہوتا ہے لیکن حبیب الرحمن خاں شیروانی کی تحقیق کے مطابق ۱۷۷۸ء-۱۷۷۹ء کے درمیان لکھا گیا ہے۔ اس تذکرے میں تقریباً ۳۰۰ شاعروں کا تذکرہ ہے۔ یہ تذکرہ تین ادوار میں منقسم ہے۔ پہلا دوران شعراء کا ہے جو فرخ سیر سے پیشتر گزرے ہیں، دوسرا دوران کا جو فرخ سیر کے بعد محمد شاہ کے زمانے تک ہوئے اور تیسرا دور میر حسن کے معاصرین کا۔ بڑی خوبی اس تذکرے کی یہ ہے کہ اس میں اکثر ہم عصر شعراء کا حال ملتا ہے جو اگرچہ مفصل نہیں پھر بھی نہایت کارآمد ہے۔ اس تذکرے کا مختصر سا دیباچہ ہے۔ اس کے بعد بادشاہ وقت کا ذکر ہے۔ اشعار کا انتخاب بہت خوبصورت ہے۔ شعراء کے حالات ردیف وار درج ہیں۔ میر حسن نے کسی کی تنقیص یا بے جا تعریف سے گریز کرتے ہوئے بے لاگ تنقید کی ہے۔

شعراء اردو کے تذکرے (نکات الشعراء سے گلشن بے خارتک)

۱۷۵۲ء تا ۱۸۳۵ء: حنیف نقوی

و کرم یونیورسٹی اجین کی ڈاکٹر آف فلاسفی کے تحت جون ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا۔ یہ تذکرہ ڈاکٹر حنیف نقوی کاپی۔ ایچ۔ ڈی۔ مقالہ ہے۔ اس میں صرف ان تذکروں کو شامل کیا گیا ہے جو ۱۷۵۲ء سے ۱۸۳۵ء-۱۸۳۶ء کے درمیان مرتب ہوئے ہیں۔ اس زمانے کے تقریباً وہ تمام تذکرے جو شائع ہو چکے تھے یا جو مخطوطات ہندو یورپ کے کتب خانوں میں محفوظ تھے، اس کے دائرے میں گئے تھے۔ یہ

کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ اس میں کل ۳۳ تذکروں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

گلشن ہند: مرزا علی لطف

مرزا علی متخلص بہ لطف نے بعد مارکولنس آف ویلزی گورنر جنرل ہند، اردو کے مشہور سرپرست مسٹر جان گلکرسٹ کی فرمائش سے علی ابراہیم خاں کے فارسی تذکرہ ”گلزار ابراہیم“ سے مع اضافوں کے اردو زبان میں جو آج سے ۵۰۰ برس بیشتر کی سادہ اردو نثر کا ایک عمدہ نمونہ ہے ۱۸۰۱ء میں تصنیف کیا اور ۱۹۰۶ء میں شمش العلماء مولوی شبلی صحیحی و تحشیہ اور مولوی عبدالحق صاحب کے ایک عالمانہ مقدمے کے ساتھ اردو زبان کی خدمت کے لیے عبداللہ خان حیدر آباد دکن سے شائع کیا اور دارالاشاعت پنجاب کے رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور میں چھپا۔ یہ اردو زبان میں پہلا تذکرہ ہے جو تفصیل کے ساتھ لکھا گیا۔ لطف یہ ہے کہ اردو میں اسی نام سے ایک اور تذکرہ ”تذکرہ گلشن ہند“ قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو نئی دہلی نے بہ اشتراک اتر پردیش اردو اکادمی پہلا قومی کونسل کا ایڈیشن ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا اور اس سے پہلے اکادمی نے اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۶ء میں شائع کیا تھا۔

تذکرہ مخزن نکات: محمد قیام الدین قائم چاند پوری

قائم کے ”تذکرہ مخزن نکات“ کو اردو شعراء کے قدیم تذکروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ نکات الشعراء اور تذکرہ دریختہ گویاں کے بعد یہ تیسرا تذکرہ ہے۔ اسپرینگر نے قدیم ہندوستانی ادب کی تاریخ لکھنے کے سلسلے میں ’مخزن نکات‘ کو سب سے اہم ماخذ قرار دیا ہے۔ اس تذکرہ میں ہر دور کے شعراء کا حال الگ الگ لکھا ہے جو مستند سمجھا جاتا ہے۔ نیز قائم نے اردو شاعری کے ادوار یا طبقات متعین کر کے تذکرے اور تاریخ ادب میں باہم کر دیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اردو ادب کی تاریخ مرتب کرنے میں جتنی رہنمائی اس تذکرے سے ملتی سکتی ہے وہ کسی دوسرے معاصر تذکرے سے نہیں ملتی۔ محققین نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ تقدم زبانی کے لحاظ سے میر کے نکات الشعراء کو اولیت حاصل ہے۔ اس تذکرہ کا پہلا اکادمی ایڈیشن سلسلے مطبوعات نمبر ۱۸۵ کے تحت ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا۔

تذکرہ نکات الشعراء: مرتبہ ڈاکٹر محمود الہی

تذکرہ نکات الشعراء، اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۶۵ کے تحت پہلا ایڈیشن ۱۹۸۴ء کو شائع ہوا۔ اس تذکرہ میں میر حسن نے جن شعراء کی تعریف کی ہے یا جن کے ساتھ ہمدردانہ رویہ اختیار کیا ہے انھیں خان آرزو کے تلامذہ، میر کے اعزاء و تلامذہ میر کے احسانات تھے۔ اور جن سے میر کے ذاتی روابط تھے۔ میر نے یہ تذکرہ بڑی رواداری میں لکھا ہے۔ اس کے سامنے شعراء کی تربیت کا کوئی اصول نہیں تھا۔ ”نکات الشعراء“ کو اگرچہ قبول عام ملا لیکن اس کے قلمی نسخے کمیاب تھے۔ انجمن ترقی اردو ہند نے اسے دوبارہ شائع کیا۔ پہلی بار ۱۹۲۲ء میں مولوی حبیب الرحمان خاں شیروانی کے مقدمے کے ساتھ اور دوسری بار ۱۹۳۵ء میں مولوی عبدالحق کے حواشی اور مقدمے کے ساتھ شائع ہوا اور آخری اشاعت ۱۹۷۹ء میں ہوئی۔

شعری ادب / شاعری (انتخاب کلام):

انتخاب غزلیات نظیر اکبر آبادی: ملک زادہ منظور احمد

”انتخاب غزلیات نظیر اکبر آبادی“ کا پہلا ایڈیشن اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۹۵ کے تحت ۱۹۸۳ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر ملک زادہ منظور کے مطابق نظیر شناسی غزلیات نظیر کے مطالعے کے بغیر نقش نام تمام کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان غزلوں کا بیشتر حصہ خارجیت کے مفہوم میں آتا ہے۔ مسلسل غزلوں اور قطع بند اشعار کی جو فراوانی ’کلیات نظیر‘ میں ملتی ہے اس سے ہمارا سابقہ کسی اور شاعر کے دیوان میں نہیں پڑتا۔

کلیات نظیر کی صرف ردیف الف سے اشعار منتخب کیا گیا ہے۔ نظیر اکبر آبادی کو شہرت ان کی نظموں کی وجہ سے ملی لیکن ان کی غزلوں کا سب سے اہم پہلو وہ روایتی تصور حسن و عشق ہے جس کی بنیاد محض رسمی اور تقلیدی مفروضے پر ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنی غزلوں میں نہ تو محبت کی سنی سنائی روداد بیان

کی اور نہ عاشق کی اس نا تجربہ کاری اور شرمیلے پن کو ابھارا جو اس عہد کی اردو غزل کا معمول بن گیا تھا بلکہ ان کی غزلوں میں عشق اپنے فطری والہانہ جذبہ کے ساتھ موجود ہے۔

انتخاب کلام نظیر اکبر آبادی (منظومات) : مسعود حسین خان

مسعود حسین خان کا یہ انتخاب اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۹۵ کے تحت پہلا ایڈیشن ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا۔ نظیر کے موضوعات شعر متنوع بھی ہیں اور روش عام سے مختلف بھی۔ نظیر کے تخیل کو پرواز کی ضرورت نہیں پڑتی۔ نظیر کا کمال فن یہ ہے کہ انہوں نے اردو شاعری کو نیا ذخیرہ الفاظ دیا۔ وہ ذخیرہ الفاظ جو عوام کے وظائف شب و روز سے عبارت ہے۔ ”انتخاب منظومات نظیر اکبر آبادی“ نصاب تعلیم میں بھی شامل ہے۔ نظیر کی شاعری خود نظیر کی شخصیت ہے۔ نظیر اردو کا پہلا اور غالباً آخری عوامی شاعر ہے۔ نظیر اپنے عہد کی معاشرت کا سچا مصور ہے۔ اس انتخاب میں شامل اس کی نظمیں آدمی نامہ، عہد، شب برات، دیوالی اور ہولی دیکھیے کو اپنا موضوع تخیل بنایا ہے۔

انہوں نے مسدس، مخمس اور مسمط مختلف ہیتوں کو اپنی شاعری میں استعمال کیا ہے لیکن مبتدیانہ انداز میں۔ اس نے دولاکھ سے زیادہ اشعار لکھے۔ اس انتخاب میں تقریباً ۲۴ نظمیں شامل ہیں۔

انتخاب کلام آبرو: مرتبہ ظفر احمد صدیقی

(نسخہ انجمن ترقی اردو، پاکستان، کراچی مکتوبہ ۱۱۴۴ ہجری پرنی)

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۳۸۲ کے تحت اس انتخاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا۔ آبرو شمالی ہند کے غزل گوئیوں میں سرفہرست ہیں۔ ان کا دیوان اس عہد کا سب سے قدیم اردو دیوان ہے۔ اس انتخاب میں فہرست مضامین، مقدمہ آبرو، کلام آبرو، انتخاب آبرو، غزلیات، متفرقات، رباعی، مستزاد، مخمس، واسوخت، ترجیح بند، مرثیہ، مثنوی اور فرہنگ شامل ہیں۔ آبرو کے کلام میں ہندی الاصل الفاظ بکثرت نظر آتے ہیں۔ انہوں نے اپنے کلام میں عربی کے بعد ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جو اردو میں عام طور پر مستعمل نہیں ہیں۔

انتخاب مومن۔ ظفر احمد صدیقی

یہ انتخاب اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۴۱ کے تحت پہلی بار ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔ اس انتخاب میں فہرست مضامین میں مقدمہ، غزلیات، غزلیات بہ طرز واسوخت، رباعیات، قصائد، مثنوی ترکیب بند (بمضمون مرثیہ) اور قطعہ شامل ہیں۔ یہ انتخاب کل ۱۱۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

مومن اردو کے ان چند شاعروں میں سے ایک ہیں جو غزل کے آداب و مقتضیات کا ہمیشہ اور ہر حال میں احترام کرتے تھے۔ مومن کی شاعری اپنے تمام لوازم کے ساتھ موجود ہے۔ ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی استاد، شعبہ اردو بنارس ہندو یونیورسٹی نے ”کلام مومن“ کا جامع انتخاب مرتب کیا اور اس پر ایک دقیق اور عالمانہ مقدمہ لکھا ہے۔ انتخاب مومن کی ترتیب متن کے سلسلے میں اصل اعتماد ضیا احمد بدایونی کے دیوان مومن اور قلب علی خاں فائق کے کلیات مومن پر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بوقت ضرورت کلیات مومن، کلیات مومن طبع ششم ۱۹۳۰ء، کلیات مومن ضیا آرام پریس کراچی، قصائد مومن، مرثیہ ضیا احمد بدایونی کے نسخوں سے مراجعت کی گئی ہے۔

مومن اصلاً غزل کے شاعر ہیں۔ اس لیے پیش نظر انتخاب میں سب سے زیادہ نمائندگی ان غزلوں کی دی گئی ہے لیکن ان کے قصائد، مثنویات، رباعیات اور مراثی وغیرہ کے بہتر سے بہتر نمونے بھی انتخاب میں شامل کر کے گئے ہیں۔

انتخاب کلام امانت لکھنوی۔ مرتبہ ڈاکٹر اخلاق حسین عارف

اکادمی کے سلسلے مطبوعات نمبر ۳۳۵ کے تحت اس انتخاب کا پہلا ایڈیشن ۲۰۰۹ء میں شائع ہوا۔ اس انتخاب میں غزلیات، مخمس، مسدس اور واسوخت شامل ہے۔ امانت کو زبان و بیان پر پوری قدرت حاصل تھی۔ امانت کی شاعری اہم تکنیکی جذبوں سے معمور ہے جس کا مشاہدہ ”انتخاب کلام امانت“ میں کیا جاسکتا ہے جس میں رومانی اور کلاسیکی امتزاج کا رفرما ہے۔ امانت نے غزل کے علاوہ دوسرے اصناف ادب میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیا ہے۔ انھوں نے نوحہ جات، سلام، اور مراثی پر طبع آزمائی کی ہے۔

واسوخت لکھے ہیں۔ نثر میں شرح اندر سبھا تحریر کی ہے مگر اس مقام پر انہیں بحیثیت شاعران کی غزلیات اور دیگر شعری اکتسابات کا مختصر انتخاب پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

انتخاب جوش: مرتبہ ڈاکٹر عصمت ملیح آبادی

اکادمی کے سلسلے مطبوعات نمبر ۲۳۴ کے تحت اس انتخاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۳ء میں دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۷ء میں شائع کیا گیا۔ اس انتخاب میں جوش ملیح آبادی کی نمائندہ شاعرانہ خصوصیات سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہر نظم کے آخر میں اس کے ماخذ کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس انتخاب میں سورہ رحمن، فتنہ خانقاہ، جنگل کی شہزادی، جاسن والیاں، انگلیٹھی، فاخہ کی آواز، شباب مرعوب شیب، تو اگر واپس نہ آتی، کون، شام کارومان، ایسٹ انڈیا کمپنی کے فرزندوں سے، غلاموں سے خطاب، درد مشترک، شکست زنداں کا خواب، گرمی اور دیہاتی بازار، اللیلی صبح، زندگی قریب ہستی، نقاد، مہاجن، پروگرام، مکالمہ صبح و شاعر، جواب شاعر، اعتراف عجز، کیا گل بدنی ہے، میرا مرثیہ، میرے بعد الوداع، رباعیات کلام شامل ہیں۔

جوش کی شاعری میں عمیق خیالات و افکار کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ انتخاب کے مقدمہ میں جوش کی ابتدائی زندگی سے لے کر شباب کی زرخیزی تک کے تمام پہلوؤں کو انتہائی شرح و بسط کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔

انتخاب کلام جگر مراد آبادی: مرتبہ ایم کوٹھیاوی راہی

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۶۳ کے تحت اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا۔ جگر مراد آبادی ان شاعروں میں ہیں جنہوں نے مشاعرے کو عوام تک پہنچایا لیکن ساتھ ہی اس کی روایات کا احترام بھی کیا۔ موجودہ صدی کے ربع ثانی کے اخبارات اس حقیقت کے شاہد ہیں کہ جگر صاحب کسی بھی بڑے عوامی مشاعروں کی کامیابی کی ضمانت سمجھے جاتے تھے۔ جگر نے شاعروں کو ترنم دیا۔ وہ شعر کے رگ و پے میں اتار دینے کا ذریعہ تھے۔ وہ غزل کو عوام کے مزاج کا تاج نہیں بناتے تھے بلکہ اس سے وہ ان کے مزاج کی تربیت کرتے تھے۔ وہ عوام کے مزاج سے بھی واقف تھے اور تغزل برقرار رکھتے ہوئے غزل کو

دور حاضر میں ممتاز صنف قرار دیا ہے۔ زیر نظر مجموعہ میں جگر کا مجموعہ کلام شامل ہے۔ اس میں مرتب نے مقدمہ بھی لکھا ہے۔ اس کی ترتیب میں غزلیات، منظومات، پر خویش نگاہ کن تخمیس پر غزل اردو، مثنوی عرفان خودی، تجدید ملاقات، آج کل، گاندھی جی کی یاد میں اعلان جمہوریت، نذر غالب، نعت شریف، حقیقت و مجاز شامل ہیں۔

انتخاب خطبات حسرت: مرتبہ مفتی رضا انصاری

(سلسلہ ابوالکلام آزاد صدی تقریبات ۱۹۸۸ء)

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات ۲۷۵ کے تحت اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا۔ حسرت موہانی کی شخصیت کا جو رخ شعر و ادب اور تنقید و تحقیق سے عبارت ہے اس میں نیا پن بھی ہے اور دلکشی بھی۔ ملک کی آزادی کے باب میں وہ صحیح معنوں میں آزادی یا موت کے قائل تھے۔ حسرت کسی کو اپنا رہنما بنانا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ حسرت ہر اس جماعت کی صدارت قبول کر سکتے تھے جو حریت کامل کو اپنا نصب العین قرار دے۔ اس لیے وہ متعدد جماعتوں میں شامل ہوئے اور حریت کامل کے لیے لوگوں کو تیار کرتے رہے۔ ان کی یادگار میں متعدد صدارتی خطبات بھی شامل ہیں۔ انہوں نے جو صدارتی خطبات لکھے، ان کی اہمیت صرف اس لیے نہیں کہ یہ ان کے نقطہ نظر کی تفسیر و تعبیر ہیں۔ حسرت نے خطبات کو حشو و زوائد سے پاک کیا۔ خطبات میں عام طور پر تمہید یا تشبیب وہ ضرور شامل رہتا تھا، حسرت نے یہ باتیں اس طرح کہیں جیسے وہ کوئی جملہ معترضہ لکھ رہے ہیں۔ ان کے خطبات تعداد میں زیادہ نہیں ہیں۔ اکادمی کی درخواست پر مفتی رضا انصاری صاحب نے چند عام خطبات فراہم کیے اور ان کا ایک جامع انتخاب مرتب کیا۔ اس انتخاب پر انہوں نے پر مغز اور مبسوط مقدمہ لکھا۔

انتخاب کلام خواجہ میر درد: مرتبہ نثار اعظمی

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۳۷۹ کے تحت اس انتخاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا۔ خواجہ میر درد کو اردو میں صوفیانہ شاعری کا امام کہا جاتا ہے۔ درد تصوف لازم و ملزوم بن کر رہ گئے ہیں۔ میر

تقی میر نے انہیں ریختہ کا زور آور شاعر کہتے ہوئے انہیں 'خوش بہار گلستاں سخن' قرار دیا۔ محمد حسن آزاد نے کہا کہ 'درتلواریں کی ابدای اپنے نشتر وں میں بھر دیتے ہیں۔ زیر نظر "انتخاب کلام خواجہ میر درد" نثار اعظمی کی مرتب کردہ کتاب ہے۔ کتاب کے شروع میں نثار اعظمی کا لکھا ہوا مفصل مقدمہ ہے جن میں خواجہ میر درد کے حالات زندگی اور ان کے دور کے سیاسی و سماجی پس منظر کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد درد کا منتخب کلام پیش کیا گیا ہے۔

انتخاب کلام رجب علی بیگ سرور۔ مرتبہ حنیف نقوی

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۶۰ کے تحت اس انتخاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا۔ رجب علی بیگ سرور کی پہچان فسانہ عجائب ہے۔ اس انتخاب کا بڑا حصہ غزلوں کے اشعار پر مشتمل ہے۔ دیگر اصناف میں سے مثنوی، قطعہ اور رباعی کے نمونے بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ سرور کی اپنی تصانیف میں سرفہرست فسانہ عجائب ہے جس میں قصیدہ و مرثیہ کے علاوہ تقریباً ہر صنف کے نمونے موجود ہیں۔ اس انتخاب میں غزلیات، رباعیات، قطعات اور ہجویات شامل ہیں۔

انتخاب کلام ذوق۔ مرتبہ تنویر احمد علوی

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۳۳۰ کے تحت اس انتخاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا۔ اس انتخاب میں غزلیات، قصائد اور مسدس دعائیہ کے کلام موجود ہیں۔ ذوق کی شاعری کا نہایت اہم حصہ اس کے قصائد ہیں۔ موضوعات مدح کی طرح ان لوگوں کی تعداد بھی محدود ہے جن کی تعریف میں ذوق نے قصیدے لکھے۔ ان کے تمام تر قصائد بہادر شاہ ظفر اور ان کے والد اکبر شاہ ثانی کی تعریف میں ہیں۔ ذوق کے مطبوعہ قصائد کی تعداد ۲۵ ہے۔ ذوق کے کلام انتخاب سے ذوق کی غزل گوئی اور قصیدہ نگاری کا فنی معیار کا پتہ معلوم ہوتا ہے۔ ان میں ذوق نے خود اپنی زبان دانی، علم و فن پر اپنی دسترس اور روزمرہ کے استعمال کے اعتبار سے اہم کردار ادا کیا ہے۔

انتخاب فانی بدایونی : مرتبہ اختر بستوی

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۳۵۱ کے تحت اس انتخاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔ فانی کے کلام میں یوں تو مختلف اصناف سخن کے نمونے موجود ہیں۔ اس میں نظمیں بھی ہیں قصائد بھی ہیں۔ سحر بھی ہے اور قطعات بھی ہیں۔ فانی کے کلام میں جس غم کی شدت ہے اس میں احساس کی آنچ اور ادراک کی حرارت ہے۔ پانی کی شاعری میں موت کا جو دلکش تصور ملتا ہے اس کی مثال اردو کے کسی دوسرے شاعر کے کلام میں نظر نہیں آتی۔ لکھنؤی شاعری بالخصوص لکھنؤی غزل کے فانی کی شاعری پر غیر اثرات پڑے۔ فانی ہر لحاظ سے منفرد و ممتاز غزل گو ہیں۔

انتخاب کلام فراق گورکھپوری۔ مرتبہ ڈاکٹر افغان اللہ خان

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۱۸ کے تحت اس انتخاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۳ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا۔ فراق اردو کا ایک بڑے حسن پرست شاعر ہیں۔ ان کا یہ جمالیاتی احساس ان کی رباعیوں میں کھل کر سامنے آیا ہے۔ ان کی پوری کی پوری شاعری حسن کے گرد ایک والہانہ رقص کی حیثیت رکھتی ہے۔ ڈاکٹر افغان اللہ خان نے پوری کوشش کی ہے کہ فراق کا منتخب کلام ہی سامنے آ سکے۔ اس سلسلے میں ان کے کلیات شیرستان، غزلستان، شبنمستان کے علاوہ گلبانگ، گل نغمہ اور چھلی رات سے استفادہ کیا ہے۔

انتخاب مرثیہ مرزا دبیر۔ مرتبہ اکبر حیدر کاشمیری

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۹ کے تحت اس انتخاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۹ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا۔ یہ کتاب اردو کے مایہ ناز مرثیہ نگار مرزا دبیر کے ۲۰ مرثیہ کا انتخاب ہے جسے ڈاکٹر اکبر حیدری نے مرتب کیا ہے اور ۶۰۰ سے کچھ زائد صفحات پر محیط یہ کتاب ہے۔ کتاب کے آخر میں ایک حصہ فرہنگ بھی شامل کیا گیا ہے۔ زیر نظر انتخاب کی بنیاد مستند نسخوں پر رکھی گئی ہے اور قدیم ترین قلمی نسخوں سے اس کا موازنہ کر کے انہیں مرتب کیا گیا ہے۔ نیز مرتب نے اپنے مقدمے میں ان کے ماخذ کی

نشانہ ہی بھی کی ہے۔

مرزا سلامت علی دبیر (۱۸۷۵ء-۱۸۰۳ء) اردو کے ان نامور شعراء میں سے تھے جنہوں نے مرثیہ نگاری کو ایک نئی جدت اور خوبصورتی سے نوازا۔ آپ کو میر انیس کے ساتھ مرثیہ نگاری کا موجد اور بانی کہا جاتا ہے۔

شعری ادب:

روح نظیر۔ مرتبہ مخمورا کبر آبادی

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر چھ کے تحت اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۸ء میں کل ۵۸۴ صفحات پر مشتمل شائع ہوا۔ نظیر اکبر آبادی ان شعراء میں سے ہیں جنہوں نے زمانے کے ذوق سلیم کے بہت سے مد و جز رد کیے۔ ایک مدت تک انہیں بازاری اور عامیانہ شاعر سمجھا جاتا رہا۔ پچھلے ۶۰ برس میں بھی جب ان کو نئے سرے سے دریافت کیا گیا اور ان کی شعری عظمت کا سراغ لگایا گیا۔ ان پر تنقیدی کتابیں بہت کم رکھی گئی ہیں۔ اس لحاظ سے ”روح نظیر“ کی اہمیت اور افادیت آج بھی باقی ہے۔ اس انتخاب کی ایک سیاسی غایت بھی ہے جو کسی عنوان مفاد سے خالی نہیں۔ نظیر کا کلام دیکھ کر اس کی ہمہ گیری سے شاعری کی بے تعصبی کا اندازہ کرتے ہوئے نہ صرف یہ معلوم ہوگا کہ قرون ماضیہ میں ہندوستان کی ایک قوم دوسری ہمسایہ قوموں کے جذبات کا یہاں تک پاس و لحاظ کرتی تھی کہ شعراء ارادۃ یا اضطراراً ان کا اظہار اپنا فرض منصبی قرار دیتے تھے۔

”روح نظیر“ پہلی مرتبہ ۱۹۲۲ء میں شائع ہوئی تھی پھر ۲۴ سال کے بعد اس کا دوسرا نقش شائع ہوا۔ پہلی اشاعت صرف ۴۰ نظموں پر مشتمل تھی۔ اس کی انتالیسویں نظم جو حافظ کی ایک غزل کی تضمین ہے اس طرح جدید اشاعت میں ۵۰ نظمیں شامل ہیں۔ پہلی اشاعت میں غزلیں شامل نہ تھیں لیکن اس میں بہت سی غزلیں شامل کر دی گئی ہیں۔ غزلوں کے علاوہ چند تضمین اور مستزاد بھی شامل کیے گئے ہیں۔

زندگی اے زندگی (آخری مجموعہ کلام) : خلیل الرحمن اعظمی

خلیل الرحمن اعظمی کا شمار ترقی پسندی کے برگزیدہ شاعروں میں ہوتا ہے۔ زیر مطالعہ ”زندگی اے زندگی“ آخری شعری مجموعہ ہے جو ان کے انتقال کے بعد شائع ہوا ہے۔ خلیل الرحمن ایک جدید غزل گو شاعر ہیں جو ترقی پسند تحریک سے تعلق رکھتے تھے لیکن بعد میں جدیدیت سے جڑ گئے۔ اس مجموعہ میں ابتداء میں چند نعت پاک ہیں۔ اس کے علاوہ ۴۰ غزلیں، ۱۵ نظمیں، چھ کتبے اور کچھ اشعار شامل ہیں۔ اس مجموعہ میں ان کی، نیا آدمی، پچھلے جنم کی کتھائیں، حروف و الفاظ کے ذخیرے میں، گوتم نہیں ہو بھائی، نیند پیاری نیند وغیرہ نظم شامل ہیں۔ اس مجموعہ میں اپنی بیٹی ہما کے نام لکھی گئی نظم اور لوری بھی شامل ہے۔ یہ کتاب کل ۱۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۰۴ کے تحت ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی۔

نیا ساز نیا انداز : نازش پر تاب گڑھی

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۹ کے تحت اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۰ء میں شائع ہوا۔ نازش پر تاب گڑھی ترقی پسند تحریک سے وابستہ اہم شاعروں میں سے ہیں۔ وہ زندگی بھر عملی اور تحقیقی دونوں سطح پر تحریک کے نظریات کو عام کرنے اور ایک شاندار معاشرے کے قیام کی کوششوں میں لگے رہے۔ نازش نے خاصی مقدار میں ایسی نظمیں بھی کہیں جو وطن پرستی اور حب الوطنی کے جذبات سے ممنوع ہیں۔ اپنی دھرتی اپنی بات، خاکے اور لکیریں، متاع قلم وغیرہ ان کے شعری مجموعے ہیں۔ نازش پر تاب گڑھی ہمارے دور کے شیریں مقال شاعروں میں ہیں۔ انہوں نے نظمیں بھی لکھی ہیں اور غزلیں بھی لیکن ان کے ہر شعر میں ان کی شخصیت اور ان کے دور کا کرب و نشاط آئینہ ہو گیا ہے۔ نازش درد مند دل نغمہ سچ زبانی کے شاعر ہیں۔ انہوں نے تغزل میں عرفان آگہی کو سمو دیا ہے۔ وہ محض لفظوں کے طوطا مینا نہیں بناتے بلکہ ایسے تجربات کو نظم کرتے ہیں جن سے خود گزر رہے ہیں۔ نازش کی شاعری میں مٹھاس، شیرینی، ترنم اور کیفیت آب آگہی کے ساتھ پائی جاتی ہے اور یہ درد مندی اور مٹھاس یہی تجربے کی براہ راست گونج ان کے شعری لب و لہجے کو امتیاز عطا کرتی ہے۔

نشاط روح۔ اصغر گونڈوی

اکادمی کے سلسلے مطبوعات نمبر ۵۵ کے تحت اس کتاب کا پہلا فوٹو آفسیٹ ایڈیشن ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا۔ غزل کو جن شاعروں نے وقار بخشا اور اس صنف کو سچ مچ اردو شاعری کی آبرو بنایا ان میں اصغر کا نام بھی نمایاں ہے۔ غزل کی ہما گیری اور اس کی اثر انگیزی کا مطالعہ اصغر سے استفادہ کیے بغیر ادھورا رہے گا۔ اصغر کا پہلا مجموعہ کلام ”نشاط روح“ یاد و سرا مجموعہ ”سرور زندگی“ کسی نہ کسی نصاب میں شامل ہے۔ ”نشاط روح“ کی پہلی اشاعت ۱۹۲۵ء میں عمل میں آئی تھی۔ اسے مرزا احسان احمد نے مرتب کیا تھا اور یہ مطبع معارف اعظم گڑھ میں طبع ہوئی تھی۔ موجودہ کتاب اسی کا عکس ایڈیشن ہے۔ حضرت اصغر کا کلام اس پایہ کا ہے کہ اس محاسن گونا گوں کو کافی طور بے نقاب کرنے کے لیے ایک تفصیلی تبصرہ کی ضرورت ہے۔

مثنوی سحر البیان : میر حسن

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۳۵۴ کے تحت اس مثنوی کا تیسرا ایڈیشن ۱۹۹۵ء میں اور چوتھا ایڈیشن سلسلہ مطبوعات نمبر ۳۵۴ کے تحت ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا۔ مثنوی سحر البیان میر حسن کا لافانی کارنامہ ہے۔ یہ میر حسن کی لکھی گئی ۱۲ مثنویوں میں سے ایک ہے جسے قصہ بدر منیر و شہزادہ بے نظیر وغیرہ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ یہ ایک عشقیہ مثنوی ہے۔ اس میں بدر منیر کے عشق کی داستان بیان کی گئی ہے۔ اس مثنوی کے ذریعے میر حسن نے اپنے عہد کی تصویر کشی اور معاشرت کی بھرپور عکاسی کی ہے۔ اس زمانے کا رہن سہن، رسم و رواج ہر چیز اصل کے مطابق دکھائی گئی ہے۔ اس طرح منظر کشی بھی ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ مثنوی میں جن، دیو اور پریاں بھی نظر آتی ہیں۔ متروک الفاظ ہونے کے باوجود مثنوی کی زبان سادہ سلیس اور رواں ہے۔ میر حسن کو اس مثنوی پر ناز تھا۔ مثنوی کے شروع میں میر حسن کی سوانح اور قصہ کا خلاصہ بھی موجود ہے۔ اکادمی سے اس کتاب کے چھ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اکادمی کا سب سے آخری ایڈیشن چھٹا ایڈیشن اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۴۵۴ کے تحت ۲۰۱۰ء میں ہوا شائع ہوا۔

گلزار نسیم : دیاشکر نسیم

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۷۴ کے تحت اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا۔ پنڈت دیا شنکر نسیم لکھنؤی نے صرف ۲۸ برس کی عمر میں گلزار نسیم جیسی بے مثال مثنوی مکمل کر دی تھی۔ پنڈت دیا شنکر نسیم نے مذہب عشق کے قصے کو بنیاد بنایا اور کچھ کمی بیشی کے ساتھ ”گلزار نسیم“ کے نام سے دو آتشہ بنا کر پیش کیا۔

”گلزار نسیم“ خود مصنف کے مقابلہ و تصحیح کے بعد لکھنؤ کے مطبع میر حسن رضوی سے پہلی مرتبہ ۱۸۴۴ء میں طبع ہو کر شائع ہوئی تھی۔ ۲۰ ویں صدی کے پہلے عشرے میں اس مثنوی کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا۔ ۱۹۰۵ء میں پنڈت برج نارائن چکبست لکھنؤی نے ’گلزار نسیم‘ کا ایک ایڈیشن مرتب کر کے اپنے مقدمے کے ساتھ شائع کیا تھا، پچھلے سوا سو برس میں ’گلزار نسیم‘ کے بے شمار ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ ’گلزار نسیم‘ اردو شاعری کی دبستان لکھنؤ کا ایک اہم ترین کارنامہ ہے۔ پنڈت دیا شنکر نسیم کے زمانے میں لکھنؤ کی شائستہ اور شستہ زبان سماجی اور ادبی زندگی سر تا سر مرصع کاری اور تکلف سے عبارت ہے۔

کلیات اور دوواوین

انوار نظر (کلیات نوبت رائے نظر): مرتبہ منشی نوبت رائے نظر لکھنؤی

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۵۰ کے تحت اس کلیات کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۸ء میں شائع کیا گیا۔ منشی نوبت رائے نظر ہمارے ان شاعروں میں سے ہیں جنہوں نے لکھنؤ کے دبستان شاعری کو نئی جہتوں سے آشنا کیا۔ نظر کی شاعری قدیم و جدید کا حسین سنگم ہے۔ نظر نے صرف شاعری کو اپنا ذریعہ اظہار نہیں بنایا، وہ صحافی بھی تھے اور عصری ادب کے نقاد بھی۔ مشہور ”زمانہ“ رسالے کے ایڈیٹر منشی دیا نارائن نگم نے نظر کے مجموعہ کلام کو مرتب کیا تھا۔

منشی نوبت رائے نظر ۱۸۶۴ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ ایک معزز سکسینہ کاستھ خاندان سے

تعلق رکھتے تھے اور فارسی اور انگریزی کی تعلیم حاصل کر کے ہم تن شعر و شاعری میں منہمک ہو گئے۔ شاعری میں آغا مظہر لکھنوی سے تلمذ حاصل تھا۔ ۱۸۹۷ء میں اپنا ادبی رسالہ خندک نظر لکھنؤ جاری کیا۔ ۱۹۰۴ء میں نظر رسالہ زمانہ کے سب ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۰ء میں الہ آباد میں رسالہ ادیب کے ایڈیٹر کے منصب پر فائز ہوئے۔ رسالہ ادیب کے ساتھ ان کا تعلق دو سال تک رہا۔

کلیات شاد عارفی۔ مرتبہ پروفیسر مظفر حنفی

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۵۷ کے تحت اس کا پہلا ایڈیشن ۲۰۱۶ء میں شائع ہوا۔ شاد عارفی کا تعلق دبستان رام پور سے تھا۔ وہ اپنے دور کے بڑے ممتاز اور منفرد شاعر تھے۔ انہوں نے مختلف اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے اردو غزل کے روایتی پس منظر میں شاد عارفی کی عاشقانہ غزلیں بڑی انفرادیت کی حامل ہیں۔ شاد عارفی اردو کے وہ غزل گو ہیں جنہوں نے غریب اور نامانوس الفاظ کو بھی اس انداز سے اپنے شعروں میں نظم کیا کہ ان کو باوقار بنا دیا ہے۔

پروفیسر مظفر حنفی موجودہ عہد کے ممتاز نمایاں ادیب و شاعر، محقق اور نقاد ہیں۔ ان کی گراں قدر تخلیقات برابر رسائل نظر نواز ہوتی رہتی ہیں۔ ان کو شاد عارفی سے بڑی محبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے نہایت محنت اور عرق ریزی سے ”کلیات شاد عارفی“ کو ترتیب دینے کا کام کیا ہے۔ انہوں نے نہ صرف ان کے منتشر کلام کو یکجا کیا ہے بلکہ شاد کے سوانح اور ان کے فکر و فن کے مختلف گوشوں کو بھی مؤثر انداز میں اجاگر کیا ہے۔ شاد عارفی بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں لیکن انہوں نے دیگر اصناف سخن میں بھی طبع آزمائی کے جوہر دکھائے ہیں۔ ان کے طنزیہ شعروں میں غضب کی کاٹ پائی جاتی ہے۔ ”کلیات میں نعتیں، غزلیں، نظمیں، رباعیات و قطعات اور متفرق اشعار شامل ہیں۔

کلیات نعت محسن کا کوروی۔ مرتبہ مولوی محمد نور الحسن

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۴۴ کے تحت اس کلیات کا پہلا فوٹو آفسیٹ ایڈیشن ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا۔ یہ کتاب کل ۲۶۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ محسن کا کوروی اردو کے پہلے بڑے شاعر ہیں جن کی

شاعری کا موضوع نعت ہے اور صرف نعت۔ انہیں حسان وقت کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ ان کا کلام مختلف امتحانات کے نصاب میں شامل ہے لیکن کلیات کی کمیابی کی وجہ سے طلباء ان کے کلام کا بال استیعاب مطالعہ نہیں کر پاتے اس لئے اکادمی نے اس کلیات کو شائع کیا ہے۔

محمد نور الحسن کے مطابق حضرت محسن کے نعت کے رجحان کو فیض مبداء، فیاض اور اس خواب متبرک کا اثر کہنا چاہیے جو انہوں نے لڑکپن میں دیکھا تھا۔ انہوں نے شاعرانہ شوخی کو گستاخانہ و خلاف ادب الفاظ سے بچا کر متانت سنجیدگی و نفاست کے ساتھ نعت گوئی میں صرف کیا ہے۔

کلیات ولی۔ مرتبہ نور الحسن ہاشمی

اکادمی نے اس کو کلیات کو جوکل ۲۳۹ صفحات پر مشتمل ہے کو ۱۹۸۹ء میں شائع کیا۔ ولی کا مقام شاعری کی حیثیت سے بہت بلند ہے۔ انہوں نے نہ صرف اپنے دور کے تمام ادبی و فکری معیاروں کو اپنی شاعری میں سمودیا بلکہ بیان کی لذت اور زبان کی شیرینی بھی داخل کر دی ہے۔ مذکورہ ”کلیات ولی“ میں غزلیں، قصائد، قطعات اور مثنویات وغیرہ ہیں۔ ایک طرف ولی کو اردو شاعری کی ریڑھ کی ہڈی کا مرتبہ حاصل ہے تو دوسری طرف ”کلیات ولی“ کے مرتب پر فیسر نور الحسن ہاشمی کو تحقیق جدید کے ایک شاہکار کی حیثیت حاصل ہے۔ کلام ولی کے خطی نسخوں کی تعداد کم نہیں ہے۔ ہاشمی صاحب نے ان نسخوں کا مطالعہ کیا اور ”کلیات ولی“ کی ترتیب اس سلیقہ سے کی کہ آج ولی کا اصل کلام ہمارے سامنے ہے۔ ہاشمی صاحب نے ”کلیات ولی“ پر مقدمہ بھی لکھا ہے۔

اس کلیات میں متفرق اشعار، رباعیات، فردیات، مخمسات، مستزاد، ترجیع بند، قصائد، مثنویات اور قطعہ وغیرہ شامل ہیں۔ دیوان ولی کو زیور طباعت سے آراستہ کرنے کا سہرا سب سے پہلے فرانسسیسی مستشرق گارداں دتاسی کے سر بندھا۔

انتخاب غزلیات ثاقب۔ منظر عباس نقوی

یہ انتخاب اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۴۸ کے تحت پہلی بار ۱۹۸۳ء میں کل ۶۲ صفحات پر

مشمتمل شائع ہوا۔

۱۸۵۷ء کے بعد اور علی گڑھ تحریک کے تشکیلی عہد کے دوران غزل کہنے والوں کی جوئی نسل پیدا ہوئی اسے دو گروہوں میں کیا جاسکتا ہے۔ پہلا گروہ تھا جس نے غزل کو خارجیت اور رعایت لفظی کے طلسم سے نجات دلائی اور دوسرے گروہ نے غزل کی ایمائیت میں اپنے عہد کے موضوعات سموئے اور یہ ثابت کر دیا کہ غزل ہر دور میں ایک نمائندہ اور ممتاز صنف سخن کی حیثیت سے زندہ رہ سکتی ہے۔

ثاقب لکھنوی کا شمار پہلے گروہ کے قارئین میں کیا جاسکتا ہے۔ انھوں نے اس وقت تو میر پسندی اور غالب نوازی کے گن گائے جب یہ مرکز شعر و ادب کے تلامذہ ناسخ کی گرفت میں تھا۔ آج جو لکھنوی کی غزل میں ایمائیت اور داخلیت نظر آتی ہے وہ ایک حد تک ثاقب کی دین ہے۔ ثاقب کو زندگی میں جو تجربے ہوئے اور جس کشمکش سے گزرنا پڑا اسی کی صدر سے بازگشت ان کی شاعری میں ملتی ہے۔

ثاقب کے مجموعہ کلام میں ایسے اشعار کی بڑی کثرت ہے جن میں نزع، موت، جنازہ، تدفین، قبر اور چراغ لحد جیسے مضامین کی تکرار پائی جاتی ہے۔ فانی کی طرح ثاقب نے بھی ان موضوعات کو وہ آب و رنگ عطا کیا ہے کہ تغزل کی جان بن گئے ہیں اور اشعار میں بڑا سوز و گداز پیدا کر دیا ہے۔

دیوان شیفۃ۔ مرتبہ مفتی محمد رضا انصاری

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۹۳ کے تحت اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا۔ شیفۃ شعر گوئی اور سخن فہمی کا بڑا علمی مذاق رکھتے تھے۔ ان کے کلام میں خداداد صلاحیت ہے۔ اس میں وہ شکوہ الفاظ اور چست ترکیب بھی پائی جاتی ہے جو کسی وقت سودا اور نصیر کا حصہ تھی۔ کلام میں بندش الفاظ اور ترکیب روش وار رعایت اسی طرح کی ہے جو غالب اور خاص کر مومن میں پائی جاتی ہے۔ زیر نظر کتاب شیفۃ کا اردو دیوان ہے جس میں صرف ان کا اردو کلام شامل ہے۔ دراصل ۱۹۱۶ء میں جو ان کا اردو اور فارسی دیوان شائع ہوا تھا۔ یہ دیوان اس کے اردو والے حصے کا عکس ہے جس میں اکثر غزلیں ہیں۔ شیفۃ دونوں زبانوں اردو اور فارسی میں شعر کہتے تھے۔ فارسی میں حسرتی اور اردو میں شیفۃ تخلص کرتے تھے

فارسی اور اردو کلام پر مشتمل شیفتہ کا جو دیوان ۱۹۱۶ء میں شائع ہوا تھا اس کے اردو والے حصہ کا عکس شائع کیا گیا ہے۔ اکادمی کے ذریعے اردو کلام ’دیوان شیفتہ‘ ۱۹۶۵ء میں رشید احمد مکتبہ جدید پریس لاہور سے حبیب اشعر دہلوی نے شائع کیا تھا۔

تاریخ، ادبیات، خطبات و مقالات

اردو تنقید کی تاریخ۔ ڈاکٹر مسیح الزماں

اکادمی کے ذریعے اس کتاب کے تین ایڈیشن شائع ہوئے ہیں۔ پہلا ایڈیشن اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۳۸ کے تحت ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔ دوسرا ایڈیشن اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۳۵ کے تحت ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا اور تیسرا ایڈیشن اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۳۴۴ کے تحت ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر مسیح الزماں مرحوم نے اردو تنقید کی تاریخ اس طرح مرتب کی تھی کہ یہ طلبہ کے لیے بھی مفید ہو اور فن تنقید سے خصوصی دلچسپی رکھنے والوں کے لیے بھی۔ اکادمی نے اردو تنقید کی تاریخ کا عکسی ایڈیشن ۱۹۸۳ء میں شائع کیا۔ اشاعت کی سہولت کے پیش نظر اس کتاب کے تین حصے کر لیے گئے ہیں۔ پہلی جلد میں ابتداء سے تقریباً ۱۸۸۰ء تک کی تنقیدی تحریروں کا جائزہ ہے۔ دوسری جلد میں ۱۸۷۵ء کے نتائج اور جدید تنقید کا ذکر ہے۔ تیسری جلد میں ترقی پسند مصنفین کی تنظیم اور اس کے بعد کا بیان ہے۔

اردو مرثیہ کا ارتقاء: ڈاکٹر مسیح الزماں

(اردو مرثیے کا ارتقاء ابتداء سے انیس تک)

اردو مرثیے کا ارتقاء ابتداء سے انیس تک کے نام سے شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ سے ۱۹۶۸ء میں مسیح الزماں نے شائع کیا ہے۔ کتاب نگر دین دیال روڈ لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ اسی کتاب کو بعد میں قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو نے ۲۰۰۲ء میں شائع کیا۔

اردو مثنوی کا ارتقاء شمالی ہند میں - سید محمد عقیل رضوی

اکادمی نے اس کتاب کے چار ایڈیشن شائع کیے ہیں۔ اس کا چوتھا ایڈیشن ۲۰۰۹ء میں شائع ہوا ہے۔ یہ کتاب ”اردو مثنوی کا ارتقاء شمالی ہند“ میں ۱۹۵۵ء میں لکھی گئی تھی اور پہلی مرتبہ ۱۹۶۵ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں مثنویوں سے زیادہ صاحب مثنوی کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس کتاب کے مصنف کا شمار عہد حاضر کے سربراہ اور نقادوں میں ہوتا ہے۔ ان کی یہ کتاب اعلیٰ تعلیم کے مختلف نصاب تعلیم میں شامل ہے۔ اس میں شمالی ہند میں ۱۵۰ء سے ۱۹۵۰ء تک کی مثنویات کو شامل کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں تمام اردو مثنویات کو شامل کرنا مشکل تھا لہذا آخر میں دو ضمیمے شامل کر کے بقیہ مثنویات کی فہرست اور مختصر تفصیلات پیش کر دی گئی ہیں۔ کتاب میں کل آٹھ ابواب اور کتابیات و ضمیمہ ہیں۔ پہلے باب میں مثنوی کی تعریف خوبیاں اور خامیاں اور مثنوی کے دوسرے ہم پلہ اصناف سخن پر بات کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں فارسی و اردو مثنوی کی تاریخ کے علاوہ دیگر متعدد متعلقہ موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔ تیسرے باب میں دبستان لکھنؤ کی مثنویاں و سیاسی و سماجی پس منظر و دیگر موضوعات کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چوتھے باب میں مثنوی دور جدید میں، پانچویں باب میں مثنوی میں مقامی رنگ، چھٹے باب میں مثنوی اور نیچر، ساتویں باب میں مثنوی میں کردار نگاری اور آٹھویں باب میں فوق الفطرت عناصر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

پنجاب میں اردو : محمود شیرانی

”پنجاب میں اردو“ کا پہلا اکادمی ایڈیشن ۱۹۸۲ء میں اور اکادمی اور قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، دہلی کے اشتراک سے پہلا ایڈیشن ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا۔

اردو پر ادبی لسانیاتی تحقیق کا سب سے بڑا کارنامہ پروفیسر محمود شیرانی کی ”پنجاب میں اردو“ ہے۔ یہ کتاب تحقیق کے اعتبار سے گراں قدر تصنیف ہے۔ ”پنجاب میں اردو“ ادبیات کے ارتقائی مطالعہ کے حوالے سے ایک بیش قیمت تحقیقی کام ہے۔ اس کتاب میں اردو اور پنجابی دونوں سے متعلق نہایت اہم

اور دلچسپ لسانی پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے۔ پروفیسر شیرانی نے اس کتاب میں جو مواد پیش کیا ہے وہ نہایت ہی مفید اور اردو کی تخلیق و آغاز سے متعلق معاون ہے۔ حافظ محمود شیرانی نے اپنے گہرے لسانی مطالعے اور ٹھوس بنیادوں پر یہ نظریہ قائم کیا ہے کہ اردو کی ابتداء پنجاب سے ہوئی ہے۔

جدید ادب منظر پس منظر: جعفر عسکری

اکادمی نے اس کتاب کے چار ایڈیشن شائع کیے ہیں۔ پہلی اشاعت ۱۹۷۵ء میں، دوسری اشاعت ۱۹۸۲ء میں اور چوتھی اور آخری اشاعت اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۳۴۹ کے تحت ۲۰۰۹ء میں کی ہے۔

پروفیسر سید احتشام حسین نے اردو کو ایک نیا تنقیدی آہنگ عطا کیا۔ انہوں نے سودمند ادبی روایات کو معروضی اور سائنسی نقطہ نظر سے جانچنے اور پرکھنے کا انداز عام کیا ہوا اور ادب کو وسیع تر سماجی اور تہذیبی پس منظر میں سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ احتشام حسین کے تنقیدی مضامین کے کئی مجموعے چھپے۔ ان کے صاحبزادے جعفر عسکری نے ان کے بکھرے ہوئے مضامین کو کاوش اور جستجو کے ساتھ یکجا کیا ہے اور انہیں موضوع کے اعتبار سے مختلف عنوانات کے تحت ترتیب دیا ہے۔

قدیم اردو ادب کی تنقیدی تاریخ (۱۸ویں صدی تک) : ڈاکٹر محمد حسن

اکادمی نے اس کتاب کے دو ایڈیشن شائع کیے ہیں۔ پہلا ایڈیشن ۱۹۸۶ء میں اور دوسرا ایڈیشن اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۲۰ کے تحت ۲۰۰۵ء میں شائع کیا۔

ڈاکٹر محمد حسن ممتاز نقادوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کی زیر نظر تصنیف ”قدیم اردو ادب کی تاریخ“ صرف پرانے شاعروں اور ادیبوں کے تبرکات جمع کرنے تک محدود نہیں ہے بلکہ اس میں اس ورثہ کی نشاندہی بھی کی گئی ہے جو ماضی اپنے مختلف ادوار میں حال کو عطا کرتا رہا ہے۔ انہوں نے اردو ادب کو ایک نئے رخ سے دیکھا ہے اور اسے مذہب سے جوڑنے کے بجائے ایک وسیع اقتصادی اور سماجی عمل کا حصہ تصور کیا۔ اس کتاب کو دو حصوں میں بانٹا گیا ہے حصہ اول اور حصہ دوم۔ حصہ اول میں سات باب اور حصے

دوم میں بھی سات ابواب ہیں۔ حصہ اول کا پہلا باب آغاز اور پس منظر، دوسرا باب تہذیبوں کا سنگم، تیسرا باب ابتدائی دور، چوتھا باب دکن میں اردو ادب کا ابتدائی دور، پانچواں باب بیجا پور میں اردو ادب، چھٹا باب گولکنڈہ میں اردو اور ساتواں باب بیجا پور اور گولکنڈہ کے بعد کے عنوانات سے ہیں۔

حصہ دوم کا پہلا باب طریقہ کار، دوسرا باب مثنوی، تیسرا باب قصیدہ، چوتھا باب مرثیہ، پانچواں باب غزل، چھٹا باب نثر اور ساتواں باب اختتامیہ کے عنوان سے ہے۔

مقالات صدیقی (پہلا حصہ)۔ مسلم صدیقی

اکادمی نے اس کے دواڈیشن شائع کیا ہے۔ پہلا ایڈیشن ۱۹۸۳ء میں اور دوسرا ایڈیشن اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۷۹ کے تحت ۲۰۰۹ء میں شائع کیا۔ اردو میں جدید تحقیق کا آغاز سرسید سے ہوتا ہے۔ بیسویں صدی میں جن بزرگوں نے تحقیق کو ایک مستقل فن بنادیا ان میں محمود شیرانی، عبدالستار صدیقی اور قاضی عبدالودود وغیرہ کا نام سرفہرست ہے۔ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کا ہر مقالہ ایک کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے مقالات مختلف علمی اور ادبی جرائد میں منتشر ہیں۔ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کے یہ مقالات بہت اہم ہیں۔ اس کو ان کے بیٹے مسلم صدیقی نے توجہ اور انہماک کے ساتھ مقالات صدیقی کو مرتب کیا ہے۔ مقالات صدیقی دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ مقالات صدیقی پہلی جلد پہلا حصہ ہے۔

مرحوم کے منتشر مقالے جو ۱۹۰۵ء تا ۱۹۴۱ء چھپے دو جلدوں میں مقالات صدیقی کے نام سے شائع ہوئے۔ زیر نظر مقالے کی پہلی جلد کے بیشتر مقالے لسانیاتی تنقید اور تحقیق کے حامل ہے۔ علی جواد زیدی اور محمود الہی کے دور میں اشاعت کا آغاز اور صدر بیگم حامدہ حبیب اللہ اور چیرمین مغنی رضا انصاری کے دور میں تکمیل ہوئی۔

مقالات یوم جوہر: یوم جوہر سیمینار کے مقالات

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۷۷ کے تحت اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔ اکادمی کے زیر اہتمام ۷ اور ۸ جنوری ۱۹۸۳ء کو مولانا محمد علی جوہر پر دو روزہ سیمینار منعقد ہوا تھا جس میں متعدد

مقالے پڑھے گئے۔ اس سیمینار کے منتخب مقالات کو کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ اس میں کل سات مقالات ہیں۔

۱۔ مولانا محمد علی اور تحریک خلافت: مفتی محمد رضا انصاری ۲۔ جذباتی رہنما: رشید حسن خان، ۳۔ دیوانہ آزادی: صباح الدین عمر، ۴۔ توقیت جوہر، ۵۔ مولانا محمد علی جوہر اپنے خطوط کے آئینے میں: صباح الدین عبدالرحمن، ۶۔ مولانا محمد علی جوہر کی صحافت نگاری: عبداللطیف اعظمی، ۷۔ محمد علی بحیثیت صحافی: ڈاکٹر ظہیر علی صدیقی۔

مقالات یومِ نغم : دیانارائن نغم سیمینار

اس کا پہلا ایڈیشن اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۲۸ کے تحت ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔ اس مقالات میں نغم سیمینار منعقدہ ۲۲ مارچ ۱۹۸۳ء کے مقالات کا انتخاب شامل ہے۔ رسالہ 'زمانہ' کے مدیر منشی دیانارائن نغم نے 'زمانہ' کی تعمیر و تشکیل میں اپنا خون جگر صرف کر دیا تھا۔ مقالات نغم میں سات محققین کے مقالات شامل ہیں۔

۱۔ ماہنامہ زمانہ کی امتیازی خصوصیات : عبداللطیف اعظمی ۲۔ منشی دیانارائن نغم ایک ادیب گر صحافی: ڈاکٹر سید محمد عقیل ۳۔ منشی دیانارائن نغم ایک صحافی اور ادیب: سید محمود الحسن ۴۔ منشی دیانارائن کی صحافت۔ چندا ہم پہلو: برج نارائن نغم ۵۔ ایک عہد ساز صحافی: صباح الدین عمر ۶۔ منشی دیانارائن نغم کا معیار صحافت: ڈاکٹر شفیع احمد عثمانی ۷۔ دیانارائن نغم: ویرنڈ پرشاد سکسینہ۔

تنقید و تحقیق:

اکادمی کے مطبوعات نمبر ۳۱۳ کے تحت اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۹۰ء میں شائع کیا گیا۔ رشید حسن خاں کا شمار موجودہ دور کے ان محققین میں ہوتا ہے جن کے دم سے اردو میں ادبی تحقیق کی آبرو آج بھی قائم ہے۔ وہ تحقیق میں سرسری رویے اور سہل نگاری کے شدید مخالف ہیں۔ زیر نظر کتاب 'اردو میں ادبی تحقیق کے مسائل اور ان کے تجزیے' کے ساتھ ان خطوط کی تعین بھی کرتی ہے جن کی پابندی تحقیق کا معیار بلند

رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ رشید حسن خان صاحب نے اس کتاب میں تحقیق و تدوین کے ادب ہی نہیں سکھائے ہیں بعض مشہور کتابوں کا تجزیہ کر کے عملی تخلیق کے اعلیٰ نمونے بھی پیش کیے ہیں۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں ادبی تحقیق کے کچھ اصول اور اہم مسائل زیر بحث آئے ہیں اور دوسرے حصے میں چار مفصل جائزوں کو اس طرح مرتب کیا گیا ہے کہ علمی تحقیق کا انداز و اسلوب واضح ہو سکے۔ پہلے حصے کے عنوان میں ۱۔ کچھ اصول تحقیق کے بارے ۲۔ تحقیق سے متعلق بعض مسائل (الف) فارسی ماخذ کے اردو ترجمہ (ب) دانش گاہوں میں تحقیق کے مسائل (ج) تحقیق اور اور بل ہوسی (د) علمی منصوبے اور اخلاقیات تحقیق ۳۔ غیر معتبر حوالے ۴۔ حوالہ اور صحت متن ۵۔ تدوین اور تحقیق کے رجحانات کے مضامین۔

ادبی تحقیق مسائل و تجزیہ: رشید احمد خاں

دوسرے حصے میں دیوان غالب (صدی ایڈیشن)، اردو شاعری کا انتخاب، علی گڑھ تاریخ ادب اردو اور تاریخ ادب اردو شامل ہے۔

اردو تنقید میں نفسیاتی عناصر (جدید تنقیدی رجحانات کی روشنی میں):

پروفیسر سید محمود الحسن

اکادمی نے اس کی پہلی اشاعت ۲۰۰۳ء میں کی تھی۔ اس مقالہ میں تنقید کے نفسیاتی دبستان کا تفصیلی جائزہ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ شعر و ادب کے تجزیہ کی جو منزل بھی ہو نفسیاتی پہلوؤں پر توجہ دیے بغیر نقاد اپنے فرائض کو پوری طرح انجام نہیں دے سکتا۔ مقالہ کے پہلے باب میں نفسیات اور تنقید کے تعلق پر خاطر خواہ روشنی ڈالی گئی ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ اب تک اردو میں اس موضوع پر اتنی تفصیل اور وضاحت سے کہیں اور بحث نہیں کی گئی ہے۔ ضمناً ان جمالیاتی نظریات پر روشنی ڈالی گئی ہے جن کا تعلق نفسیات سے ہے۔ یہ ایک تحقیقی مقالہ ہے جسے لکھنوی یونیورسٹی میں احتشام حسین کی نگرانی میں لکھا گیا ہے۔ مقالہ سات

ابواب میں منقسم ہے۔ پہلا باب نفسیاتی تنقید کے بنیادی اصول، دوسرا باب تذکروں اور قدیم تنقیدوں میں نفسیاتی عناصر، تیسرا باب عہد تغیر میں تنقیدی رجحانات، چوتھا نوکلاسیکی تنقید، پانچواں باب ادبی اور تاثراتی نقادوں کا نفسیاتی شعور، چھٹا ترقی پسند میلانات اور سماجی نفسیات، ساتواں تنقید جدید اور نفسیاتی تحریکیں ہیں۔

اردو غزل میں علامت نگاری: ڈاکٹر انیس اشفاق

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۳۶۸ کے تحت اس کی پہلی اشاعت ۱۹۹۵ء میں ہوئی۔ یوں تو شاعری میں استعارہ اور کنایہ کا استعمال کوئی نئی بات نہیں ہے علامت نگاری ایک اصطلاح کی شکل میں جاری و ساری ہے۔ اکثر نقاد تنقید شعریں علامتوں کی دریافت یا ان کی بازیافت کو اپنی ترجیحات میں شمار کرتے ہیں۔

نقاد ڈاکٹر انیس اشفاق نے اردو غزل میں علامت نگاری کے عنوان سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ شاعری کے علامتی نظام کو نہ صرف سمجھا بلکہ اس نظام کے اجزائے ترکیبی کو مختلف ثقہ حوالوں کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ اس کتاب کو شاعری کی علامتی نظام کے سیاق و سباق میں ایک بنیادی حوالے کی کتاب کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔ انہوں نے مشرقی علم بیان میں اور بطور خاص استعارے میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔

اردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ: ڈاکٹر محمود الہی

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۵۷ کے تحت پہلا ایڈیشن ۱۹۸۳ء میں دوسرا ایڈیشن اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۳۲۴ کے تحت ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔ یہ مقالہ محمود الہی نے پروفیسر محمد حسن کی نگرانی میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری کے لیے ۱۹۷۷ء میں لکھا تھا۔ اس مقالے میں اردو شاعری کی ابتداء سے لے کر دور جدید تک کی قصیدہ نگاری کے اہم رجحانات پر تنقیدی نظر ڈالی گئی ہے اور صنف سخن کی حیثیت سے اس کے مرتبے کا تعین کیا گیا ہے۔ چند اہم اور نمائندہ قصیدے نگاروں کی تخلیقات جو پردہ خفا میں تھیں انہیں

منظر عام پر لانے کی کوشش کی گئی ہیں۔

یہ مقالہ آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں قصیدہ کی اصطلاح سے بحث کی گئی ہے باقی ابواب میں قصیدہ کی اصطلاح کے نتیجے کی روشنی میں قصیدے کے ارتقاء سے بحث کی گئی ہے۔ باب اول قصیدہ صنف سخن کی حیثیت سے باب دوم عربی اور فارسی قصیدے باب سوم اردو قصیدہ نگاری کا ابتدائی دور، باب چہارم شمالی ہند میں قصیدہ نگاری کا ابتدائی دور، باب پنجم سودا کی قصیدہ نگاری سودا کے معاصرین، باب ششم، متوسطین کی قصیدہ نگاری، باب ہفتم قصیدہ نگاری کا آخری عہد باب ہشتم قصیدہ نگاری ۱۸۵۷ء کے بعد اور ادبی صنف کی حیثیت سے اس کا مرتبہ ہے۔

انیس۔ شخصیت و فن: ڈاکٹر فضل امام رضوی

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۴۹۶ کے تحت اس کا پہلا ایڈیشن ۲۰۰۷ء میں شائع ہوا۔ پروفیسر فضل امام کا زیر نظر مقالہ ایک طرف پس منظر کے طور پر عربی و فارسی مرثیہ نگاری کا تفصیلی جائزہ پیش کرتا ہے تو دوسری طرف انیس سے قبل اردو میں مرثیہ نگاری کی جو سمت و رفتار رہی ہے اس پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ ان کا مقالہ انیس کی شخصیت، تعلیم و تربیت، تہذیبی پس منظر، اخلاق و عادات اور شخصی رویوں کے ساتھ ساتھ ان کی مرثیہ نگاری، ان کی رباعیات، ان کی سلام گوئی اور ان کے فنی امتیازات کا احاطہ کرتے ہوئے اردو کی ادبی تاریخ میں ان کی قدر و قیمت کا مجموعی تعین بھی کرتا ہے۔ یہ مقالہ آٹھ ابواب میں منقسم ہے۔ باب اول عربی مرثیہ نگاری، فارسی مرثیہ نگاری، باب دوم چند تلامذہ میر انیس، باب سوم اردو مرثیہ قبل انیس، باب چہارم شخصیت، باب پنجم مرثیہ نگاری، باب ششم رباعی نگاری، باب ہفتم سلام و قطعہ نگاری اور باب ہشتم حاصل کلام کے عنوان سے ہے۔

پریم چند نئے تناظر میں: علی احمد فاطمی

یہ کتاب تخلیق کار پر بشرز سے بھی شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کے سارے مضامین تنقیدی ہی نہیں تحقیقی بلکہ ایسے شخص اور فنکار کے تئیں یہ عقیدت مندانہ تاثراتی اظہار ہے۔ پریم چند کا کہانیوں کے

ذریعے جگانے اور بیدار کرنے کا کام صرف ایک ادبی نظریہ یا زاویہ سمجھ کر نظر انداز کرنا اور اردو کے شاعرانہ مزاج و مذاق سے الگ تھلگ کرنا اردو ادب کی محدود فکر کا بھی اشاریہ ہے۔ پریم چند نے اپنے ناولوں اور افسانوں میں ایک وسیع دنیا کی تخلیق کی ہے جو اردو ہندی کی کسی فنکار کے یہاں نہیں ملتی۔

پریم چند کا مشہور جملہ ”ہمیں حسن کا معیار بدلنا ہوگا“

صرف ایک جملہ نہیں بلکہ ایک نظریہ ہے فلسفہ ہے۔ ان دونوں کے امتزاج سے جو انسانی اور اخلاقی اقدار کی معرفت ہوتی ہے وہ پریم چند کا سب سے بڑا پیغام ہے۔ ادیب اور فنکار کی عزت اور وقار کے لیے بھی انہوں نے متعدد پیغام دیے جن کو اس دور میں بطور خاص سمجھنے کی ضرورت ہے۔

تحقیق کا فن: گیان چند جین

یہ کتاب پروفیسر گیان چند جین کا تحقیقی مقالہ ہے۔ یہ کتاب پہلی بار اتر پردیش اردو اکادمی سے ۱۹۹۰ء میں شائع ہوئی تھی۔ دوسری بار قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۲۶۰ کے تحت اکادمی کے اشتراک سے ۲۰۰۸ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب دو سال میں مکمل ہوئی تھی۔ اس کتاب کے ماخذ تین ہیں ۱۔ اردو کتابیں اور مضامین ۲۔ انگریزی کی ۳۳ کتابیں جن میں کئی بہت مفید ہیں انھیں میں سے کتاب کے ابواب قائم کرنے کا تصور ملا ۳۔ ہندی کی دس کتابیں۔ ان کے مشمولات سے بعض نکات لے کر اس کتاب کے مسودے میں بیچ بیچ میں داخل کیا گیا۔ پہلے باب میں ہندی کتب سے کافی استفادہ کیا گیا ہے اس کے علاوہ تیسرے باب میں موضوع میں ان کا اثر دیکھا جاسکتا ہے بقیہ ابواب میں شاید ہندی سے کہیں کچھ نہیں لیا گیا ہے۔ کتاب کے مطابق تحقیق کی زبان غیر دلچسپ نہیں بلکہ سلیس و شگفتہ ہونی چاہیے۔ کتاب میں زیادہ تر ہندوستان کے محققین اور ہندوستان کی نگارشات ہی کا ذکر ہے پاکستانی مصنفین اور تصانیف کا بہت کم ذکر ہے۔

اس کتاب کا پہلا باب تحقیق اور تحقیق کا، دوسرا باب تحقیقی مقالہ، تیسرا موضوع، چوتھا خاکہ پانچواں مواد کی فراہمی، چھٹا مطالعہ اور نوٹ لینا، ساتواں باب مواد کی پرکھ اور حزم و احتیاط، آٹھواں

مقالے کی تسوید، نواں زبان اور بیان، دسواں ہیئت ایک ادیب پر مقالہ، گیارہواں ادبی تاریخ، بارہواں ادب کے کئی جزو پر تحقیق، چودہواں صنف، تحریک دبستان رحمان، پندرہواں تدوین متن، اجتماعی تحقیق، حوالے کی کتابیں، بین العلومی تحقیق، ادبی لسانیات، تصحیحی تحقیق، سندی تحقیق کی آخری منزلیں، خاتمہ، فنکارنہ نقد عالمہ، فرہنگ، کتابیات، انگلش بلیو گرافی۔ یہ کتاب کل ۶۵۲ صفحات پر مشتمل ہے

تنقید اور عملی تنقید: سید احتشام حسین

سید احتشام حسین کے تنقیدی اور ادبی مضامین کا چوتھا مجموعہ ہے۔ آزاد کتاب گھر، دہلی نے اس کتاب کو ۱۹۵۲ء میں شائع کیا تھا۔ اس مجموعے میں نظریاتی مباحث پر زیادہ مضامین نہیں ہیں۔ دو ایک نظریاتی مضامین اس مجموعے میں شامل ہیں۔ ان تنقید کے ایسے بنیادی مسائل کی طرف اشارے آگئے ہیں۔ یہ کتاب اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۸۰ ک تحت پہلا ایڈیشن ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا۔ سید احتشام حسین ۲۱ ویں صدی کے معروف تنقید نگار ہیں۔ وہ اردو کی مارکسی یا ترقی پسند تنقید کا ایک اہم ستون ہے اور معاصر ادب کی قدر و قیمت کا تعین کرنے میں ان کے تنقیدی نظریات نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان کی زیر نظر کتاب ان کی تنقیدی مضامین کا ایک اہم مجموعہ ہے جن میں اصول تنقید کے ساتھ ساتھ مختلف شعراء و ادباء پر ان کے اطلاق و عمل کا جائزہ لے کر ان کی قدر و قیمت کا تعین کیا گیا ہے۔ ان کا یہ تنقیدی مجموعہ دوسری بار بھی آزاد کتاب گھر دہلی سے ۱۹۶۱ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ ادارہ فروغ اردو لکھنؤ سے بھی ۱۹۶۱ء میں یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔ یہ کتاب کل ۲۲۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

تنقیدی نظریات (حصہ اول و دوم) : سید احتشام حسین

اس کتاب کو ادارہ فروغ اردو لکھنؤ نے پہلی بار ۱۹۵۸ء اور پانچویں بار جنوری ۱۹۷۷ء کو شائع کیا تھا اور اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۴۹۸ کے تحت اس کتاب کا حصہ اول اور حصہ دوم دونوں ۲۰۰۹ء میں شائع کیا گیا تھا۔

یہ کتاب تنقیدی اصول، تصورات اور نظریات کے متعلق چند مضامین کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب کوئی

مرتب یا مبسوط تصنیف نہیں ہے بلکہ مختلف الخیال نقادوں کے مجمل خیالات کا مجموعہ ہے۔ ان میں افلاطون اور ارسطو سے لے کر دور حاضر تک کے تمام اہل نقادوں کے بنیادی خیالات یکجا کر دیے گئے ہیں۔ یہ کتاب کل ۲۲۸ صفحات پر مشتمل ہے اور کتاب تین حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ مسائل کے عنوان سے دوسرا زاویہ اور تیسرا حصہ تجزیہ کے عنوان سے ہے۔ اس میں کل ۱۵ مضامین کا مجموعہ ہے حصہ دوم ۲۲۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۴۹۹ کے تحت ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا تھا۔ پہلا حصہ تصورات اور دوسرا حصہ تعبیرات کے عنوان سے ہے۔ اس جلد میں ۱۴ ایسے مضامین شامل ہیں جن کا سنجیدہ اور فکر آمیز مطالعہ نئی اور ادب شناسی کے متعدد راستے روشن کر سکتا ہے۔

قدیم مغربی تنقید : کلیم الدین احمد

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۸۰ کے تحت اس کتاب کی اشاعت ۱۹۸۳ء میں ہوئی۔ پروفیسر کلیم الدین احمد کا شمار بزرگ نقادوں میں ہوتا ہے۔ اردو اکادمی میں مغربی تنقید پر انہوں نے توسیعی خطبات پڑھے تھے۔ وہ خطبات کتابی صورت میں اکادمی نے شائع کیا۔ ان خطبات کا دوسرا ایڈیشن اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۴۷۶ کے تحت ۲۰۰۴ء میں شائع ہوا۔ پروفیسر کلیم الدین احمد نے قدیم مغربی نقاد افلاطون، ارسطو، ہورلیس اور لون جانس کے تنقیدی افکار و نظریات کو موضوع بحث بنایا ہے۔

گنجینہ تحقیق: سید احمد بیخود موہانی

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۲ کے تحت اس کتاب کا پہلا فوٹو افسیٹ ایڈیشن ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا۔ یہ کتاب کل ۳۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ بیخود صاحب اردو ادب کے پارکھ تھے۔ ”گنجینہ تحقیق“، بیخود کی تنقیدی تحریروں کا مجموعہ ہے۔ ان میں متعدد علمی اور ادبی مسائل زیر بحث آئے ہیں اور ایسے اصول و ضوابط کی مدد سے ادبی تنقید کی معیار بندی ہوئی ہے جس کی اہمیت آج بھی کم نہیں ہوئی ہے۔ کتاب کی ابتداء کے تین مضمون آئینہ تحقیق، سرمہ تحقیق اور سرمایہ تحقیق، غالبِ عدیم المثال کے ان احسانات کا حق ادا کرنے کی نظر سے لکھے گئے ہیں جو انہوں نے اردو علم و ادب پر کئے ہیں۔

اس کتاب میں کل پانچ مضامین ہیں۔ پہلا مضمون آئینہ تحقیق میں دیوان غالب کی نو شرحوں کے متعلق اجمالی رائے اور غالب کی ایک غزل کا حل ہے، دوسرا مضمون آئینہ تحقیق پر ادھ پنچ کے اعتراضات کا جواب اس مضمون میں شعراء کرام و ادباء کے تصانیف سے سندیں پیش کرنے کا خاص التزام کیا گیا ہے۔ مضمون سوم سرمایہ تحقیق میں اکثر اشعار غالب کو اساتذہ فارسی پر ترجیح دی گئی ہے۔ مضمون چہارم مایہ تحقیق میں شروح حضرت شادمان لکھنوی، حضرت شادان بلگرامی اور حضرت نامی پروفیسر الہ آباد یونیورسٹی کا موازنہ ہے۔ یہ مضمون نیرنگ، رامپور اور مرقع لکھنؤ میں شائع ہو کر مطبوعہ اہل نظر ہوا۔ مضمون پنجم آئینہ تحقیق میں اسرار سخن سنجی کی پردہ کشائی کی گئی ہے اور دکھایا گیا ہے کہ تنقید کا پایہ کس قدر بلند ہے۔ ابتدا کے چار مضمون مناسب ترمیم و حذف و اضافہ کے بعد شائع کیے گئے ہیں۔

محاسن کلام غالب۔ ڈاکٹر عبدالرحمن بجنوری

انجمن ترقی اردو ہند کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۵۰۰ کے تحت اس کی اشاعت ۱۹۸۳ء میں ہوئی تھی۔ غالب نے شعر و سخن کے میدان میں اپنے لیے الگ اور نئی راہ پیدا کی۔ عبدالرحمن بجنوری نے بھی کلام غالب پر اپنے تبصرے کا ایک نیا ڈھنگ اختیار کیا ہے۔ غالب پر ان کا یہ مختصر مطالعہ مرحوم کے جدید انداز فکر کا پہلا نمونہ تھا۔ انجمن ترقی اردو نے ۱۹۴۱ء میں اس مضمون کو ”محاسن کلام غالب“ کے عنوان سے رسالہ اردو میں شائع کیا۔ بعد ازاں کتابی شکل میں اس کے تین ایڈیشن شائع ہوئے۔ یہ کتاب کل ۹۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ انجمن ترقی ہند نے اسے ۱۹۵۲ء اور ۱۹۶۶ء میں شائع کیا۔

مقدمہ شعر و شاعری: مولانا الطاف حسین حالی

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۳۴۴ کے تحت اس کا پہلا فوٹو آفسیٹ ایڈیشن ۱۹۸۲ء میں، دوسرا ۱۹۸۸ء میں اور تیسرا ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا۔ یہ کتاب کل ۲۴۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کو ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ نے بھی تین بار شائع کیا ہے۔ پہلی بار ۱۹۵۲ء میں اور آخری بار 1981 میں شائع کیا ہے۔ کتاب کے شروع میں حرف آغاز کو چھوڑ کر ایک نگار خانہ اور دو دیباچے لگائے گئے ہیں۔ ایک حالی کی

شخصیت پر اور دوسرا ان کی تنقیدی حیثیت پر تنقیدی حصے میں کچھ مواد ہے۔ آخر میں تین ضمیمے ہیں۔ پہلے میں مواد دیا گیا ہے۔ اس میں حالی کے مغربی ماخذ بھی ہیں۔ دوسرا ضمیمہ نگارشات حالی پر مشتمل ہے۔ تیسرا ضمیمہ مقدمے پر دوسرے لوگوں کی تنقید ہے۔ کتاب کل چھ مضامین ہیں۔ حالات، متفرقات، نگار خانہ، حالی کی شخصیت، حالی کی تنقید اور مقدمہ شعر و شاعری۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے بھی اسے ۱۹۲۸ء میں شائع کیا تھا۔ پاپولر پبلشنگ ہاؤس لاہور نے اسے ۱۹۸۴ء میں شائع کیا تھا۔

موازنہ انیس و دبیر: شبلی نعمانی

(میر انیس کی شاعری پر تفصیلی ریویو اور میر انیس و دبیر کا موازنہ)

مولانا شبلی اردو کے ایسے مایہ ناز ادیب ہیں جو تاریخ، تنقید، سیرت نگاری، سوانح نگاری اور علم بیان میں یکساں قدرت رکھتے ہیں۔ ان کا مطالعہ وسیع اور مشاہدہ گہرا تھا۔ تنقید کے قسم تقابلی تنقید میں شبلی کا نام سرفہرست ہے۔ زیر نظر کتاب ”موازنہ انیس و دبیر“ بھی شبلی کی تقابلی تنقید کی عمدہ مثال ہے۔ اس کتاب میں شبلی نے انیس اور دبیر کے کلام کا موازنہ کیا ہے۔ انیس و دبیر اردو شاعری میں بحیثیت مرثیہ گو شاعر مشہور ہیں۔ شبلی نے ان کے کلام کا جائزہ لیتے ہوئے ان کے کلام کے موضوعات، علمیت، جدت طرازی، تشبیہات و استعارات اور قوت تخیل وغیرہ کا تقابل کیا ہے۔ ان کے کلام کے معائب و محاسن بھی بتائے ہیں۔ یہ کتاب انیس و دبیر کے کلام خصوصاً مرثیہ گو شاعر کے محاسن و معائب کو سمجھنے میں معاون ہے۔ مکتبہ جامعہ لیمٹڈ دہلی نے نومبر ۱۹۴۹ء میں اسے شائع کیا تھا۔

مولانا ابوالکلام فکرو فن : ملک زادہ منظور احمد

یہ کتاب ۶۰۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو نسیم بک ڈپو، لکھنؤ نے ۱۹۸۹ء میں شائع کیا تھا۔ یہ کتاب ملک زادہ منظور احمد کے پی۔ ایچ۔ ڈی مقالہ پر مشتمل ہے، جس کو ڈاکٹر محمود الہی کی نگرانی میں مکمل کیا گیا تھا۔ اس کتاب کو چھ ابواب میں منقسم کیا گیا ہے۔ مقالہ کے پہلے باب میں ان عوامل و معنایں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے جن سے ابوالکلام آزاد کی شخصیت اور فکر کی تشکیل ہوئی تھی۔ دوسرا باب ”الہلال“

اور ”البلاغ“ کے متعلق ہے۔ باب سوم تذکرہ، باب چہارم ترجمان القرآن، باب پنجم غبار خاطر کا روان خیال و دیگر مکاتیب اور مقالہ کے آخری باب میں گزشتہ ابواب کی تلخیص بھی ہے اور ضمیمہ بھی۔

یادگار غالب: خواجہ الطاف حسین حالی

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۶۴ کے تحت ”یادگار غالب“ کا پہلا آفسیٹ ایڈیشن ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا۔ یہ کتاب اردو کے سب سے معتبر اور معروف شاعر مرزا غالب کی حیات اور فکرو فن پر ایک لافانی کتاب ہے۔ ”یادگار غالب“ سوانح عمری سے بڑھ کر یادگار عملی تنقیدی کارنامہ بھی ہے۔ اس کتاب میں غالب کی زندگی اور شخصیت کی کامیاب تصویر کشی کی گئی ہے۔ ان کی نثر نگاری اور شاعری کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ”یادگار غالب“ دو حصوں پر مبنی ہے۔ پہلے حصے میں غالب کی زندگی کے واقعات، ان کی تاریخ ولادت، مطالعہ کتب، سفر، کلکتہ، مثنوی ”باد مخالف“، غدر کے واقعات اور ”قاطع برہان“ وغیرہ کا بیان ملتا ہے اور دوسرے حصے میں مرزا کی تحریروں کو نظم و نثر کے منتخب کلام کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ ہر قسم کے بیان بھی تنقیدی زاویے کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ ساتھ ہی منتخب کلام کا نمونہ بھی درج کیا گیا ہے۔ انتخابات میں جو اشعار شرح طلب سمجھے گئے ہیں ان کی تشریح کر دی گئی ہے جس سے غالب کے کلام کے محاسن کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ زیر نظر کتاب میں ”یادگار غالب“ حصہ اردو ہے۔ کتاب میں فارسی حصے کو نکال دیا گیا ہے۔ غالب انسٹیٹیوٹ نئی دہلی نے اس کو ۱۹۸۶ء میں شائع کیا تھا۔ نامی پریس، کانپور نے ۱۹۴۷ء میں شائع کیا تھا۔ غالب اکادمی دہلی نے اسے ۲۰۱۱ء میں شائع کیا تھا۔

حیات سعدی: الطاف حسین حالی

شیخ سعدی شیرازی صحیح معنی میں جامع کمالات تھے۔ اپنے زمانے کے اتنے اچھے غزل گو تھے کہ ان کو فارسی میں غزل کا پیغمبر مانا گیا۔ ان کے زمانے تک قصیدہ نگاری، مبالغہ آرائی اور گھٹیا مدح سرائی کا شاہکار بن چکی تھی۔ سعدی نے اس روش کو بدلا اور ایسا بدلا کہ ان کے قصیدے نصیحت کے مرقع معلوم ہوتے ہیں۔ یہ کتاب شیخ سعدی کی سوانح عمری ہے لیکن اس کا زیادہ حصہ ان کے کلام کے تبصرے پر مشتمل

ہے۔ شروع کے ۵۷ صفحات میں گویا سوانح کی کہانی لکھی گئی ہے اور باقی صفحات میں شیخ کی تصنیفات پر تبصرہ ہے۔ سعدی کے کلام پر حالی کا تبصرہ قابل قدر ہے۔ انہوں نے جس محاسن کو نمایاں کیا ہے وہ کلام سعدی کی جان ہیں۔ یہ کتاب بارہا چھپی ہے۔ لاہور سے اس کا ایک ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ حیات سعدی کا پہلا ایڈیشن ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا اور ان کا نسخہ اسی اشاعت اول پر مبنی ہے۔ یہ کتاب کل ۲۳۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

انتخاب خطبات خلافت: محمود الہی

(سلسلہ ابوالکلام آزاد صدی تقریبات ۱۹۸۸ء)

اکادمی کے سلسلہ میں مطبوعات نمبر ۲۷۲ کے تحت اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب میں کل نو خطبات شامل ہیں۔ جو اکادمی کے 'سلسلہ ابوالکلام آزاد صدی تقریبات' پر دیے گئے تھے۔ مسئلہ خلافت جزیرۃ العرب، مولانا آزاد خطبہ صدارت ممبئی۔ جان محمد چھوٹا بھائی، خطبہ صدارت ممبئی۔ غلام محمد بہرگری، خطبہ صدارت آگرہ مولانا آزاد، خطبہ صدارت آگرہ آزادی، خطبہ میرٹھ نواب محمد اسماعیل خان، خطبہ صدارت لکھنؤ مولانا محمد علی اور خطبہ صدارت کوکونڈ مولانا شوکت علی، خطبہ صدارت کانپور مولانا آزاد وغیرہ شامل ہیں۔

نصابی کتابیں:

ادب پارے حصہ نثر و نظم: سید احتشام حسین

ادارہ فروغ اردو لکھنؤ نے اسے تیسری بار ۱۹۶۴ء میں شائع کیا تھا۔ یہ کتاب کل ۲۴۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ ادب پارے (حصہ نثر) انٹر میڈیٹ کے طلباء کے لیے ہے۔ اردو نثر کے اس نصابی انتخاب میں طلباء کو ادب کی مختلف صنفیں ملیں گی۔ کتاب کے شروع میں اردو نثر کے ارتقاء کا ایک مختصر خاکہ دے دیا گیا ہے۔ ادب پارے (حصہ نظم) ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا۔ یہ کل ۲۱۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب

میں انتخاب غزلیات، انتخاب قصائد، انتخاب قصائد، انتخاب مثنویات، انتخاب قطعات، انتخاب رباعیات اور انتخاب نظم جدید شامل ہیں۔

انتخاب افسانہ : اکادمی

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۳ کے تحت اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا۔ ”انتخاب افسانہ“ بی۔ اے کے نصاب کے مطابق ہے۔ یہ انتخاب ۲۵۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں کل ۱۱۴ افسانے ہیں۔ اس کتاب کے کل آٹھ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ تیسرا ایڈیشن ۱۹۸۶ء میں، چوتھا ایڈیشن ۱۹۸۹ء میں، پانچواں ایڈیشن ۱۹۹۲ء میں، چھٹا ایڈیشن ۱۹۹۵ء میں آخر اور آٹھواں ایڈیشن ۲۰۰۳ء میں شائع ہوا۔

انتخاب غبار خاطر: ابوالکلام آزاد

(سلسلہ ابوالکلام آزاد صدی تقریبات ۱۹۸۸ء)

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۴۲۶ کے تحت اس انتخاب کا چوتھا ایڈیشن ۲۰۰۳ء میں شائع ہوا۔ یہ اردو کا شاہکار اور لازوال کارنامہ ہے جو انشائیوں کی شکل میں خطوط کا مجموعہ ہے جس میں ۲۴ خطوط ہیں جس کو مولانا ابوالکلام آزاد نے ۱۹۴۲ء کی گرفتاری کے موقع پر قلعہ احمد نگر کی اسیری میں خود کو مصروف رکھنے، دل کے غبار کو سامنے لانے اور تنہائیوں کو کم کرنے کی غرض سے اپنے دوست حبیب الرحمن خان شیروانی کو لکھا تھا۔

”غبار خاطر“ ایک ایسی دستاویز ہے جس کے بغیر مولانا کی شخصیت کی تفہیم ممکن نہیں۔ ”غبار خاطر“ میں مولانا کے شخصی حالات، زنداں کے شب و روز، زنداں کے مشاہدات و تجربات کے علاوہ مختلف موضوعات مثلاً چڑیا چڑے کی کہانی، چائے کا شجرہ، زانغ و بلبل کی حکایتیں، فن موسیقی اور چائے کی تاریخ پر قلم اٹھایا ہے۔ اور ان تمام واقعات کو مولانا نے بڑے دلچسپ انداز میں جگہ جگہ عربی و فارسی اشعار کی مدد سے ”غبار خاطر“ کے اسلوب کو دلچسپ بنا دیا ہے۔ اکادمی کی طرف سے مولانا کی صد سالہ تقریبات کے

موقع پر ”غبار خاطر“ کا انتخاب پیش کیا گیا ہے۔

انتخاب قصائد: اکادمی

یہ انتخاب کل ۱۰۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں سات قصیدے شامل ہیں۔ اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۱۸ کتاب اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۶ء میں اور آخری پانچواں ایڈیشن اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۴۲۵ کے تحت ۲۰۰۳ء میں شائع ہوا۔

انتخاب مرثی: حکم چند نیر

اکادمی کے زیر اہتمام اس کتاب کے اب تک سات ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۸۹ تحت کے اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۳ء میں اور اس کا آخری اور ساتواں ایڈیشن ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا۔ یہ کتاب کل ۲۸۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

زیر نظر ”انتخاب مرثی“ کو پروفیسر حکم چند نیر اور ڈاکٹر قمر جہاں نے مرتب کیا ہے۔ اس انتخاب میں روایتی مرثیوں کے ساتھ ساتھ شخصی مرثیے بھی شامل کیے گئے ہیں مرتبین نے صحت متن کا بطور خاص لحاظ رکھا ہے اور مرثیوں کی فرہنگ فراہم کر کے انتخاب کو زیادہ مفید بنانے کی کوشش کی ہے۔ اس کتاب میں دور اول سے چلبست تک کئی اہم مرثیہ نگاروں کے مرثیے شامل ہیں۔ اس کتاب میں ہاشم علی، سودا، ضمیر، انیس، دپیر، جوش، غالب، حالی، سرور، اقبال صنفی اور چلبست کے مرثیے شامل ہیں۔

انتخاب منظومات (حصہ اول و دوم): اکادمی

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۳۷۶ کے تحت اس کا ایڈیشن ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا۔ یہ ایک نصابی کتاب ہے۔ ”انتخاب منظومات“ حصہ اول میں نظیر اکبر آبادی، اکبر الہ آبادی، سرور جہاں آبادی، چلبست، اقبال، جوش، اختر شیرانی، مجاز، مخدوم، فیض، ساحر، ملا، علی سردار جعفری، اختر الایمان کی منظومات شامل ہیں۔

”انتخاب منظومات“ حصہ دوم اکادمی کے تحت یہ کتاب چوتھی اس کتاب کا چوتھا ایڈیشن ۱۹۸۷ء میں، پانچواں ایڈیشن ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا۔ ”انتخاب منظومات“ حصہ دوم میں غزلیات، ۱۸ شعراء کی غزلیں، قصائد میں چار شعراء کی قصائد، مراثنی میں انیس و دیر کے مرثیے، رباعیات میں ۱۱ شعراء کی رباعیات اور مثنویات میں میر حسن اور میر تقی میر اور نسیم کی مثنویات شامل ہیں۔

انتخاب نثر (حصہ اول و دوم) : اکادمی

”انتخاب نثر“ حصہ اول۔ اس کے مرتب حکم چند نیر ہیں۔ ”انتخاب نثر“ اول اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۹ء میں دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۲ء میں، تیسرا ایڈیشن ۱۹۸۵ء میں اور اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۳۱ کے تحت چوتھا ایڈیشن ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔ یہ انتخاب یونیورسٹی سطح کی نصابی کتاب ہے جو بی۔ اے کے نصاب میں شامل کی گئی ہے جس کی پہلی اشاعت ۱۹۷۹ء میں عمل میں آئی تھی۔ اس انتخاب میں مختلف ادباء کے ۱۵ مضامین شامل ہیں۔

اب تک ”انتخاب نثر“ حصہ دوم کے اکادمی کے تحت نو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ یہ کتاب کل ۷۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۳۹۹ کے تحت اس کا نوواں ایڈیشن ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا۔ اس انتخاب میں مختلف مصنفین کے ۱۴ مضامین شامل ہیں۔

بکٹ کہانی (بارہ ماسہ) : مسعود حسین خان

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۱۶ کے تحت اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۸ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا۔ افضل کی ”بکٹ کہانی“ لسانی اور تہذیبی عناصر نیز ساخت کے اعتبار سے تاریخ ادب اردو میں انتہائی اہم تصنیف سمجھی جاتی ہے اور انہی خصوصیات کی وجہ سے ملک کی متعدد یونیورسٹیوں میں داخل نصاب ہے۔ ”بکٹ کہانی“ کا ایک معتبر ایڈیشن مختلف نسخوں کو سامنے رکھ کر اختلاف نسخ کی نشاندہی اور جامع مقدمے کے ساتھ نور الحسن ہاشمی، ڈاکٹر مسعود حسین خان نے تیار کیا تھا۔ اکادمی نے پہلی مرتبہ ۱۹۷۸ء میں اسے شائع کیا تھا۔

افضل کی ”بکٹ کہانی“ قدیم اردو کے نایاب نمونوں میں سے ایک ہے اور کئی اعتبار سے نہایت اہم ہے۔ اول تو بارہ ماہ کی روایت کی ایسی کامیاب مثال اردو میں دوسری کوئی نئی نہیں ہے۔ اس بارہ ماہ سے میں ہندوستان کے موسموں کا سماں افضل نے بڑی خوبی سے نظم کیا ہے۔ دوسری ”بکٹ کہانی“ میں ہندوستانی عناصر ایسے خوبی سے سمو گئے ہیں کہ وہ ہماری تہذیب کا آئینہ خانہ بن گئے۔ تیسرے لسانی اعتبار سے ”بکٹ کہانی“ زبان کے ارتقاء اور اس کے مطالعے کی نہایت اہم کڑی ہے۔

لازمی نصاب: پروفیسر حکم چند نیر

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۵ کے تحت یہ کتاب ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ نثر ہے اور دوسرا حصہ نظم ہے۔ پہلے حصہ نثر میں کل ۱۵ مضامین اور نظم ۱۸ شعراء کے حالات و اشعار کا ذکر ہے۔

منتخب غزلیں: پروفیسر حکم چند نیر

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۷۷ کے تحت اس کی پہلی اشاعت ۱۹۸۴ء میں، دوسری اشاعت ۱۹۹۳ء میں اور اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۴۰ کے تحت اس کی تیسری اشاعت ۱۹۹۹ء میں عمل میں آئی۔ یہ کتاب کل ۲۰۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں ولی، سودا، درد، میر، ناسخ، آتش، مومن، غالب، حالی، شاد، چکبست، اصغر، اقبال، فانی، حسرت، یاس اور فیض جیسے ۱۸ اہم شعراء کرام کے اشعار اور غزلوں کو شامل کیا گیا ہے۔

چینیو خاں: محسن خاں

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۸۰ کے تحت اس کی پہلی اشاعت ۱۹۹۰ء میں ہوئی۔ یہ کتاب بچوں کے لیے بہت مفید اور دلچسپ ہے۔ اس کتاب میں کل تین کہانیاں ہیں۔

متفرقات

ہم قبیلہ: علی جواد زیدی

اکادمی کے مطبوعات کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۳۰۵ کے تحت اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا۔ ”ہم قبیلہ“ ان تاثرات کا مجموعہ ہے جو علی جواد زیدی نے اپنے بزرگوں اور دوستوں کے بارے میں وقتاً فوقتاً ظاہر کئے ہیں۔ ”ہم قبیلہ“ مولانا برکت اللہ بھوپالی، مولانا عبدالمجید ریاض آبادی، مسعود حسین رضوی ادیب، علی عباس حسینی، سراجی لکھنوی، جعفر علی خاں اثر، رام بابو سکسینہ، احتشام حسین، رام ناتھ شاستری، ڈاکٹر حسین ذاکر، نجیب اشرف ندوی، قاضی عدیل عباسی، شمیم کرہانی، خورشید احمد، سہیل عظیم آبادی، مولانا اختر علی تلہری، مجنوں گورکھپوری کا خاکہ ہے۔ یہ کتاب کل ۲۵۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

اردو کی نثری داستانیں: گیان چند جین

اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۹ کے تحت اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔ یہ کتاب کل ۹۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اردو نثر میں داستانی ادب کی مضبوط روایت رہی ہے۔ اس روایت کے مطالعے کے لیے سب سے معتبر اور کارآمد پروفیسر گیان چند کا ہے۔ انہوں نے ”اردو کی نثری داستانیں“ پر الہ آباد یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ اس کتاب کے دو ایڈیشن پاکستان میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ اردو نثر کے آغاز و ارتقاء کے مطالعے کے لیے بالعموم اور اردو کے داستانی ادب کے بالاستیعاب مطالعہ کے لئے علی الخصوص اس کتاب سے رجوع کرنا ناگزیر ہے۔ اس کتاب کو ۱۱۳ ابواب میں منقسم کیا گیا ہے۔ اس مقالے کا پہلا ایڈیشن ۱۹۵۴ء میں انجمن ترقی اردو، پاکستان کراچی نے پہلی بار شائع کیا تھا۔ دوسرا ایڈیشن ۱۹۶۵ء میں کراچی سے شائع ہوا۔ یہ کتاب کل ۹۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

ذوق ادب اور شعور: سید احتشام حسین

اس کتاب کو ادارہ فروغ اردو نے دوبار شائع کیا تھا۔ آخری بار ۱۹۶۶ء میں اسے شائع کیا گیا تھا

- احتشام حسین کے تنقیدی اور ادبی مضامین کا پانچواں مجموعہ ”ذوق ادب اور شعور“ ہے۔ اس مجموعے کے مضامین کی تہہ میں تصور قد پوشیدہ ہے۔ یہ کتاب کل ۲۵۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

ساحل اور سمندر : سید احتشام حسین

(ایک سفر نامہ اور ڈائری)

ساحل اور سمندر احتشام حسین کے امریکہ اور انگلستان کے سفر سے متعلق چند بے ربط تاثرات اور خیالات کا مجموعہ ہے۔ ۱۹۵۴ء میں لکھنؤ سے سید وجاہت حسین نے سرفراز قومی پریس لکھنؤ سے پہلی بار شائع کیا۔ اس کتاب کے موضوعات کشمکش اور سمجھ، فکر، سفر کے ۱۸ دن، نئی دنیا پرانی دنیا کی طرف، سخن ہائے گفتنی ہیں۔

سخن ان فارس: محمد حسین آزاد

محمد حسین آزاد کی عہد آفرین تصنیف ”سخن ان فارس“ مدتوں سے نایاب تھی۔ اکادمی کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۱ کے تحت اس کتاب کا پہلا فوٹو آفسیٹ ایڈیشن ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا تھا۔ یہ کتاب کل ۴۳۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

”سخن ان فارس“ علم لسانیات پر اردو کی اولین تصانیف میں سے ہے۔ اس کتاب کی حیثیت کا رنامہ سے کم نہیں۔ محمد حسین آزاد اردو کے پہلے محقق تھے جس نے اردو اور فارسی کے لسانی رشتوں کی طرف توجہ دلائی۔ یہی نہیں انہوں نے قدیم فارسی اور قدیم سنسکرت کے لسانی اور ادبی وراثت میں صرف فارسی ہی کا نہیں بلکہ قدیم سنسکرت کے ذخیروں کا بھی بڑا حصہ ہے۔

یہ کتاب دو حصوں میں ہے۔ حصہ اول لسانیات سے متعلق ہے اور دوسرے حصہ میں ۱۱ لیکچر ہیں۔

عکس اور آئینے : سید احتشام حسین

ادارہ فروغ اردو لکھنؤ نے اکتوبر ۱۹۶۲ء میں اسے شائع کیا ہے۔ ”عکس اور آئینے“ احتشام حسین

کے مضامین کا چھٹا مجموعہ ہے۔ اس مجموعہ میں مختلف النوع مضامین شائع ہیں بلکہ پڑھنے والوں کو دلچسپی کو برقرار رکھنے کے لیے تنوع کا لحاظ بھی رکھا گیا ہے۔ اس میں کل ۱۴ مضامین شامل ہیں اور کل ۲۵۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اتر پردیش اردو اکادمی نے بھی اسے شائع کیا ہے جس کی تفصیل مل نہ سکی۔ (۲)۔ (۳)

اکادمی کی موجودہ مکمل فہرست کتب درج ذیل ہے

فہرست مطبوعات اتر پردیش اردو اکادمی

انتخابات شعری:

ظفر احمد صدیقی

انتخاب کلام آبرو

طیب ابدالی

انتخاب کلام آسی غازی پوری

آغا جمیل کاشمیری

انتخاب کلام آغا حشر کاشمیری

ڈاکٹر امیر اللہ خان شاہین

انتخاب کلام اقبال

محمد ضیاء الدین اصلاحی

انتخاب کلام اقبال سہیل

عتیق احمد صدیقی

انتخاب کلام الہی بخش معروف

اخلاق حسین عارف

انتخاب کلام امانت لکھنوی

فضل امام

انتخاب کلام امیر اللہ

ابوالکلام قاسمی

انتخاب کلام انعام اللہ خان یقین

اسد بدایونی

انتخاب کلام بے خود بدایونی

خورشید افسر بسوانی

انتخاب کلام جگر بسوانی

ایم کوٹھیادی راہی

انتخاب کلام جگر مراد آبادی

عصمت ملیح آبادی

انتخاب کلام جوش ملیح آبادی

انتخاب کلام حاتم علی مہر	بیگم نسیم اقتدار علی
انتخاب کلام حسرت موہانی	محمد رضا انصاری
انتخاب کلام خلیل الرحمن اعظمی	شہر یار
کلام خواجہ حیدر علی آتش	ولی الحق انصاری
انتخاب کلام خواجہ میر درد	نثار اعظمی
انتخاب کلام داغ	قاضی جمال حسین
انتخاب کلام رجب علی بیگ سرور	حنیف نقوی
انتخاب کلام شعور بلگرامی	ذکی کا کوروی
انتخاب کلام شاد عظیم آبادی	نجم الدین انصاری
انتخاب کلام شوق بہرائچی	عرفان عباسی
انتخاب کلام محمد ابراہیم ذوق	تنویر احمد علوی
انتخاب کلام صبا	قاسم علی خاں
انتخاب کلام ضامن علی جلال	سید سکندر آقا
انتخاب کلام ظریف	عبدالباری
انتخاب کلام ظہیر دہلوی	محمد ضیاء الدین اصلاحی
انتخاب کلام عبدالحی تاباں	عصمت ملیح آبادی
انتخاب کلام فانی بدایونی	اختر بستوی
انتخاب کلام فراق گورکھپوری	افغان اللہ خان
انتخاب کلام فقیر محمد گویا	علی انجم ملیح آبادی

انتخاب کلام قلی قطب شاہ	سیدہ جعفر
انتخاب کلام قمر مراد آبادی	سعادت علی صدیقی
انتخاب کلام مادھورام جوہر	راجندر بہادر موج
انتخاب کلام ماچس لکھنوی	رئیس آغا
انتخاب کلام محمد جان حیرت الہ آبادی	قاضی علی خان
انتخاب کلام مرانی مرزا دبیر	اکبر حیدری کاشمیری
انتخاب کلام منیر شکوہ آبادی	ریاض الدین
انتخاب کلام مومن	ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی
انتخاب کلام میر	قاضی افضل حسین
انتخاب کلام ناتھ	کاظم علی خان
انتخاب کلام نادر کا کوروی	ذکی کا کوروی
انتخاب کلام ناطق لکھنوی	عرفان عباسی
انتخاب کلام نظیر اکبر آبادی (غزلیات)	ملک زادہ منظور
انتخاب کلام نظیر اکبر آبادی (منظومات)	مسعود حسین خان
انتخاب کلام واجد علی شاہ اختر	کوکب ولی سجاد مرزا
انتخاب کلام وحشی کانپوری	راجندر بہادر موج
انتخاب کلام یگانہ	انیس اشفاق
انتخابات نثری:	
انتخاب مضامین احمد جمال پاشا	عابد سہیل

انتخاب مضامین بستان حکمت فقیر محمد گویا

نیر مسعود

انتخاب مضامین پطرس

وجاہت علی سندیلوی

انتخاب مضامین سب رس

ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی

انتخاب مضامین سجاد حیدر یلدرم

ثریہ حسین

انتخاب مضامین سرسید

عتیق احمد صدیقی

انتخاب مضامین سید سلمان ندوی

صباح الدین عبدالرحمن

انتخاب مضامین شوکت تھانوی

وجاہت علی سندیلوی

انتخاب مضامین طلسم ہوش ربا

محمد حسن عسکری

مضامین رشید احمد صدیقی

شہاب الدین ثاقب

انتخاب مضامین فسانہ عجائب

قمر جہاں

انتخاب مضامین فطرت فکر تونسوی

دلپ سنگھ

انتخاب مضامین مرزا ہادی رسوا

محمد حسن

انتخاب مضامین کربل کتھا

حنیف نقوی

آزادی سے متعلق ادب:

انقلاب 1857

شیخ حسام الدین

آزادی کی تنظیمیں

سبط حسن

خطبات آزادی

اردو اکیڈمی

رپورٹ تیسری انڈین نیشنل کانگریس

پنڈت سندرا لال

شاعری کے سو سال

علی جواد زیدی

قومی نظم

علی جواد زیدی

مرکب معاصرین علی جواد زیدی

ہماری قومی شاعری علی جواد زیدی

آزادی میں ادباء کے رول علی جواد زیدی

بچوں کا ادب:

اسرار کائنات محمد اسحاق صدیقی

انوکھی مچھلیاں محمد اسحاق صدیقی

بچوں سے باتیں مسعود حسن رضوی ادیب

جھوٹ کے پیر محمد اطہر مسعود خان

چنانچہ انظر افسر

چینو خان محسن خان

دوستی کا جشن محسن خان

روسی کہانیاں حامد اللہ افسر

زمین کے بھید محمد اسحاق صدیقی

سرخ گلاب بشیر پر دیپ

سوتا جاگتا نیر مسعود

غار سے جھونپڑی تک غلام حیدر

کھلتی کلیاں محمد اطہر مسعود خان

منسارام کا گدھا محسن خان

موم کا دل ڈاکٹر محمد اطہر مسعود خان

معصوم و فادار ایچ ایم یاسین

وجاہت علی سندیلوی
نور الحسن ہاشمی

ہاتھیوں سے جنگ
ہندی سے اردو سیکھیے

تراجم

رائے سدھ ناتھ بلی فراقی
رائے سدھ ناتھ بلی فراقی

رامائن فراقی (جلد اول)
رامائن فراقی (جلد دوم)

پی پیام

رتناولی ڈرامہ

لغات و فرہنگ:

ایس ڈبلیو فلن

اے نیو ہندوستانی انگریزی ڈکشنری

ڈکن فاربس

ہندوستانی انگریزی انگریزی ہندوستانی ڈکشنری

لال تاپرسات شفق

فرہنگ شفق

مولوی فیروز الدین

فیروز اللغات

تذکرے:

غلام حمدانی مصحفی

ریاض الفصحاء

اکبر حیدری کاشمیری

تذکرہ ریختہ گویاں

مرزا علی لطف

تذکرہ گلشن ہند

حنیف نقوی

شعراء اردو کے تذکرے

قاضی نور الدین فائق

مخزن الشعراء

محمد قیام الدین قائم چاند پوری

مخزن نکات

محمود الہی

نکات الشعراء (میر تقی میر)

شعری ادب:

اردو کے منتخب گیت	قیصر جہاں
انوار نظر	نوبت رائے نظر
حرف مکرر	علیم مسرور
دیوان ثاقب	ثاقب لکھنوی
دیوان شیفہ	محمد مصطفیٰ خان شیفہ
دیوان غالب جدید نسخہ حمید یہ	مفتی محمد انوار الحق
روح نظیر	محمود اکبر آبادی
روشنی کے دریچے	سید احتشام حسین
زندگی اے زندگی	خلیل الرحمن اعظمی
عکس گل	شمیم کرہانی
سریلی بانسری	انور حسین آرزو
سفر ناتمام	وامق جو پوری
مثنوی سحر البیان	میر حسن
مثنوی گلزار نسیم	پنڈت دیاشنکر نسیم
نیاساز نیا انداز	نازش پرتاب گڑھی
نشاط روح	اصغر گوندوی
کلیات شاد عارفی	پروفیسر مظفر حنفی
قصیدہ نگاران اتر پردیش	علی جواد زیدی
کلیات ولی	نور الحسن ہاشمی

علم و ادب:

آب حیات	محمد حسین آزاد
ابراہن گنوری حیات اور ادبی کارنامے	ڈاکٹر یاسین علی عثمانی
ادب اور سماج	سید احتشام حسین
ادبی تحقیق۔ مسائل اور تجزیہ	رشید حسن خان
اردو ادب کے ارتقا میں ادبی تحریکوں اور رجحانوں کا حصہ	منظر اعظمی
اردو تنقید کی تاریخ	مسح الزماں
اردو تنقید میں نفسیاتی عناصر	پروفیسر سید محمود الحسن
اردو شاعری میں قومی یکجہتی کے عناصر	سید مجاور حسین
اردو مثنوی کا ارتقا شمالی ہند میں	عقیل احمد رضوی
اردو مرثیہ کا ارتقا	مسح الزماں
اردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ	محمود الہی
اصلاح سخن	محمد علی شوق سنڈیلوی
اعتبار نظر	سید احتشام حسین
افادات	خورشید لکھنوی
افکار و مسائل	سید احتشام حسین
انبیات	سید مسعود حسن رضوی ادیب
اقتباسات روزنامہ ہمدرد	ظہیر علی صدیقی
ان شاء اللہ خان انشاء	عابد پیشاوری

انیس شخصیت اور فن	فضل امام
آئینہ بلاغت	مرزا محمد عسکری
بیسویں صدی کے بعد لکھنؤی ادیب اپنے تہذیبی مرزا جعفر حسین	
پس منظر میں	
پنجاب میں اردو	محمود شیرانی
پریم چند نئے تناظر میں	پروفیسر علی احمد فاطمی
پریم چند کے ناولوں میں نسوانی کردار	ڈاکٹر شمیم نکھت
تحقیق کا فن	چند جین
تنقید اور عملی تنقید	سید احتشام حسین
تنقیدی نظریات (حصہ اول)	سید احتشام حسین
تنقیدی نظریات (حصہ دوم سید)	احتشام حسین
تنقیدی جائزے	سید احتشام حسین
تنویر الشمس	منشی شمس الدین اعجاز رقم
جدید ادب منظر پس منظر	جعفر عسکری
جدید اردو تنقید اصول و نظریات	شارب رد و لوی
جوش ملیح آبادی۔ انسان اور شاعر	سید احتشام حسین
حیات سعدی	خواجہ الطاف حسین حالی
دستاویز	اردو اکادمی
دلی کا دبستان شاعری	نور الحسن ہاشمی

رسالہ زمانہ کی ادبی خدمات	شفیق احمد عثمانی
رشید احمد صدیقی شخصیت اور ادبی قدر و قیمت	ابوالکلام قاسمی
روایت اور بغاوت	سید احتشام حسین
زر کامل عیار	منظفر علی اسیر
ساز او دھی میں نغمہ غالب	نور الحسن ہاشمی
سخندان فارس	محمد حسین آزاد
عکس اور آئینے	سید احتشام حسین
عصمت چغتائی کی ناول نگاری	شبترم رضوی
غزل کا نیا علامتی نظام	انیس اشفاق
ساحل اور سمندر	سید احتشام حسین
سوانح عمری حاجی محمد سمیع اللہ خان بہادر	محمد ذکا اللہ
سلاطین دہلی کے عہد میں ہندوستان سے محبت اور صباح الدین عبدالرحمن	
شگفتگو کے جذبات	
سیاسی نظریے	نور الحسن ہاشمی
سیکولرزم اور اردو شاعری	اختر بستوی
شبلی معاصرین کی نظر	ظفر احمد صدیقی
شفاء الدولہ کی سرگزشت	نیر مسعود
قدیم اردو ادب کی تنقیدی تاریخ	محمد حسن
قدیم مغربی تنقید	کلیم الدین احمد

ثریہ حسین	گارساں دیتاسی
عشرت علی صدیقی	گاندھی جی اور زبان کا مسئلہ
سید احمد بے خود موہانی	گنجینہ تحقیق
عبدالرحمن بجنوری	محاسن کلام غالب
عبدالرحمن بجنوری	مراۃ الشعر
مسلم صدیقی	مقالات عبدالستار صدیقی
یوم جوہر سیمینار کے مقالات	مقالات یوم جوہر
دیانا رائن نغم سیمینار کے مقالات	مقالات یوم نغم
مولانا الطاف حسین حالی	مقدمہ شعر و شاعری
نیر مسعود	مرثیہ خوانی کا فن
فضل امام	مطالعہ عارف
شبلی نعمانی	موازنہ انیس و دبیر
ملک زادہ منظور احمد	مولانا ابوالکلام آزاد فکر و فن
مہدی بیگم	مکاتب مہدی افادی
نور الہی محمد عمر	ناٹک ساگر
اشفاق محمد خاں	نذیر احمد کے ناول (تنقیدی مطالعہ)
سید مرتضیٰ رضوی	نقاشی عرف پیپر پیسی
سید سلیمان حسین	نوآئین ہندی
علی جواد زیدی	ہم قبیلہ

ہندوستانی پریس ناظرین علی خان

ہندوستانی تہذیب اقبال حسین

ہندوستانی لسانیات کا خاکہ سید احتشام حسین

یادگار غالب الطاف حسین حالی

مطبوعات ابوالکلام آزاد صدی تقریبات

الہلال مکمل سیٹ ابوالکلام آزاد

آزاد

انتخاب خطبات خلافت محمود الہی

انتخاب رسالہ زمانہ خورشید افسر بسوانی

ناول:

مراۃ العروس ڈپٹی نظیر احمد

ایامی، نذیر احمد مرتبہ وضاحت حسن رضوی

بہت دیر کردی علی مسرور

بنات العش ڈپٹی نذیر احمد

ویران سید احتشام حسین

یونیورسٹی سطح کی نصابی کتابیں:

ادب پارے (نثر) سید احتشام حسین

ادب پارے (نظم) سید احتشام حسین

انارکلی امتیاز علی تاج

انتخاب افسانہ مجلس مشاورت

خطوط غالب	مجلس مساورت
غبار خاطر	ابوالکلام آزاد
انتخاب قصائد	مجلس مشاورت
انتخاب مرثی	مجلس مشاورت
انتخاب منظومات (حصہ اول)	مجلس مشاورت
انتخاب منظومات (حصہ دوم)	مجلس مشاورت
انتخاب نثر (حصہ اول)	مجلس مشاورت
انتخاب نثر (حصہ دوم)	مجلس مشاورت
بکٹ کہانی	نور الحسن ہاشمی
لازمی نصاب	حکم چندنیر
منتخب غزلیں	مجلس مشاورت
منتخب نظمیں	مجلس مشاورت
شخصیات سیریز	
ملک زادہ منظور احمد	انور جلال پوری
ندافاضلی	پروفیسر علی احمد فاطمی
کلیم عاجز پر	وفیسر مناظر عاشق ہرگانی
زبیر رضوی	ڈاکٹر مہتاب امروہی
نشر خانقاہی	اسد رضا

اکادمی نے آغاز سے ہی وسیع پیمانے پر اہم نادر اور نایاب و کمیاب کتابوں کی اشاعت کرتی آ رہی ہے ان سبھی کتابوں کی قیمت دیگر اکادمیوں اور بک ایجنسیوں سے کم ہوتی ہے۔ اکادمی جتنے وسیع

پیمانے پر اردو کتابوں کی اشاعت کر رہی ہے غالباً کسی دوسری اکادمی نے اتنی کتابیں شائع نہیں کی ہیں۔ ان کتابوں میں سے کچھ ایسی بھی ہیں جن کے دو بار، تین بار اور کچھ کے بارہا ایڈیشن شائع ہوتے ہی ختم ہوا جایا کرتے ہیں۔

اتر پردیش اردو اکادمی کی مالی معاونت سے شائع شدہ مسودات کا جائزہ:

اتر پردیش اردو اکادمی اردو کتابوں کی از خود کی اشاعت کرتی ہے اس کے علاوہ اردو زبان و ادب کی ترویج و ترقی کے لئے مصنفین کو ان کی مالی کمزوریوں کے مد نظر جو اپنی مطبوعات کی اشاعت کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں ان کو ان کے مسودات کی اشاعت کے لئے جزوی مالی امداد دیتی ہے اس طرح یہ امداد دینا ان مصنفین کی اردو کے سلسلے میں خدمات کا اعتراف اور اردو کی بہترین خدمت کا کام کرتی ہے۔

شروعاتی دور کے مالی سال ۷۴-۷۳ء میں مسودات کے چھ سو نسخوں کی لیتھو سے طباعت کے لئے اخراجات کے پچاس فیصد تک امداد دیتی تھی۔

اس امداد کے لئے مصنفین کو ایک تخمینہ فارم بھرننا ہوتا ہے جس میں مصنف کی دستخط کے ساتھ فارم کو اکادمی میں جمع کیا جاتا ہے۔ اکادمی صرف اتر پردیش کے مستقل باشندوں کے مسودات کی طباعت میں اخراجات پر ۷۵ فیصد امدادی رقم جاری کرتی ہے بقیہ ۲۵ فیصد اخراجات کی رقم مصنف کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ یہ امداد صرف مصنف کو دی جاتی ہے کسی پبلشر کو نہیں۔ اکادمی کے نقطہ نظر سے مصنف ہی کتاب کا پبلشر ہوتا ہے مصنف کا مسودہ کسی پبلشر کی جانب سے شائع نہیں کرایا جاتا ہے۔ امدادی رقم اسی صورت میں جاری کی جاتی ہے جب مصنف کی جانب سے شائع شدہ کتاب کی دس جلد مع سرورق اکادمی کو موصول ہو جاتی ہیں۔ کتاب کے سرورق کے بعد ہی کسی شروعاتی صفحہ پر نمایاں حیثیت سے موئے قلم سے مصنف کی طرف سے درج ذیل عبارتیں شائع کرنی ہوتی ہیں۔

”الف:- یہ کتاب اتر پردیش اردو اکادمی کے مالی اشتراک سے شائع ہوئی ہے۔“

ب:- اس کتاب کے مندرجات سے اتر پردیش اردو اکادمی کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔“

مسودات کی طباعت کے بعد کتاب کی دس جلدیں اکادمی کو بغیر کسی قیمت اور ڈاک خرچ کے بھیجنا ہوتا ہے۔ جس مسودے کی طباعت کے لئے رقم جاری ہوتی ہے اس رقم کو کسی دوسرے مسودات کی طباعت پر خرچ نہیں کیا جاسکتا۔ اکادمی کی امداد سے شائع ہونے والی کتابیں اکادمی میں انعامات کے لئے بھی بھیجی جاسکتی ہیں بچوں کے لئے شائع کی جانے والی کتاب کے لئے جن کی تعداد صفحات ۶۰ سے کم نہیں ہونے چاہیے اور دوسرے مسودات کی تعداد صفحات ۱۱۲ سے کم نہیں ہونا چاہیے۔ مسودات کی مالی امداد ۴۰۰۰ کاپیاں بذریعہ آفسیٹ چھپوانے کے لئے ہوتی ہیں اب تک اکادمی کے تعاون سے تقریباً ۳۰۰۰ مسودے شائع ہو چکے ہیں۔ (۴)

مسودات سب کمیٹی:

جس طرح اکادمی کی ساری کارکردگیوں کو صحیح ڈھنگ سے چلانے اور عمل میں لانے کے لئے اکادمی کے دستور کے تحت مجلس انتظامیہ اور مجلس عام وجود میں آئی اسی طرز پر اکادمی کی مجلس انتظامیہ تقریباً ۱۸ سب کمیٹیوں کی تشکیل کرتی ہے جو یہ فیصلہ کرنے کے لئے آزاد ہے کہ کس مسودے اور کس مصنف کو مسودات کی طباعت پر مالی امداد دی جاسکتی ہے اس مسودات سب کمیٹی میں چار اراکین شامل ہوتے ہیں اور یہ سارے اراکین اردو کے ماہرین اور اردو کے فروغ میں دلچسپی رکھنے والے اتر پردیش کے باشندے ہوتے ہیں۔ اس کمیٹی کی سفارش پر اتر پردیش اردو اکادمی کی مجلس انتظامیہ بلائی جاتی ہے اور اس سفارش کے مطابق مجلس انتظامیہ مسودے کی طباعت کے لئے مالی امداد دیئے جانے کا فیصلہ کرتی ہے۔

اکادمی کی پہلی مسودات سب کمیٹی میں آنند نارائن ملا، پروفیسر سید احتشام حسین، ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی اور عشرت علی صدیقی شامل تھے۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۹۷ء کو اکادمی کی مجلس انتظامیہ نے صرف آفسیٹ کے ذریعہ مسودہ کی طباعت پر مالی امداد دیئے جانے کا فیصلہ کیا۔ اس کے پہلے مسودات کی طباعت بذریعہ لیتھو پریس، بذریعہ ونڈاٹک اور آفسیٹ تینوں طریقے سے ہوتی تھی لیکن ۱۹۹۷ء کے بعد صرف اور صرف آفسیٹ کے ذریعہ مسودہ کی طباعت پر امداد منظور کی جاتی ہے۔

ستمبر ۱۹۷۳ء تک اکادمی نے تقریباً ۴۱ مصنفین کو ۳۴۷۰۰ روپے کی مالی امداد منظور کی تھی۔ مالی سال ۷۳-۱۹۷۴ء میں مسودات پر ۶۲۰۰ روپے کی امداد منظور کی تھی۔ مالی سال ۷۴-۱۹۷۵ء میں مسودات پر ۱۵۰۰۰ خرچ ہونے کی امید تھی۔ (۵)

اکادمی کی مجلس انتظامیہ نے ۱۹۹۷ء میں سترہ عدد مسودات پر بذریعہ انڈانک اور تین عدد آفسیٹ طباعت پر مالی امداد دے چکی ہے۔

جولائی ۱۹۹۸ء میں ۲۳ عدد مسودات پر مالی امداد منظور کی گئی۔ مالی سال ۹۹-۱۹۹۸ء میں ۳۷ عدد مسودات پر مالی امداد منظور کی گئی۔ ۲۰۰۰ء میں ۱۸ عدد مسودات کی اشاعت کے لئے امداد منظور کی گئی اور ۲۰۰۲ء میں ۲۱ مسودات پر مالی امداد منظور کی۔

اکادمی کے آغاز تا حال اکادمی کے مالی تعاون سے شائع شدہ کچھ خاص مسودات کے عنوان اور ان کے مصنفین کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مسودات اور ان کے مصنفین

نمبر شمار	نام مسودہ	مصنف
۱۔	پریم چند کا فکری و فنی مطالعہ	جناب سید محمد عصیم
۲۔	شفیق جوینپوری۔ حیات اور فن	جناب ایس ایم عباس
۳۔	فراق کی شاعری	ڈاکٹر افغان اللہ خان
۴۔	طیب کی ڈائری	جناب خالد جاوید شمسی
۵۔	مہدی افادی	ڈاکٹر فیروز احمد
۶۔	اردو میں خطوط نگاری کا ارتقاء	ڈاکٹر رشیدہ خاتون
۷۔	انیسویں صدی کے ڈرامے	ڈاکٹر محمد شاہد حسین
۸۔	شب چراغ	حسن نجمی سکندر پوری

۹۔	آدھے ادھورے	جناب خورشید عالم
۱۰۔	گلدستہ	جناب جوہر رحمان
۱۱۔	اردو ادب میں ہندوستانی مسیحیوں کا حصہ	جناب ایس ڈی ہرین قربان
۱۲۔	اردو میں نظم معری اور آزاد نظم	ڈاکٹر حنیف قریشی
۱۳۔	فیض	جناب خلیل احمد قادری جائسی
۱۴۔	معالجات نظام ہضم و تولید	علی حیدر جعفری
۱۵۔	سوکھا گلاب	محترمہ سطوت زہرا سطوت بذریعہ ونڈانک
		۱۹۹۷ء
۱۶۔	رام لال بساط فکرو فن	محترمہ شاہانہ مسلمان
۱۷۔	فروغ زبان	محترمہ شاہدہ خاتون
۱۸۔	سفر نامہ جزائر انڈمان نکوبار	ڈاکٹر سید مسعود حسین جعفری
۱۹۔	ٹیڑھے نشانے	ڈاکٹر اختر بستوی
۲۰۔	اشکوں کی زبان	ڈاکٹر رضا نورانی
۲۱۔	ترجمہ عہد ثریا	ڈاکٹر احمد نسیم صدیقی بذریعہ انڈانک
۲۲۔	ہندوستان اور خواجہ غریب نواز	جناب محمد میکائیل ضیائی
۲۳۔	علیم اختر مظفر نگری کی شاعری ایک مطالعہ	ڈاکٹر محمد مستمر
۲۴۔	طبقات الشعر از محمد بن سلام الجمعی	جناب محمد سلمان اعزازی
۲۵۔	گل برگ	ڈاکٹر عزیز خیر آبادی
۲۶۔	ہندوستان میں جدید اردو مرثیہ کا ارتقاء	ڈاکٹر ای اے حیدری
۲۷۔	کاش	جناب نصیر نادان

- ۲۸۔ ندائے فکر محترمہ ریحانہ عاطف الہی
- ۲۹۔ کرب ہرے درختوں کا جناب سیف الرحمان عباد
- ۳۰۔ شجر سے لپٹی ہوئی تیل ڈاکٹر بارق قمر
- ۳۱۔ حفیظ جالندھری کی شاعری کا تنقیدی مطالعہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ سیفی
- ۳۲۔ دبستان شبلی کی فارسی خدمات ڈاکٹر شاہد نوخیز اعظمی
- ۳۳۔ ریت کا گھر جناب کامل آفریدی
- ۳۴۔ سلسلے عقیدت کے جناب فہیم بسمل
- ۳۵۔ عکس حیات جناب کیف شیخوپوری
- ۳۶۔ شرح آرزو جناب محمد حسان صدیقی
- ۳۷۔ قلم کا غد کے بو سے جناب ضمیر درویش
- ۳۸۔ امیر خسرو جناب فصیح اکمل
- ۳۹۔ درنا سفتہ ڈاکٹر عبرت بہرائچی
- ۴۰۔ مالک رام حیات اور کارنامے ڈاکٹر محمد ارشد
- ۴۱۔ فرہنگ کلام سودا ڈاکٹر انصار احمد
- ۴۲۔ ولی الحق انصاری بحیثیت اردو شاعر ڈاکٹر جبار رضوان انصاری
- ۴۳۔ راجندر سنگھ بیدی کی تخلیقات ڈاکٹر زاہدہ بی
- ۴۴۔ سخن آثار ڈاکٹر آفاق فاخری
- ۴۵۔ مقالات عاکف ڈاکٹر رضاء الرحمن عاکف
- ۴۶۔ جمال لازوال جناب سعید الحسن خاں گوہر
- ۴۷۔ زندگی کی دھوپ محترمہ فرحانی تنویر

۴۸۔	فرہنگ کلیات اقبال	ڈاکٹر رخسانہ بیگم
۴۹۔	خزاں کے پھول	جناب محمد یامین سنبھلی
۵۰۔	گہائے رنگارنگ	جناب نظیف الرحمن سنبھلی
۵۱۔	اعتراف سعادت	جناب محمد اویس سنبھلی
۵۲۔	ریاض حرم	جناب ریاض غازی پوری
۵۳۔	شاگردان آرزو	محترمہ ثمینہ فاروقی
۵۴۔	تردید	جناب ندیم عرشی
۵۵۔	تحسین غزل	جناب تحسین مراد آبادی
۵۶۔	آغوش	جناب محمد معین انجم صدیقی دسمبر ۲۰۰۹ء
۵۷۔	آسمان ایسے ایسے	جناب فاخر جلالپوری
۵۸۔	جاگتے خواب	ڈاکٹر فرید صدیقی
۵۹۔	سانسوں کا سنگیت	جناب رتن سنگھ
۶۰۔	اردو شاعری کے ارتقاء میں کاکوری کا حصہ	ڈاکٹر محمد اسلم
۶۱۔	تہذیب	جناب رئیس انصاری
۶۲۔	نازش پر تاپ گڑھی: حیات اور کارنامے	ڈاکٹر عبدالصمد قاسمی
۶۳۔	خواب در خواب	ڈاکٹر صبیحہ انور
۶۴۔	تصوف حقیقت اور وقت کی ضرورت	ڈاکٹر مسعود انور علوی
۶۵۔	تذکرہ شعراء اتر پردیش جلد ۲۷	جناب عرفان عباسی
۶۶۔	نخے پائلٹ (بچوں کے لئے)	جناب ارشد اقبال
۶۷۔	قرۃ العین حیدر ایک ذہنی جلاوطن	جناب وقار ناصری

- ۶۸۔ سرور جہان آبادی: حیات اور شاعری جناب ویریندر پرساد سکسینہ
- ۶۹۔ بہن جی ڈاکٹر عصمت ملیح آبادی
- ۷۰۔ اردو شعر گوئی کے ابتدائی مرحلے جناب محمد ادریس نیر آئی
- ۷۱۔ صوفیاء کرام (حصہ دوم) جناب اسلم بارہ بنگوی
- ۷۲۔ جدید اردو مرثیہ کا تنقیدی جائزہ محترمہ عفت ذکیہ
- ۷۳۔ صحیفہ محبت جناب علیم حسرت
- ۷۴۔ حرف آگہی جناب احسان نانا پاروی
- ۷۵۔ تین گھنٹے جناب وسیم حیدر ہاشمی
- ۷۶۔ توقیر سخن جناب محمد آصف حسین
- ۷۷۔ سخن سمندر ڈاکٹر سراج گلاؤٹھی
- ۷۸۔ کلام محضر مرتب ارشد مہدی رضوی
- ۷۹۔ خواب خواب لمحے جناب ضیاء ضمیر
- ۸۰۔ نئی صدی اور ہمارا ادب ڈاکٹر نیاز سلطانپوری
- ۸۱۔ نوش و نیش ڈاکٹر ولی الحق انصاری
- ۸۲۔ امروہہ: تاریخی و تہذیبی منظر نامہ ڈاکٹر ظل ہما
- ۸۳۔ الماس جناب ایاز احمد طالب
- ۸۴۔ بہار زبان دانی ڈاکٹر صابر سنبھلی
- ۸۵۔ حسن کلام جناب مشکور مراد آبادی
- ۸۶۔ یادوں کا سفر جناب قمر گوندوی جولائی ۲۰۱۰ء
- ۸۷۔ ہیرے اور پتھر ڈاکٹر وضاحت حسین رضوی

- ۸۸۔ بادہ کہن اشرف فردوسی ندوی
- ۸۹۔ شعراء مراد آباد کی خدمات ادبی ڈاکٹر فہمیدہ خاتون
- ۹۰۔ مقالات عباس ڈاکٹر سید حسن عباس
- ۹۱۔ حرف حرف بمبئی جناب رفعت سرویش
- ۹۲۔ مدن پورہ کی انصاری برادری (حصہ اول) ابوالکلام شاد عباسی
- ۹۳۔ ٹیسو کے پھول ڈاکٹر گوہر مسعود نیازی
- ۹۴۔ مرزا عظیم بیگ چغتائی کی ادبی خدمات محترمہ حنا آفرین
- ۹۵۔ لفظوں کی روشنی جناب اسرار نسیمی
- ۹۶۔ تذکرہ شعراء اتر پردیش (چوبیسویں جلد) عرفان عباسی
- ۹۷۔ اردو کے تاریخی ڈراموں کا تنقیدی مطالعہ محمد رضی الرحمان
- ۹۸۔ رحمان رنگ جناب عابد سہیل
- ۹۹۔ دشب امکان جناب رحمان قدوس
- ۱۰۰۔ وفاؤں کا حوصلہ محترمہ آمنہ ناز بانو ٹانڈوی
- ۱۰۱۔ مشاہیر ادب اردو ۱۸۰۰ء تا ۱۸۵۰ء ڈاکٹر کفیل احمد
- ۱۰۲۔ حرین جناب رہبر تابانی
- ۱۰۳۔ آخری دیدار جناب محمود صدیقی
- ۱۰۴۔ سخن جناب خورشید شہزاد مراد آبادی
- ۱۰۵۔ شام ہونے تک جناب شاہد احسن مراد آبادی
- ۱۰۶۔ اردو کا افسانوی ادب ڈاکٹر صغیر افرام
- ۱۰۷۔ ترقی پسند اردو ہندی افسانے کا تقابلی مطالعہ ڈاکٹر سیمہ صغیر

۱۰۸۔	اختر الایمان کی نظم نگاری	ڈاکٹر محمد آصف زہری
۱۰۹۔	انگریزی ترجمہ کے بنیادی اصول	جناب جمیل الرحمان
۱۱۰۔	شہر میرے خواب کا	ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب
۱۱۱۔	تنقید اور وزیر آغا کی تنقید	محترمہ شاذیہ عمیر
۱۱۲۔	شعلہ جمال	جناب شاعر فتحپوری
۱۱۳۔	کانپور کا ادبی منظر نامہ	ڈاکٹر رخسانہ صدیقی
۱۱۴۔	ضیاء الدین بدایونی: حیات و کارنامے	ڈاکٹر معین فاطمہ
۱۱۵۔	مکتوباتی ادب	شمس بدایونی
۱۱۶۔	علامہ شبلی نعمانی: شخصیت اور شاعر	ڈاکٹر مطیع الرحمان
۱۱۷۔	شہر ادب	پروفیسر ملک زادہ منظور احمد
۱۱۸۔	راز دل	راز شادانی
۱۱۹۔	تلخابہ	کاوش الہ آبادی
۱۲۰۔	ایک دن چاند	صالح ندیم
۱۲۱۔	امعان نظر	پروفیسر فضل امام رضوی
۱۲۲۔	اوراق پارینہ	ڈاکٹر افتخار احمد نقوی
۱۲۳۔	احساس کی وادی	اوصاف حسین ناظر منڈاوی
۱۲۴۔	کلام ان پڑھ	وقار احمد صدیقی
۱۲۵۔	سید محمد اشرف کے فکشن میں تہذیبی عناصر	محترمہ فرزانہ رحمان
۱۲۶۔	امام ابوحنیفہ احوال و کوائف	مولوی محمد اسماعیل
۱۲۷۔	اردو کے خطبات آزادی کی تدوین	سلیم احمد

۱۲۸۔	نور رحمت (لکھنوکا دسترخوان)	محترمہ نور النساء
۱۲۹۔	روشنی (بچوں کی کہانیاں)	شکیل انوار صدیقی
۱۳۰۔	گلدستہ درگلدستہ	شمیم احمد صدیقی
۱۳۱۔	مصحفی نحیث شاعر	ڈاکٹر تنزیل احمد
۱۳۲۔	نئی خوشبو نئے خواب	ڈاکٹر سید عبدالباری
۱۳۳۔	درد کا صحرا	محترمہ خلیق النساء
۱۳۴۔	اردو مثنویوں کا مکالماتی نظام	اشہد کریم الفت
۱۳۵۔	شاہ علی حسن جائسی فن اور شخصیت	فاروق جائسی
۱۳۶۔	نصیحتوں کے چراغ (بچوں کے لئے)	مرضی ساحل تسلیمی
۱۳۷۔	ممتاز مفتی حیات اور ادبی خدمات	ریحان حسن
۱۳۸۔	ماہ تمام	نصرت شمسی
۱۳۹۔	کہاوت اور حکایت	ڈاکٹر شریف احمد قریشی
۱۴۰۔	تشریح موضوعی و اطلاقی طرف اعلیٰ	ڈاکٹر عبید اللہ
۱۴۱۔	میرٹھ کی ادبی خدمات	مشتاق شارق
۱۴۲۔	آخری پڑاؤ کا کرب	پرویز اشرفی
۱۴۳۔	دھوپ کا سفر	انور کمال انور
۱۴۴۔	دھنک رنگ	سید حسن مصطفیٰ زیدی
۱۴۵۔	مرا انتظار کرنا	ڈاکٹر نسیم نکہت
۱۴۶۔	میزان آگہی	ایم نسیم اعظمی
۱۴۷۔	سراجا منیرا	انعام الحق حیرت

- ۱۴۸۔ اتمام ہوش نعمانی
- ۱۴۹۔ گلستان رباعیات دلکش بدایونی
- ۱۵۰۔ جگر بسوانی حیات اور کارنامے ڈاکٹر شاہدہ صدیقی
- ۱۵۱۔ کاروان گل قمر رئیس بہرائچی
- ۱۵۲۔ علمائے کاکوری کی ادبی خدمات پر ایک نظر ڈاکٹر انجمن بانو صدیقی
- ۱۵۳۔ ابشار رحمت محمد عثمان
- ۱۵۴۔ زاویہ نظر تسکین زیدی
- ۱۵۵۔ میر مونس حیات اور شاعری سید محسن رضا عابدی
- ۱۵۶۔ دانہ دانہ خرمن فاطمہ وصیہ جائسی
- ۱۵۷۔ نسیم شرر نسیم فاطمہ (۶)

اردو کی ترویج و ترقی کے لئے اکادمی یہ اسکیم بہت ہی اہم ہے کیونکہ وہ مصنفین وادباء اور شعراء حضرات جو کسی مالی دشواری کی وجہ سے اپنے مسودات اور تخلیقات کو شائع نہیں کر سکتے تھے ان کے لئے اس اسکیم نے راہ ہموار کر دیا ہے۔ اس سے ان مصنفین وادباء کے اندر اردو کی مزید خدمت کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اس اسکیم کے بارے میں پورے صوبے میں مشتہری کرانے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ جانکاری نہ ہونے کی وجہ سے نہ جانے کتنے مسودات برباد ہو جاتے ہیں اور اردوان اہم خزانہ سے محروم ہو جاتی ہے۔

اکادمی کی اس اسکیم کے تحت شائع شدہ کتابوں کو انعامات کتب کے لئے بھی داخل کیا جاسکتا ہے مگر دیگر اردو اکادمیوں میں یہ سہولت نہیں ہے۔

مسودات کی طباعت میں اخراجات پر صد فیصد مالی تعاون دینا چاہیے۔ یہ اسکیم پورے ملک کے لئے ہونی چاہیے۔ دیگر اکادمیوں کو بھی اپنی تمام اسکیمات کے لئے صوبہ کی شرط ہٹا کر ملک گیر کرنے کی

ضرورت ہے۔

اتر پردیش اردو اکادمی کے ذریعہ شعراء اور ادباء، ادبی تنظیموں، اور کتب خانوں و دارالمطالعوں کو دی جانے والی مالی امداد کا جائزہ۔

۱۔ امداد شعراء و ادباء (امداد مصنفین):

اردو کے بہت سے ایسے ادیب اور شاعر ہیں جن کی ساری عمر اردو کی خدمت کرتے گزری مگر اب وہ کافی ضعیف ہو چکے ہیں اور بیمار یا پریشان حال ہیں۔ ایسے ادیبوں اور شاعروں کے علاج کے لئے اکادمی وقتاً فوقتاً امداد دیتی ہے۔

اکادمی نے ۱۹۷۴ء تک اتر پردیش کے ۲۹ ضعیف بیمار اور مالی حیثیت سے پریشان اردو ادیبوں اور شاعروں کے ۱۹ ہزار روپے کی امداد دے چکی تھی۔ اس کے علاوہ اردو اکادمی اردو کے لکھنے والے بعض ضرورت مند اور معمر اردو مصنفین کو مستقل ماہانہ امداد بھی دیتی تھی۔ جس کی مجموعی رقم ۵۰۰ روپے ماہانہ ہوتی تھی۔

اکیڈمی اردو کے ممتاز مصنفین کی بیواؤں کو بھی نہایت ہی خصوصی حالات میں امداد دیتی ہے ۱۹۷۴ء تک اکادمی امداد مصنفین کے مد میں تقریباً ۲۵ ہزار سے زائد امداد دے چکی ہے۔

اتر پردیش اردو اکادمی اتر پردیش کے مشہور و معروف شعراء اور ادباء کی اردو خدمات کا احترام اور اعتراف کرتی ہے اور ریاست کے ضرورتمند اور معمر اردو مصنفین، شعراء، صحافیوں اور کاتبوں کو ماہانہ امداد فراہم کرتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ضرورت و حالات کے تحت بیمار شعراء و مصنفین کے علاج کے لئے جو اپنا علاج کرانے کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں ان کو یک مشت اور معمر اور ضرورتمندوں کو ماہانہ مالی امداد دیتی ہے۔ یہ اکادمی کے اغراض و مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ہے اس کا مقصد اردو شعراء و ادباء کی اردو خدمات کا احترام اور اعتراف کرنا ہے۔ اس سے دوسرے شعراء و ادباء میں اردو کی خدمت کا جذبہ

فروغ پائے گا۔

مصنفین میں ادیب، شاعر، صحافی، کاتب دوسرے اہم کلاکار شامل ہیں کاتبوں میں معکوس نویس بھی شامل ہیں۔ ماہانہ وظیفہ یا یکمشت رقم کی صورت میں امداد دی جاتی ہے۔

شعراء اور مصنفین کو امداد دینے کی غرض سے اکادمی کے تحت ایک امداد مصنفین سب کمیٹی قائم کی گئی ہے جس کے اراکین کی تعداد تین ہوتی ہے ان اراکین کی سفارش کو مجلس انتظامیہ کی میٹنگ میں منظور کیا جاتا ہے۔ امداد مصنفین کے لئے سب کمیٹی کی فوری میٹنگ نہ ہو تو صدر اور نائب صدر اپنے طور پر شدت سے بیمار ایک مالی سال میں زیادہ سے زیادہ ۱۰ مستحقین کو پانچ پانچ ہزار روپے تک کی امداد اور مہلک بیماری میں مبتلا حضرات کو ان کے میڈیکل سرٹیفکیٹ کی بنیاد پر علاج اور معالجہ کے لئے سال میں صرف ایک بار دس ہزار روپے یکمشت امداد منظور کرتے ہیں۔ اکادمی صرف ان حضرات کو امداد دیتی ہے جو اتر پردیش میں مستقل سکونت رکھتے ہیں جنہوں نے اردو زبان و ادب یا صحافت و کتابت کے کسی شعبہ میں نمایاں خدمات انجام دی ہوں جن کی معاشی حالت ناقابل اطمینان ہو اور ان کی عمر ساٹھ سال سے تجاوز کر چکی ہو اور ان کی ماہانہ آمدنی پانچ ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو۔ یکمشت امداد کی رقم ایک مالی سال میں پانچ ہزار سے زائد اور ماہانہ وظیفہ کی رقم ایک ہزار روپے سے کم اور بارہ سو روپے سے زائد نہیں ہوتی ہے۔ اکادمی جن مصنفین کو ماہانہ پنشن دیتی ہے ان کی وفات کی صورت میں ان کی بیوگان کو بھی پنشن دیتی ہے۔ اس کے علاوہ اکادمی جنگ آزادی کے قلم کاروں کی خدمت کے اعتراف کرتے ہوئے انہیں تاحیات پنشن دیتی ہے۔

اردو اکادمی کا دائرہ دوسری اکادمیوں کے مقابلے میں بہت وسیع ہے اکادمی نہ صرف کتابیں شائع کرتی ہے رسالے اجراء کرتی ہے بلکہ انعامات کے ساتھ ساتھ ضرور تمند اور معمر، شعراء اور ادباء کو مالی تعاون بھی فراہم کرتی ہے۔ اکادمی کی مالی معاونت کی اسکیم بے حد سودمند ثابت ہوئی ہے یہ اسکیم اکادمی کے شروعاتی دور سے منظور کی گئی ہے۔ آج تک بہت سے ادیبوں، اور شعراء کو مالی امداد فراہم کی گئی ہے جن کے

لئے آمدنی کے دیگر وسائل بہت محدود تھے۔ یہ امداد شعراء و ادباء کے لواحقین کو دی جاتی ہے۔ ضرورت مند اور معمر شعراء و ادباء کو مالی معاونت میں ماہانہ ایک ہزار سے بارہ سو روپے تک دی جاتی تھی۔

اکادمی کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ یہ اعلیٰ علمی و ادبی ادارہ اتر پردیش میں اردو ادباء و شعراء کی مالی امداد دیکر اردو زبان کی ترقی اور ترویج میں اہم خدمات انجام دے رہی ہے۔ صوبہ میں اردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت میں بھی اکادمی کا کردار دوسرے تمام سرکاری و غیر سرکاری اداروں میں سرفہرست ہے۔ مصنفین و غیرہ کو مالی معاونت اور انعامات دینا دراصل اردو زبان و ادب کو ترقی دینا ہے۔

مالی سال ۷۳-۷۲ء میں اکادمی نے اس مد میں ۹۴۰۰ روپے کی امداد دی تھی اور مالی سال ۷۴-۷۳ء میں دس ہزار روپے اس مد میں صرف کیا تھا۔ (۷)

موجودہ وقت تک اکادمی ہزاروں ادباء و شعراء کو مالی مدد کر چکی ہے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

۲۔ ادبی تقریبات کے لئے انجمنوں کی مالی امداد:-

اتر پردیش اردو اکادمی کا قیام اردو زبان و ادب کے فروغ کے لئے ہوا ہے۔ اکادمی اردو کتابوں کی اشاعت، مصنفین کو امداد دینے کے ساتھ ساتھ مختلف ادبی انجمنوں کو ادبی تقریبات کے انعقاد کے لئے مالی معاونت بھی دیتی ہے۔ اکادمی ایسی انجمنوں و سوسائٹی کو تقریبات کے لئے مالی معاونت دیتی ہے جو رجسٹرڈ ہوں اور تقریب کے لئے مالی امداد صرف تین سال قبل رجسٹرڈ سوسائٹی کو بھی دیتی ہے۔ ایک مالی سال میں کسی انجمن کو ایک بار ہی تقریب کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے ادبی تقریبات کے لئے انجمنوں کو مالی معاونت دینا اردو کے فروغ کے لئے راہ ہموار کرنا ہے۔ تقریب میں جو بھی شعراء و ادباء شرکت کرتے ہیں ان کی فہرست کی تصدیق تنظیم کے ذمہ داران کی جانب سے کی جائیگی جو اکادمی میں داخل کی جائیگی۔

اس طرح ادبی انجمنوں کو تقریبات کے لئے مالی امداد دیکر اکادمی اردو کے فروغ کے لئے اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اکادمی ایک امتیازی اہمیت کا درجہ رکھتی ہے کیونکہ اتر پردیش میں اردو کے فروغ اور ادبی انجمنوں کے لئے ایسا کوئی دوسرا ادارہ نہیں ہے جو مالی امداد فراہم کر سکے۔ اکادمی کا یہ رول ادبی

انجمنوں کو مزید فروغ دینے میں اہم ثابت ہو سکتا ہے۔ اس سے دیگر موجودہ ادبی انجمنوں کو اردو زبان و ادب کی تقریبات منعقد کرنے کی طرف راغب کرتی ہے اور نئی نئی انجمنوں کے قیام کا سبب بن سکتی ہے۔

۳۔ عوامی کتب خانوں اور دارالمطالعہ کی مالی امداد:

اتر پردیش اردو اکادمی نہ صرف اردو کتابوں کی اشاعت اور اردو مصنفین کی مالی امداد کرتی ہے بلکہ اردو زبان و ادب کے فروغ کے لئے اتر پردیش میں موجود رجسٹرڈ عوامی کتب خانوں اور دارالمطالعوں کی مالی امداد کرتی ہے یہ عوامی کتب خانے اتر پردیش کے کسی بھی گوشے کے ہو سکتے ہیں۔ کالجوں، مدرسوں اور یونیورسٹیوں میں موجود اردو کتب خانوں کی مالی امداد، کتابوں و رسالوں کی خریداری کے لئے کرتی ہے اور اس کے علاوہ امداد کا مقصد کتب خانوں کی کتابوں میں اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی دیکھ بھال کرنے کے لئے کرتی ہے۔ اتر پردیش کے ان کالجوں، پوسٹ گریجویٹ کالجوں کو جنہوں نے اپنے یہاں اردو تعلیم کا انتظام کیا ہے کتابوں کی خرید کے لئے ایک بار امداد منظور کرتی ہے اور یہ امداد کتابوں کی شکل میں دی جاتی ہے۔

اکادمی امداد طلب کرنے والی لائبریریوں کو دوزمروں میں رکھ کے غور کرتی ہے۔

- ۱۔ اس زمرے میں وہ لائبریریاں شامل ہوتی ہیں جن میں صرف اردو زبان کو ترجیح دی جاتی ہے۔
- ۲۔ اس زمرے میں ایسی لائبریریاں شامل ہیں جس میں جزوی طور پر اردو کی کتابوں کے مطالعے کی بھی سہولت ہوتی ہے۔

پہلے زمرے کی لائبریریوں کو اردو لائبریری کا نام دیا جاتا ہے۔ امداد چاہنے والی لائبریری رجسٹرڈ ہوں یا اس کا کسی دوسرے رجسٹر دار سے الحاق ہو۔

اکادمی کتب خانوں کو جو مالی امداد منظور کرتی ہے اس کا پچاس فیصد حصہ کتب خانوں کے منتظمین کو بھی اپنے ذرائع سے شامل کرنا لازمی ہوتا ہے۔ کتب خانوں کو اکادمی امداد اور اپنے ذرائع سے حاصل ہونے والی مجموعی رقم کا پچاس فیصد حصہ اردو کتابوں کی خریداری پر پچیس فیصد حصہ اردو کے اخبارات و

رسائل کی خریداری پر اور بقیہ ۲۵ فیصد حصہ کتب خانے کے انتظامی امور پر خرچ کرنا ہوتا ہے۔

کتابوں کی خرید کے سلسلے میں کتب خانوں کو منظور شدہ مالی امداد میں سے پچاس فیصد حصہ کی کتابیں، رسائل اکادمی خود اپنی شائع کردہ یا دیگر اداروں کی کتب میں سے اپنے سیل ڈپو کے ذریعہ سپلائی کرتی ہے اور اس کی قیمت کتب خانوں کی منظور ہوئی مالی امداد سے کاٹ لی جاتی ہے۔ باقی ۵۰ فیصد رقم کی ادائیگی چیک کے ذریعہ دی جاتی ہے۔

کچھ ہندی کے اداروں نے بھی اکادمی کو درخواستیں بھیجی تھیں۔ اکادمی بلا تفریق ان کو مالی امداد دیتی تھی اور دے رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندی کے اداروں میں بھی اردو سے دل چسپی لی جا رہی ہے اور اردو کتابیں، رسالے اور اخبارات پڑھنے کا شوق بڑھتا جا رہا ہے۔ (۸)

امداد کتب خانہ سب کمیٹی:

اتر پردیش اردو اکادمی کی پہلی مجلس انتظامیہ کے پہلے جلسہ بتاریخ 30 جنوری 1972ء میں لائبریری سب کمیٹی کی تشکیل کی قرارداد پاس ہوئی۔ اس سب کمیٹی میں تین اراکین پروفیسر سید احتشام حسین، محترمہ سلطانہ حیات اللہ اور جناب خلیل الرب تھے۔ یہ سب کمیٹی ان کتب خانوں اور دارالمطالوں کی درخواستوں پر غور کرتی ہے جو اردو کی کتابیں، اخبارات اور رسالے خریدنے کے لیے مقرر فارم پر موصول ہوتی ہے۔ (۸-۱)

اکادمی کے ذریعہ مالی امداد حاصل کرنے والے اتر پردیش کے رجسٹرڈ عوامی کتب خانے:

اکادمی سے امداد پا چکے یا امداد حاصل کرنے والے کچھ کتب خانے درج ذیل ہیں۔

۱۔ اقبالستان لائبریری، مبارکپور، اعظم گڑھ۔

۲۔ جعفر لائبریری، مبارکپور، اعظم گڑھ۔

- ۳۔ علمی لائبریری، شاہی، ضلع بستی۔
- ۴۔ قدیم لائبریری، کٹرہ شہاب خان، اٹاوہ۔
- ۵۔ نہرواد ہین کیندر بھوپار، گورکھپور
- ۶۔ عوامی فلاحی لائبریری، اسلام نیوڈ مری کچھڑوا، گونڈہ۔
- ۷۔ قدوائی میونسپل پبلک لائبریری، سندیلہ، ہردوائی۔
- ۸۔ ڈاکٹر اجندر پراساد پستکالیہ ایوم و اچنالیہ، ڈاک خانہ ہرجیندر نگر، کانپور۔
- ۹۔ ایم ایم ایس آچاریہ نریندر دیو پستکالیہ، لکھنؤ۔
- ۱۰۔ حلقہ بزم ادب، اردو کتاب دوم، تاری محلہ، للت پور۔
- ۱۱۔ پبلک لائبریری، قصبہ کوپا گنج، ضلع منو۔
- ۱۲۔ شمیم ادب لائبریری، کرہاں، ضلع منو۔
- ۱۳۔ کتب خانہ مدرسہ اسلامیہ، گوگرندی عدل ہاٹ، مرزا پور۔
- ۱۴۔ کہکشاں لائبریری، مدرسہ شمس العلوم گھوسی، منو۔
- ۱۵۔ صولت پبلک لائبریری، رامپور۔
- ۱۶۔ عاشق پبلک لائبریری سنبھل، مراد آباد۔
- ۱۷۔ مناپستکالیہ بال وکاس، مہیلا کلیان سمیتی، بڑھنی، دیہوا، سدھارتھ نگر۔
- ۱۸۔ محمد علی لائبریری، خانی باغ، سہارنپور۔
- ۱۹۔ مہتاب لائبریری نزد مسافر خانہ عالم نگر، سیتاپور۔
- ۲۰۔ فضل الحق اردو لائبریری، محلہ گاندھی نگر سدھولی، سیتاپور۔
- ۲۱۔ شمع لائبریری، موضع دریا پور پوسٹ اجین، ضلع اناؤ۔
- ۲۲۔ مولانا عبد الماجد دریا آبادی اردو لائبریری، بارہ بنکی۔

- ۲۳۔ آدرش پستکالیہ، اُگرولی، ضلع بلیا۔
- ۲۴۔ مدینہ پستکالیہ، چھجھ پور، ٹانڈہ، فیض آباد۔
- ۲۵۔ انجمن فاروقیہ لائبریری، ابراہیم پور، دیوکی نارن، ضلع اعظم گڑھ۔
- ۲۶۔ اندرا گاندھی پستکالیہ ایوم و اچنالیہ پانڈے بازار، بستی۔
- ۲۷۔ نہرو سیوا سمیتی پستکالیہ، رودر پور، دیوریا۔
- ۲۸۔ سماج کلیان پستکالیہ، محلہ بانس، دیوریا۔
- ۲۹۔ خیالی رام میموریل لائبریری، موج مارگ، فتح گڑھ۔
- ۳۰۔ مولوی رمضان بخش آزاد میموریل لائبریری، موضع اکاوی۔
- ۳۱۔ ڈاک خانہ بلند ہنسوا، فتح پور۔
- ۳۲۔ مینجر نیشنل لائبریری بحریا آباد، غازی پور۔
- ۳۳۔ سوامی ویکانند ساروا جنک پستکالیہ ایوم و اچنالیہ، بھٹی راوت، گورکھپور۔
- ۳۴۔ اقصی پبلک لائبریری، کاکوری، لکھنؤ۔
- ۳۵۔ ثاقب لائبریری، سیکٹر 11 راجہ جی پورم، لکھنؤ۔
- ۳۶۔ گیان وکاس پستکالیہ ایوم و اچنالیہ، پنچایت بھون، کھریکا، لکھنؤ۔
- ۳۷۔ شبنم لائبریری آزادنگر، کلیان پوری، لکھنؤ۔
- ۳۸۔ مالتی پستکالیہ، مالتی شیکھانکیتن رسول پور سادات، چنہٹ، لکھنؤ۔
- ۳۹۔ شیخ سعدی لائبریری، شیخ سعدی محلہ کاکوری، لکھنؤ۔
- ۴۰۔ الماند پستکالیہ درگا کنج، کاکوری، لکھنؤ۔
- ۴۱۔ اقراء لائبریری اقراء پبلک اسکول، خیر آباد، منو۔
- ۴۲۔ امجدی لائبریری گھوسی، منو۔

- ۴۳۔ شوکت علی خاں لاہری، جلال آباد، مظفرنگر۔
- ۴۴۔ گیان مندر پستکالیہ ایوم و اچنالیہ، رائے بریلی۔
- ۴۵۔ رضوان لاہری، سینٹاپور۔
- ۴۶۔ مدینہ لاہری جون پور۔ (۹)
- ۴۷۔ قومی اردو لاہری بھگوان پور گونڈہ
- ۴۸۔ فضل رحمانیہ اردو لاہری گونڈہ
- ۴۹۔ مومن لاہری شکرنگر بلرام پور
- ۵۰۔ شاہین لاہری رکاب گنج گونڈہ
- ۵۱۔ نعمت لاہری سونو پور گونڈہ
- ۵۲۔ راہل کیندر پستکالہ۔ علی نگر گورکھپور
- ۵۳۔ اردو لاہری۔ موتی پور بھگوان پور گونڈہ
- ۵۴۔ نکھت لاہری رکاب گنج گونڈہ
- ۵۵۔ مولانا آزاد لاہری۔ گونڈہ
- ۵۶۔ فاروقی دارالمطالعہ۔ مڈھونگر گونڈہ
- ۵۷۔ فاطمی اردو لاہری جعفر بازار گورکھپور
- ۵۸۔ جواہر لال نہرو میموریل سوسائٹی پشتکالیہ۔ سنڈیلہ ہردوئی
- ۵۹۔ دارالمطالعہ اردو لاہری۔ ہاپوڑ۔ غازی آباد
- ۶۰۔ قدوائی میونسپل پبلک لاہری سنڈیلہ
- ۶۱۔ اقبال دارالمطالعہ جامع مسجد شاہ آباد ہردوئی
- ۶۲۔ اردو لاہری انجمن فروغ اردو۔ جالون

- ۶۳۔ تعلیم و تربیت لائبریری۔ جون پور
- ۶۴۔ فیض جمیل لائبریری جونپور
- ۶۵۔ فاروقیہ کتب خانہ۔ جونپور
- ۶۶۔ مولانا آزاد لائبریری معروف پور جون پور
- ۶۷۔ آل انڈیا میموریل سوسائٹی لائبریری۔ جون پور
- ۶۸۔ علی ضامن لائبریری۔ جون پور
- ۶۹۔ شیراز ہند کتب خانہ۔ جونپور
- ۷۰۔ سعید لائبریری۔ جونپور
- ۷۱۔ ڈاکٹر راجندر پرساد پشتکالیہ۔ کانپور
- ۷۲۔ انجمن اصلاح ملت لائبریری کرنل گنج کانپور
- ۷۳۔ جگر لائبریری چمن گنج کانپور
- ۷۴۔ ڈاکٹر اقبال لائبریری اینڈ ریڈنگ روم ہانس منڈی کانپور
- ۷۵۔ عوامی مدنی لائبریری کرنل گنج کانپور
- ۷۶۔ اردو کتاب گھر۔ حلقہ بزم ادب۔ للت پور
- ۷۷۔ گاندھی میموریل لائبریری نظر باغ لکھنؤ
- ۷۸۔ اردو مسلم خزینۃ القدوس ایک آن فائنڈ ماڈل ہاؤس لکھنؤ
- ۷۹۔ امبیڈکر پستکالہ پورن نگر عالم باغ لکھنؤ
- ۸۰۔ امیر الدولہ پبلک لائبریری قیصر باغ لکھنؤ
- ۸۱۔ جلسہ تہذیب لائبریری رفاه عام ق لکھنؤ
- ۸۲۔ نور اللغات لائبریری آفس۔ کاکوری

- ۸۳۔ صفی پبلک لائبریری و دارالمطالعہ موسیٰ گھر
- ۸۴۔ فاطمہ لائبریری اینڈ ریڈنگ روم خاص لکھنؤ
- ۸۵۔ بشر دارالمطالعہ کچہری روڈ لکھنؤ
- ۸۶۔ نیشنل لائبریری نیشنل یوتھ ایسوسی ایشن لکھنؤ
- ۸۷۔ گنگا پرساد ورامیموریل لائبریری امین الدولہ پارک
- ۸۸۔ گرام سماج پبلک لائبریری دلاورنگر لکھنؤ
- ۸۹۔ عوامی اردو لائبریری کوہلا لکھنؤ
- ۹۰۔ عاشق پبلک لائبریری سنبھل
- ۹۱۔ جنت نشان لائبریری سرانے کشن مراد آباد
- ۹۲۔ آزاد پبلک لائبریری ٹھا کر دیوارہ مراد آباد
- ۹۳۔ رفعت لائبریری امروہہ
- ۹۴۔ نظر لائبریری چندوسی مراد آباد
- ۹۵۔ غفار لائبریری سنبھل
- ۹۶۔ نیشنل لائبریری ملانہ امروہہ
- ۹۷۔ جشن ماڈل لائبریری امروہہ
- ۹۸۔ سبز واری ادارہ المطالعہ کٹھولی مظفرنگر
- ۹۹۔ مانی لائبریری واخبار گھر۔ رائے بریلی
- ۱۰۰۔ صولت پبلک لائبریری رام پور
- ۱۰۱۔ پبلک جین لائبریری رامپور
- ۱۰۲۔ بچوں کا کتب خانہ رام پور

- ۱۰۳۔ جنتا پستکالیہ، رام پور
- ۱۰۴۔ محمد علی لائبریری خانی باغ سہارنپور
- ۱۰۵۔ بھرتری منڈل پستکالہ دیوبند
- ۱۰۶۔ نائک مہتہ لائبریری سول لائن، سلطان پور
- ۱۰۷۔ عائشہ اردو لائبریری خیر آباد، سینٹاپور
- ۱۰۸۔ محمد حسین لائبریری نسواں سینٹاپور
- ۱۰۹۔ ساروجنک لائبریری اناؤ
- ۱۱۰۔ کارمیکیل لائبریری ایسوسی ایشن بنارس
- ۱۱۱۔ غوثیہ پبلک لائبریری بنارس
- ۱۱۲۔ نیشنل لائبریری ورنسی
- ۱۱۳۔ شری نہرو اسمارک پبلک لائبریری بہرائچ
- ۱۱۴۔ مولانا محمد علی جوہر لائبریری بہرائچ
- ۱۱۵۔ دارالمطالعہ ارشاد یہ عرف نیشنل لائبریری سرائے حال بریلی
- ۱۱۶۔ گوکاداس ہندو گرلس ڈگری کالج مراد آباد
- ۱۱۷۔ مہاراجہ ہریش چند ڈگری کالج مراد آباد
- ۱۱۸۔ ہندی پوسٹ گریجویٹ کالج مراد آباد
- ۱۱۹۔ نیشنل لائبریری، رائے بریلی
- ۱۲۰۔ آزاد پبلک لائبریری مراد آباد
- ۱۲۱۔ مسلم دارالمطالعہ اٹاوا
- ۱۲۲۔ یو پی انجینئرنگ لائبریری

۱۲۳۔ نہروادھین کیندر گورکھپور

۱۲۴۔ موتی لال پبلک لائبریری جھانسی

۱۲۵۔ ارم پبلک لائبریری لکھنؤ

۱۲۶۔ ذوق ادب لائبریری لکھنؤ

۱۲۷۔ بزم اردو لائبریری لکھنؤ

۱۲۸۔ آچارنریندر دیو لائبریری لکھنؤ

۱۲۹۔ انجمن ادب لائبریری کاکوری لکھنؤ

۱۳۰۔ مسلم پبلک لائبریری مراد آباد (۱۰)

۷۲۔ ۱۹۷۱ء میں ۱۴۳ کتب خانوں کو ایک لاکھ تین ہزار دو سو پچاس روپے مالی امداد دی۔ مالی سال ۷۳۔ ۷۲ء ۱۴۶ کتب خانوں کو ۸۸ ہزار روپے کی امداد دی گئی۔ ۷۴۔ ۷۳ء میں اکادمی نے ۸۰ کتب خانوں کو ایک لاکھ سے زیادہ روپے کی امداد دے چکی ہے۔ مالی سال ۷۵ء میں ۱۶۱ کتب خانوں کو مالی امداد دی گئی۔ (۱۱)

اردو کی ترویج و ترقی کے لئے اکادمی کی اہم خدمات میں سے اس کی درج بالا مالی امدادی اسکیمیں بہت اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ اکادمی کی ادبی انجمنوں کی مالی امداد والی اسکیم سے صوبہ کے اندر دیگر انجمنوں کے اندر بھی اردو ادب کی خدمت کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ انجمنیں جو صرف مالی امداد کی وجہ سے اردو کی تقریبات کرانے میں پیچھے رہ جاتی تھیں اکادمی کی اس اسکیم سے ان کے اندر وہ سبھی اردو تقریبات کے انعقاد کی راہ ہموار کرتی ہے۔ (۱۲)

اکادمی کی دوسری مالی امداد اسکیم جو شعراء اور ادباء کی مالی امداد ہے بہت ہی اہم اور موثر ہے۔ اس سے وہ شعراء اور ادباء جو کسی بھی مالی دشواری کی وجہ سے اردو کی خدمت کرنے سے قاصر تھے۔ اس اسکیم نے ان کے اندر ورخاص طور سے ان نوجوان ادباء و شعراء کے اندر بھی اردو کی خدمت کا جذبہ پیدا کیا

ہے جو اردو کے مستقبل سے ناامید تھے۔ اس اسکیم نے ان کے اندر اردو خدمت کا جذبہ پیدا کیا ہے کہ ان کی خدمت کا احترام و اعتراف کیا جائے گا اور عمر رسیدہ میں ان کو تنہا نہیں چھوڑا جائے گا۔ اکادمی ان کی خدمات کا احترام و اعتراف کر جو مالی امداد دیتی ہے وہ کافی نہیں مگر اس ان کے اندر یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ اردو کی خدمت کا صلہ کچھ نہ سہی پینشن کی شکل میں مل رہا ہے۔

اکادمی کی تیسری مالی امداد اسکیم اردو کتب و رسائل کی خریداری کے لئے اردو لائبریریوں کو مالی امداد دینا ہے۔ اس اسکیم سے لوگوں میں اردو سے دلچسپی اور ان کا لجزز وغیرہ میں اردو کتب خانے قائم کرنے کا جذبہ پیدا ہوا ہے جہاں پہلے اردو کتب خانے قائم نہیں تھے۔ اکادمی کی اس اسکیم کے تحت کتب و رسائل خرید کے لئے مالی امداد یا اپنی شائع شدہ کتابوں کو فراہم کرتی ہے۔ اکادمی کی یہ اسکیم بہت کارگر ثابت ہوئی ہے۔ اس اسکیم کا دائرہ مزید بڑھا کر صوبے کے سبھی اضلاع کے ہیڈ کوارٹر میں کم از کم ایک اردو کتب خانہ قائم کئے جانے کی ضرورت ہے۔

اتر پردیش اردو اکادمی کے تدریسی پروگرام

اتر پردیش اردو اکادمی اردو کے فروغ، اردو رسم الخط کو برقرار رکھنے اور اردو ٹائپسٹ کی کمی کو دور کرنے کی غرض سے مختلف تدریسی پروگرام جیسے اردو ٹائپ اسکول، کتابت اسکول، اردو کوچنگ اسکول، اردو کمپیوٹر سینٹر، آئی۔ ایس اسٹڈی سینٹر، اردو میڈیا سینٹر وغیرہ چلاتی ہے۔ جنکی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

۱۔ اردو کتابت اسکول:

اس کا آغاز یکم جولائی ۱۹۷۷ء سے ہو کر موجودہ وقت تک اکادمی کے (۱) نئے دفتر و تہیوتی کھنڈ، گومتی نگر، لکھنؤ میں رواں دواں ہے۔ اس اسکول کے قیام کا مقصد خوش نویسی کے فن کو زندہ رکھنا اور کاتبوں کی کمی دور کرنا ہے۔ اکادمی کتابت (کیلی گرافی) کے فن کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر اور اردو کو روزی روٹی سے جوڑنے کی پالیسی کے مد نظر اس اسکول کو قائم کیا ہے۔ اس کے علاوہ خواتین کے لئے

ایک الگ سے کتابت اسکول بنام (۲) خواتین کتابت اسکول حمید یہ گری کالج الہ آباد میں بھی قائم ہے۔ ان اسکولوں میں کتابت کا دو سالہ کورس مکمل کرایا جاتا ہے۔ طلباء و طالبات میں پڑھنے کا شوق بڑھانے اور حوصلہ افزائی کی غرض سے وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔ اس اسکول میں ہر سال داخلے کے لئے بذریعہ اخبارات مشتمہ کی جاتی ہے۔ کتابت اسکول کا کورس دو سالہ کا ہوتا ہے گزشتہ سال داخل کئے گئے سال اول کے طلباء سالانہ امتحان پاس کر کے سال دوم میں جاتے ہیں اور سال اول کے لئے پچیس طلباء دوبارہ داخل کئے جاتے ہیں جن میں ۲۰ بہترین طلباء کو ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔ اور سال دوم سال اول کے مقابلتاً زیادہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔

اس کورس کے لئے صرف وہ امیدوار ہی داخلے کے لئے درخواست دے سکتے ہیں جن کی عمر یکم جولائی ۲۰۱۹ء کو ۱۶ سال سے کم نہ ہو اور وہ اردو آسانی سے لکھ اور دستی تحریر روائی سے پڑھ سکتے ہوں اور ان کا خط بھی اچھا ہو۔ داخلے سے قبل داخلے کے لئے امیدوار کو تحریری اور زبانی امتحان دینا ہوتا ہے۔

ان دونوں کتابت اسکولوں کے علاوہ تیسرا اسکول بھی ہے جو اکادمی کے قدیم دفتر بلہرہ ہاؤس، قیصر باغ، لکھنؤ میں ۲۸ اگست ۲۰۰۰ء سے چل رہا ہے۔ (۱۳)

اردو ٹائپ اسکول:

اکادمی نے اردو جاننے والوں کو اردو ٹائپنگ سکھانے کی غرض سے اردو اکادمی اردو ٹائپ اسکول قائم کیا ہے۔ اس کا مقصد اردو ٹائپسٹ تیار کرنا اور ان کی کمی کو دور کرنا ہے۔ اس مقصد کے اندر دوسرا مقصد اردو جاننے والوں کو اردو ٹائپنگ کے ذریعہ روزگار فراہم کرنا اور مختلف اداروں میں خدمات انجام دینے کے لئے تیار کرنا ہے۔

اس اسکول کا کورس دو سال کا ہوتا ہے گزشتہ سال داخل کئے گئے سال اول کے طلباء سالانہ امتحان پاس کر کے سال دوم میں جاتے ہیں اور سال اول کے لئے ۲۵ طلباء دوبارہ داخل کئے جاتے ہیں۔ جس میں بہترین طلباء کو ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔ داخلے کے لئے عمر ۱۶ سال سے کم نہیں ہونی چاہیے

ان کا آسانی سے اردو لکھ پڑھ لینا ضروری ہے ان کا داخلہ تحریری امتحان کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

سیشن جولائی تا دسمبر ۱۹۹۱ء میں ۹ طلبہ کامیاب ہوئے تھے - (۱۴)

اردو کوچنگ اسکول:

اردو زبان و ادب سے دلچسپی پیدا کرنے کی غرض سے اکادمی میں اردو کوچنگ سینٹر قائم ہے ساتھ ساتھ اکادمی کے علاوہ اتر پردیش کے دوسرے مقامات جیسے پرانے لکھنؤ، مراد آباد، میرٹھ، اور بلند شہر میں بھی اردو کوچنگ سینٹر قائم کئے گئے ہیں۔ اسکول میں داخلے کے لئے اخبارات میں اشتہار نکالا جاتا ہے۔ اکادمی کا دیگر اضلاع میں بھی اردو کوچنگ سینٹر کھولنے کا منصوبہ ہے۔ یہ سینٹر اکادمی کی نئی بلڈنگ میں چل رہا ہے اس کا خاص مقصد پروفیشنل لوگوں جیسے ڈاکٹر، وکیل، یا سرکاری ملازمین کو اردو سکھانا ہے جو اردو کی جانکاری نہیں رکھتے ہیں۔ اس سینٹر کے ذریعہ دی جانے والی تعلیم درجہ آٹھ کے سطح کی ہوتی ہے اور اردو سیکھنے والوں کے لئے اسکا لرشپ بھی دی جاتی ہے۔ اکادمی کے اس کورس سے ہزاروں طلباء و طالبات مستفید ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر سیمہ رضوی اتر پردیش اردو اکادمی۔ اردو کمپیوٹر سینٹر:

قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو نئی دہلی کے اشتراک سے ۱۹۹۸ء میں اتر پردیش اردو اکادمی کی تیسری منزل پر اردو کمپیوٹر سینٹر قائم کیا گیا۔ دو شفٹوں میں چلنے والے اس سینٹر میں ایک سالہ کورس ڈپلوما ان کمپیوٹر اپلیکیشن اینڈ ملٹی لنگول DTP کرایا جاتا ہے اور دوسرا سینٹر ۲۸ اگست ۲۰۰۰ء سے اکادمی کے قدیم دفتر بلہارہاؤس قیصر باغ، لکھنؤ میں جاری ہے۔ اب تک اس سینٹر سے تقریباً ۴۰۰ سو سے زائد طلباء انگریزی، اردو اور ہندی میں کمپیوٹر کی تربیت حاصل کر کے روزگار سے منسلک ہو چکے ہیں۔

یہ کورس حکومت ہند MHRD، وزارت انفارمیشن ٹکنالوجی، DOEACC چنڈی گڑھ سے منظور شدہ ہے۔ اس کورس میں داخلے کے لئے امیدوار کی عمر ۱۷ سال اور انٹر میڈیٹ یا اس کے مساوی تعلیمی لیاقت نیز اردو کی لیاقت ہونا لازمی ہے۔ جو امیدوار اردو سے ناواقف ہوتے ہیں انہیں اردو زبان

کی تعلیم دیکر ڈپلوما ان اردو لنگویج کی سند دی جاتی ہے پورے کورس کی فیس ۶۰۰۰ ہے جبکہ دوسرے ادارے میں اس کورس کی فیس ۱۸۰۰۰ تک لی جاتی ہے۔ اس کورس میں صرف ۶۰ امیدوار کا داخلہ لیا جاتا ہے۔ (ص۔ ۱۱-۸ خ اکتوبر نومبر ۲۰۰۳ء)

اس کورس کے اسٹاف میں دو انسٹرکٹر، ایک سپروائزر اور ایک چپراسی شامل ہے اس سینٹر کا انچارج افسر اکادمی کا سیکریٹری ہوتا ہے۔ اس کورس میں داخلہ ٹیسٹ اور زبانی امتحان کے ذریعہ دیا جاتا ہے اس کا پورہ خرچہ NCPUL اٹھاتی ہے اکادمی صرف بلڈنگ اور فرنیچر مہیا کراتی ہے۔ (۱۵)۔ (۱۶)

رفیق الملک ملائم سنگھ یادو اردو آئی۔ ایس۔ اسٹڈی سینٹر:

رفیق الملک ملائم سنگھ یادو اردو آئی۔ ایس۔ اسٹڈی سینٹر کا افتتاح مئی، ۲۰۱۵ء کو اس وقت کے وزیر اعلیٰ جناب اکھیلیش یادو صاحب نے کیا تھا۔ یہ اتر پردیش اردو اکادمی کی جانب سے موہان روڈ، لکھنؤ میں قائم کیا گیا ہے جہاں اردو طلباء و طالبات کو امتحان کے بعد میرٹ کی بنیاد پر داخلہ، مفت کوچنگ، مفت ہاسٹل، اور مفت کھانے کا بندوبست ہے۔ اس اسٹڈی سینٹر میں پورے ملک کے اقلیت (مسلم، سیکھ، عیسائی، بودھ۔ پارسی اور جین مذاہب) کے لڑکے اور لڑکیوں کو سول سروسز (Pre-Cum Mains IAS, PCS) کے امتحان کی تیاری کرنے کے لئے داخلہ دیا جاتا ہے اس سینٹر کا مقصد اہلیت اور صلاحیت رکھنے والے ذہین، تیز امیدوار کو کوچنگ دلا کر کامیاب ہونے کے لئے اکسایا جاتا ہے۔

اس کورس میں کوچنگ کلاسز اردو، ہندی اور انگریزی میڈیم میں ہوتی ہیں امیدوار کسی بھی سرکاری یا غیر سرکاری نوکری میں نہ ہو اس کوچنگ میں صرف آئی۔ ایس اور پی۔ سی۔ ایس کی پری امتحان کی تیاری بھرپور کرائی جاتی ہے۔ پری امتحان پاس امیدواروں کو Main امتحان کی تیاری کے لئے بنا کسی امتحان اور انٹرویو کے بلایا جاتا ہے۔

اتر پردیش اردو اکادمی کا یہ سینٹر اردو داں اور اردو میڈیم کے ذریعہ تعلیم حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کے لئے سول سروسز کی تیاری کے لئے ایک سنہرا موقع ہے جو کام صوبائی اور مرکزی سرکار کو کرنا

چاہیے تعجب اور خوشی کی بات ہے کہ یہ فرائض اتر پردیش اردو اکادمی نہ صرف اتر پردیش کے اردو داں کے لئے بلکہ پورے ہندوستان کے لئے کام کر رہی ہے۔ (۱۷)

اردو اکادمی اردو میڈیا سینٹر اور ماس کمیونیکیشن سینٹر:

اتر پردیش اکادمی کے ذریعہ قائم کردہ اردو میڈیا سینٹر کا افتتاح وقت کے نائب وزیر اعلیٰ دیش شرما نے ۸ مئی، ۲۰۱۸ء نے کیا تھا۔ اس کا مقصد میڈیا کے ذریعہ اردو کو فروغ دینا اور اردو داں کو روزگار فراہم کرنا ہے اور اکادمی کا شارٹ ٹرم کورسز اس میڈیا سینٹر کے ذریعہ چلانے کا منصوبہ ہے جس میں خاص طور سے ایف۔ ایم ریڈیو اینکرننگ، نیوز ریڈنگ، ٹی۔ وی۔ اینکرننگ اور نیوز انکرننگ ہے۔ اس کورس کے ذریعہ اردو کے فروغ کے ساتھ ساتھ اردو داں طبقہ مختلف ایف۔ ایم اور ٹی۔ وی چینلوں میں خدمات دیکر روزی روٹی سے جڑ سکتے ہیں۔ ان کورسز کو یونیورسٹی سے الحاق کرنے کا بھی منصوبہ ہے۔

اتر پردیش اردو اکادمی اردو میڈیا سینٹر ڈاکٹر نواز دیوبندی کے وقت میں شروع ہوا۔ اور مکمل کام چیئر پرسن پروفیسر آصفہ زمانی کے دور میں شروع ہوا۔ اس میڈیا اردو ماس کمیونیکیشن اور میڈیا سینٹر کے کو ارڈینیٹر کے طور پر جناب آلوک شریواستو صاحب ۲۰۱۸ء سے موجودہ وقت تک کام کر رہے ہیں۔ پورا میڈیا سینٹر انہیں کے بھروسے چل رہا ہے۔ اتر پردیش اردو اکادمی کے سیکرٹری جناب ایس رضوان صاحب نے اس میڈیا سینٹر کے مقصد کو پورا کرنے کے لیے اس میڈیا سینٹر کے کوآرڈینیٹر کو پوری آزادی اور چھوٹ دی ہے کہ وہ اپنے حساب سے چلائیں۔ اس میڈیا سینٹر میں تین سہ ماہی تربیتی کورس چلائے جا رہے ہیں۔ ان سبھی کورس کا مقصد یہ دھیان میں رکھ کر شروع کیا گیا ہے کہ موجودہ دور میں آکاش وانی وغیرہ میں ریڈیو جوگی اور ریڈیو ٹیکنالوجی کی ضرورت ہے اور اس کا مقصد اچھے حضرات کو اچھی زبان میں یعنی اردو زبان میں ٹیکنیک کو صحیح طریقے سے سکھایا جاسکے۔ اس سینٹر کے کورس درج ذیل ہیں۔

۱۔ کورس ریڈیو جوگی اور ریڈیو ٹیکنالوجی کا ہے۔ اس کی شروعاتی ۲۰۱۹ء سے ہوئی۔ یہ تین مہینے کا تربیتی سرٹیفکیٹ کورس ہے۔ اس میں ایڈمیشن لینے کے لیے کم از کم عمر 18 سال اور زیادہ عمر کی کوئی حد مقرر

نہیں ہے بس امیدوار کو ہائی اسکول پاس ہونا ضروری ہے۔ اس کورس کی فیس 10 ہزار ہے جبکہ اور دیگر اداروں میں جہاں یہ کورس کرایا جاتا ہے اس کی فیس ڈیڑھ سے دو لاکھ تک ہے۔ اب تک اس کورس کے تین بیچ نکل چکے ہیں اور تینوں بیچوں سے کامیاب بھی بچے کہیں نہ کہیں جاب میں ہیں۔ پہلے بیچ میں جو 2018 میں مکمل ہوا تھا اس میں 18 بچے تھے۔ دوسرے بیچ میں 11 بچے اور تیسرے بیچ میں 15 بچے تھے۔

۲۔ کورس اردو تھیٹر یعنی اردو ڈرامہ ہے اس کورس کی شروعات اگست ۲۰۲۳ء سے ہوئی۔ اس کورس میں فلم سے متعلق اور ڈرامہ سے متعلق بھی پہلوؤں کی جانکاری دی جاتی ہے۔ کوئی بھی چیز عوام تک پہنچانے کے لیے سب سے بہتر ذریعہ انٹرنیٹ منٹ ہے اس کے ذریعے اردو کو فروغ دیا جاسکتا ہے یہ بھی کورس سہ ماہی تربیتی کورس ہے۔ اس کی فیس ایک ہزار روپے ہے اور اس کے علاوہ کسی اور ادارے میں اگر آپ داخلہ لیتے ہیں تو اس کورس کی فیس 10 ہزار سے ایک لاکھ تک ہو سکتی ہے۔ میڈیا سینٹر کے بھی کورس پر پریکٹس میں زور دیا جاتا ہے۔ بچوں کو اسکرپٹ لکھنا، کمپیوٹر پر بٹھانا یعنی سبھی کام ڈائریکٹ سکھائے جاتے ہیں۔۔۔ اردو ڈرامہ کے پہلے بیچ میں 25 اور دوسرے اور تیسرے میں ۴۰، ۴۰ بچے کامیاب ہو چکے ہیں بچے پھر 40 بچے اور بھی بچے کسی نہ کسی فیلڈ میں کام کر رہے ہیں۔

اردو ڈرامہ کے تحت دو ڈرامے خوبصورت بلا، اور دلی دربار تیار ہو چکے ہیں اور تیسرا ڈراما 'یہودی کی لڑکی' تیار ہو رہا ہے۔

۳۔ کورس ہے سینما ٹو گرافی اینڈ فلم میکنگ ہے اس کی شروعات ۲۰۲۰ء سے ہوئی۔ اس کی کل فیس ۱۰۰۰۰ ہے۔ اس کورس میں سینما اور فلم سے متعلق سبھی ارکان کی پوری جانکاری، ہر چیز سکھائی جاتی ہے۔ یہ کورس 2020 میں 8 بچے کورس مکمل کر چکے ہیں۔ اس کورس کے لیے باہر سے ایکسپرٹ کو بلا یا جاتا ہے جو بچوں کو میک اپ، ڈیزائننگ، لائٹ ڈیزائننگ سبھی چیزیں سکھاتے ہیں۔ اس فیلڈ میں باہر سے بلائے جانے والے خاص ایکسپرٹس کی کچھ تفصیل پیش خدمت ہے۔

شہیر احمد میک اپ سکھاتے ہیں یہ فلم انڈسٹری کے میک اپ پارٹیز ہیں۔ دوسرے ظفر سنجری ہیں۔ یہ پروڈکشن تیار کروانے کے لیے آتے ہیں۔ اشرف حسین یہ اردو شعبہ کے ہیں۔ اردو ڈرامہ ماس کمیونیکیشن کے ہیڈ ہیں۔ یہ اسکرپٹ پڑھاتے ہیں۔ اردو کے معنی اور تلفظ بتاتے ہیں۔ دیویش مشرا جہانگیر آباد انسٹیٹیوٹ کے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ ہیں جو لائٹ اور اسٹیج ڈیزائننگ سکھاتے ہی۔ روزی مشرا بھارتینڈونائٹ اکادمی کی سینٹر سے آتی ہیں جو کاسٹیوم ڈیزائننگ اور پراپرٹیز ڈیزائننگ سکھاتی ہیں۔ نائٹ میں جو سامان استعمال ہونے والے ہیں تمام اشیاء کو بنانا سکھاتی ہیں۔ ڈاکٹر رستوگی سی پی اے آر آئی کے ڈائریکٹر ہیں وہ بچوں کو اینٹرننگ اور ڈائریکٹ کرنا سکھانے کا کام کرتے ہیں۔

انوار الحسن ایف۔ ایم ریمبو آر جے اینٹر ہیں پورے آر جی کے بیک سکھاتے ہیں۔ سندپ سر یو استو دور درشن دلی بچوں کو براڈ کاسٹنگ کیسے ہوتی ہے سکھاتے ہیں۔ دیویش یو استو یہ لکھنؤ آکاش وانی کی نائب انجینئر ہیں جو بچوں کو اسٹوڈیو کے ایکواپمنٹ کو کس طرح سے استعمال کرتے ہیں سکھاتی ہے۔ پرتل جوشی آکاش وانی ہیں ریڈیو کی مختلف پہلوؤں کے بارے میں بتاتے ہیں۔ (۱۸)

اکادمی کے سبھی اردو تدریسی پروگراموں سے اردو کی ترویج و ترقی، فروغ کے ساتھ اردو زبان کو محفوظ رکھنے کا کام لیا جا رہا ہے۔ اکادمی کے تدریسی پروگرام سکے ذریعہ اردو کی بقاء کے ساتھ اردو کو روزی روٹی سے جوڑنے کا کام کیا گیا ہے۔ سبھی پروگرام بشمول اردو کمپیوٹر سینٹر، اردو آئی اے ایس اسٹڈی سینٹر اور اردو میڈیا سینٹر میں اردو اور اردو کے ذریعہ تعلیم دی جاتی ہے اور اگر کسی کو اردو نہیں آتی ہے تو اسے اردو کی بنیادی تعلیم دے کر ڈپلوما ان اردو کی سند بھی دی جاتی ہے۔ اکادمی کے سبھی پروگرام کا تعلق کسی نہ کسی پہلو سے اردو اور اردو ادب سے جڑا ہے۔ ان پروگراموں میں اردو داں اور مسلم طبقہ کم، غیر اردو داں اور غیر مسلم طبقہ بہت ہی لگن اور شوق سے بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہے اور اکادمی کی اردو کی سبھی اسکیموں سے بھرپور فائدہ اٹھا رہا ہے۔

اردو کمپیوٹر سینٹر سے تعلیم یافتہ طلباء و طالبات کہیں نہ کہیں ملازمت پا جاتے ہیں اور اردو میڈیا

سینٹر سے ٹرینڈ طلباء کئی ریڈیو ایف ایم چینل میں کام بھی کر رہے ہیں۔ اس سینٹر کے ذریعہ اردو ڈراما، فلم وغیرہ کی سبھی تکنیک کے ساتھ اردو الفاظ کے صحیح تلفظ، ادائیگی اور مخرج وغیرہ پر زور دیکر بہترین فلم اور ڈرامے تیار کرائے جاتے ہیں۔ اردو آئی اے ایس اسٹڈی سینٹر کا مقصد اردو داں کے اندر مسابقتی ذہن تیار کرنا ہے۔ اس میں ہندی، انگلش کے ساتھ خاص طور پر اردو میں بھی تیاری کرائی جاتی ہے تاکہ اردو طلباء خاص کر اقلیتی طلباء بھی آئی اے ایس پی سی ایس بنکر ملک کی خدمت کر سکیں۔ اس سینٹر کی خاص بات یہ ہے کہ یہاں تعلیم اور طعام و قیام بھی مفت ہیں تاکہ اردو طلباء مالی دشواری کی وجہ سے زندگی کے کسی شعبے میں پیچھے نہ رہ جائیں۔

تعلیمی وظائف:

جمہوریت کے فروغ کے لئے تعلیم کو ریڑھ کی ہڈی کا درجہ حاصل ہے اور ایک فلاحی ریاست کا فرض ہے کہ وہ نہ صرف تعلیم کو عام کرے بلکہ اسے زیادہ سے زیادہ موثر بنائے۔ اردو کی تعلیم کو کسی طرح اطمینان بخش نہیں کہا جاسکتا آئے دن اس طرح کی شکایات ملتی ہیں کہ فلاں تعلیمی ادارے میں اردو کا کوئی استاد نہیں ہے فلاں علاقے میں اردو تعلیم کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ اتر پردیش اردو اکادمی وقتاً فوقتاً ان کوتاہیوں کی طرف حکومت کو متوجہ کرتی رہتی ہے۔ اردو کی تعلیم کے راستے میں ایک رکاوٹ یہ بھی ہے کہ ذہین اور باصلاحیت طلباء و طالبات ذرائع کی کمی کی وجہ سے تعلیم ترک کر دیتے ہیں اتر پردیش اردو اکادمی نے ریاستی حکومت کو اس امر کی طرف خصوصی طور پر متوجہ کیا ہے اور تعلیمی وظائف کی مد میں رقم بڑھائے جانے کا مطالبہ کیا۔ حکومت نے مطالبہ کو تسلیم کرو وظائف کی مد میں دس لاکھ روپے کی امداد کا اعلان کیا اس سے اکادمی نے وظائف کی تعداد میں بھی اضافہ کر دیا اور ان کی ماہانہ رقم بھی بڑھا دی گئی۔ ۸۸-۸۹ کے تعلیمی سال میں اکادمی نے تقریباً دس لاکھ روپے کے تعلیمی وظائف تقسیم کئے اس سے فائدہ یہ ہوا کہ جہاں اردو کے باصلاحیت طلباء و طالبات میں اضافہ ہوا ہے وہیں فخر کی بات یہ بھی ہے کہ جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے وہ بھی اردو کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اکادمی کے وظائف لیاقت کی بنیاد پر دیئے

جاتے ہیں اور لیاقت کی پرکھ کا سب سے آسان طریقہ یہ اختیار کیا گیا کہ گذشتہ امتحان میں جس طالب علم نے سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے ہیں۔ ترجیحی طور پر اس کا نام سرفہرست رکھا جائے بشرطیکہ اس نے وظائف کی دوسری مقرر شرطیں بھی پوری کر لی ہیں۔ اس مہم کے سلسلے میں اردو اکادمی نے ایک کام یہ بھی کیا ہے کہ جن علاقوں سے وظائف کے لئے درخواستیں موصول نہیں ہوتیں یا برائے نام موصول ہوتی ہیں تو اکادمی اداروں کے پرنسپلوں، اردو کے اساتذہ اور مجبان اردو سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اردو پڑھنے والے طلباء و طالبات کی درخواستیں اکادمی میں بھیجوائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ مستحق طلباء کو وظائف مل سکیں۔

اردو طلباء و طالبات کو وظائف:

شروعاتی دور (۷۴-۷۳ء) میں تعلیمی وظائف نویں، گیارہویں، بی۔ اے، ایم۔ اے، اور پی ایچ ڈی کے طلباء کو ایک محدود تعداد میں ماہانہ وظائف دیئے جانے کی اسکیم مرتب کی گئی تھی۔ (۱۹) بعد میں ان وظائف کو پرائمری تا پی ایچ ڈی کیا گیا۔ موجودہ دور میں ان وظائف کو دو حصوں میں منقسم کیا گیا ہے:-

۱۔ پرائمری تا ایم۔ اے۔ ۲۔ برائے ریسرچ اسکالر

۱۔ پرائمری تا ایم۔ اے:

- ☆ سبھی درجات میں صرف ایک تعلیمی سال کے لئے وظیفہ دیا جائے گا۔
- ☆ وظیفہ کے لئے ہر سال درخواست داخل کرنا لازمی ہوگا۔
- ☆ درخواست فارم کے ساتھ گذشتہ امتحانوں کی مارکس شیٹ کی مصدقہ نقل بھیجنا لازمی ہوگا۔
- وظیفہ کا استحقاق صرف ان طالب علموں کو ہوگا جو اتر پردیش میں کسی سرکاری یا سرکار سے تسلیم شدہ اسکول / کالج، یونیورسٹی میں باقاعدہ (Regular) طور پر اپنے درجہ میں لازمی / اختیاری اردو ایک مضمون کی حیثیت سے لے کر تعلیم حاصل کر رہے ہوں۔

- ☆ جن کی درخواست اردو اکادمی کو وقت مقررہ پر موصول ہوئی ہو۔
- ☆ جنہوں نے تعلیمی ادارے میں اپنے درجہ میں دوسرے امیدواروں کے مقابلہ میں اردو میں زیادہ نمبر حاصل کئے ہوں۔
- ☆ اگر کسی درجہ میں ایک سے زیادہ امیدواروں کے اردو میں نمبر برابر ہوں گے تو زیادہ مجموعی نمبر پانے والے امیدوار کو وظیفہ دیا جائے گا۔
- ☆ اگر کسی درجہ میں ایک سے زیادہ امیدواروں کے اردو کے ساتھ ساتھ مجموعی نمبر بھی برابر ہوں گے تو دونوں طالب علموں کو وظیفہ دیا جائے گا۔
- ☆ سبھی درجات میں وظائف کا فیصلہ سالانہ امتحان کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔
- ☆ درجہ چھ سے انٹرمیڈیٹ تک درخواست دینے والے طلبہ نے اپنا پچھلا سالانہ امتحان کم از کم 55 فیصد مجموعی نمبر اور کم از کم 60 فیصد نمبر اردو میں لے کر پاس کئے ہوں۔
- ☆ بی۔ اے تا ایم۔ اے کے درخواست دینے والے طلبہ نے اپنا پچھلا امتحان کم از کم 55 فیصد اور مجموعی نمبر کم از کم 60 فیصد نمبر اردو میں لے کر پاس کیا ہو۔
- ☆ درخواست پر متعلقہ اسکول، کالج کے پرنسپل یا یونیورسٹی کے شعبہ اردو کے صدر کی تصدیق مع مہر ہونا ضروری ہے۔
- ☆ چھٹے درجہ سے ایم۔ اے تک ہر درجہ میں دولٹر کے اور دولٹر کیوں کو وظائف دیئے جائیں گے۔
- ☆ ان طلبہ و طالبات کے لئے قواعد و ضوابط جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے:-
- ☆ یہ وظائف چھٹے درجہ سے ایم۔ اے تک کہ صرف ان طلباء و طالبات کو دیئے جائیں گے جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے مگر وہ اردو ایک اختیاری لازمی مضمون کی حیثیت سے لے کر کسی سرکاری یا سرکار سے تسلیم شدہ ادارے میں باقاعدہ تعلیم حاصل کر رہے ہوں۔
- ☆ جسمانی طور پر جو طلباء و طالبات معذور ہیں اور اردو پڑھ رہے ہیں ان کے لئے مجموعی طور پر دس

وظائف دیئے جاتے ہیں ہر درجہ میں کم از کم ایک وظیفہ دیا جاتا ہے۔

☆ اردو کی تعلیم چھوڑنے پر طالب علم کو اکادمی سے وظیفہ کی وصول شدہ رقم واپس کرنی ہوگی۔

☆ ایک درجہ کے تین میریٹوریٹس لڑ کے اور تین لڑکیوں کو اسکا لرشپ دی جاتی ہے۔

۲۔ وظیفہ برائے ریسرچ اسکا لر:

اتر پردیش اردو اکادمی پرائمری تا پی۔ ایچ۔ ڈی کے طالب علموں کو تعلیمی اردو وظائف دیتی ہے۔ خاص کر اردو ریسرچ اسکا لر کو مقالہ چھپوانے کے لئے مدد کرتی ہے۔ ریسرچ اسکا لرشپ ہر سال کے لئے دی جاتی ہے جس کے قواعد و ضوابط درج ذیل ہیں۔

☆ درخواست اکادمی کے مقررہ فارم پر پُر کر کے دی جاسکتی ہے۔

☆ اردو ریسرچ اسکا لرشپ کی درخواست صدر شعبہ اردو یونیورسٹی / پرنسپل اور پوسٹ گریجویٹ کالج کے پرنسپل کی دستخط کے بعد ہی قبول کیے جاتے ہیں۔

☆ درخواستوں کے ساتھ درج ذیل کاغذات منسلک کرنا لازمی ہوگا۔

۱۔ موضوع کی منظوری اور اس پر کام شروع کرنے کا سرٹیفکیٹ۔

۲۔ صدر شعبہ اردو سے موضوع کی منظوری اور اس پر کام شروع کرنے کا سرٹیفکیٹ۔

۳۔ صدر شعبہ اردو اور نگران سے مصدقہ تحقیقی موضوع کا خاکہ۔

۴۔ اقرار نامہ تصدیق نامہ اور ڈیکلریشن فارم کی مکمل خانہ پوری۔

۵۔ فیس جمع کرنے کی رسید۔

۶۔ درجہ دس تا ایم۔ اے کی تصدیق شدہ مارکس شیٹ۔

۷۔ سال اوّل کے طلبہ کو فیس جمع کرنے کی رسید اور موضوع کے اقتباسات کی مختصر ترقی رپورٹ

نگراں اور صدر شعبہ اردو کی تصدیق کے ساتھ منسلک کرنا ہوتا ہے۔

۸۔ سال دوم کے طلبہ کو ریسرچ کے کام کا 1/3 حصہ مکمل کر لیے جانے کے سلسلہ میں اس کے

۹۔ اقتباسات کی مختصر ترقی رپورٹ نگراں اور صدر شعبہ اردو کی تصدیق کے ساتھ منسلک کرنا ہوتا ہے۔
سال سوم کے طلبہ کو تحقیقی مقالہ جمع کرنے کے بعد رجسٹر آفس سے جاری کئے گئے سرٹیفکیٹ کی
مصدقہ نقل بھیجنا لازمی ہوتا ہے۔

وظائف کے مستحق وہی طلباء و طالبات ہوں گے:

- ☆ جوا تر پردیش میں واقع کسی یونیورسٹی / پوسٹ گریجویٹ کالج سے اردو میں ریسرچ کر رہے ہوں۔
- ☆ جو کہیں ملازم نہ ہو اور کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے سے تنخواہ یا اردو کا وظیفہ نہ پارہے ہوں۔
- ☆ جنہوں نے ایم۔ اے فائنل کا امتحان کم از کم فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا ہو وظیفہ کے لئے وہی
امیدوار منتخب کئے جائیں گے جنہوں نے باقی امیدواروں سے زائد نمبر حاصل کیا ہو۔
- ☆ ایک سے زیادہ امیدواروں کے نمبر مساوی ہوں گے تو جس طالب علم کی عمر کم ہوگی وظیفہ اسی کو دیا
جائے گا۔
- ☆ امیدوار نے کسی دوسرے ادارے سے کوئی دوسرا وظیفہ قبول کر لیا ہو یا ملازمت کر لی تو اسے اس
تاریخ سے جس تاریخ سے دوسرا وظیفہ قبول کیا ہو یا ملازمت کر لیا ہو اکادمی کے وظیفہ کی رقم واپس
کرنی ہوگی۔
- ☆ وظیفہ پانے والا ریسرچ اسکالر اکادمی کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کورس میں داخلہ لیتا ہے یا
کسی نجی ادارے کے امتحان میں شریک ہوتا ہے تو اسے داخلہ لینے کی تاریخ سے اکادمی سے
موصولہ وظیفہ کی رقم واپس کرنی ہوتی ہے۔
- ☆ ریسرچ اسکالرشپ ایک سال کی مدت یعنی بارہ ماہ کی ہوتی ہے۔ ریسرچ کی مدت تین سال کی
ہوتی ہے اور اس دوران مقالہ مکمل کر کے یونیورسٹی میں جمع کر دینا ہوتا ہے۔
- ☆ فیس جمع کرنے کی رسید اور نگراں کی رپورٹ درخواست کے ساتھ قطعی منسلک ہونا چاہیے۔
- ☆ وظیفہ پانے والے کو اپنی رفتار ترقی کے متعلق اپنے نگراں کی رپورٹ معہ صدر شعبہ اردو کی تصدیق

کے ہر سال پیش کرنا ہوگا۔

- ☆ واجب الادا وظیفہ رپورٹ کے موصول ہونے کے بعد ہی بھیجا جائے گا۔
- ☆ وظیفہ پانے والے ریسرچ اسکالر کو ریسرچ کی مدت کے دوران وظیفہ کی رقم کے علاوہ بھی متفرق اخراجات (Contingancy) کے لئے پانچ ہزار روپیہ کی رقم دی جاسکتی ہے۔
- ☆ اسکالرشپ کی پہلی قسط پچیس سو روپیہ کی ہوگی جو ریسرچ کا ایک سال مکمل ہونے کے بعد صدر شعبہ اردو نیز نگراں کی رپورٹ اطمینان بخش ہونے کی صورت میں دی جائے گی۔
- ☆ دوسری قسط پچیس سو کی ہوگی جو پہلی قسط کا پہلے حساب داخل کرنے کے بعد صدر شعبہ اردو نیز نگراں کی رپورٹ اطمینان بخش ہونے کی صورت میں دی جائے گی۔
- ☆ سال اول میں وظائف کی کل تعداد پندرہ سے زیادہ نہیں ہوتی ہے جن میں پانچ وظائف پوسٹ گریجویٹ کالج میں ریسرچ کرنے والوں کے لئے مخصوص ہوں گے جن میں کمی زیادتی کا اختیار اکادمی کو ہوگا۔
- ☆ سال دوم میں وظائف کی کل تعداد بارہ سے زائد نہ ہوگی۔
- ☆ سال سوم میں وظائف کی کل تعداد دس سے زائد نہ ہوگی۔
- ☆ ایک یونیورسٹی میں بیک وقت دو سے زائد وظائف نہیں دیئے جاتے۔
- ☆ اردو کا کوئی دوسرا وظیفہ قبول کرنے یا اردو کی تعلیم چھوڑنے پر طالب علم کو اکادمی سے وظیفہ کی وصول شدہ رقم واپس کرنی ہوگی لیکن اگر کسی طالب علم کو اردو کے علاوہ کسی دوسرے ادارے کا جنرل وظیفہ مل رہا ہو تو اکادمی کے وظیفہ پر اثر انداز نہیں ہوگا۔ (۲۰)

وظیفہ کی شروعات اور رقم:

تعلیمی وظائف کی شروعات مالی سال ۷۴-۷۳ء سے ہوئی۔ اس اسکیم کے تحت درجہ نویں، گیارہویں، بی۔ اے، ایم۔ اے، اور پی ایچ ڈی کے طلباء کو ایک محدود تعداد میں ماہانہ وظائف

دیئے جانے کی اسکیم مرتب کی گئی تھی۔

پہلی بار ۷۷-۱۹۷۳ء میں اکادمی نے اس اسکیم کے تحت کل ملا کر ۴۵۰۰۰ روپے صرف کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ (۲۱)

شروعاتی دور کے تعلیمی سال ۱۹۸۷ء تا ۱۹۹۳ء کے دوران وظیفہ کی رقم سالانہ درجہ ششم (۶، ۷، ۸)۔ دوسرو روپے، درجہ نہم تین سو پچیس روپے، درجہ یازدہم (۱۱، ۱۲) چار سو روپے سالانہ، بی۔ اے۔ سال اول، دوم پانچ سو روپے سالانہ، ایم۔ اے۔ سال اول، دوم آٹھ سو روپے سالانہ، ریسرچ اسکالر تین سو روپے سالانہ ہوا کرتی تھی جو چیک کے ذریعہ دی جاتی تھی۔

تعلیمی سال ۱۹۸۷ء کے دوران وظیفہ پانے والے امیدواروں مادری زبان اردو اور غیر اردو طلباء و طالبات دونوں کی ملا کر کل تعداد درجہ ششم ۸۷۴، درجہ نہم ۱۹۱، درجہ یازدہم ۶۱، بی۔ اے۔ ۶۰، ایم۔ اے۔ ۱۲ تھی۔ (۲۲)

تعلیمی سال ۱۹۹۳-۱۹۹۲ء میں امیدواروں کی تعداد درجہ ششم ۸۰۱، درجہ ہفتم ۴۵۳، درجہ ہشتم ۳۶۰، درجہ نہم ۱۴۸، درجہ دہم ۵۵، درجہ یازدہم ۷۹، درجہ دوازدہم ۶۶، بی۔ اے۔ سال اول ۱۱۳، بی۔ اے۔ سال دوم ۶۶، بی۔ اے۔ سال سوم ۵۴، ایم۔ اے۔ سال اول ۳۷، ایم۔ اے۔ سال دوم ۲۵ تھی ۱۹۹۳ء میں تقریباً ڈھائی ہزار طلباء و طالبات کو وظائف دیئے گئے۔

اکادمی نے تعلیمی سال ۱۹۹۷ء-۱۹۹۶ء اور ۱۹۹۸ء-۱۹۹۷ء کے بارہ لاکھ پچاس ہزار روپے کے وظائف بذریعہ اکاؤنٹ پیٹی چیک جاری کئے تھے۔

موجودہ وقت میں طلباء و طالبات کو ان کے وظیفہ کی رقم ان کے نام کے بینک کھاتہ میں بھیج دی جاتی ہے۔ اس وقت حکومت کی عدم توجہی کے بنا پر اکادمی اور وظائف میں سستی سی پیدا ہو گئی ہے۔

اردو طلباء و طالبات کو اکادمی کی طرف سے دیا جانے والا وظیفہ بہت کارگر ثابت ہو رہا ہے۔ اس سے اردو طلباء کی تعداد میں اضافہ بھی ہوا ہے اور ان کو بھی سہولت ہوئی ہے جو کسی مالی پریشانی کی وجہ سے

تعلیم ترک کر دیتے تھے۔ اس سے ڈراپ آؤٹ میں کمی آئی ہے۔ یہ وظیفہ درجہ اول تا پی ایچ ڈی کے اتر پردیش کے اردو طلباء طالبات کے لئے مختص ہے جو اتر پردیش میں زیر تعلیم ہوں۔ اس شرط میں سے اتر پردیش میں زیر تعلیم کی شرط کو ہٹا کر صرف اتر پردیش کا باشندہ ہونا چاہیے کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اتر پردیش کا بچہ ہندوستان کے کسی بھی گوشے میں اردو کی تعلیم حاصل کر رہا ہو وہ اس سے مستفیذ ہو سکے۔ اس وظیفہ کے تحت دی جانے والی رقم منہگائی کے حساب سے بہت کم ہے۔ اس رقم کو منہگائی کے حساب سے دو سے چار گنی اور اتر پردیش کی آبادی کے لحاظ سے وظیفہ کی تعداد کو بھی پانچ گنی کئے جانے کی ضرورت ہے۔ یا صوبہ کے ہر اضلاع کے ہر اسکول کے ہر درجہ سے کم سے کم پانچ بچوں کو وظائف دینے کی ضرورت ہے۔ حکومت کو بھی اس مد کی رقم میں پچاس سے ساٹھ فیصد اضافہ کرنا چاہیے۔ اس اسکیم سے یہ فائدہ بھی ہوا ہے کہ کوئی بچہ جس کی مادری زبان اردو نہیں ہے وہ بھی اردو زبان کو بحیثیت مضمون لیکر پڑھ رہے ہیں۔ وظائف کے لئے نوٹس، لیٹروغیرہ کو اخبارات کے علاوہ سوشل میڈیا کے ذریعہ مشہوری کرانے کی ضرورت ہے جس سے زیادہ سے زیادہ اردو طلباء و طالبات درخواست دیکر زیادہ سے زیادہ تعداد میں وظائف حاصل کر اپنی تعلیم کو جاری رکھتے ہوئے اردو سیکھ سکیں۔

العامات کتب

اکادمی کی ادبی خدمات میں سے ایک اہم اسکیم العامات کتب ہے جو مصنف کو ان کی کتاب یا مجموعی ادبی خدمات کے صلے میں دیئے جاتے ہیں۔ یہ بھی العامات اکادمی کی انعام سب کمیٹی کی سفارش کے بعد مجلس انتظامیہ کے غور و خوض کرنے اور بڑے بڑے ادباء و مصنفین اور پروفیسرز کی مثبت رائے کے بنیاد پر دیئے جاتے ہیں جس سے اکادمی کی کارکردگی اور اردو زبان و ادب کو فروغ ملتا ہے اور محسوس کیا جاسکتا ہے۔

اتر پردیش اردو اکادمی اس اسکیم کے تحت ہر سال اردو مطبوعات پران کے مصنفین کو صوبائی اور ملکی سطح پر قواعد و ضوابط کے مطابق العامات سے نوازتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ کتابت اور طباعت کے لئے

- پریس کو بھی انعامات دیئے جاتے ہیں۔ انعامات کے لئے قواعد و ضوابط درج ذیل ہیں۔
- ۱۔ مذکورہ انعامات کے لئے ہندوستانی مصنفین کی وہ کتابیں قبول کی جائیں گی جو سال زیر غور کے دوران یکم جنوری سے ۳۱ دسمبر کے دوران طبع ہوئی ہوں۔
 - ۲۔ مطبوعہ کتابوں پر درج ذیل کے مطابق انعامات دیئے جائیں گے۔
 - ☆ پچیس پچیس ہزار روپیہ کے ۱۱۵ انعامات۔
 - ☆ بیس بیس ہزار روپیہ کے بیس انعامات۔
 - ☆ پندرہ ہزار روپیہ کے ۲۵ انعامات۔
 - ☆ دس دس ہزار روپیہ کے سو سے زیادہ انعامات۔
- نوٹ:- انعامات کتب کے لئے مخصوص رقم میں سے اگر رقم بچ رہے گی تو مندرجہ بالا انعامات کی تعداد بڑھائی جاسکتی ہے۔
- ۳۔ جن مصنفین کو مجموعی ادبی خدمات کے اعتراف میں اتر پردیش کا انعام مل چکا ہے ان کی کسی کتاب پر انعام ملنے کے پانچ سال بعد تک انعام کے لئے غور نہیں کیا جائے گا۔
 - ۴۔ کسی مصنف کی کتاب پر متواتر دو سال انعام نہیں دیا جائے گا۔
 - ۵۔ کسی نامکمل کتاب پر غور نہیں کیا جائے گا۔
 - ۶۔ اتر پردیش اردو اکادمی جو کتابیں شائع کرے گی ان کے مصنفین، مؤلفین یا مرتبین وغیرہ کو کوئی انعام نہیں دیا جائے گا۔
 - ۷۔ اگر ایک ہی سال میں کوئی مصنف، مولف وغیرہ ایک سے زیادہ اپنی کتابیں انعام کے لئے جمع کر دے تو انعام صرف ایک ہی کتاب پر دیا جائے گا۔
 - ۸۔ کوئی ایسی کتاب جو ایسے مواد پر مشتمل ہو جسے بغیر ایڈٹ کئے جمع کر دیا گیا ہو تو اس کے مرتب کو انعام نہیں دیا جائے گا۔

- ۹۔ انعام کے لئے موصول ہونے والی کوئی کتاب کسی صورت میں واپس نہیں کی جائے گی۔
- ۱۰۔ کتابوں پر انعام کے لئے ہر کتاب کے آٹھ نسخہ اتر پردیش اردو اکادمی کے مقررہ تاریخ اور وقت کے اندر موصول ہونا ضروری ہے۔
- ۱۱۔ کتابوں کی طباعت کی تاریخ اور وہی سال مستند سمجھا جائے گا جو کتاب میں چھپا ہو۔ اس سلسلہ میں کوئی خط و کتابت پر غور نہیں کیا جاتا ہے۔
- ۱۲۔ انعام کے لئے بھیجی جانے والی کتابوں کے سرورق کے بعد کے صفحہ پر منسلک تفصیلات اور ڈیکلریشن فام کی خانہ پوری کر کے اس کو چسپاں کرنا ضروری ہے۔ ہر کتاب کے ڈیکلریشن فام پر مصنف وغیرہ کے دستخط ہونا ضروری ہے۔ ان کی طرف سے ناشر یا کسی دوسرے کی دستخط قابل قبول نہ ہوگی۔
- ۱۳۔ مجموعی ادبی خدمات کے اعتراف میں ہر سال مندرجہ ذیل انعامات دیئے جائیں گے۔
 - (۱) مولانا ابوالکلام آزاد انعام (قومی سطح پر ایک انعام) مبلغ پانچ لاکھ روپے۔
 - (۲) امیر خسرو انعام (صوبائی سطح پر ایک انعام) عربی، فارسی اور عوامی ادب کے لئے مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار روپے۔
 - (۳) پریم چند انعام (مجموعی ادبی خدمات پر ایک انعام) ناول، افسانہ، ڈراما، فکشن اور تنقید کے لئے مبلغ ایک لاکھ روپے۔
 - (۴) مجموعی ادبی خدمات انعام (سات انعامات) فی انعام مبلغ ایک لاکھ روپے۔ یہ انعام اتر پردیش کے ہر مستقل باشندوں کے لئے ہی مخصوص ہوگا۔ وہ سات انعامات مسعود حسن رضوی انعام برائے تحقیق، احتشام حسین انعام برائے تنقید، مجموعی ادبی خدمات انعام برائے فکشن۔ ☆ مجموعی ادبی خدمات انعام برائے شاعری۔ ☆ بابائے اردو مولوی عبدالحق انعام برائے فروغ اردو ادب۔ ☆ مجموعی ادبی خدمات انعام برائے بچوں کا ادب۔ مجموعی خدمات انعام

برائے سائنس و ترجمہ و دیگر علوم۔

(۵) صحافت انعام (دو انعام) فی انعام مبلغ پچاس ہزار روپے۔

ان دو انعامات میں سے ایک انعام پرنٹ میڈیا کے لئے اور ایک انعام الیکٹرانک میڈیا کے لئے۔

(۶) میڈیا انعام (ایک انعام) مبلغ پچاس ہزار روپے۔

(۷) کتابت انعام (مجموعی خدمات مبلغ پچیس ہزار روپے۔

(۸) منشی نول کشور طباعت انعام برائے ناشر مبلغ پچیس ہزار روپے۔

(۹) صغریٰ مہدی انعام (مجموعی ادبی خدمات دو انعام) مبلغ ایک لاکھ روپے۔ ایک برائے قومی

یکجہتی دوسرا برائے خواتین

۱۰۔ پروفیسر محمد حسن انعام برائے تدریس ایک لاکھ پچاس ہزار روپے

۱۱۔ صحافت انعام برائے نوجوان صحافی (پچاس سال سے کم عمر کے لئے) ۲ انعامات مبلغ پچیس ہزار

روپے۔ پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا

نوٹ:- جن حضرات کو مذکورہ انعام مل جائے گا ان کے نام پر آئندہ غور نہیں کیا جائے گا۔

جو مصنفین اتر پردیش میں گزشتہ دس سال سے نہیں رہے ہیں انہیں اتر پردیش کا باشندہ تصور

نہیں کیا جائے گا۔ دوسری ریاستوں کے جو مصنفین اتر پردیش میں گزشتہ پندرہ سال سے رہے ہیں

انہیں اتر پردیش کا باشندہ تصور کیا جائے گا۔

۱۲۔ اردو کے ناشرین کو با شرائط ذیل انعامات دیئے جائیں گے۔

☆ جو کم از کم گزشتہ پانچ برس سے اشاعت کتب کا کاروبار کر رہے ہوں اور اس اثناء میں انہوں نے

کم از کم دس معیاری کتابیں شائع کی ہوں جن کے صفحات کی مجموعی تعداد ڈھائی ہزار سے کم نہ ہو

اور سال زیر غور میں ان کی جو کتابیں موصول ہوئی ہوں وہ کتابت، طباعت، گیٹ اپ وغیرہ

کے لحاظ سے معیار رکھتی ہوں۔ ناشرین میں سے ایک انعام اتر پردیش کے لئے مخصوص

ہوگا۔ کسی ناشر کو ایک مرتبہ ایسا انعام ملنے کے بعد دو سال تک کوئی دوسرا انعام نہیں ملے گا۔

۱۵۔ ناشر لٹیکو پریس اور کاتب انعام کے لئے متعلقہ حضرات کو منسلکہ ڈیکلریشن فام کی خانہ پوری کر کے جمع کی جانے والی کتابوں کے سرورق کے بعد والے صفحہ پر چسپاں کرنا ضروری ہے۔

۱۶۔ انعام کی مد میں مختص جملہ رقم کا کم از کم 80% بشرط استحقاق اتر پردیش کے ادیبوں کے لئے مخصوص ہوگا۔

۱۷۔ انعام کی غرض سے بھیجی جانے والی کتابوں کے مقررہ نسخے سکریٹری، اتر پردیش اردو اکادمی و بھوتی کھنڈ، گومتی نگر لکھنؤ کو بذریعہ ڈاک روستی اس طرح بھیجی جائیں کہ وہ ہر سال پندرہ جنوری تک دفتری اوقات کے اندر ہر حال میں اکادمی کو موصول ہو جائیں۔

اکادمی نے اپنے پہلے مالی سال ۱۹۷۲ء کے دوران ایک لاکھ روپے کے انعامات دیا تھا۔ مالی سال ۱۹۷۳ء میں بھی اکادمی نے ایک لاکھ روپے کے انعامات اردو مصنفین کو ان کی کتابوں پر دیا تھا۔ مالی سال ۱۹۷۴ء میں اکادمی نے کل گیارہ کتابوں پر ان کے مصنفین کو انعامات دیا تھا۔

۱۔	خواجه میر درد	ڈاکٹر وحید اختر	۲۰۰۰ روپے
۲۔	دہان زخم	اختر انصاری	۲۰۰۰ روپے
۳۔	اشعار	حسن نعیم	۱۰۰۰
۴۔	مراثی انیس میں جذباتی تاویل	ڈاکٹر سلام سنڈیلوی	۱۰۰۰
۵۔	یاد کی خوشبو	خورشید احمد ہانی	۷۰۰ روپے
۶۔	لاہور کا جوڑ کر کیا	گوپال متل	۷۰۰
۷۔	گھر آنگن	جاں نثار اختر	۷۰۰
۸۔	دو قدم ایک منزل	شایان قدوائی	۷۰۰
۹۔	آج کی سائنس	اندرجیت لال	۷۰۰

- ۱۰۔ جنبش لب ایاز بلگرامی ۷۰۰
 - ۱۱۔ جنرل سائنس عزیز احمد قاسمی ۵۰۰ روپے (۲۳)
- اکادمی کی طرف سے دوسرا انعام کتب یکم جنوری ۱۹۴۹ء تا ۳۰ نومبر ۱۹۷۱ء میں شائع شدہ کتابوں میں سے ۹۵ کتابوں پر انعامات دیئے گئے جس کی کل رقم تقریباً ۹۸ ہزار روپے تھی۔ اس کے بعد یکم دسمبر، ۱۹۷۱ء تا ۳۰ دسمبر ۱۹۷۲ء کی مدت میں شائع شدہ کتب پر ۶۹ مصنفین کو تقریباً کل رقم ۶۰ ہزار دی گئی۔ انعامات کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ (۲۴)

اکادمی سے انعام حاصل کرنے والوں کی مختصر فہرست درج ذیل ہے:

مجموعی ادبی خدمات انعام یافتگان ۱۹۷۲ء تا حال

نمبر شمار	مقام	سال	رقم
۱۔	جناب شیا م موہن لال جگر بریلوی	بریلی	۱۹۷۲ء
۲۔	جناب ل۔ احمد اکبر آبادی	آگرہ	۱۹۷۲ء
۳۔	پروفیسر رشید احمد صدیقی	علی گڑھ	۱۹۷۳ء
۴۔	پروفیسر احتشام حسین (پس از مرگ)	الہ آباد	۱۹۷۳ء
۵۔	ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی	لکھنؤ	۱۹۷۴ء
۶۔	پروفیسر مسیح الزماں (پس از مرگ)	الہ آباد	۱۹۷۴ء
۷۔	پروفیسر آل احمد سرور	علی گڑھ	۱۹۷۵ء

۸۔	جناب اختر انصاری	علی گڑھ ۱۹۷۵ء	پانچ ہزار روپے
۹۔	پروفیسر محمد مجیب	دہلی ۱۹۷۶ء	پانچ ہزار روپے
۱۰۔	جناب گوپی ناتھ امن	دہلی ۱۹۷۶ء	پانچ ہزار روپے
۱۱۔	جناب آنند نارائن ملا	دہلی ۱۹۷۷ء	ایضاً
۱۲۔	جناب سید محمد علی شاہ میکیش اکبر آبادی	آگرہ ۱۹۷۷ء	ایضاً
۱۳۔	جناب ساغر نظامی	نئی دہلی ۱۹۷۸ء	ایضاً
۱۴۔	جناب خلیل الرحمن اعظمی (پس از مرگ)	علیگڑھ ۱۹۷۸ء	ایضاً
۱۵۔	قاضی محمد عدیل عباسی (پس از مرگ)	بستی ۱۹۷۹ء	ایضاً
۱۶۔	ڈاکٹر معین احسن جذبی	علی گڑھ ۱۹۷۹ء	ایضاً
۱۷۔	جناب خورشید الاسلام	علی گڑھ ۱۹۸۰ء	ایضاً
۱۸۔	پروفیسر مسعود حسن خاں	علی گڑھ ۱۹۸۰ء	ایضاً
۱۹۔	جناب قاضی عبدالودود	پٹنہ ۱۹۸۱ء	ایضاً
۲۰۔	جناب مجروح سلطانپوری	ممبئی ۱۹۸۱ء	ایضاً
۲۱۔	جناب محمد عقیل صدیقی (پس از مرگ)	دہلی ۱۹۸۱ء	ایضاً
۲۲۔	محترمہ قرۃ العین حیدر	ممبئی ۱۹۸۲ء	ایضاً
	جناب غلام ربانی تاباں	دہلی ۱۹۸۲ء	ایضاً
	جناب راجندر سنگھ بیدی	ممبئی ۱۹۸۳ء	ایضاً
	ڈاکٹر اطہر پرویز (پس از مرگ)	علی گڑھ ۱۹۸۳ء	ایضاً
	جناب نشور واحدی (پس از مرگ)	کانپور ۱۹۸۴ء	پانچ ہزار روپے
	جناب نازش پرتاپ گڑھی (پس از مرگ)	پرتاپ گڑھ ۱۹۸۴ء	دس ہزار روپے

جناب علی جواد زیدی	لکھنؤ	۱۹۸۵ء	دس ہزار روپے
جناب مہذب لکھنؤی (پس از مرگ)	لکھنؤ	۱۹۸۵ء	دس ہزار روپے
جناب عمر انصاری	لکھنؤ	۱۹۸۵ء	ایضاً
ڈاکٹر محمد حسن	دہلی	۱۹۸۵ء	ایضاً
جناب واثق جونپوری	جونپوری	۱۹۸۶ء	ایضاً
ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی	لکھنؤ	۱۹۸۶ء	دس ہزار روپے
جناب حیات اللہ انصاری	لکھنؤ	۱۹۸۷ء	دس ہزار روپے
پروفیسر خواجہ احمد فاروقی	دہلی	۱۹۸۷ء	دس ہزار روپے
جناب فضا ابن فیضی	متو	۱۹۸۸ء	ایضاً
جناب رام لعل	لکھنؤ	۱۹۸۸ء	ایضاً
جناب وجاہت علی سندیلوی	لکھنؤ	۱۹۸۹ء	ایضاً
جناب مسیح الحسن رضوی	لکھنؤ	۱۹۸۹ء	ایضاً
پروفیسر محمود الہی	گورکھپور	۱۹۹۰ء	ایضاً
جناب سید شبیر الحسن	لکھنؤ	۱۹۹۰ء	ایضاً
جناب سید محمد عقیل رضوی	الہ آباد	۱۹۹۰ء	ایضاً
جناب حکم چند نیر	وارانسی	۱۹۹۰ء	ایضاً
پروفیسر گیان چند جین (انعام واپس دیدیا)	لکھنؤ	۱۹۹۱ء	ایضاً
جناب نذیر بناری	بنارس	۱۹۹۱ء	ایضاً
جناب کیفی اعظمی	اعظم گڑھ	۱۹۹۲ء	ایضاً
جناب خمار بارہ بنگوی	بارہ بنگی	۱۹۹۲ء	ایضاً

جناب اوپندر ناتھ اشک	الہ آباد	۱۹۹۳ء	ایضاً
پروفیسر سید مجاور حسین	الہ آباد	۱۹۹۳ء	ایضاً
پروفیسر ملک زادہ منظور احمد	لکھنؤ	۱۹۹۳ء	ایضاً
پروفیسر کنور محمد اخلاق شہریار	علی گڑھ	۱۹۹۳ء	ایضاً
ڈاکٹر سعادت علی صدیقی	لکھنؤ	۱۹۹۳ء	ایضاً
پروفیسر نیر مسعود رضوی	لکھنؤ	۱۹۹۴ء	ایضاً
جناب حفیظ میرٹھی	میرٹھ	۱۹۹۴ء	دس ہزار روپے
ڈاکٹر عرفان عباسی	لکھنؤ	۱۹۹۵ء	اکیاون ہزار
جناب کرشن بہاری نور	لکھنؤ	۱۹۹۵ء	اکیاون ہزار
جناب انیس انصاری	لکھنؤ	۱۹۹۶ء	ایضاً
جناب خورشید افسر بسوانی	سیتاپور	۱۹۹۶ء	ایضاً
جناب عرفان صدیقی	لکھنؤ	۱۹۹۷ء	ایضاً
جناب بشیر پردیپ	لکھنؤ	۱۹۹۷ء	ایضاً
مرحوم اکبر عرشی زادہ (پس از مرگ)	لکھنؤ	۱۹۹۸ء	۳۴۰۰۰ روپے
جناب رئیس انصاری	لکھنؤ	۱۹۹۸ء	ایضاً
پروفیسر وارث کرمانی	لکھنؤ	۱۹۹۸ء	ایضاً
جناب والی آسی	لکھنؤ	۱۹۹۹ء	پچیس ہزار روپے
پروفیسر آصفہ زمانی	لکھنؤ	۱۹۹۹ء	ایضاً
جناب عابد سہیل	لکھنؤ	۱۹۹۹ء	ایضاً
ڈاکٹر آفتاب اختر	شاہجہاں پور	۱۹۹۹ء	ایضاً

جناب عنبر بہرائچی	بہرائچی	۱۹۹۹ء	ایضاً
جناب عمیر الصدیق ندوی	اعظم گڑھ	۲۰۰۰ء	۵۱۰۰۰ روپے
جناب رباب رشیدی	لکھنؤ	۲۰۰۰ء	ایضاً
ڈاکٹر احمر لاری	گورکھپور	۲۰۰۱ء	ایضاً
پروفیسر فضل امام	الہ آباد	۲۰۰۱ء	ایضاً
پروفیسر زاہدہ زیدی	علی گڑھ	۲۰۰۲ء	ایضاً
جناب اسعد بدایونی (پس از مرگ)	علی گڑھ	۲۰۰۲ء	ایضاً (۲۵)

اتر پردیش اردو اکادمی سے انعام یافتہ دیگر شعراء و ادباء:

۱۔ پروفیسر جگن ناتھ آزاد

۲۔ ڈاکٹر آصف زمانی

۳۔ محمد ابراہیم یوسف خان

۴۔ ابن کنول ڈاکٹر ناصر محمود کمال

۵۔ ابو محمد سحر ڈاکٹر محمد ابوالقاسم ۱۹۷۴ء میں

۶۔ ڈاکٹر سید محمد اجمل اجملی ۱۹۸۲ء میں

۷۔ ڈاکٹر احسان اللہ خان ۱۹۷۹ء-۱۹۷۰ء میں

۸۔ احمد جمال پاشا

۹۔ ڈاکٹر نور العین احمر لاری ”تذکرہ شعراء از حسرت موہانی“ اور ”حسرت موہانی

کی حیات اور کارنامے“

۱۰۔ اختر الایمان

۱۱۔ اختر انصاری

۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۴ء میں

۱۲۔ اختر بستوی

۱۳۔ اختر موہانی

۱۹۷۱ء میں ”علشاد کانپوری“ پر اور ۱۹۷۶ء میں

۱۴۔ ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب

”چند شعراء بریلی“ پر

۱۹۸۴ء میں ”خیمہ خواب“ پر

۱۵۔ اسد بدایونی

۱۹۸۴ء میں ”اردو اور ہندی کے جدید مشترک اوزان“ پر

۱۶۔ ڈاکٹر سمیع اللہ اشرفی

۱۹۷۶ء میں ”مردان خدا“ پر

۱۷۔ ضیاء علی خاں اشرفی

”خلیل جبران: فن اور شخصیت جدید“ پر اور

۱۸۔ اشفاق احمد ندوی

”عربی ادب کے ارتقاء میں ہجری ادباء کی خدمات“

”نذیر احمد کے ناول: تنقیدی مطالعہ عوامی ذرائع ترسیل“

۱۹۔ ڈاکٹر اشفاق محمد خان

۱۹۹۶ء میں ”سرشار“ پر اور ۱۹۸۰ء میں ”ہماری

۲۰۔ پریم پال اشک

فلیمیں اور سماج“

۱۹۸۵ء میں ”مژگاں مژگاں“ (شعری مجموعہ) پر

۲۱۔ سید محمد اطہر نبی

۱۹۷۵ء میں ”بشارت“ (شعری مجموعہ) پر

۲۲۔ مختار احمد اظہار اثر

۱۹۸۲ء میں ”تنہائیاں“ (غزلوں اور نظموں کا مجموعہ)

۲۳۔ محمد ابراہیم اعجاز

۱۹۷۴ء میں ”زخم صدا“ (غزلوں کا مجموعہ) اور

۲۴۔ اعزاز افضل

۱۹۸۰ء میں ”ان پڑھ اندھی“ (غزلوں کا مجموعہ) پر

- ۲۵۔ ڈاکٹر بشیر بدر
- ۲۶۔ بشیر الدین احمد فاروقی
- ۲۷۔ بشیر پر دیپ
- ۲۸۔ ڈاکٹر مرزا علی بیگ
- ۲۹۔ بھارت چند کھنا
- ۳۰۔ امیر عارفی
- ۳۱۔ بیکل اتساہی محمد شفیع خان لودی ۱۹۷۷ء میں ”پروایاں“ (غزلیں) پر
- ۳۲۔ امیر قزلباش امیر مرزا
- ۳۳۔ پروانہ ردولوی سید میثم تمار
- ۳۴۔ ڈاکٹر محمد ضیاء الدین احمد انصاری ۱۹۷۶ء میں ”فارسی ادب کی تاریخ“ پر
- ۳۵۔ انور عظیم
- ۱۹۶۹ء میں ناول ”پرچھائیوں کی وادی میں“ پر
- ۱۹۷۷ء میں ”اجنبی فاصلے“ (مختصر کہانیاں) پر
- ۳۶۔ انیس احسن اعظمی
- ۱۹۸۲ء ”اسپارٹاکس“ (ڈرامہ)
- ۳۷۔ ڈاکٹر انوار الحسن
- ۱۹۷۲ء میں
- ۳۸۔ احمد محمد ابراہیم
- ۱۹۷۴ء میں
- ۳۹۔ سید حسین ایاز بلگرامی
- ۱۹۷۲ء میں
- ۴۰۔ ایم۔ حبیب خاں
- ۱۹۷۵ء میں ”غالب اور سرور“ پر
- ۴۱۔ ڈاکٹر مرزا محمد امین عارف ملیح آبادی
- ۱۹۷۵ء میں آئینہ ہومیو پیتھی پر
- ۴۲۔ باقر مہدی
- ۱۹۷۹ء میں ”تنقیدی کشمکش“ پر
- ۴۳۔ بسنت لکھنوی

- ۴۴۔ بدر تسلیمی محمد ابراہیم ۱۹۸۱ء میں ”ہدایت سخنوران“ (فن شاعری کی کتاب) پر
- ۴۵۔ ڈاکٹر بشیر بدر
- ۴۶۔ بلراج سنگھ تیاگی حیرت ۱۹۸۳ء میں ”شعری انتخاب: ازبڑ“ (غزلوں کا مجموعہ) پر
- ۴۷۔ بلراج کومل ۱۹۶۹ء میں ”سفر مدام سفر“ (مجموعہ کلام اردو) پر
- ۴۸۔ خواجہ نظر الدین قادری بوگس حیدر آبادی
- ۴۹۔ بھارت چند کھنہ ۱۹۷۲ء میں ”تیرنیم کش“ (مضامین و ڈرامے) پر
- ۵۰۔ بھٹہ چاریہ شانتی رجن ۱۹۷۴ء اور ۱۹۷۷ء میں
- ۵۱۔ ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ گورکھپوری ۱۹۸۳ء اور ۱۹۸۵ء میں
- ۵۲۔ مہندر پرتاپ پتاما ۱۹۸۰ء میں ”نور جہاں“ (ڈرامہ) پر
- ۵۳۔ محمد اسلام پیام فچپوری ۱۹۷۴ء میں ”ابرو باز“ پر
- ۵۴۔ غلام ربانی تاباں
- ۵۵۔ تاجر عبدالمنان ۱۹۷۵ء میں ”وطن“ (ناول) پر
- ۵۶۔ تسکین جان زیدی
- ۵۷۔ احمد عتیق الحق تسنیم فاروقی
- ۵۸۔ پروفیسر ثریا حسین
- ۵۹۔ ڈاکٹر شمینہ شوکت ۱۹۸۰ء میں ”مہاراجہ چند لال شاداں اور حیدر آباد
- کا سیاسی و سماجی پس منظر“
- ۶۰۔ ڈاکٹر شیو پرساد جاوید وششٹ ۱۹۷۴ء میں
- ۶۱۔ ڈاکٹر کبیر احمد جائسی ۱۹۶۹ء میں ”صحرا“، ۱۹۷۵ء میں ”بازگشت“،
- ۱۹۷۷ء میں تاریخ ادبیات تاجکستان (انگریزی سے ترجمہ)

۱۹۸۲ء میں ”علامہ اقبال مصلح قرن آخر“ (فارسی سے اردو میں ترجمہ) پر

۶۳۔ جعفر ملیح آبادی

۶۴۔ جگر جالندھری ۱۹۸۰ء میں ”لخت جگر“ (شعری مجموعہ) پر

۶۵۔ اسلام الدین جلیس نجیب آبادی ۱۹۷۲ء میں ”شہر خیال“ (شعری مجموعہ)

اور ۱۹۸۰ء میں ”موسم موسم“ (شعری مجموعہ)

۶۶۔ حکیم ڈاکٹر جمیل احمد رامپوری

۶۷۔ جوگیندر پال ۱۹۷۸ء میں

۶۸۔ پروفیسر سید حامد حسین ۱۹۸۲ء میں ”تخصیل اور حاصل تحقیق“ (مجموعہ مضامین)

۶۹۔ ڈاکٹر حسن الدین احمد

۷۰۔ حسن نجمی سکندر پوری ۱۹۸۲ء میں شعری مجموعہ پر

۷۱۔ ڈاکٹر محمد چراغ علی حقیر: ۱۹۷۳ء میں ”اردو مرثیہ کا ارتقاء: بیجا پور اور گولکنڈہ میں

۱۷۰۰ء تک“

۷۲۔ ڈاکٹر محمد حمید کیفی: ”اردو شاعری میں سانیٹ“ (تحقیق و تنقید ۱۹۷۵ء)،

۱۹۸۲ء میں ”اردو میں نظم معری اور آزاد نظم: ابتداء سے

۱۹۴۷ء تک“ پر

۷۳۔ مرزا محمد جعفر حیات لکھنوی: ”حصار آب“ (مجموعہ غزلیات ۱۹۷۷ء)

۷۴۔ سید محمد سراج رسول حیات وارثی

۷۵۔ خاور بدیع الزماں

۷۶۔ خاور سید محمود: ”اثر لکھنوی۔ حیات اور کارنامے“ (۱۹۷۷ء)

- ۷۷۔ ڈاکٹر خلیق انجم: ۱۹۷۰ء میں
- ۷۸۔ فیض الحسن خیال: ۱۹۷۸ء میں ”موباف سحر“
- ۷۹۔ نفیس علی خاں دور آفریدی: ۱۹۷۱ء میں ”ویرانیاں“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۷۰ء)
- ۸۰۔ دوند راسر: ”کینوس کا صحرا“ (افسانے۔ ۱۹۸۳ء)
- ۸۱۔ ڈاکٹر کشمیری لال: ”بھجوراہو کی ایک رات“ (تاریخی ناول)، اداس شام کے آخری لمحے“ (مختصر افسانوں کا مجموعہ)، ”انگوٹھے کا نشان“، ”ذاکر کی تین کہانیاں“ (تین طویل افسانوں کا مجموعہ)
- ۸۲۔ ڈاکٹر محمد ذکی احمد کاکوروی: ۱۹۷۳ء میں ”نسرین و نستر“ (۱۹۶۹ء) پر
- ۸۳۔ راحت اوم کرشن: ۱۹۸۲ء میں ”شفق زار“ (شعری مجموعہ)
- ۸۴۔ راج نرائن راز: ۱۹۸۶ء میں ”راز و نیاز“ (۱۹۸۵ء)
- ۸۵۔ ڈاکٹر رام آسرا چھنجی:
- ۸۶۔ راز رائل پوری: ۱۹۸۶ء میں ”راز و نیاز“ (۱۹۸۵ء)
- ۸۷۔ رام لعل جھابڑا: ”نئی دھرتی پرانے گیت“ (افسانوی مجموعہ۔ ۱۹۵۸ء)، ”گلی گلی“ (افسانوی مجموعہ۔ ۱۹۶۰ء)، ”آواز تو پچاؤ“ (افسانوی مجموعہ۔ ۱۹۶۳ء)
- ”نیل دھارا“، فرانسسیسی ناول کا ترجمہ۔ ۱۹۸۰ء، ”اکھڑے ہوئے لوگ“
- (افسانوی مجموعہ۔ ۱۹۷۲ء)، گزرتے لمحوں کی چاپ (افسانوی مجموعہ۔ ۱۹۷۴ء)
- ”معصوم آنکھوں کا بھرم“ (افسانوی مجموعہ۔ ۱۹۷۸ء)
- ۸۹۔ رانا پرتاپ سنگھ گنوری: ۱۹۸۱ء-۱۹۸۲ء میں ”رعنائی خیال“ (۱۹۸۱ء) پر
- ”تذکرہ شعرائے ہریانہ“ (۱۹۸۳ء)
- ۹۰۔ ڈاکٹر رشید الوحیدی (رشید نعمانی):

۹۱۔ رضوان احمد خان: ”مسدود راہوں کے مسافر“ (افسانوی مجموعہ۔ ۱۹۷۷ء)،

”بادل چھٹ گئے“ (اڑیہ ناول کا ترجمہ)،

”مجھے بولنے دو“ (اداریوں کا مجموعہ۔ ۱۹۸۱ء)،

”فیصل شب“ (افسانوی مجموعہ۔ ۱۹۸۳ء)

۹۲۔ ڈاکٹر سید فضل امام رضوی

۹۳۔ پروفیسر سید محمد عقیل رضوی

۹۴۔ رضیہ حامد

”نواب صدیق حسن خان“ (۱۹۸۳ء)

۹۵۔ پروفیسر رضی الدین

۹۶۔ سید شوکت علی رفعت سرور

۹۷۔ رفیعہ منظور الامین

”تجربوں کی دھوپ“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۸۱ء)

۹۸۔ محمد رئیس انصاری

”اردو قاعدہ“ (۱۹۵۶ء)، ”تنگو سیکھیے“ (۱۹۵۸ء)،

۹۹۔ ریاست علی تاج

”دیوار حیات“ (۱۹۷۶ء)،

”سید نجیب اشرف ندوی شخصیت اور کارنامے“ (۱۹۸۱ء)

۱۰۰۔ ریاض احمد خان

۱۹۷۲ء میں

۱۰۱۔ زاہدہ زیدی

۱۰۲۔ زرینہ عقیل احمد

۱۰۳۔ زور آغائی محمد علی زور

۱۹۷۲ء میں ”ہوز ہو آف انڈین رائیٹرز“

۱۰۴۔ ساجدہ زیدی

۱۰۵۔ ڈاکٹر محمد شرف الدین ساحل: (اتر پردیش اردو اکادمی سے چار بار انعام ملا)

۱۰۶۔ ساغر بارہ بنگوی

۱۰۷۔ سید ساغر مہدی

۱۰۸۔ ستیش بٹرا

۱۰۹۔ سحر محمد ابوالفیض

۱۱۰۔ سحر شاہجہاں پوری سید احمد

۱۱۱۔ علی سردار جعفری

۱۱۲۔ پروفیسر آل احمد سرور ۱۹۷۸ء میں

۱۱۳۔ سطوت رسول ”کھیل سنسار“ (بچوں کیلئے۔ ۱۹۸۰ء)،

”کھپتلی ایک تماشاً“ (بچوں کیلئے۔ ۱۹۸۳ء)

۱۱۴۔ سعادت نظیر محمد سعادت اللہ خان

۱۱۵۔ ڈاکٹر عبدالسلام سندیلوی: ۱۹۷۹ء میں

۱۱۶۔ ڈاکٹر محمد سلمان عباسی:

۱۱۷۔ سید قادر پاشا قادری سلیم تمنائی:

۱۱۸۔ ڈاکٹر سید سلمان حسین: ”لکھنؤ کے چند نامور شعراء“ (جلد اول)

۱۱۹۔ سہگل رادھا کرشن: ”خراشیں“ (غزلوں، نظموں اور قطعات کا مجموعہ۔ ۱۹۷۶ء)

۱۲۰۔ سید حامد: ۱۹۸۴ء میں ”نگار خانہ قصاں“ (تنقیدی مضامین کا مجموعہ)

۱۲۱۔ ڈاکٹر خلیل الرحمان سیفی پریمی: ”حیات اسماعیل میرٹھی“ (۱۹۷۴ء)،

”پہیلیاں“ (۱۹۸۲ء)

۱۲۲۔ مرزا احمد حسین بیگ سیفی:

۱۲۳۔ ڈاکٹر ش۔ اختر ۱۹۸۰ء میں ”سوفو کلیز“ (ایک تنقیدی مطالعہ)

۱۲۴۔ عبد الجبار شاد فیض آبادی:	
۱۲۵۔ محمد صالح شاد قادری:	”آئینہ جذبات“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۸۳ء)
۱۲۶۔ ڈاکٹر مسیب عباس شارب ردولوی:	
۱۲۷۔ شارق محمد مشتاق	تین کتابوں پر
۱۲۸۔ ڈاکٹر شاہ عبدالسلام	۱۹۷۷ء، ۱۹۸۲ء اور ۱۹۸۵ء میں (تین کتابوں پر)
۱۲۹۔ شاہد حسین رضوی ماہلی:	۱۹۷۸ء میں ”منظر پس منظر“ (۱۹۷۷ء)
۱۳۰۔ ڈاکٹر امیر اللہ خان شاہین:	”اردو سالیب“ (۱۹۷۷ء)،
	”فن سوانح نگاری“ (۱۹۷۳ء)
۱۳۱۔ عطاء اللہ خان شایان رامپوری	۱۹۷۵ء میں
۱۳۲۔ ہمت رائے شرما:	”ہندو مسلمان“ (قومی یکجہتی پر افسانے۔ ۱۹۸۰ء)
۱۳۳۔ ڈاکٹر حسین شریف قاسمی:	
۱۳۴۔ حکیم سید خورشید احمد شفقت اعظمی:	۱۹۶۹ء میں
۱۳۵۔ شفیع قادری	
۱۳۶۔ ڈاکٹر شکیل احمد (مؤ):	
۱۳۷۔ شکیل جمالی	۱۹۷۵ء میں ”زیبا“ (ناول۔ ۱۹۷۴ء) پر
۱۳۸۔ ڈاکٹر عبدالغفار شکیل:	”زبان و مسائل زبان“
۱۳۹۔ احمد میاں شمس بدایونی:	”دید و دریافت“ (۱۹۸۱ء)
۱۴۰۔ شمشاد احمد خان شمس فرخ آبادی:	۱۹۸۲ء میں ”ملن کی آس“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۸۱ء)
۱۴۱۔ خالد جاوید شمش:	۱۹۸۰ء میں ”روزمرہ کی دوائیں“ (۱۹۶۹ء)
۱۴۲۔ شمیم امر و ہوی:	”انیس سو بیاسی“ (تاریخ۔ ۱۹۸۲ء)

- ۱۴۳۔ محمد شمیم خان بارہ بٹکوی: ”لالہ وگل“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۶۹ء)
- ۱۴۴۔ ڈاکٹر شمیم نکھت: ”پریم چند کے ناول میں نسوانی کردار“ (۱۹۷۵ء)
- ۱۴۵۔ یعقوب علی شورش صدیقی: ”فلرگل افشاں“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۸۴ء)
- ۱۴۶۔ محمد یامین خان شوق: ”ساتواں در“ (۱۹۷۰ء)
- ۱۴۷۔ ڈاکٹر کنور محمد اخلاق خان شہریار: ”سہنازا نجم“ (۱۹۸۳ء)
- ۱۴۸۔ شہنشاہ مرزا: ”سنگ لرزاں“ م (شعری مجموعہ۔ ۱۹۸۰ء)
- ۱۵۰۔ شیخ سلیم احمد: ”سنگ لرزاں“ م (شعری مجموعہ۔ ۱۹۸۰ء)
- ۱۵۱۔ سید صباح الدین عبدالرحمان: ”سنگ لرزاں“ م (شعری مجموعہ۔ ۱۹۸۰ء)
- ۱۵۲۔ ڈاکٹر صبیحہ انور: ”سنگ لرزاں“ م (شعری مجموعہ۔ ۱۹۸۰ء)
- ۱۵۳۔ ڈاکٹر صدیق مرزا افتخار بیگم: ”سنگ لرزاں“ م (شعری مجموعہ۔ ۱۹۸۰ء)
- ۱۵۴۔ ڈاکٹر سعادت علی صدیقی: ”سنگ لرزاں“ م (شعری مجموعہ۔ ۱۹۸۰ء)
- ۱۵۵۔ ڈاکٹر شبیر ایس۔ اے۔ صدیقی: ”سنگ لرزاں“ م (شعری مجموعہ۔ ۱۹۸۰ء)
- ۱۵۶۔ پروفیسر ظہیر احمد صدیقی: ”سنگ لرزاں“ م (شعری مجموعہ۔ ۱۹۸۰ء)
- ”فکری زاویے“ (تنقیدی مضامین کا مجموعہ۔ ۱۹۷۲ء)

”انشائے مؤمن“ (فارسی خطوط کا انتخاب و ترجمہ۔ ۱۹۷۷ء)

”سنگم“ (مجموعہ کلام۔ ۱۹۶۱ء)،

۱۵۷۔ قادر علی صدیقی:

’ابر معنی‘ (مجموعہ کلام۔ ۱۹۷۷ء) (دو کتاب پرانعام)

۱۹۷۲ء میں

۱۵۸۔ کمال احمد صدیقی

۱۹۷۴ء میں ”اردو اور تاریخ کیسے پڑھائیں“

۱۵۹۔ مبشر علی صدیقی:

”طریقہ تعلیم“ (۱۹۸۳ء)

”چاند پر انسان“ (۱۹۷۴ء)

۱۶۰۔ محمد اسحاق صدیقی:

۱۶۱۔ ڈاکٹر امامت فاطمہ صغری مہدی:

۱۹۷۲ء میں ”غالب کی دلی“ (۱۹۷۲ء)

۱۶۲۔ سید ضمیر حسن دہلوی:

”تذکرۃ الحمد ثین“ (حصہ دوم۔ ۱۹۷۷ء)

۱۶۳۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی:

”برگ زرد“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۸۰ء)

۱۶۴۔ منوہر لال کپور طالب چکوالی:

”جادہ عرفان“ (حصہ اول۔ ۱۹۷۸ء)

۱۶۵۔ ڈاکٹر طیب ابدالی:

۱۶۶۔ پروفیسر سید حکیم ظل الرحمن:

۱۶۷۔ ڈاکٹر ظہور الدین: ”محروم کی شاعری“ (تنقید۔ ۱۹۷۶ء)، ”حقیقت نگاری“

اور ”اردو ڈرامہ“ (تنقید۔ ۱۹۸۴ء)،

”گینی پگڑ“ (افسانوں کا مجموعہ۔ ۱۹۸۱ء)

۱۶۸۔ سید محمد عابد سہیل:

۱۶۹۔ پروفیسر سید امیر حسن عابدی:

”آواز نما“ (ریڈیو ڈراموں کا مجموعہ۔ ۱۹۷۵ء)

۱۷۰۔ محمد خالد عابدی:

۱۷۱۔ سید صفدر حسین عابدی:	۱۹۷۶ء میں
۱۷۲۔ عاتق شاہ:	”خالی ہاتھ“ (رپورتاژ۔ ۱۹۷۱ء)
۱۷۳۔ سید اخلاق حسین رضوی عارف:	”ایک گلاب دھنورے“ (۱۹۷۳ء)
	”ذوق طلب و جستجو“ (۱۹۷۶ء)،
	”غالب اور فن تنقید“ (۱۹۷۸ء)،
	”فرقت کا کوروی: حیات اور کارنامے“ (۱۹۸۱ء)
۱۷۴۔ ڈاکٹر مرزا محمد امین عارف:	”آئینہ ہومیو پیتھی“ (حصہ اول و دوم۔ ۱۹۷۵ء)
۱۷۵۔ شکیل احمد عاصم بریلوی	۱۹۷۷ء میں ”مخزن المعلومات“ (۱۹۷۶ء)
۱۷۶۔ دھرم پال عاقل:	”خون جگر“ (مجموعہ کلام۔ ۱۹۷۲ء)
۱۷۷۔ ریحان احمد عباسی:	”ننھا جھبرو“ (۱۹۸۴ء)
۱۷۸۔ ڈاکٹر عبدالاحد:	”قومی تعمیر کی دستاویز“
۱۷۹۔ پروفیسر عبدالحلیم ندوی:	۱۹۸۰ء میں ”عربی ادب کی تاریخ“
	(جلد اول۔ ۱۹۷۹ء)
۱۸۰۔ عبدالحمید ہومیو پیتھ:	
۱۸۱۔ ڈاکٹر عبدالحق:	۱۹۸۰ء میں ”آثار و افکار“
	(تحقیقی و تنقیدی مضامین۔ ۱۹۷۹ء)
۱۸۲۔ پروفیسر عبد القوی دسنوی:	”سات تحریریں“ (تحقیق و تنقید۔ ۱۹۷۵ء)
۱۸۳۔ عبداللطیف اعظمی:	۱۹۷۹ء میں ”گاندھی جی اور ان کے خیالات پر“،
	(۱۹۷۰ء) اور دوبارہ ۱۹۷۴ء میں
۱۸۴۔ عبد المجیب سہالوی:	”ایک ٹکڑے میں تین تماشے“

(مزاحیہ مضامین کا مجموعہ۔ ۱۹۷۵ء)، ”بہت بے آبرو ہو کر“

(۱۹۷۷ء)، ”مرزا میلے گئے“ (۱۹۸۰ء)

۱۹۸۰ء میں ”فن سوانح نگاری“ (۱۹۷۹ء) پر

”سمندر پھر بلاتا ہے“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۸۳ء)

۱۹۸۳ء میں

”شاخ برہنہ“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۷۵ء)

”جوش کی انقلابی نظمیں“ (۱۹۸۲ء)،

”رومانی شاعری میں جوش کی خدمات“ (تحقیقی مقالہ۔ ۱۹۸۲ء)

۱۹۷۴ء

چھ ناولوں پر انعام

”موج نظر“ (رباعیات کا مجموعہ۔ ۱۹۷۶ء)

”حرف و صوت“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۷۵ء)،

”بے چہرہ لمحے“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۷۵ء)،

”تارے زمین کے“

(بچوں کی نظموں کا مجموعہ۔ ۱۹۷۶ء)

”پھول آنگن کے“

(بچوں کی نظموں کا مجموعہ۔ ۱۹۷۹ء)

۱۹۷۳ء میں ”بوجھل بوجھل پلکیں“ (۱۹۷۲ء)،

۱۹۷۵ء میں ”پھوٹا لہو“ (۱۹۷۴ء)

۱۹۸۰ء میں ”بندوق“

۱۸۵۔ ڈاکٹر عبدالواسع:

۱۸۶۔ اختر حسین عرفی آفاقی:

۱۸۷۔ عبدالعزیز بارہ بنکوی:

۱۸۸۔ مڑمل حسین عشرت کرتیوری:

۱۸۹۔ ڈاکٹر محمد عصمت ملیح آبادی:

۱۹۰۔ ڈاکٹر عطیہ نشاط:

۱۹۱۔ سیدہ خورشید سلطانہ عفت موہانی:

۱۹۲۔ ڈاکٹر سید حفیظ الدین حسین عقیل ہاشمی:

۱۹۳۔ ابوعلقہ محمد شبلی نعمانی:

۱۹۴۔ احمد ابراہیم علوی:

۱۹۵۔ اشتیاق علی علوی:

(شکار کے واقعات۔ ۱۹۷۹ء)	۱۹۶۔ ڈاکٹر تنویر احمد علوی:
۱۹۷۷ء میں ”اندھے سویرے“	۱۹۷۔ محمد مظہر الحق علوی:
(ایک ناول کا ترجمہ۔ ۱۹۷۶ء)	
”مقالات انور“ (۱۹۸۳ء)،	۱۹۸۔ مسعود انور علوی کا کوری:
”رشحات قیصری“ (۱۹۸۵ء)	
”طرح نو“ (غزلیں۔ ۱۹۷۴ء)،	۱۹۹۔ علیم صبانویدی حسینی:
”فکر ہر“ (غزلیں۔ ۱۹۸۱ء)،	
”نقش گیر“ (غزلیں۔ ۱۹۸۴ء)	
دوبار انعام ملا، (ایک بار کتابوں پر)	۲۰۰۔ محمد عمر انصاری:
۱۹۸۵ء میں مجموعی خدمات پر	
	۲۰۱۔ عبدالعزیز حنفی عمیق:
	۲۰۲۔ عوض سعید:
	۲۰۳۔ پروفیسر خواجہ احمد فاروقی:
متعدد انعام ملا اکادمی۔	۲۰۴۔ پروفیسر ثارا احمد فاروقی:
”سفینہ زر گل“ (غزلیات و رباعیات۔ ۱۹۷۳ء)،	۲۰۵۔ فضا بن فیضی۔ فیض الحسن:
”شعلہ نیم سوز“ (منظومات۔ ۱۹۷۸ء)	
۱۹۷۳ء میں ”چوپٹ راجہ“ (۱۹۷۰ء)،	۲۰۶۔ نارائن فکر تونسوی:
۱۹۷۷ء میں ”فکر نامہ“ (طنزیہ مضامین کا مجموعہ)	
۱۹۸۰ء میں ”چھلکے ہی چھلکے“ (۱۹۸۴ء) پر	
”کانٹوں کی خوشبو“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۸۳ء)	۲۰۷۔ محمد فیروز ظفر:

۲۰۸۔ عبداللہ ولی بخش قادری:	”تعلیمی افکار و مسائل“ (۱۹۸۱ء)
۲۰۹۔ ڈاکٹر قاضی افضال حسین:	”میر کی شعری لسانیات“ (۱۹۸۳ء)
۲۱۰۔ قاضی غلام صابر قدیری سندیلوی:	۱۹۸۴ء میں
۲۱۱۔ قاضی محمد انیس الحق:	۱۹۷۷ء میں ”ڈاکٹر عابد حسین کے مضامین میں طنز و مزاح“ (۱۹۷۶ء) پر
۲۱۲۔ ڈاکٹر محمد سالم قدوائی:	۱۹۸۳ء میں ”سب رس جدید اردو میں“ (۱۹۸۲ء)
	”ہندوستانی مفسرین اور انکی عربی تفسیریں“ (۱۹۷۳ء)،
۲۱۳۔ ڈاکٹر محمد ہاشم قدوائی:	اور ”علم حدیث اور چند اہم محدثین“ (۱۹۸۱ء)
	۱۹۷۹ء میں ”یورپ کے عظیم سیاسی مفکرین“ (۱۹۷۷ء)
۲۱۴۔ وسیم بانو قدوائی:	۱۹۷۳ء میں ”سنہرا سنگم“ (۱۹۷۲ء)
۲۱۵۔ محمد عبدالقدیر امتیاز قدیر:	”اقبال اور عظمت آدم“ (ایک تقابلی مطالعہ۔ ۱۹۷۶ء)
۲۱۶۔ قدیر زماں:	”رات کا سفر“ (افسانے۔ ۱۹۷۶ء)،
	”پنجرہ کا آدمی“ (ڈرامے۔ ۱۹۸۱ء)،
	”ایڈی پیس“ (ترجمہ۔ ۱۹۸۴ء)
۲۱۷۔ ڈاکٹر حافظ محمد نسیم قریشی:	۱۹۸۶ء میں
۲۱۸۔ ڈاکٹر قیصر جہاں:	۱۹۷۸ء میں
۲۱۹۔ سید صلاح الدین قیصر سرمست:	”سورج سے جراثیم تک“
	(سائنسی مضامین کا ترجمہ۔ ۱۹۸۰ء)
	”جنگل کا سرمایہ“ (جانوروں پر ۱۳ مضامین۔ ۱۹۸۲ء) پر

- ۲۲۰۔ سید ابوالکلام قیصر زیدی: ”انٹی گونی: یونان قدیم کا عظیم ادب پارہ از سوفو کلیز“
(ترجمہ۔ ۱۹۸۴ء)
- ۲۲۱۔ ڈاکٹر سید مصباح الدین قیصر:
- ۲۲۲۔ ڈاکٹر قیوم صادق: ۱۹۸۰ء میں ”بیجا پور کی اردو مثنویاں“ (۱۹۷۹ء)
- ۲۲۳۔ مرزا محمد کاظم علی خاں: ”تنقیدی تجزیے“ (۱۹۷۲ء)،
”مطالعہ تاریخ ادب ہندی“ (۱۹۷۳ء)،
”تلاش دبیر“ (۱۹۷۹ء)، ”خطوط غالب کا تحقیقی مطالعہ“
(۱۹۸۱ء)، ”ادبی مقالے“ (۱۹۸۳ء)
- ۲۲۴۔ ڈاکٹر علی کرامت: ۱۹۷۳ء میں ”شعاعوں کی صلیب“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۷۲ء)
۱۹۷۸ء میں ”اضافی تنقید“
(تنقیدی مضامین کا مجموعہ۔ ۱۹۷۷ء)
- ۲۲۵۔ کرشن موہن: دو انعام ملے
- ۲۲۶۔ کشفی لکھنوی: ۱۹۷۲ء میں ”ساز و نغمہ“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۷۱ء) پر
- ۲۲۷۔ کلام حیدری: ۱۹۷۴ء میں ”صفر“ (افسانے۔ ۱۹۷۴ء) پر
- ۲۲۸۔ کلیم عرفی: ۱۹۷۵ء میں ”ساتویں یا تیرا“ (۱۹۷۵ء) پر
- ۲۲۹۔ کمال ہمدانی: ”اصول طب“ پر
- ۲۳۰۔ کنور لال شرما کنول انبالوی: ۱۹۷۷ء میں ”برگ و بار“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۷۴ء) پر
- ۲۳۱۔ قاضی شمس الحسن کنول ڈبائیوی: ۱۹۷۵ء میں
- ۲۳۲۔ عبدالحمید کوثر جالنسی: ۱۹۸۱ء میں ”کمیں گاہ خیال“ (شعری مجموعہ)
- ۲۳۳۔ کوثر چاند پوری:

- ۲۳۴۔ کیف احمد صدیقی: ۱۹۷۱ء میں ”گرد کا درؤ“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۷۲ء)،
۱۹۸۰ء میں ”صدابہار نظمیں“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۶۹ء)
- ۲۳۵۔ ڈاکٹر کیول دھر: ۱۹۸۵ء میں
- ۲۳۶۔ لیتیک صلاح خدیجہ: ۱۹۸۰ء میں
- ۲۳۷۔ محمد قمر الدین خاں: ”میں نہیں کہہ سکتا“ (مجموعہ افسانہ۔ ۱۹۸۰ء)
- ۲۳۸۔ ڈاکٹر ماجدہ اسد:
- ۲۳۹۔ مالک رام:
- ۲۴۰۔ ماہر اقبال احمد:
- ۲۴۱۔ کملا پرساد ماہر بلگرامی: ۱۹۸۳ء اور ۱۹۸۵ء میں
- ۲۴۲۔ مبارک شمیم:
- ۲۴۳۔ اسرار حسن خان مجروح سلطان پوری:
- ۲۴۴۔ مجیب اللہ ندوی: ”فقہ اسلامی اور دور جدید کے مسائل“ (۱۹۷۷ء)
- ۲۴۵۔ پروفیسر سید محمد محسن عظیم آبادی:
- ۲۴۶۔ محمد افضل الدین اقبال: ”فورٹ سینٹ جارج کالج“ (۱۹۶۹ء)،
”جنوبی ہند میں اردو صحافت ۱۸۷۵ء سے پہلے“ (۱۹۸۱ء)
- ”اردو کا پہلا ڈراما اور کیپٹن گرین آوے“ (۱۹۸۴ء)
- ۲۴۷۔ ڈاکٹر محمد اکرام خان: ”بچوں کے جذباتی مسائل“ (۱۹۸۱ء)
- ”تعلیم۔ نظریہ اور عمل“ (۱۹۸۳ء)
- ”تعلیم اور اسکے وسائل“ (۱۹۸۵ء)
- ۲۴۸۔ محمد امین: ”مغربی افریقہ کی مزید کہانیاں“ (۱۹۸۴ء)

۲۴۹۔ محمد حاتم رامپوری	”تصور بشر اور اقبال کا مردم مومن“ (۱۹۷۹ء)
۲۵۰۔ پروفیسر محمد حسن:	
۲۵۱۔ ڈاکٹر سید محمد حسنین:	۱۹۷۹ء میں ”نشاط خاطر“ (انشائیہ۔ ۱۹۷۶ء) پر
۲۵۲۔ ڈاکٹر محمد عمر:	
۲۵۳۔ حکیم محمد منظور:	
۲۵۴۔ ڈاکٹر محمد یلین:	”انگریزی ادب کی مختصر تاریخ“ (۱۹۷۰ء)
۲۵۵۔ ڈاکٹر محمد یونس نگرانی ندوی:	۱۹۸۰ء اور ۱۹۸۴ء میں
۲۵۶۔ ڈاکٹر سید محمود الحسن:	
۲۵۷۔ مست دینا ناتھ:	”فردوس خیال“ (شعری مجموعہ)،
	”الہامات مست“ (غزلوں کا مجموعہ۔ ۱۹۵۰ء)
۲۵۸۔ مسرور جہاں:	”تاباں“ (ناول۔ ۱۹۶۸ء)، ”پیکر“ (ناول۔ ۱۹۷۰ء)
	”پیار کی خوشبو“ (ناول۔ ۱۹۷۲ء)
	”گردشیں“، ”دھوپ دھوپ سایہ“
	(افسانوی مجموعہ۔ ۱۹۷۹ء)
	”بوڑھا یو کلیپس“ (افسانوی مجموعہ۔ ۱۹۸۲ء)
	”پرنڈے کا سفر“ (افسانوی مجموعہ۔ ۱۹۸۴ء)
۲۵۹۔ مسرور ہاشمی	۱۹۷۶ء میں ”تاریخ کیسے پڑھائیں“ (۱۹۷۶ء)
۲۶۰۔ محمد مسیح الدین:	”در پردہ“ (مزاحیہ مضامین کا مجموعہ۔ ۱۹۷۲ء)
۲۶۱۔ پروفیسر مشیر الحق:	
۲۶۲۔ سید غلام حسین رضوی	”طلوع مشرق“ (پس چہ باید گرد)، اقبال کا منظوم ترجمہ

۱۹۷۵ء، ”ارمغان حجاز“ (منظوم ترجمہ۔ ۱۹۷۷ء)

۲۶۳۔ سید مطلوب حسن

۲۶۴۔ مظہر الزماں

۲۶۵۔ مظہر امام

۲۶۶۔ ڈاکٹر معیزہ عثمانی:

۲۶۷۔ اعجاز معین الدین خان:

۲۶۸۔ مغموم باوا کرشن گوپال:

۱۹۷۴ء میں ”بیداری وطن پر“ (قومی نظمیں۔ ۱۹۷۳ء)

۱۹۸۱ء میں ”بزم ماتم“ (شخصی مرثیے۔ ۱۹۸۰ء)،

۱۹۸۲ء میں ”درگاہ سہائے سرور جہاں آبادی۔

حیات و شاعری“ (۱۹۸۲ء)

۲۶۹۔ جسٹس آنند نارائن ملّا:

۲۷۰۔ ممتاز جہاں مرزا:

۲۷۱۔ ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی:

”کلام نرم و نازک“ (۱۹۷۱ء)

۲۷۲۔ پروفیسر منشاء الرحمن :

۱۹۷۴ء میں ”مطالعہ ممنون“ (تحقیقی مطالعہ۔ ۱۹۷۱ء)

۲۷۳۔ ڈاکٹر عنایت اللہ منظر اعظمی:

”سب رس کا تنقیدی مطالعہ“ (۱۹۷۵ء) ،

”اردو میں تمثیل نگاری“ (۱۹۷۷ء)

”تلاش و تعبیر“ (مضامین کا مجموعہ۔ ۱۹۸۲ء)

”شیخ احمد عبدالحق۔ شخصیت اور سیرت“ (۱۹۷۵ء)

۲۷۴۔ منظر ردولوی:

”ابوالکلام آزاد۔ فکرو فن“ (۱۹۷۹ء)

۲۷۵۔ ملک زادہ منظور:

۱۹۸۱ء میں ”موج در موج“

۲۷۶۔ راجیو ر بہادر موج:

- (مجموعہ غزلیات و رباعیات - ۱۹۸۰ء) پر
- ۲۷۷- موہن لال ویشنوی: ۱۹۸۰ء میں
- ۲۷۸- ستیہ پرکاش مہتاب پسروی: ۱۹۷۰ء میں ”بقعہ نور“ (شعری مجموعہ - ۱۹۵۷ء)
- ۲۷۹- مہدی حسن: ”نئے نئے آسمان“ (غزلیات - ۱۹۸۳ء)
- ۲۸۰- مہرگیر: ۱۹۸۶ء میں ”لمحوں کا لمس“ (۱۹۸۶ء)
- ۲۸۱- میر محمود حسین:
- ۲۸۲- سید محمد علی شاہ میکش اکبر آبادی: ۱۹۷۸ء میں
- ۲۸۳- پروفیسر گوپی چند نارنگ: ۱۹۸۸ء میں
- ۲۸۴- شہادت حسین نازش سکندر پوری: ۱۹۷۷ء میں
- ۲۸۵- محمد رحمت اللہ نامی انصاری: ”برگ سرسبز“ (شعری مجموعہ - ۱۹۸۰ء)،
- ”افکار و اظہار“ (تنقیدی مضامین - ۱۹۸۵ء)
- ۲۸۶- ثناء احمد اعظمی: ”رخت سفر“ (شعری مجموعہ - ۱۹۷۶ء)،
- ”ادبی مضامین“ (تنقیدی مضامین - ۱۹۸۵ء)
- ۲۸۷- ثناء عباسی: ”غنچہ و گل“ (۱۹۷۴ء)، ”چراغ اندر چراغ“ (۱۹۸۳ء)
- ۲۸۸- محمد عثمان نصرت گوالیاری: ۳۱ مارچ، ۱۹۸۳ء میں
- ۲۸۹- ڈاکٹر نصیر احمد خان: ۱۹۸۰ء میں
- ۲۹۰- نفیس بانو شمع: ۲۱ مارچ، ۱۹۸۶ء میں ”سماج“ (ناول - ۱۹۸۵ء) پر
- ۲۹۱- سید محمد سعید نفیس غازی پوری: ۱۹۸۰ء میں
- ۲۹۲- ڈاکٹر امام مرتضیٰ نقوی: ”لابریری اور اسکی تنظیم“ (۱۹۷۲ء)،
- ”خوا کہ حسن نظامی - حیات اور ادبی خدمات“

(تحقیقی مقالہ-۱۹۷۸ء)

۲۹۳- ڈاکٹر سید حنیف احمد نقوی: ۱۹۷۷ء میں ”شعراۓ اردو کی تذکرے“ (تحقیقی مقالے)

۲۹۴- سید سبط محمد نقوی: ۱۹۷۶ء میں ”محمد امجد علی شاہ“ (۱۹۷۶ء)

۲۹۵- سید نجم الدین نقوی: ”چمن جاگے“ (غزلوں کا مجموعہ-۱۹۷۵ء)

۲۹۶- سید نور الحسنین نقشبندی:

۲۹۷- کرشن بہادر نور لکھنوی: ۱۹۷۸ء میں

۲۹۸- صلاح الدین نیر: ”شکن در شکن“ (شعری مجموعہ-۱۹۷۹ء)،

”زخموں کے گلاب“ (شعری مجموعہ-۱۹۷۲ء)

۲۹۹- ڈاکٹر سید نیر مسعود رضوی: ”کافکا کے افسانے“ (۱۹۷۸ء)،

”سیمیا“ (۱۹۸۴ء)

۳۰۰- احمد مجتبیٰ و امق جو پوری: ۱۹۷۹ء-۱۹۸۰ء میں ”شب چراغ“ (شعری)

۳۰۱- سید محمد رضا نقوی واہی: ”کلام نرم و نازک“ (مجموعہ کلام-۱۹۷۲ء)،

”نام بنام“ (منظوم خطوط کا مجموعہ-۱۹۷۲ء)

”متاع واہی“ (مجموعہ کلام-۱۹۷۷ء)،

”شعرستان واہی“ (۱۹۸۳ء)

۳۰۲- وجاہت علی سندیلوی: تین کتابوں پر

۳۰۳- امبا پرساد ورماعثمان پوری: ماہانہ وظیفہ

۳۰۴- وصی احمد سیتا پوری: ۱۹۸۶ء میں ”لفظوں کی پیاس“ (غزلوں کا مجموعہ)

۳۰۵- محمد خلیل الرحمن: ”مولانا ابوالکلام آزاد“ (۱۹۵۸ء)، ”ڈالی ڈالی پھول“

(بچوں کے لئے نظمیں-۱۹۷۹ء)

- ۳۰۶۔ توقیر حسین وقار ناصری: ”درتچے“ (ناول۔ ۱۹۸۴ء)
- ۳۰۷۔ ڈاکٹر ہارون ایوب: ”اردو ناول پریم چند کے بعد“ (تحقیقی مقالہ۔ ۱۹۷۸ء)
- ۳۰۸۔ ڈاکٹر قاضی عبید الرحمن ہاشمی: ۱۹۷۷ء میں
- ۳۰۹۔ محمد وحید اللہ ہندی گورکھپوری: ”نفس سے آشیاں تک“ (مجموعہ۔ ۱۹۷۲ء)
- ”شعلہ وگل“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۸۴ء)
- ۳۱۰۔ یعقوب علی خان یاور: ۱۹۸۳ء میں ”سدھارتھ“ ہرمن ہس کا ترجمہ۔ ۱۹۸۲ء)
- ۳۱۱۔ ڈاکٹر شریف الدین یوسف سرمست:
- ۳۱۲۔ یوسف کمال:
- ۳۱۳۔ سید محمد یوسف ناظم:
- ۳۱۴۔ محمد یونس بیگ قنوجی: ”زخم و احساس“ (مجموعہ کلام۔ ۱۹۷۵ء)
- ۳۱۵۔ ڈاکٹر سید سکندر آغا: ”بیخود موبانی۔ حیات و شاعری“ (۱۹۷۴ء)
- ”مرزا جعفر اوج لکھنوی۔ حیات اور ادبی کارنامے“ (تحقیقی مقالہ۔ ۱۹۸۵ء)
- ۳۱۶۔ ڈاکٹر ابرار حسین خان اعظمی: ”جوہر آئینہ“ (مجموعہ کلام۔ ۱۹۸۰ء)
- ۳۱۷۔ ڈاکٹر سید مجاور حسین رضوی: ۱۹۷۶ء میں
- ۳۱۸۔ محمد اسلم واحدی: ”ٹھنڈی گواہی“ (ڈراموں کا مجموعہ۔ ۱۹۸۴ء)
- ۳۱۹۔ ڈاکٹر اصغر عباس: ۱۹۷۵ء میں ”سرسید کی صحافت“ (۱۹۷۵ء)
- ۳۲۰۔ ائل ٹھکر: ۱۹۸۳ء میں ”خالی خانے“ (۱۹۸۲ء)
- ۳۲۱۔ انور حسین خان:
- ۳۲۲۔ ایار غلام حسین

۳۲۳۔ فضیلت شاہ خاں: ۱۹۸۴ء میں ”مخلوں کے اندھیرے“ (ناول۔ ۱۹۸۴ء)

۳۲۴۔ ڈاکٹر برج کشن ایسہ برج پریکی: ۱۹۸۲ء میں

۳۲۵۔ شیو پرساد برگ باندوی: ۱۹۸۹ء میں ”برگ آوارہ“ (مجموعہ کلام۔ ۱۹۸۳ء)

۳۲۶۔ پشکر ناتھ: ”کانچ کی دنیا“ (افسانوں کا مجموعہ۔ ۱۹۸۴ء)

۳۲۷۔ ڈاکٹر محمد اسلم پرویز: ۱۹۸۷ء میں

۳۲۸۔ ڈاکٹر معین احسن جذبی:

۳۲۹۔ ڈاکٹر جعفر رضا:

۳۳۰۔ پروفیسر حبیب اللہ حامدی کاشمیری:

۳۳۱۔ حبیبہ بانو: ”شمع ہر رنگ میں جلتی ہے“ (ناول۔ ۱۹۷۳ء)،

”قسمت“ (ناول۔ ۱۹۷۲ء)

۳۳۲۔ حسین فاروقی: ”چند اہم بیماریاں“ (۱۹۷۶ء)، ”تیمارداری“ (۱۹۸۱ء)

۳۳۳۔ محمد عبد الحفیظ بنارسی: ”قول و قسم“ (قومی و وطنی نظموں کا مجموعہ۔ ۱۹۷۵ء)

۳۳۴۔ حمید الماس:

۳۳۵۔ حمیدہ سلطان احمد: ”نیلمبر“ پر اردو اکادمی نے انعام دیا مگر انہوں نے قبول نہیں کیا۔

۳۳۶۔ سید خواجہ علی انجم:

۳۳۷۔ رحمت اللہ خاں امر وہوی: ”اضافہ“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۸۴ء)

۳۳۸۔ رشید موسوی (ڈاکٹر رشید النساء موسوی): ”دکن میں مرثیہ اور عزاداری۔

۱۸۵۷ء تا ۱۹۵۷ء (۱۹۷۱ء)

۳۳۹۔ سید زبیر احمد رضوی: ”خشت دیوار“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۷۰ء)،

”دامن“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۸۴ء)

- ۳۴۰۔ افتخار حسین رضوی ساحر لکھنوی: ”شعلہ افکار“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۷۵ء)
- ۳۴۱۔ سوم دت آنند: ۱۹۸۲ء میں ”باتیں لاہور کی“ (آپ بیتی۔ ۱۹۸۱ء)
- ۳۴۲۔ رام سنگھ شرر فچپوری:
- ۳۴۳۔ محدولی الرحمن شین مظفر پوری: ”حلالہ“ (افسانے۔ ۱۹۷۶ء) ،
- ”آدھی مسکراہٹ“ (طنز و مزاح۔ ۱۹۸۱ء)
- ۳۴۴۔ پروفیسر عتیق احمد صدیقی: ”قصائد سودا“ (تدوین و تنقید۔ ۱۹۷۶ء)،
- ”توضیحی لسانیات“ (ترجمہ۔ ۱۹۷۹ء)
- ۳۴۵۔ محمد قاسم صدیقی: ۱۹۷۸ء میں ”کرکٹ“ (ترجمہ) ، ۱۹۸۱ء میں
- ”بھارت کی لوک کتھائیں“ (حصہ اول تا سوم۔ ۱۹۸۰ء)
- ۱۹۸۴ء میں ”علم مذہب کی تدریس“ (۱۹۶۴ء)
- ۳۴۶۔ ڈاکٹر محمد یعقوب عامر: ”اردو کے ادبی معرکے۔ انشاء سے غالب تک“ (۱۹۸۲ء)
- ۳۴۷۔ ڈاکٹر سید عبدالباری: ”ادب اور وابستگی“ (مضامین کا مجموعہ۔ ۱۹۸۵ء)،
- ”لکھنؤ کے شعر و ادب کا معاشرتی و عمرانی پس منظر“ ،
- (جنوری ۱۹۸۷ء)
- ۳۴۹۔ محمد عرفان عباسی: ۱۹۷۸ء، ۱۹۸۲ء، ۱۹۸۴ء، اور ۱۹۸۶ء میں
- ۳۵۰۔ امت الظہر اعطیہ پروین:
- ۳۵۱۔ ڈاکٹر سید محمد ضیاء الدین علوی: ۱۹۸۰ء میں ”اصول تعلیم“ (۱۹۸۰ء) پر،
- ۱۹۸۵ء میں ”تدریس جغرافیہ“ (۱۹۸۴ء)
- ۳۵۲۔ سید علی عباس امید عابدی: ”لب گویا“ (شعری انتخاب۔ ۱۹۸۴ء)
- ۳۵۳۔ ڈاکٹر احتشام الحق قریشی: ”طبی کلیات“ (۱۹۸۳ء)، ”مقدمہ علم الادویہ“ (۱۹۸۵ء)

۳۵۴۔ سید محسن زیدی:	”رشتہ کلام“ (شعری مجموعہ۔ ۱۹۷۸ء)
۳۵۵۔ پروفیسر محمد شمیم:	
۳۵۶۔ بلجیت سنگھ مطیر:	”فن طباعت“ (۱۹۷۷ء)
۳۵۷۔ منظور نبی ہاشمی:	
۳۵۸۔ ظفر حسین مصور سبزواری:	
۳۵۹۔ نند کشور:	”یادوں کے کھنڈر“ (ہندی ناول۔ ۱۹۶۱ء)
۳۶۰۔ ہنس راج رہبر:	”پرکٹی تیلی“ (ناول۔ ۱۹۷۱ء)
۳۶۱۔ کرشن مراری سہگل:	۱۹۷۶ء میں ”سازاک جاں“ (پہلا شعری مجموعہ ۱۹۷۵ء) پر
۳۶۲۔ ابوالکلام قاسمی:	تین کتاب پر
۳۶۳۔ بشارت نواز خاں بشر نواز	
۳۶۴۔ شافع قدوائی:	۱۹۸۹ء میں
۳۶۵۔ سید فضل امام رضوی:	(۲۶)
انعامات	
۳۶۶۔ مولانا ابوالکلام آزاد انعام	پروفیسر ولی الحق انصاری لکھنؤ
۳۶۷۔ امیر خسرو انعام	جناب پی پی سریو استور
۳۶۸۔ مجموعی ادبی خدمات برائے شاعری	جناب سید امین اشرف علی گڑھ
۳۶۹۔ ایضاً برائے فلشن	جناب سید محمد اشرف
۳۷۰۔ تحقیق و تنقید	پروفیسر ابوالکلام قاسمی علی گڑھ
۳۷۱۔ ادب اطفال	جناب محسن خان لکھنؤ
۳۷۲۔ سائنس و دیگر علوم	ڈاکٹر اوصاف احمد نوئیڈا

۳۷۳	کتابت انعام	جناب امتیاز احمد
۳۷۴	پرنٹ میڈیا	جناب عبید اللہ ناصر لکھنؤ
۳۷۵	الیکٹرانک میڈیا	محترمہ اوما چکبست لکھنؤ
۳۷۶	خواب در خواب	ڈاکٹر صبیحہ انور لکھنؤ
۳۷۷	تحقیق و تدوین	ہفیف نقوی وارانسی
۳۷۸	آگ کے پاس بیٹھی عورت	اقبال مجید بھوپال
۳۷۹	اقبال اور الہ آباد	علی احمد فاطمی الہ آباد
۳۸۰	گنبد کے کبوتر	شوکت حیات پٹنہ
۳۸۱	تذکرہ اطباء عصر	حکیم سید ظل الرحمان علی گڑھ
۳۸۲	اکرام نامہ	ڈاکٹر محمد معظم الدین دہلی
۳۸۳	کلاسیکی نثر کے اسالیب	ڈاکٹر آفتاب احمد آفاقی وارانسی
۳۸۴	نواب سلطان جہاں بیگم	ڈاکٹر رضیہ حامد بھوپال
۳۸۵	مضامین تازہ	ڈاکٹر مظفر حنفی دہلی
۳۸۶	عمارت	نگار عظیم دہلی
۳۸۷	جدید شاعری کا نقطہ آغاز	ڈاکٹر شاداب علیم دہلی
۳۸۸	قرآت اور مکالمہ	کوثر مظہری نئی دہلی
۳۸۹	۱۸۵۷ء کے انقلاب کا عینی ڈاکٹر راحت ابرار	علی گڑھ
	شاہد جارج پیش شور	
۳۹۰	تقابل اور تناظر	شیمم طارق ممبئی
۳۹۱	اردو کا افسانوی ادب	پروفیسر صغیر افرامیم علی گڑھ

۳۹۲	سر سید تحریک کا سیاسی اور سماجی پس	پروفیسر افتخار عالم خاں	علی گڑھ
	منظر		
۳۹۳	قرۃ العین حیدر ایک ذہنی جلاوطن	وقار ناصری	لکھنؤ
۳۹۴	حرفِ کائنات	عابد سہیل	لکھنؤ
۳۹۵	صوفیاء کرام (حصہ دوم)	اسلم بارہ بنگوی	لکھنؤ
۳۹۶	بوتے رسول	حکیم تصدق حسین تصدق	مراد آباد
۳۹۷	تہذیب	رئیس انصاری	لکھنؤ
۳۹۸	ترقی پسند اردو ہندی افسانے کا تقابلی ڈاکٹر سیما صغیر		علی گڑھ
	مطالعہ		
۳۹۹	احساسِ نم	احمد خاں امان	بہرائچ
۴۰۰	خیریات	رؤف خیر	حیدر آباد
۴۰۱	اظہار و ابلاغ	ڈاکٹر قمر الہدیٰ فریدی	علی گڑھ
۴۰۲	شکیل الرحمن کا جمالیاتی وجدان	حقانی القاسمی	دہلی
۴۰۳	میڈیا اردو جدید رجحانات	سہیل انجم	سنت کبیر نگر
۴۰۴	مکتوباتی ادب	ڈاکٹر شمس بدایونی	بدایوں
۴۰۵	اسلم جمشید پوری بحیثیت افسانہ	تسنیم فاطمہ امروہوی	امروہہ
	نگار، ایک جائزہ		
۴۰۶	تردید	ندیم عرشی	امروہہ
۴۰۷	فکر چمن	بہار سنبھلی	مراد آباد
۴۰۸	چراغِ حرا	ناز قادری	منظفر پور

۴۰۹	نہند شرط نہیں	خواجہ جاوید اختر	الہ آباد
۴۱۰	تعبیرات	ڈاکٹر نشاط فاطمہ	الہ آباد
۴۱۱	ممبئی کے اردو اخبارات	ماجد قاضی	ممبئی
۴۱۲	مولانا عبد الماجد ایک با کمال انشاء	عبد العظیم قدوائی	علی گڑھ
	پرداز		
۴۱۳	نقوش عبرت	عبرت صدیقی قدوائی	علی گڑھ
۴۱۴	بہن جی	ڈاکٹر عصمت ملیح آبادی	لکھنؤ
۴۱۵	مولانا کرامت حسین	پروفیسر روشن اختر کاظمی	جے پور
۴۱۶	اردو صحافت: زبان تکنیک تناظر	مشتاق صدف	دہلی
۴۱۷	رتجگے	اقبال اشہر	دہلی
۴۱۸	پروفیسر نور الحسن انصاری: حیات اور	ڈاکٹر وکیل اشہر	منو
	فارسی خدمات		
۴۱۹	ابعد ثلاثہ	علی کاظم	پٹنہ
۴۲۰	پس پردہ	انیس امر و ہوی	دہلی
۴۲۱	انتخاب کلیات	مرزا محمد یوسف	لکھنؤ
۴۲۲	درد	اطہر اعظمی	ممبئی
۴۲۳	مضرب	دلشاد بزمی	مراد آبادی
۴۲۴	ہنسنے والی	تسکین زیدی	کانپور
۴۲۵	زمانہ کچھ اور ہے	ڈاکٹر انجم بارہ بنکوی	بھوپال
۴۲۶	جدید نسائی تشکیل اور تہذیبی اقدار	طاہرہ پروین	الہ آباد

۴۲۷	گردش دوراں	شکیل جاوید	جے پی نگر
۴۲۸	زندگی کی تلاش میں	شبانہ رضوی	لکھنؤ
۴۲۹	سرمایہ نجات	سلیم امر وہوی	امروہہ
۴۳۰	ایثار کی چھاؤں تلے	حنیف سید	آگرہ
۴۳۱	نثری خوشے	سید خالد محمود	بہرائچ
۴۳۲	تاریخ میسور	ڈاکٹر سی وائی ایس خان	بنگلور
۴۳۳	راجندر سنگھ بیدی کی تخلیقات میں ڈاکٹر زاہدہ بی		بریلی
	نسوانی کردار کا تجزیاتی مطالعہ		
۴۳۴	غزل کا اہم موڑ۔ بشیر بدر	ریحانہ نسرین	میرٹھ
۴۳۵	ڈاکٹر وزیر آغا کی انشائیہ نگاری کا ڈاکٹر محمد یوسف قریشی		میرٹھ
	تجزیاتی مطالعہ		
۴۳۶	سراجا منیرا	انعام الحق حیرت	مراد آباد
۴۳۷	مرآۃ انتظار کرنا	ڈاکٹر نسیم نکہت	لکھنؤ
۴۳۸	علیم اختر مظفر نگری کی شاعری: ایک محمد مستمر		مظفر نگر
	مطالعہ		
۴۳۹	صبح کی دہلیز	ڈاکٹر ذکی طارق	غازی آباد
۴۴۰	چھتیں	ارشاد اقبال	مراد آباد
۴۴۱	لمحہ لمحہ آگہی	یعقوب بدایونی	بجنور
۴۴۲	لمحات	یونس غازی	میرٹھ
۴۴۳	سخن سمندر	ڈاکٹر سراج گلاؤٹھوی	بلند شہر

- ۴۴۴ پونے میں اردو افسانہ ایک تحقیق نذیر فتحپوری پونے
- ۴۴۵ غزلیات بیدل مرشد آبادی ڈاکٹر نعیم انیس کلکتہ
- ۴۴۶ مٹی کی خوشبو محمد یعقوب اسلم تمل ناڈو
- ۴۴۷ نئی شاعری نئی آوازیں ڈاکٹر نور فاطمہ علی گڑھ
- ۴۴۸ تحقیق و تدوین سمت و رفتار ڈاکٹر موصوف احمد دھنباڈ
- ۴۴۹ خواب و خیال بی۔ ایس جین جوہر میرٹھ (۲۷)

۲۰۱۵ء کے انعامات

- مولانا عبدالکلام آزاد انعام قومی سطح پر ایک انعام ندا فاضلی ممبئی
- مجموعی ادبی خدمات اجمل سلطان پوری برائے شاعری
- ڈاکٹر طارق چغتاری علی گڑھ برائے فکشن
- فضل امام لکھنؤ تحقیق و تنقید
- ماہنامہ نور رام پور ادب اطفال
- منظور عثمانی۔ نصرت ظہیر برائے سائنس اور دیگر علوم
- ڈاکٹر صغریٰ مہدی قومی یکجہتی انعام پروفیسر اختر الواسع دہلی
- ڈاکٹر صغیر افرامیم علی گڑھ
- امیر خسرو انعام عزیز قریشی سابق گورنر یوپی
- پریم چند انعام ڈاکٹر علی احمد فاطمی الہ آباد
- صحافت انعام
- پرنٹ میڈیا ڈاکٹر وضاحت حسین رضوی لکھنؤ
- ثروت عثمانی الیکٹرانک میڈیا

روزنامہ صحافت	میڈیا ہاؤس	
کتابت انعام	وہاج الحق کاشف	مراد آباد
ناشر انعام	عرشیہ پبلیکیشنز	دہلی
متن معنی اور تھیوری	پروفیسر قدوس جاوید	جموں
تنقیدی عمل	پروفیسر شارب رودولوی	لکھنؤ
غالب کے فارسی خطوط	حنیف نقوی	وارانسی
چاند ہم سے باتیں کرتا ہے	نور الحسن حسنین	اورنگ آباد
گودان کے بعد علی	ضامن کاظمی	علی گڑھ
ہمارا لکھنؤ	رئیس انصاری	لکھنؤ
شگفتگی کی تلاش میں	انجم عثمانی	دہلی
اول سہ لسانی قانونی لغت	خواجہ عبدالمنتقم	دہلی
اعجاز حسن کا جہان نقد	علی حیدر رضوی	الہ آباد
شکست کی اواز نئی اطراف کی طرف	آفتاب احمد آفاقی	بنارس
افسانہ افسانچہ تکنیکی تناظر میں	محمد بشیر	مالیر کوٹلہ
صدائے حق	راوتی	وارانسی
نئی غزل میں امیجری	ڈاکٹر طارق قمر	لکھنؤ
سرکنارہ شام	رئیس	علی گڑھ
تذکرہ شعرائے کانپور	سلیم عنایتی فاروق جاسی	کانپور
گیت بھی تو غزل بھی تو	سعید رامش	راپور
کلاسیکی اردو شاعری کی تنقید	طارق سعید	یوپی

ریحان خرد	محمد شرف الدین ساحل	ن
عرفان صدیقی حیات و خدمات اور شعری کائنات	عزیز نبیل آصف عازمی	غازی پور
خامہ فراسائی	ڈاکٹر مخمور کا کوری	کاکوری
قاضی عبدالغفار شخصیت اور ادبی خدمات	ڈاکٹر جہانگیر احمد خان	رام پور
قلم کا سپاہی حفیظ نعمانی	محمد اولیس سنہیل	سنہیل
کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی	احمد صغیر	بہار
نغمہ و نور	ساغر وارثی	شہان پور
قرۃ العین حیدر کا ناول چاندنی بیگم	ارشاد سیانوی	بلند شہر
گورا اراوند رناس ٹیگور	مترجم محمد علی	مغربی
رشحات	ڈاکٹر سلیم احمد	لکھنؤ
رشید حسن خاں محقق اور مدون	ڈاکٹر ٹی آر رینا	
اداریہ نویسی اور میرے ادارے	ڈاکٹر ابرار رحمانی	دہلی
ساحر لدھیانوی شخصیت اور فن	ڈاکٹر ظفر اعجاز عباسی	دہلی
تاریخ علم الادویہ	حکیم سید محمد حسان نگرانی	لکھنؤ
شکار اور شکاری	احمد حسنین	الہ آباد
فرہنگ باغ و بہار	ساجدہ قریشی	راپور
کشن چندر افکار و نظریات	ڈاکٹر فخر الکرم	الہ آباد
کبیر داس کے دوہوں اور جوش ملیح آبادی کی	ڈاکٹر شاہنواز عالم	الہ آباد
رباعیات کا تقابلی مطالعہ		
ادب اور بلاغ	مجاہد الاسلام	لکھنؤ

عشق تھا	کلیم قیصر بلرامپوری	بلرام پور
مولانا محمد علی جوہر سیاست صحافت شاعری	ڈاکٹر منور حسن کمال	نئی دہلی
فیضانِ راقم	ڈاکٹر شیخ نگی نوی	یوپی
شاد عارفی حیات و جہات	فیروز مظفر	دہلی
جوگندر پال کی افسانہ نگاری	ڈاکٹر ابو ظہیر ربانی	نئی دہلی
دوپہر کی دھوپ	انس مسرور انصاری	امبیڈکر نگر
حیرت فرخ آبادی فن اور فنکار	ڈاکٹر ہمایوں اشرف	پٹنہ
اسالیب فکر	ڈاکٹر ضیاء الرحمن صدیقی	سولن
ملبہ	سید احمد قادری	گیا
خورشید الاسلام ایک شاعر ایک ناقد	ڈاکٹر ظفر گلزار	حیدر آباد
سرحد ادراک	ڈاکٹر نفیس بانو	الہ آباد
قطب شاہی دور میں اردو غزل	ڈاکٹر محمد علی اصغر	حیدر آباد
نئی رتوں کے زخم	سلمہ شاہین	نئی دہلی
نقشِ برآب	سہیل انجم	نئی دہلی
روپڑ آسمان	پرویز اشرفی	نئی دہلی
طلسم	محمد فرقان	سنجھل
نصابِ آگہی	ارشاد غازی ارشد	علی گڑھ
انتقاد و استبصار	نصر اللہ نصر	دیوریا
آنکھ میں لکنت	غضنفر	علی گڑھ
پروین شاہ کر حیات اور کارنامے	ڈاکٹر خالدہ ناز	بھاگل پور

اردو میں سائنس فکشن کی روایت	خورشید اقبال	مغربی بنگال
1857 میں اودھ کا محاذ معاصر اردو ماخذ کی روشنی میں	درخشاں تاجور	گورکھپور
حس التماس	جے پی حیرت	راچی
گھاس کے پتوار	سراج گلاؤٹھوی	بلند شہر
رام پور میں بچوں کا ادب اور ماہنامہ نور	شازیہ	رام پور
ترقی پسند اردو ناول	ڈاکٹر منتظر مہدی	منو
لال پل کا دیوانہ	دیک کنول	جموں
علامہ اقبال حیات و خدمات	ڈاکٹر نعیم انیس	بنگال
متن سے مکالمہ	منظر اعجاز	پٹنہ
نسائی شعری آفاق	کہکشاں تبسم	بھاگلپور
اردو کے نمائندہ ناولوں میں مسلم خواتین کی تصویر کشی افسانہ پروین		علی گڑھ
انشائیہ کی روایت مشرق اور مغرب کے تناظر میں	محمد اسد اللہ	ناگپور
اردو گرو	شمیم احمد صدیقی	لکھنؤ
تنقیدی تحریریں جلد دوم	عبداللہ چودھری	گورکھپور
شیشہ افکار	کہکشاں پروین	دل دہلی
ذوقی تخلیق اور مکالمہ	تسنیم فاطمہ امروہوی	لکھنؤ امروہہ
ایٹرانک میڈیا اور اردو صحافت	تنزیل اطہر	بہار
اردو میڈیا آج کل	سید فاضل حسین پرویز	تیلنگانہ
میڈیا قانون اور سماج	حسن ثنی	جھارکھنڈ
روہیل کھنڈ میں اردو گیت نگاری	انجم سحر	ہردوئی

آزادی کے بعد اتر پردیش میں اردو ناول	شبم رضوی	لکھنؤ
تفہیم و تکلیف	ہاشم شاہنواز شبلی	مغربی بنگال
علوم عربیہ اور چند ہندوستانی۔ ادباء و شعراء	مسعود انور علوی	
مطالعائی زاویہ	حنا آفرین	لکھنؤ
سحر نگاراں	شکیل جاوید	امروہہ
دستک	ارشاد ضیا	مظفر نگر
رموز تحقیق	سید شاہد اقبال	گیا
برگزیدہ	علی عباس امید	بھوپال
تخیل کی دسترس	سید سعید اختر مرحوم	جھارکھنڈ
ریوتی سرن شرما بحیثیت ڈرامہ نگار	تسلیم جہاں	میرٹھ
خدا سے سوال	ڈاکٹر اختر آزاد	جھارکھنڈ
قرۃ العین حیدر فکروفن	شیفتہ پروین	الہ آباد
ضرب احساس	رہبر جوہنپوری	جوہنپور
خاموشیوں کا نغمہ	انجم بارہ بنکوی	بھوپال
فانوس	کوثر صدیقی	بھوپال
آواز کا سفر	انجم بہار شمشی	رام پور
منظر الزماں خان تین صدیوں کا آدمی	محمود سلیم	تیلنگان
ادبی صحافت	عبدالحمی	نئی دہلی
آخری سفر	محمد یامین برکاتی سنہیلی	سنہیل
سر مژگان سحر	انجم عرفانی مرحوم	لکھنؤ

روشنی کا سفر	مہدی پرتاب گڑی	پرتاب گڑھ
متاع چشم نم	ریحانہ عاطف خیر آبادی	سیتا پور
عادل اسیر دہلوی کی ادبی خدمات	محمد محفوظ الحسن	گیا
شبلی، مکاتیب شبلی اور ندوۃ العلماء	عمیر منظر	اعظم گڑھ
نواب شاہجہاں بیگم ر	ضیہ حامد	بھوپال
ان شاء اللہ	حسن نظامی کراچی	جمشید پور
آیا موسم کہانیوں والا	بابو آر کے	مہاراشٹر
اردو میں تجریدی افسانہ	آمنہ آفرین	تیلنگانہ
عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار ماہ	اشتیاق سعید	ممبئی
صبح ہونے تک	مشتاق احزن	جھارکھنڈ
جشن درد ج	نکج کشور مصرال	
کیکڑوں کوں کیکڑوں کوں	اتج ایم یاسین	لکھنؤ
سیرت امہات المومنین	محمد طاہر	اعظم گڑھ
جنرل نالج چیمپ کوز	حامد اقبال صدیقی	تھانے
لکھنؤ کی ظریفانہ شاعری	اسرار الحق قریشی	لکھنؤ
پرسہ	ندیم صدیقی	ممبئی
خواب خواب زندگی	ارشاد نسیم	کوٹلا
شہید وطن	ایم مبین	تھانے
روشن افکار	حفیظ محمود بلند شہری	نئی دہلی
مولانا عبد الماجد دری آبادی کی صحافت کا مطالعہ و تجزیہ	عبدالعلیم قدوائی	علی گڑھ

حدوں سے آگے	محمد مستمر	سہارن پور
سکوت شام	رخسانہ نکہت لاری	لکھنؤ
میر عبدالواحد شاہدی بلگرامی فکر و فن	حافظ عبدالرزاق	لکھنؤ
ندی کا جب کنارہ ڈوبتا ہے	شان بھارتی	دھنداد
میں بھی حاضر تھا وہاں	عارف محمود	کانپور
علامہ	صالحہ صدیقی	الہ آباد
ابر	نسرین ترنم	پٹنہ
اقبال سہیل کے منتخب افسانے	ابوارشد	امروہہ
دانش کدہ	ریاض احمد دانش فراہی	اعظم گڑھ
پیا سادریا	آفتاب عرشی	امبیڈکر نگر
بیادروچی	بدر جہاں خورشید بدر	سنجھل
ردو افسانے کی تجزیہ آزادی کے بعد	عائشہ خاتون	امروہہ
آیت اللہ انصاری کے افسانوی ادب کا تنقیدی مطالعہ	ڈاکٹر ہما فاطمہ	سنجھل
نئی فکری جہات	اجے مالوی	الہ آباد
کچھ محفل خواباں کی	منصور خوشتر	در بھنگہ
نغمہ ساز باز	شوکت پردیسی	جوینپور
بچہ چور آدم خور	منصور احمد اعجازی	پٹنہ
علم عجائب گھر اور علم آثار قدیمہ	سیدہ رضوانہ تبسم	مہاراشٹر
در بھنگہ نامہ	عبدالمنان طرزی	در بھنگا
سبق آموز واقعات پر مبنی کہانیاں	حبیب ریت پوری	مہاراشٹر

شاعرہ ساوتری بانی پھولے	نسرین رمضان	مہاراشٹر
منتخب افسانے	سید نفیس احمد سنبھلی	سنبھلی
ذہنی قاتل	ہاشم الصادق	بھوپال
سائنس پڑھو اور آگے بڑھو	عبدالودود انصاری	مغربی بنگال
ذرہ کاتکون	اکبر حسین اکبر	مغربی بنگال
کلیاں کھلنے دو	سہیل عالم	مہاراشٹر
تحریریں	احمد وسیم	مہاراشٹر
توشہ رحمت	کلیم غازی پوری	یوپی
سنہری فیصلہ	محمد اطہر مسعود خان	راپور
شاہکار ہندی کہانیاں	نوشاد عالم	بہار
تشنگی ہوتے ہوئے	ریاض الدین ریاض حنفی	یوپی
دل سے دل تک	مشتاق احمد	یوپی
انقلابی خاتون ساوتری بانی پھولے: حیات اور کارنامے	طاہرہ عبدالشکور	مہاراشٹر
بزم رفتگاں	محمد ساجد کھجناوری	یوپی
مذہب اسلام میں والدین کے حقوق	حاجی ثناء احمد	کانپور
آئینہ میں ہے آئینہ ساز	سید رشید حسین اثر	شاہ جہان پور
انعام ۲۰۱۹ء:		
مولانا ابوالکلام آزاد انعام	پروفیسر عبدالحق دہلی	پانچ لاکھ روپے
مجموعی ادبی خدمات کے ۷ انعامات ایک ایک لاکھ روپے		
مجموعی ادبی خدمات برائے شاعری	جناب عشرت	رام نگر بنارس

مجموعی ادبی خدمات برائے فکشن	احمد رشید	علی گڑھ
مجموعی ادبی خدمات مسعود حسن رضوی انعام برائے تحقیق	پروفیسر شہاب الدین ثاقب	علی گڑھ
مجموعی ادبی خدمات انعام احتشام حسین انعام برائے تنقید	ڈاکٹر فخر الکرم	الہ آباد
بابائے اردو مولوی عبدالحق انعام برائے فروغ اردو ادب	جناب سلام فیضی	گورکھپور
مجموعی ادبی خدمات ادب اطفال	شاد عباسی	بنارس
برائے سائنس ترجمہ اور دیگر علوم	حکیم وسیم احمد اعظمی	اعظم گڑھ
ڈاکٹر صغریٰ مہدی انعام برائے قومی یکجہتی	جناب وفا گورکھپوری	گورکھپور
ڈاکٹر صغریٰ مہدی انعام برائے خواتین	پروفیسر نیلم فرزانہ	علی گڑھ
امیر خسرو انعام عربی فارسی اور عوامی ادب کے لئے ایک لاکھ پچاس ہزار	پروفیسر سید محمد ہاشم	علی گڑھ
پریم چند انعام برائے ناول افسانہ فکشن، تنقید	پروفیسر طارق سعید	لکھنؤ
پروفیسر محمد حسن انعام برائے تدریس	ڈاکٹر نفیس بانو	بنارس
منشی نول کشوری نام برائے ناشر	نیا ورق	
صحافت انعام پرنٹ میڈیا	جناب احتشام افسر	
صحافت انعام برائے الیکٹرانک میڈیا	جناب الیس فرحان	منو
صحافت انعام برائے نوجوان صحافی		
پرنٹ میڈیا	جناب محمد عارف	
الیکٹرانک میڈیا	ڈاکٹر شگفتہ یاسمین	
کتابت انعام	جناب ساجد حسین	

۱۱۵ انعامات ۲۵۰۰۰ روپے

اسد رضا

اتر پردیش میں اردو میڈیا

نقش معنی	ڈاکٹر محمد شرف الدین ساحل
نجات دہندہ	رینو بہل ناول
انوار تحقیق	ڈاکٹر سید شاہد اقبال
کرالا میں اردو زبان و ادب	کے پی شمس الدین کارڈ
اردو ادب اور سائبر اسپیس	ڈاکٹر خورشید اقبال
یادو کے انتخاب نے	ڈاکٹر عزیز احمد
شخصیات و انتقادات	پروفیسر منظر اعجاز
تحقیقات	پروفیسر فیروز احمد
شعرونشر کی جمالیات	تابش مہدی
دام آگہی	قاضی جمال حسین
چمر عصر	شموئل احمد
علاج بالتدبیر	پروفیسر جمال اختر
یونان طب کا فعل اور برطانوی عہد	حکیم فخر عالم
تاریخ عشق	شاداب الفت

بیس انعامات بیس بیس ہزار روپے

محمد قلی سے ولی تک ڈاکٹر نوری خاتون	
فسانہ آزاد کے تنقیدی جہات	ڈاکٹر ساجد ذکی فہمی
برصغیر کی تقسیم کا المیہ	ڈاکٹر زیبا فاروقی
شعاع نقد	ڈاکٹر رضوانہ پروین
وادی فکر	طرب صدیقی

حرف ہزار معنی	ڈاکٹر رؤف خیر
تنقید و ترجیحات	ناصر عثمانی
جون ایلیا: حیات اور شاعری	ڈاکٹر نیہا اقبال
معماران اردو ادب اطفال	ڈاکٹر بانو سرتاج
مثبت نظریے سے کامیابی کی سمت	سیدہ نوشاد بیگم محمود
محشر خیال	ڈاکٹر احمد علی برقی اعظمی
توشہ آخرت	ڈاکٹر یونس غازی
حضرت خواجہ بندہ نواز: حیات اور افکار	ڈاکٹر وہاب عندلیب
مراثی ثمر	ڈاکٹر وضاحت حسین رضوی
شہنشاہ تغزل جگر مراد آبادی	ڈاکٹر شگفتہ غزل
گوالیار میں اردو ابتداء تا حال	ڈاکٹر قمر گو الیاری
ہندوپاک اردو نعتیہ شاعری	ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد
اردو ادب میں جمالیاتی تنقید	ڈاکٹر سیدہ نرجس فاطمہ
غزل کے ہم سفر	گلشن بانو وفا
ہے غزل جیسی گفتگو	ڈاکٹر محمود کا کوروی

۲۵ انعامات ۵۰۰۰ روپے

جائزے رشید انجم	پروفیسر ضیاء الرحمن صدیقی
اردو ہندی ڈکشنری	ڈاکٹر عقیل احمد
انجم عثمان کے افسانے اور تجزیہ	پرویز شہریار
بھوک کی حمایت میں	

مطالعے کا سفر	سلیم انصاری
رشید حسن خاں تحریروں کے آئینے میں	ابراہیم افسر
شہر غزل	ڈاکٹر شفیق اعظمی
منظر شفا	ڈاکٹر مظہر حسین
دیوبند تاریخ و تہذیب کے آئینے میں	ڈاکٹر عبید اقبال عاصم
الیاس احمد گدی کی ادبی خدمات	محمد علام الدین
آزادی ہند کی دل خراش داستان	الحاج اخلاص احمد شیروانی
سیمانچل میں اردو شاعری	ڈاکٹر احمد حسن دانش
مضامین فرحت کا تہذیبی اور تنقیدی سیاق	ڈاکٹر نوشاد عالم
مجسموں کا شہر	محمد حنیف خان
فراق گورکھپوری اور سورہ کانت ترپاٹھی نارائن	ڈاکٹر گیانندر سنگھ
وسیلہ نجات	محمد مجاہد حسین رضوی حسن الہ آبادی
نذافاضلی حیات و جہات	محمد یوسف رضا
عوامی ترسیل اصول و نظریات	ڈاکٹر احمد خان
گوکھرو	توصیف بریلوی
پہلو در پہلو	ڈاکٹر محمد مستمر
اوراق پارینہ	محمد انوار الحق تبسم
مخدوم محی الدین کی ادبی خدمات کا تنقیدی جائزہ	ڈاکٹر نوشاد احمد سنخری
اردو کی احتجاجی شاعری بیسویں صدی میں	ڈاکٹر لیاقت علی صدیقی
آسماں سے آگے	احمد صغیر

دہلی میں اردو مرثیے کا ارتقاء ریاضت علی شائق لکھنوی

۱۱۴ انعامات دس دس ہزار روپے

دنیا میرے آگے ریاض	منصف
سید مسعود حسن رضوی ادیب کلام غالب کے شارح	نور فاطمہ
نشاط شعور	ڈاکٹر رضوان الرضا
پرویز شاہدی حیات اور ادبی خدمات	ڈاکٹر الیس ہاشمی
ڈاکٹر اختر اورینی کی فلشن نگاری	ڈاکٹر کہکشاں
مزاح مرغن	مسرور شاہ جہاں پوری
تذکرہ شعرائے مراٹھواڑا	علیم الدین علیم
اصناف سخن زیدی کی نظر میں	سید فدا حسین حسینی
موج شاکری حیات اور شاعری	ڈاکٹر ابوبکر جیلانی
آبگین	نور فاطمہ انصاری
مطالعہ متن کے سروکار	ڈاکٹر ہنا آفرین
تہذیب الاخلاق کے اداریوں کا تنقیدی مطالعہ	ڈاکٹر زلفی رام
کلیات آرزو	ڈاکٹر اسرار الحق
تنقید پارے	ڈاکٹر عشرت بیتاب
صرنی ادب	مرزا شفیق حسین شفق
بنگال کی اولین صاحب دیوان شاعرہ عالم آرا بیگم	ڈاکٹر شاہد ساز
درد کے سائے	گیان چند نشتر دہلوی
رام پور کے چند قلم کار حصہ دوم	شہ پرشریف

سات دن کا غلام	ریحان کوثر
ماں	محمد مجیب احمد
کشمکش	محبت اللہ قاسمی
عصر حاضر میں اقبال کی افادیت	صداقت اللہ خان
جو اماں ملی	ریاض دانش
انتظار حسین کے افسانوں میں ناسٹیلجائی بیانیہ	ڈاکٹر حامد رضا صدیقی
ماہنامہ کھلونے ایک انتخاب	محمد اسد اللہ
افکار کا چراغ	سلیمان مسرور
بچوں کے سنگ	ڈاکٹر احسان عالم
مناظر عاشق ہر گانوی کی لندی عہد کا الم	محمد سبحان
چراغوں کے اندھیرے	محمد عرفان سمین
کھیل کھیل میں	ثنا اسد
آئینہ حیات	محمد یامین برکاتی
راجہ رتن سنگھ زخمی حیات و خدمات	ڈاکٹر ناظر حسین
خواتین افسانہ نگار	عمران عاقب خان
مقدمہ رباعی	پروفیسر سید وحید اشرف
دن بدن	زبیر احمد مروہوی
میں ہوں کھانا بدوش اور گائے جاہندوستان	عبد السمیع
مناظر عاشق ہر گانوی اور کوہسار جنرل کی رجحان سازی	صفی الرحمن راہیم
مسکرانا منع ہے	منظور وقار

درختاں ستارے	ساحر داؤد نگری
باہم دیکری	عبدالباری ایم کے
صبح بہاراں	رومانہ تبسم
اردو فار بگزس	ڈاکٹر مسعود عالم
اردو ادب کا فکری و فنی مطالعہ	عبدالسلام صدیقی
زندگی بدل ڈالو	الیس ایم آرزو
وہاب اشرفی کی خودنوشت قصہ بے سمت زندگی کا ایک مطالعہ	آص محمد صدیقی
اردو زبان و ادب نقش ہائے رنگارنگ	ڈاکٹر افسانہ پروین
و درب میں بچوں کا نثری ادب	ڈاکٹر شمیم اختر
ریشمی رشتے	نسیم سعید
دلی جو ایک شہر ہے	ظفر انور
حرف بہ حرف	تفضل جمال
نقش تحریر	محمد ایوب
ریزہ کاری	اشتیاق سعید
مٹی کی آلودگی ڈ	اکٹر محمد رفیق اے ایس
کنز التاریخ	محمد کیف فرشوری
انتخاب ادبی مراٹھی حصہ پنجم	مرزا محمد یوسف
سفر خیال کا	اختر صادق
تاریخ مدینہ بجنور	پرویز عادل ماحی
ضلع گلبرگہ کی ادبی و تہذیبی انجمنیں	ڈاکٹر کوثر فاطمہ

طالب رام پوری	کمائی میری
ڈاکٹر محمد ارشد ندوی نوگانوئی	خودنوشت سوانح عمری شیخ علی حنین ترجمہ و تقدیم
آغا باقر	اردو غزل کا مزاج اور تاثیریت
ڈاکٹر افروز جہاں	رحمت الہی برق حیات و شاعری
ڈاکٹر جابر احمد خان	اوراق
ایم قمر علیگ	شاہکار
مہناز انور	پیراہن
محضر رضا	کچھ غالب کے بارے میں
ڈاکٹر محمد نوشاد عالم آزاد	ارمغان نوشاد
مترجم ڈاکٹر سعید بن مخاشن	آخری شب کے خواب
محمد حفظ الرحمن	بکھرے ورق
مسعود محمود آبادی	طیبہ کے پھول
انیس جاوید	رنگ منچ کے مسافر
ظفر حبیبی	گردش ایام
رونق جمال	اباجان
سالمک تھام پوری	چاند سی بہو
صفدر	آئینہ خنداں
فرحان حنیف وارثی	ممبئی ڈائری
حیدر بیابانی	حیدر جی کی نظمیں
سالمک جمیل برار	اسکول چھوڑنے کا انجام

چنچل بچے	عمران آصف
وطن کے چراغ	عبدالرزاق دل
پری زود بانسوری	محمد عمر انصاری
رات رانی جب مہکتی ہے	میم نون انصاری
روشن قدمیلیں	مقبول علی احمد وارثی
بادشاہ کا انتخاب	ڈاکٹر اقبال برکی
نیا حمام کہانیاں	ڈاکٹر ذاکر فیضی
گل دستہ	ڈاکٹر اظہر ابرار
علی پور بستی	امتیاز عذر
آئینے تحریر کے	محسن باعشن حسرت
ادبی جہتیں	سلطان آزاد
لفظوں کا ثمر	ڈاکٹر امتیاز ثمر
ٹیپو سلطان	ڈاکٹر عبدالعزیز عرفان
ادبی مطالعات	ڈاکٹر ناصر الدین انصار
اظہار و اعتراف	ڈاکٹر آفاق فاخری
اختر الایمان اور نئی اردو نظم	بشریٰ خاتون
رشک ارم	پروفیسر شاہدہ شاہین
عشق کر بلا	مترجم کوثر صدیقی
آنکھوں میں چہتے خواب	ڈاکٹر ناصر امر وہوی
تحریر سعید مر	تب و سیم سعید

انتخاب ادب	ڈاکٹر سید کلیم اصغر
متاع شمیم	شمیم بارہ بنکی
تمہارے خیال کی آخری دھوپ	تبسم فاطمہ
دیوان انا	نفسہ سلطانہ انا
خیر با چشم اہل خیر	پروفیسر مقبول فاروقی
عجب احساس طاری ہے	سنیل ساحل
طائرے آوارہ کا تجزیاتی مطالعہ	شفا علی
رات کا پھول	گلنار غزالہ
اردو طنز و مزاح کے ارتقاء میں اودھ پنچ اور شگوفہ کا حصہ	ڈاکٹر فیاض احمد فیضی
تحقیق و تلاش	ابوالکلام رحمانی
لکھنؤ کے چند مشاہیر ادب	ڈاکٹر جبار علی رضوان انصاری
قدیم و جدید ادبیات	غلام نبی کمار
ساغر اعظمی کی حیات اور شاعری	مریم جمیلہ
معماران فارسی ادب	محمد عارف جمیل
انشائیہ شناسی	محمد اسد اللہ
عرق ریزی	شگوفہ تمنا

انعامات ۲۰۲۰ء:

- ۱۔ مولانا ابوالکلام آزاد انعام
- ۲۔ جناب شارق کیفی بریلی
- ۳۔ جناب خالد جاوید بریلی
- پروفیسر اصغر عباس علی گڑھ مجموعی ادبی خدمات
- مجموعی ادبی خدمات برائے شاعری
- مجموعی ادبی خدمات برائے فکشن

۴۔ جناب شمس بدایونی

--

۵۔ مسعود حسن رضوی انعام

برائے تحقیق

پروفیسر عقیل احمد علی گڑھ

۶۔ احتشام حسین انعام

برائے تنقید

انعامات ۲۰۲۱ء:

مولانا ابوالکلام آزاد پروفیسر عقیق اللہ دہلی پانچ لاکھ روپے

مجموعی ادبی خدمات سات انعامات:

برائے شاعری ڈاکٹر طارق قمر سنبھل ایک لاکھ

برائے فکشن محترمہ شائستہ فاخری الہ آباد ایک لاکھ

مسعود حسن رضوی انعام برائے تحقیق پروفیسر نسیم احمد بنارس

احتشام حسین انعام برائے تنقید پروفیسر خورشید احمد علی گڑھ ایک لاکھ

بابائے اردو مولوی عبدالحق انعام برائے فروغ اردو ادب جناب سید فرید احمد گورکھپور ایک لاکھ

برائے ادب اطفال جناب احتشام الدین صدیقی غازی پور ایک لاکھ

برائے سائنس و ترجمہ و دیگر علوم جناب احسن ایوبی سیتاپور ایک لاکھ

ڈاکٹر صغریٰ مہدی انعام:

برائے قومی یکجہتی جناب مہیش اشک گورکھپور ایک لاکھ

برائے خواتین پروفیسر رفعت جمال بنارس ایک لاکھ

امیر خسرو انعام برائے عربی فارسی اور عوامی ادب اشتیاق احمد ظلی اعظم گڑھ ۱۵۰۰۰۰

پریم چند انعام ڈاکٹر خالد سیف اللہ علی گڑھ ۱۰۰۰۰۰

پروفیسر محمد حسن انعام برائے تدریس پروفیسر فیروز احمد گورکھپور ۱۵۰۰۰۰

۲۵۰۰۰	بھدروٹی	سبق اردو	منشی نول کشوری انعام برائے ناشر
۵۰۰۰۰	بہرائی	جناب حنیف خان	صحافت انعام پرنٹ میڈیا
۵۰۰۰۰	الہ آباد	مشتاق احمد عامر	صحافت انعام الیکٹرانک میڈیا

صحافت انعام برائے نوجوان صحافی:

۲۵۰۰۰	الہ آباد	جناب آصف جعفری	پرنٹ میڈیا
۲۵۰۰۰	گوئڈا	محمد عتیق احمد	الیکٹرانک میڈیا
۲۵۰۰۰	الہ آباد	جناب ریاض احمد	کتابت انعام
		پروفیسر شہپر رسول	معنی و معانی

	راحت ابرار	سر سید احمد خان اور 1857
	پروفیسر شہزاد انجم	اردو کے غیر مسلم شعراء و ادباء
	معصوم مراد آبادی	اردو صحافت اور جنگ آزادی 1857
	سیفی سرونجی	اردو نظم کا ارتقائی سفر
	ڈاکٹر صابر علی سیوانی	تدوین متن کی روایت آزادی کے بعد
	اقبال نیازی	بچوں کے سٹیج ڈرامے
	ڈاکٹر محمد نعمان خان	فلسفہ تعلیمات
	سہیل انجم	نقش بر سنگ
	جاوید دانش	آوارگی اور مزید آوارگی
	جاوید انور	تنقیدی زاویہ
	ڈاکٹر تابش مہدی	غزل خوانی نہیں جاتی
	ایچ ایم یاسین	قدرت کے شاہکار

اردو میں معراج نامے

ڈاکٹر سید تکی نشیت

نازش پر تاب گڑھی

ڈاکٹر ریاض احمد

۲۰ انعامات ۲۰ ہزار روپے:

احتساب فن

ڈاکٹر شریف احمد قریشی

اردو سہرا نگاری کی ادبی حیثیت

ڈاکٹر امتیاز ندیم

فنگر پرنٹس

ادرلیس شاہجہاں پوری

دیوان قدرت اللہ

قدرت ڈاکٹر بلقیس بیگم

صحرا میں سمندر

نسیم بن عاصی

بیاز جنوں

محمد مجاہد سید

بہترین امت ہو تم

پروفیسر جمال نصرت

ترقی پسند ادب پر ایک اور نظر

ڈاکٹر طاہرہ پروین

پیکر فکر و عمل مولانا ابوالکلام آزاد

ڈاکٹر محمد اختر

احتجاجی ادب اور منٹو

ڈاکٹر دیبا ہاشمی

بھارتی ہریش چند

ڈاکٹر ناہید فاطمہ

مولانا کلام آزاد کی گرفتاریاں

ڈاکٹر عبدالعزیز عرفان

گفتگو کیا ہے

ڈاکٹر حامد رضا صدیقی

جدید ہندی نظمیں

مترجم شہناز نبی

فیصلہ دل کا

حسین جیلانی

تحریر نسواں اور خواتین افسانہ نگار

ڈاکٹر تسلیم بانو

اردو زبان کے امتیازات

ڈاکٹر اشفاق احمد عمر

ادویہ اور اعمال دوا سازی ڈاکٹر سعید الرحمن

ادبی اور تہذیبی مطالعہ محمد عمر رضا

انوکھا شخص و شاعر فیروز مظفر

۲۵ انعامات ۵۰۰۰ روپے:

نتائج الافکار ڈاکٹر منصور عالم

مرزا ادیب فکر فن نوشین عثمانی

اردو کے تاریخی ناول آزادی کے بعد ڈاکٹر شمع پروین

تنقید و تحلیل ڈاکٹر معصوم شرقی

راکھ میں چنگاری پروفیسر طاہرہ وحید عباسی

نباتی سائنس شائستہ محمدی

لاک۔۔ تھری سکسٹی ڈاکٹر اختر آزاد

نوائے مسلم ڈاکٹر انعام الحق

شکستہ آئینے فاضل لکھنوی

جہوں کشمیر میں اردو کی بازیافت ڈاکٹر محی الدین زور کشمیری

اردو افسانے میں ہندوستانی اساطیر محمد اجمل

اقبال مجید ذکر و فکر ڈاکٹر جگد مبادو بے

زندیق رحمان عباس

تفہیم سخن ڈاکٹر جمال رضوی

تذکار غالب شاہ فہد نسیم

نقوش تحقیق ڈاکٹر غلام سرور

اردو عربی کے اہم قصیدہ گو شعراء	ڈاکٹر یوسف رام پوری
شاعر ارض و سما: محمد ندیم قاسمی	ڈاکٹر افشاں ملک
چھاؤں سے دھوپ تک	مصدق اعظمی
مرزا محمد ہادی رسوا کا سماجی و ثقافتی شعور	ڈاکٹر گلشن عبداللہ
میرے سفر بھی کیا سفر	عبدالعلی فاروقی
تلخیص شرح اسباب	ڈاکٹر جاوید احمد خاں
پروفیسر عبدالغنی کی اقبال شناسی	ڈاکٹر محمد عبداللہ
ترجمہ قراہ دین ابن تلمیذ	ڈاکٹر بلال احمد
قومی یکجہتی کا منظر نامہ	ڈاکٹر محمد شرف الدین ساحل

ایک سو سولہ انعامات دس دس ہزار روپے

غم جاویداں	سید محمد حسین قمر جلالوی
درپن	آراین سکسینہ گلشن بریلوی
الہام سے پہلے	اشرف عادل
وقت مجھے لکھ رہا ہے	سیدہ نفیس بانو شمع
عکس گم شدہ	شعیب نظام
لذت آشنائی	ڈاکٹر صوفی ظفر شاہد
تیرنیم کش	ایم انوار انجم
کلکتہ کی سیر	شکیل افروز

ادب اطفال کے چند گوشے	ڈاکٹر سید اسرار الحق سیلی
حقوق انسانی کے تحفظ کا بین الاقوامی نظام	شکیل احمد جیبی
کلیات محمد عابد علی عابد	محمد عابد علی عابد
شعر آرائی	ڈاکٹر ظنی وبھانازی
درایت حدیث	پروفیسر محمد سلیم قاسمی
قصص الحق	ڈاکٹر محمد تقی علی عابدی
سرنیزہ	ڈاکٹر ای اے حیدری
دیدہ ور	اختر اعظمی
دھند میں لپٹا چاند	شبانہ عشرت
اف	میکش اعظمی
مثالی طالب علم کیسے بنے	سعید احمد سندیلوی
صحرا کی آواز	شاہکار ساحر
عطیہ شبلی	ڈاکٹر ممتاز عرشی
حرف بہ حرف	مدہوش بلگرامی
دستیاب	اقبال آصف
افکار ضیا	ضیاء انادی
صدائے نو	اختر حمید
اساس فکر	رحمت لکھنوی
تبرک	محفوظ رحمانی
فضل زیاں	وارث رفیع

تصویر حرف	اطہر بناری
یادیں	پروفیسر احسن رضوی
نور الحسنین کے افسانوں کا تجزیاتی مطالعہ	ڈاکٹر قمر النساء
شہرت	حیدر علوی
رئیس میٹر یا میڈیکا ہو میو پیٹھی	ڈاکٹر رئیس احمد اعظمی
روش گفتگو	ڈاکٹر ناصر الدین انصار
حدیث بتاں	ڈاکٹر زبیر صدیقی
دبستان خیر آباد	فرید بلگرامی
آئینہ در آئینہ	جمیلہ صغیر
پناہ گاہ	نصرت شمسی
مجھے بھی	غزالہ قمر اعجاز
نیکی کے سائے	کرشن نندہ
قط بنگال اور اردو نظم	سنجر ہلال بھارتی
زبان و بیان	ڈاکٹر مشتاق احمد وانی
اردو افسانے میں سماجی مسائل کی عکاسی	ڈاکٹر شبانہ نسرین
21 ویں صدی میں اردو ڈرامہ	ڈاکٹر نعیم انیس
خم خانہء صبر	ابو ذر ہاشمی
اردو ہندی میں گنودان تنقید	جاوید عالم
ورق در ورق	ڈاکٹر منزل سرکھوت
تحقیقی نثر اور اسطور	زاہد ندیم حسن

علامہ اقبال کے فکری جہات	پروفیسر سید فضل امام رضوی
فلشن کی تعبیر	مقصود دانش
نوک قلم	بشیر مالیر کوٹی
استاد الا سائذہ	ڈاکٹر محمد نسیم اختر
ہمارا آئین	ڈاکٹر محمد ظفر محفوظ نعمانی
مشرقی پنجاب میں اردو زبان و ادب کی تعلیم	ڈاکٹر محمد عرفان ملک
محدوم شخص اور شاعر	ڈاکٹر عزیز رضا
دیباچہ مکاتب غالب: امتیاز علی خان عرشی	ڈاکٹر ثاقب عمران
جوش ملیح آبادی کی نثری خدمات	ڈاکٹر نسیم بیگم
ایسا کیسے ہو گیا	شیدا بیضا پوری
دریافت اور بازیافت	دائم محمد انصاری
افسانے کا فن	محمد علیم اسماعیل
یہ کلیان ہے	ماجد قاضی
محمد حسن عسکری کے افسانے	ندیم احمد
ترکی بہ ترکی	شعور اعظمی
ساحر لدھیانوی ایک جائزہ	صابر نظر
گنیش بل کا باولا	دیک کنول
شہزادہ پرویز عالم	ڈاکٹر اقبال برکی
بچوں کا سنسار	عبدالرحیم نشتر
گل کاریاں	امان الحق بالا پوری

تشنگی	خالد علوی
یادوں کے سائے	احسان سیوانی
کھٹی مٹی کہانیاں	ظہیر قدوسی
افکار و اظہار	معین شاداب
احساس کی امرتیل	نصرت عتیق
رباعیات جوش مع فرہنگ	امیر حمزہ
دکھتی رگ	خالد بشیر تلگامی
تحقیق کے جدید طریق کار	ثنا فاطمہ
کلیات طرفہ	مشاق احسن
مالیر کوٹلہ کا نمائندہ عصری اردو ادب	محمد عرفار وق
اجالوں میں سفر	انتظار نعیم
شمع احساس	عباس حسین احساس
اندر کا موسم	صالح بن تابش
باد بہار میں	عمران آصف
بصیرت تنقید	ذبیح اللہ ذبیح
روشنی کا سفر	جمیل اختر شفیق
سائنس کی دنیا	ڈاکٹر شیخ طاہرہ عبد الشکور
فکر تونسوی کی ادبی و صحافتی خدمات	ڈاکٹر رفیق احمد
ہوا محل	منظور وقار
شیروں کا شیر	ڈاکٹر بانو سرتاج

اچل پوری	آج کا بچپن آج کی نظمیں
ایم مبین	خلائی سفر
ڈاکٹر محمد زاہد	سنہرے حروف
ڈاکٹر فاطمہ خاتون	ہنگال میں اردو افسانہ ایک جائزہ
ارشاد منیم	لاوا
ساغر وارثی	تنظیم حروف
پروفیسر سید محمد نعمان قادری	رموز آزاد
ڈاکٹر یاسمین اختر	نصیب سے
نقیس وارثی	ٹوٹی ہوئی لڑیاں
فردوس عظمت صدیقی	اقراء
اظہار ابرار	رشتوں کی ڈور
محمد افضل خان	گیت ساگر
ڈاکٹر اقبال انصاری	تیراک
ڈاکٹر سعیدہ اختر نبیل	مقالہ نما
ڈاکٹر شیخ عبدالغنی	گلہری اور چڑیا
عبدالقادر	صادق دکن دیس میں
ڈاکٹر راشدہ رشید	ہندوستانی جمالیات اور فراق گورکھپوری
ڈاکٹر خلیل مجاہد	اردو ادب میں موضوعاتی تنقید
ڈاکٹر ایم اے قدیر	لفظوں کی مہک

خندہائے گل	ڈاکٹر ذاکر حسین ذاکر
قرآن حکیم اور اتحادی انسانیت	ڈاکٹر فیاض الدین طیب
لاہوریری کی تاریخ اور بین الاقوامی لاہوریریاں	ڈاکٹر روحینہ سید
نیاناؤل نیاتناظر	امتیاز احمد علی
خودکشی نامہ	رضوان الحق
امروہہ کی عالمی شخصیات	اولیس رضوی
دھوپ اور سائبان	انس مسرور انصاری
حبیب کبریا	ڈاکٹر سراج گلاؤٹھی (۲۸)

اتر پردیش اردو اکادمی کی سبھی اسکیمات کی اپنی جگہ اہمیت ہے لیکن انعامات کتب نہایت ہی کارگر اور دور رس ثابت ہو رہی ہے اس اسکیم کے اصول و ضوابط، انعام یافتگان اور انعامی کتابوں اور شعراء وادباء کی مجموعی خدمات پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ اتر پردیش اردو اکادمی شعراء وادباء اور مصنفین کی خدمات کا کس قدر عتراف و احترام کرتی ہے اور انھیں انعامات و اعزازات سے نوازتی ہے۔ اس اسکیم سے شعراء وادباء کے ساتھ ریسرچ اسکالرس کے اندر بھی اردو سے محبت کے ساتھ اردو کتابیں لکھنے اور اردو کی خدمت کرنے کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے۔ ملک کی دیگر اردو اکادمیاں بھی انعامات اور کتابوں پر انعامات و اعزازات سے نوازتی ہیں مگر ان کا دائرہ صرف اپنے صوبہ کے شعراء وادباء کے لیے محدود ہے جبکہ اتر پردیش اردو اکادمی پورے ملک کے شعراء وادباء کی خدمات کو سراہتی ہے اور انعامات سے نوازتی ہے۔ انعام یافتگان اور انعامی کتابوں پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس فہرست میں ملک کے کونے کونے سے شعراء وادباء اور مصنفین شامل ہیں۔ کتابوں پر انعامات و اعزازات سے نواز کر اکادمی اردو زبان کے ساتھ ساتھ تصنیفی خدمات کو زندہ رکھنے کا کام کر رہی ہے۔

حوالہ جات

- ۱۔ ”سکریٹری کی رپورٹ“ (جولائی، ۱۹۷۵ء) از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
- ۲۔ ”فہرست مطبوعات کتب۔ ۲۰۱۸“ از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ،
www.rekhta.org-۳
- ۴۔ انٹرویو احسن قدوائی، اردو اکادمی لکھنؤ، جولائی ۲۰۱۷ء
- ۵۔ ”سکریٹری کی رپورٹ“ (جولائی، ۱۹۷۵ء) از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ،
- ۶۔ ”خبرنامہ“ اپریل، (۲۰۱۱ء) از یوپی اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔ ۵-۴
- ۷۔ ”سکریٹری کی رپورٹ“ (جولائی، ۱۹۷۳ء) از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ،
- ۸۔ ”سکریٹری کی رپورٹ“ (جولائی، ۱۹۷۳ء) از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
- ۹۔ ”خبرنامہ“ مئی، (۲۰۰۵ء) از یوپی اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔ ۲۸-۲۴
- ۱۰۔ ”خبرنامہ“ جولائی۔ اگست، ۱۹۷۳ء) از یوپی اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔ ۵-۴
- ۱۱۔ ”سکریٹری کی رپورٹ“ (جولائی، ۱۹۷۳ء) از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ،
- ۱۲۔ ”سکریٹری کی رپورٹ“ (جولائی، ۱۹۷۳ء) از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ،
- ۱۳۔ ”خبرنامہ“ ستمبر۔ اکتوبر، (۲۰۰۰ء) از یوپی اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔ ۵-۴
- ۱۴۔ ”خبرنامہ“ فروری۔ اپریل، (۱۹۹۲ء) از یوپی اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔ ۵-۴
- ۱۵۔ ”خبرنامہ“ اکتوبر، نومبر، (۲۰۰۳ء) از یوپی اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔ ۵-۴
- ۱۶۔ انٹرویو شائندہ قدوائی از یوپی اردو اکادمی لکھنؤ بتاریخ ۱۰ ستمبر ۲۰۱۸ء
- ۱۷۔ انٹرویو احسن قدوائی از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، بتاریخ ۸ اکتوبر ۲۰۲۲ء
- ۱۸۔ انٹرویو آلوک سریواستو، اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، بتاریخ ۸ اکتوبر ۲۰۲۲ء

- ۱۹۔ ”سکریٹری کی رپورٹ“ (جولائی، ۱۹۷۵ء) از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔ ۷۔ ۵
- ۲۰۔ ”قواعد و ضوابط۔ وظائف“ از یوپی اردو اکادمی، لکھنؤ
- ۲۱۔ ”سکریٹری کی رپورٹ“ (جولائی، ۱۹۷۵ء) از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔ ۷۔ ۵
- ۲۲۔ ”خبرنامہ“ دسمبر ۱۹۸۸ء از یوپی اردو اکادمی، ص۔ ۸۔ ۷
- ۲۳۔ ”سکریٹری کی رپورٹ“ (جولائی، ۱۹۷۵ء) از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔ ۷۔ ۵
- ۲۴۔ ”سکریٹری کی رپورٹ“ (جولائی، ۱۹۷۵ء) از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔ ۷۔ ۵
- ۲۵۔ ”خبرنامہ“ جنوری۔ فروری ۲۰۰۳ء از یوپی اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔ ۸۔ ۷
- ۲۶۔
- ۲۷۔ ”خبرنامہ“ مارچ ۲۰۱۱ء از یوپی اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔ ۷۔ ۶
- ۲۸۔ ”خبرنامہ“ فروری ۲۰۲۳ء از یوپی اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔ ۱۰۔ ۹

﴿باب چہارم﴾

حصہ (الف)

اتر پردیش اردو اکادمی سے شائع ہونے والے رسائل و جرائد اور ان کا ادبی مقام

☆ اردو ماہنامہ 'خبرنامہ'

☆ اردو سہ ماہی 'اکادمی'

☆ اردو ماہنامہ 'باغیچہ' (بچوں کا رسالہ)

حصہ (ب)

اتر پردیش اردو اکادمی کے ذریعہ یا تعاون سے منعقد ہونے والی تمام ادبی کی

سرگرمیوں کا جائزہ

☆ مشاعرہ، اسکی اہمیت و افادیت

☆ اکادمی کے مشاعروں کا جائزہ

☆ سیمینار، کانفرنس اور دیگر ادبی پروگراموں کا جائزہ

حصہ (ج)

☆ اتر پردیش اردو اکادمی اور ملک کی دیگر اردو اکادمیاں کا جائزہ

حصہ (الف)

اتر پردیش اردو اکادمی سے شائع ہونے والے رسائل و جرائد

اور ان کا ادبی مقام

☆ اردو ماہنامہ 'خبرنامہ'

☆ اردو سہ ماہی 'اکادمی'

☆ اردو ماہنامہ 'باغیچہ' (بچوں کا رسالہ)

اکادمی کے رسائل

اتر پردیش اردو اکادمی کی خدمات کا ایک بہت ہی اہم گوشہ اسکیم باقی رہ جائے گی اگر اکادمی کے رسائل و جرائد کی تفصیل اور اردو زبان و ادب سے متعلق ان کی خدمات کا جائزہ نہ پیش کیا جائے۔ ۲۰۲۲ء تک اتر پردیش اردو اکادمی کے زیر اہتمام مندرجہ ذیل رسائل و جرائد بالترتیب جاری ہوئے:

اکادمی کا پہلا رسالہ ماہنامہ 'خبرنامہ' کا آغاز جولائی ۱۹۷۲ء میں، اور دوسرا رسالہ دو ماہی علمی و ادبی مجلہ 'اکادمی' کا آغاز جولائی ۱۹۸۱ء میں ہوا۔ بعد میں یہ جولائی ۲۰۰۳ء میں سہ ماہی شائع ہونا شروع ہوا۔ تیسرا رسالہ بچوں کا ماہنامہ 'باغیچہ' کا آغاز جنوری ۲۰۱۹ء میں ہوا۔

اردو اکادمی اپنے تینوں رسالوں میں شائع ہونے والی سبھی تخلیقات پر قلم کاروں کو معاوضہ دیتی ہے۔ پہلے یہ معاوضہ چیک کے ذریعہ دیا جاتا تھا لیکن اب ان کے اکاؤنٹ میں براہ راست منتقل کیا جاتا ہے۔ (۱)

اردو ماہنامہ 'خبرنامہ'

اتر پردیش اردو اکادمی کے قیام کا مقصد اتر پردیش میں اردو کی ترقی، فروغ اور اس کی بقاء کے لئے تھا۔ اتر پردیش اردو اکادمی جس طرح اردو زبان ادب کی بقاء و فروغ کے لئے اردو میں علمی و ادبی کتابوں کی اشاعت کرتی ہے، اردو رسائل و کتب کی خریداری کے لئے کتب خانوں کو مالی امداد، اردو طلباء و طالبات اور معمر و ضعیف مصنفین کو وظیفہ دیتی ہے اسی طرح اردو کے فروغ اور اسکی توسیع سے متعلق ہونے والی ان تمام سرگرمیوں سے باخبر کرنے کی غرض سے چاہے وہ اتر پردیش اردو اکادمی کے تحت یا تعاون سے ہو یا اتر پردیش یا ہندوستان کے کسی بھی ادارے سے ہوں۔ یوپی اور پورے ہندوستان کے تمام لوگوں تک اردو سے متعلق ہونے والی سرگرمیوں سے عوام اور بالخصوص حکومت اتر پردیش اور حکومت ہند اور اعلیٰ افسران تک پہنچاتی ہے۔

۲۰۱۹ء سے پہلے اتر پردیش اردو اکادمی سے بچوں کے لئے کوئی رسالہ شائع نہیں ہوتا تھا جبکہ تقریباً ۲۰۰۰ء کے آس پاس بچوں کا ایک ماہنامہ شائع کرنے کا فیصلہ لیا گیا تھا جو ۱۹ سال بعد ۲۰۱۹ء میں بچوں کا ماہنامہ 'باغیچہ' کے نام سے منظر عام پر آیا۔ باغیچہ سے پہلے ماہنامہ 'خبرنامہ' میں ہی بچوں کے لئے ایک گوشہ مخصوص کر دیا گیا تھا۔ اور بچوں کے گوشہ میں بچوں کے لئے کونز، کہانی اور لطیفہ وغیرہ جیسی چیزیں شائع ہوتی تھیں۔

ماہنامہ 'خبرنامہ' میں اردو سے متعلق خبریں اور مضامین چھپتے تھے۔ ملک میں قائم کردہ اردو اکادمیوں سے متعلق خبریں جیسے مطبوعہ اردو کتب پر اکادمیوں کے انعامات انجمن ترقی اردو ہند، اکادمی کے اسکولوں سے متعلق خبریں جیسے نئے داخلہ، امتحان کے نتائج وغیرہ۔ خبرنامہ میں اردو سے متعلق خبریں چھپنے کی مناسبت سے اس رسالہ کا نام "خبرنامہ" رکھا گیا۔

جولائی ۱۹۷۲ء میں اتر پردیش اردو اکادمی نے اپنا ماہنامہ 'خبرنامہ' شائع کرنا کا آغاز کیا۔ اکتوبر ۲۰۲۲ء تک 'خبرنامہ' کے کل ۶۳۸ شمارے شائع ہو چکے ہیں۔ اس ماہنامہ کا ادارہ حالات حاضرہ کے مطابق ہوتا ہے اور اتر پردیش اردو اکادمی کی پچھلی سبھی سرگرمیوں کے ذکر کے ساتھ اردو سے متعلق ترقی اور شکایات سے بھی باخبر کیا جاتا ہے۔

جولائی۔ اگست ۱۹۷۸ء سے 'خبرنامہ' میں تقریباً ہر موضوعات کے مضامین شائع ہونا شروع ہو گئے تھے جیسے تنقیدی مضامین، افسانہ، انشائیہ، بچوں کے مضامین، تبصرے وغیرہ۔ اسکے بعد اس میں غزلوں اور نظموں کے ساتھ اکادمی کی سرگرمیوں کی پیش رفت کی رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔ (۲)

پہلے خبرنامہ میں آخری صفحات میں بچوں کے لئے بھی ایک خصوصی گوشہ شائع کیا جاتا تھا لیکن ۲۰۱۹ء سے یعنی جب سے بچوں کے لئے 'باغیچہ' نام سے ایک رسالہ کا اجراء کر دیا گیا اور اس کو باقاعدگی سے شائع کیا جاتا ہے اس لئے اب "خبرنامہ" سے گوشہ اطفال کو نکال دیا گیا۔ (۳)

ماہنامہ اردو 'خبرنامہ' اکادمی کے شروعاتی دور سے شائع ہونا شروع ہوا تھا۔ سب سے پہلے یہ خبرنامہ 'سکرٹری کی رپورٹ' کے نام سے، اس کے بعد 'اکادمی کے دو سال' کے نام سے شائع ہوا۔ بعد

میں ۱۹۷۷ء میں 'اتر پردیش اردو اکادمی' خبرنامہ کے نام سے شائع ہوا۔ اس کے بعد باقاعدہ 'خبرنامہ' کے نام سے شائع ہونا شروع ہوا۔

پہلے شروعاتی دور میں خبرنامہ کی سائز ڈیڑی سے بڑی اے فور سائز ہوا کرتی تھی۔ اس کے بعد ڈیڑی سائز کی گئی۔ خبرنامہ کا پہلا شمارہ 15 جولائی 1972ء میں 'سیکرٹری کی رپورٹ' نام سے شائع ہوا۔ اس رسالہ کے ایڈیٹر جناب صباح الدین عمر تھے۔ اس کے سرورق والے صفحہ پر سب سے اوپر اتر پردیش اردو اکادمی اس کے نیچے یعنی سرورق کے بیچ میں جلی حروف میں 'سیکرٹری کی رپورٹ' تحریر ہوتا تھا۔ سب سے نیچے لکھنؤ اور اس کے ٹھیک اوپر اس رسالہ کی اشاعت کا ماہ اور سن درج ہوتا تھا۔

'سیکرٹری کی رپورٹ' کے آخری صفحہ پر صباح الدین عمر، سیکرٹری اتر پردیش اردو اکادمی کے دفتر 11 حضرت گنج لکھنؤ نے شائع کیا اور نامی پریس لکھنؤ نے طبع کیا درج ہوتا تھا۔

'خبرنامہ' کا دوسرا شمارہ بنام 'سیکرٹری کی رپورٹ' 1973ء میں کل 62 صفحات پر شائع ہوا۔ اس شمارے کے سرورق پر جلی حروف میں 'سیکرٹری کی رپورٹ' اور سب سے نیچے شائع کردہ اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ تحریر ہوتا تھا۔ اس کے بعد کے زمانے میں سرورق کے بالائی حصے پر جلد نمبر، ماہ و سال، قیمت اور شمارہ نمبر درج ہوتا تھا۔ اس کے اوپر نگراں کا نام، رسالہ کا نام جلی حروف میں اور ایڈیٹر کا نام ہوا کرتا تھا اور اسی سرورق سے ہی رسالہ کے موضوعات بھی شروع ہو جایا کرتے تھے۔ اس کے آخری والے صفحہ پر اکادمی سے متعلق معلومات، سلیس ڈپو کی کتابوں کی فہرست اور اتر پردیش اردو اکادمی کے رسالے میں تخلیقات بھیجنے سے متعلق ہدایات تحریر ہوتی تھیں۔

موجودہ وقت میں 'خبرنامہ' نہایت دلکش، رنگین اور بہترین کاغذ پر شائع ہو رہا ہے۔ خبرنامہ کے سرورق اور آخری صفحہ پر اکادمی میں ہونے والی مختلف تقریبات کی تصاویر اور اکادمی سے شائع شدہ کتابوں کی تصاویر ان کے نام، مصنف کے نام اور قیمت کے ساتھ شائع کی جا رہی ہیں۔ خبرنامہ کبھی کبھتا خیر کا بھی شکار ہوتا ہے۔ کبھی کبھی چھ ماہ کا خبرنامہ ایک ساتھ شائع کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ اکادمی میں کارکنان کی کمی اور خالی نشست پر بھرتی نہ ہونا ہے۔

خبرنامہ کی تفصیلات

پریس رجسٹریشن آف بکس ۱۸۶۷-۱۹۵۶ء میں ترمیم شدہ دفعہ ۵ کے مطابق اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ کی ملکیت و تفصیل۔

۱	مقام اشاعت	لکھنؤ
۲	دفعہ اشاعت	ماہنامہ (جنوری تا دسمبر)
۳	پرنٹر	اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
۴	پبلیشر	سکریٹری، اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
۵	ایڈیٹر	سکریٹری، اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
۶	معاون	محمد معاذ اختر حسن
۷	جلد نمبر	۴۸
۸	شمارہ نمبر (دسمبر ۲۰۱۹ء) کے مطابق	۶
۹	سرپرست	چیرمین اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
۱۰	قیمت (فی شمارہ)	پانچ روپے (زر سالانہ پچاس روپے) (۴)

’خبرنامہ‘ کا مقصد

’خبرنامہ‘ کا مقصد اردو کی ادبی دنیا کی اہم خبریں عوام تک پہنچانے کے علاوہ ادبی ذوق کی تسکین اور بچوں میں علم و ادب سے متعلق دلچسپی پیدا کرنا ہے۔ ’خبرنامہ‘ کا سالانہ چندہ کم سے کم اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ تحفہ میں احباب کے نام اور انعام میں بچوں کے نام آسانی سے جاری کرایا جاسکے۔

خبرنامہ کے ادارہ میں مختلف ادبی معلومات کے ساتھ ساتھ خبرنامہ کا ’اداریہ‘ دانشورانہ اور با مقصد ہوتا ہے جس میں اردو زبان و ادب اور اردو داں کی زبوں حالی کا درد محسوس کیا جاسکتا ہے۔ مشورے اور تبصرے بہت مفید ہوتے ہیں جس سے اردو پڑھنے، لکھنے والوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ (۵)

خبرنامہ اکادمی کی کارکردگی کی تفصیل کی ترجمانی کرتا ہے اور ساتھ ہی اپنے بہترین علمی و ادبی موضوعات کا احاطہ کرتا ہے۔ اس کے مختلف قسم کے موضوعات سے بڑوں کے ساتھ بچوں میں بھی اردو سے متعلق دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔

خبرنامہ ریسرچ اسکالرس، مختلف مصنفین اور تخلیق کاروں کے لیے ایک بہترین پلیٹ فارم ہے جہاں پر اپنی تخلیقات کو پیش کر اردو ادب کے خزانہ میں بڑھوتری کرنا آسان ہے۔ ’خبرنامہ اکادمی‘ کا ایک اہم دستاویز ہے جس سے اکادمی میں ہو رہی سبھی کارکردگی، پروگرام، اسکیمات وغیرہ کو محفوظ کیا جاتا ہے جس سے کبھی بھی اکادمی کی پچھلی کارکردگی کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکتی ہے۔ اکادمی ’خبرنامہ‘ کی پچھلی سبھی جلدوں اور شماروں کو آف لائن محفوظ کر رہی ہے جسے ڈیجیٹلائزڈ کر اپنی ویب سائٹ اور انٹرنیٹ پر محفوظ کرنے کی ضرورت ہے۔

’خبرنامہ‘ کے مدیر

اتر پردیش اردو اکادمی کا ماہنامہ ’خبرنامہ‘ جولائی ۱۹۷۲ء میں جاری ہوا تھا۔ اکادمی کے پہلے سکریٹری جناب صباح الدین اس کے پہلے مدیر تھے انہوں نے ایک میزکرسی سے ہی اکادمی کا دفتر شروع کر کام کاج کرنا شروع کر دیا تھا۔ آپ جب تک سکریٹری رہے اکادمی خوب پھولی پھلی لیکن آپ کے بعد اکادمی کی ادبی سرگرمیاں سرد پڑ گئی تھیں۔ اتر پردیش اردو اکادمی کے صدر اسکے نگران ہوتے تھے اور خبرنامہ کے مدیر اکادمی کے سکریٹری ہوتے ہیں۔

جولائی ۱۹۷۲ء تا حال ’خبرنامہ‘ کے مدیر ایڈیٹرس

اڈیٹر	کب سے	کب تک	نگراں
۱۔ جناب صباح الدین عمر	یکم جنوری ۱۹۷۲ء	۱۴ نومبر ۱۹۷۷ء	پنڈت آنند نارائن ملّا
۲۔ جناب غلام حسین زیدی	۱۵ نومبر ۱۹۷۷ء	۳۰ ستمبر ۱۹۸۱ء	پروفیسر محمد رضوان علی
۳۔ جناب عزیز الجبار خاں	یکم اکتوبر ۱۹۸۱ء	۱۸ فروری ۱۹۸۳ء	پروفیسر محمود الہی
۴۔ ستیش چند شری واستو	۱۹ فروری ۱۹۸۳ء	۲۸ نومبر ۱۹۸۵ء	مفتی محمد رضا انصاری
۵۔ جناب رام کرشن ورما	۳ دسمبر ۱۹۸۵ء	۲ دسمبر ۱۹۸۹ء	محمد رضا انصاری محمود الہی
۶۔ اولیس حسن قدوائی	۲ دسمبر ۱۹۸۹ء	۲۷ مارچ ۱۹۹۰ء	ڈاکٹر محمد یونس نگرانی
۷۔ جگدیش چندر چڈھا	۲۷ مارچ ۱۹۹۰ء	۱۳ ستمبر ۱۹۹۱ء	ڈاکٹر محمد یونس نگرانی
۸۔ جناب مشیر احسن	۲۵ نومبر ۱۹۹۱ء	۴ مارچ ۱۹۹۵ء	ڈاکٹر عزیز الرحمن
۹۔ جناب شاہنواز قریشی	۶ مارچ ۱۹۹۵ء	۲۲ نومبر ۱۹۹۷ء	ڈاکٹر محمد یونس نگرانی

۱۰۔ شاہد مشتاق صدیقی	۲۲ نومبر ۱۹۹۷ء	۵ فروری ۱۹۹۹ء	ڈاکٹر شیمہ رضوی
۱۱۔ جناب محمد نجم الحسن	۲۵ فروری ۱۹۹۹ء	۵ فروری ۲۰۰۱ء	ڈاکٹر نیپال سنگھ
۱۲۔ جناب سریش چندر ورما	۶ فروری ۲۰۰۱ء	۱۳ اگست ۲۰۰۲ء	جناب شاہد اللہ خان
۱۳۔ جناب اظہر علی خان	۳ فروری ۲۰۰۷ء	۲۵ جولائی ۲۰۰۷ء	ڈاکٹر یسین علی عثمانی
۱۴۔ جناب بھوناتھ سنگھ	۲۶ جولائی ۲۰۰۷ء	۱۷ جون ۲۰۰۸ء	
۱۵۔ جناب آفتاب عالم	۱۸ جون ۲۰۰۸ء	۳۱ اگست ۲۰۰۸ء	
۱۶۔ جناب بھوناتھ سنگھ	۲۹ ستمبر ۲۰۰۸ء	۷ نومبر ۲۰۰۸ء	
۱۷۔ جناب آفتاب عالم	۲۵ نومبر ۲۰۰۸ء	۲۴ نومبر ۲۰۰۹ء	
۱۸۔ جناب ایس۔ رضوان	۲۵ نومبر ۲۰۰۹ء	۱۷ جون ۲۰۱۰ء	
۱۹۔ جناب سید امجد حسین	۱۷ جون ۲۰۱۰ء	۲ جولائی ۲۰۱۱ء	
۲۰۔ جناب ایس۔ رضوان	۲ جولائی ۲۰۱۱ء	۲۵ فروری ۲۰۱۴ء	ڈاکٹر نواز دیوبندی
۲۱۔ جناب این پی سنگ	۲۵ فروری ۲۰۱۴ء	مارچ ۲۰۱۴ء	ڈاکٹر نواز دیوبندی
۲۳۔ جناب ڈاکٹر شمیم احمد	مارچ ۲۰۱۴ء	نومبر ۲۰۱۴ء	ڈاکٹر نواز دیوبندی
۲۴۔ جناب فیض الرحمان	نومبر ۲۰۱۴ء	دسمبر ۲۰۱۵ء	ڈاکٹر نواز دیوبندی
۲۵۔ جناب ایس رضوان	جنوری ۲۰۱۶ء	جون ۲۰۲۱ء	
۲۶۔ زہیر بن صغیر (آئی جی)	جولائی ۲۰۲۱ء	جون ۲۰۲۲ء	
(اے ایس)			
۲۷۔ ایس مناظر عادل حسن	جولائی ۲۰۲۲ء	ستمبر ۲۰۲۳ء	
۲۸۔ شوکت علی	اکتوبر ۲۰۲۳ء	تاحال (۶)	

’خبرنامہ‘ کے اب تک کل ۱۳۲ ایڈیٹر اکادمی کو اپنی خدمات دے چکے ہیں۔ اکادمی کے سکرٹری ہی ماہانہ ’خبرنامہ‘ کے ایڈیٹر مدید ہوا کرتے ہیں۔ اکادمی کے سکرٹری حکومت اتر پردیش کے سکرٹری ہی ہوتے ہیں جن میں سے زیادہ تر سکرٹریز آئی اے ایس ہوتے ہیں۔ خبرنامہ کے پہلے ایڈیٹر جناب صبا الدین عمر نے اکادمی کو کھڑا کرنے اور اکادمی میں چار چاند لگانے کا کام کیا۔ نومبر ۲۰۰۹ء میں اکادمی کو ایک بہت ہی فعال سکرٹری جناب ایس رضوان صاحب ملے جو اردو دوست تھے اور ان کے دور میں اکادمی خوب پھولی اور پھلی اور ترقی کے منازل طے کی۔ انہوں نے چار بار اکادمی کے سکرٹری کے طور پر خدمات انجام دیا ہے۔ اکادمی کے ماہانہ خبرنامہ کا ادارہ ان کے ذریعہ لکھا گیا بہت ہی کارگر، موثر اور حالت حاضرہ کے عین موافق ہوتا ہے۔ (۷)

’خبرنامہ‘ میں شائع شدہ اہم مضامین

آگ کا دریا میں تہذیب کے زوال	لطیف الرحمن (پاکستانی محقق)	خ ص ۱۲ فروری۔ اپریل ۱۹۹۲ء
کی لہریں پائی جاتی ہیں		
مجروح کی انفرادیت	قاضی عبدالغفار	خ ص ۱۸، ۱۹۹۴ء
سید احتشام حسین مرحوم	نسیم احمد لکھنؤ	خ ص ۱۰-۱۶، ۱۹۹۴ء
الہلال جدید صحافت کے تناظر میں	قطب اللہ	خ ص ۲۳، ۱۹۹۴ء
ہندوستان میں زبان کا مسئلہ	پروفیسر شکیل الرحمن	خ ص ۴، ۱۹۹۴ء
اردو زبان اور عہد حاضر	پروفیسر صدیق الرحمن قدوی	خ ص ۱۴، ۱۹۹۴ء
’بات کہنے کی نہیں تو بھی تو ہر جاتی ہے‘	پروفیسر عبدالقوی دسنوی	خ ص نومبر۔ دسمبر ۱۹۹۴ء
مولانا ابوالکلام آزاد۔ ایک یگانہ	امیر حسن نورانی	خ ص ۲۰ جنوری فروری، ۱۹۹۵ء
روزگار شخصیت		

مولانا آزاد کے طبعی میلانات	وہاج الدین علوی	خ-ص ۲۳، ۱۹۹۵ء
پروین شاکر کی یاد	مجتبیٰ حسین	
پنڈت آنند نارائن ملّا	خلیق انجم	خ-ص ۳، جنوری تا اپریل، ۱۹۹۸ء
ڈاکٹر سلمان عباس- زوال علم و ہنر	عرفان عباسی	خ-ص ۳۲، ۱۹۹۸ء
مرگ ناگہاں اس کی		
اخلاقیات و جمالیات کا شاعر: طاہر	شاغل ادیب (حیدر آباد)	خ-ص ۲۰۰۵
رزاقی		
زبان وہ جسے بھارت کی آبرہ کہیے	طاہر محمود	خ-ص ۶ مئی جون ۲۰۰۵ء
ڈاکٹر اشفاق احمد اعظمی	ڈاکٹر محمد الیاس احمد اعظمی	خ-ص ۶ مئی جون ۲۰۰۵ء
تعلیم نسواں کا بڑھتا دائرہ	محمد مہتاب عالم	ک-ص ۷ مئی جون ۲۰۰۵ء
سلامت رضوی: کچھ یادیں کچھ باتیں	عابد حسین حیدری	خ-ص جولائی ۲۰۰۵ء
مفلسی میں اپنا بھرم رکھنے والا شاعر:	منور تابش سنبھلی	خ-ص ۱۵ اکتوبر نوم ۲۰۰۵ء
نصرت سنبھلی		
ایم کوٹھیادی راہی: کچھ یادیں کچھ	عبدالقدوس قادری	خ-ص ۴ دسمبر جنوری ۲۰۰۵ء
باتیں		۲۰۰۶ء
رشید حسن خان: کچھ یادیں کچھ باتیں	رفعت سروش	خ-ص ۳ فروری مارچ ۲۰۰۶ء
مفسر قرآن مولانا عبد الماجد دریابادی کا مختصر سوانحی خاکہ	نعیم الرحمان صدیقی	
بیر ستر ممتاز حسین مرحوم: ایک ناقابل فراموش شخصیت	محمد عارف نگرانی	
اردو کا بے لوث خادم شہنواز قریشی (سوانحی خاکہ)	افروز نقوی	

ایک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خاموش ہے (نور الحسن ہاشمی)

علی جواد زیدی

حیات جاوداں: حیات اللہ انصاری

سید حامد

تلاش سحر کا شاعر: شمیم کرہانی

عابد حسین حیدری

جوش کی شاعری میں الفاظ کی اہمیت

وقار ناصری

آہ والی آسی

ڈاکٹر رضوان احمد

کیٹی اعظمی: عوامی شاعر

ڈاکٹر رضوان احمد

انقلاب کا مطرب: کیٹی اعظمی

ڈاکٹر حسن ثنی

احتشام صاحب

منظر سلیم مرحوم

مثنویات میر بخت میر

ڈاکٹر معین الدین شاہی

آل احمد سرور

پروفیسر محمد حسن

بابو گنگا پرساد دورما: عظیم خادم قوم

اسرار الحق قریشی

سر سید احمد کی سماجی خدمات

محمد احتشام الدین خرم

مجاہد اردو پیکر انسانیت: ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی

حسین امین

صاحب 'نیشہ نظر' ابوالفیض سحر

محمود سعید

نغمہ دل کا شاعر: ساغر اعظمی

ڈاکٹر ماجد دیوبندی

فروغ اردو کے لئے عوامی تحریک کی ضرورت

جمیل اختر

مولانا ابوالکلام آزاد

مشتاق احمد

سر سید اور آثار الصنادید

یوپی اردو اکادمی لکھنؤ

علی جواد زیدی سے ایک گفتگو

عابد حسین حیدری

اتر پردیش میں اردو کی قانونی صورتحال

دانیال لطیفی

گنتی کی ابتداء کب اور کیوں کر ہوئی	ابوالجلال ندوی و افتخار احمد
ادبی رسائل و جرائد کے مسائل	انیس دہلوی مرحوم
تحریک آزادی اور اردو	رام پرکاش کپور
ترنگے کی داستان	مغز ساحری سندیلوی
اتراکھنڈ میں اردو	راشد جمال فاروقی
بہار میں اردو کی صورت حال	م۔ش۔ استھانوی
اخبار 'اودھ پنچ'	پروفیسر عابدہ سمیع الدین
تحریک آزادی میں اردو کا اہم رول	ڈاکٹر علی باقر زیدی
جنگ آزادی کی عظیم مجاہدہ۔ بیگم حضرت محل	ڈاکٹر ریحان حسن
اقبال کی نظر میں ڈرامے کی تکنیک	ڈاکٹر محمد ممنون عالم
پریم چند اور خواتین	ڈاکٹر جوہی بیگم
آل احمد سرور۔ بصیرت اور دانشوری	الیس ایم عباس
سر سیدی صحافتی خدمات	ڈاکٹر محمود کا کوری
سماجی حقیقت نگاری کا آئینہ۔ 'خدا کی بستی'	منتظر مہدی
اردو میں صحافت، قومی آواز اور لئق اختر فیض آباد	عابد حسین حیدری
دکن کا اولین رزمیہ شاعر۔ عبدالملک عصاسی	ڈاکٹر عزیز بانو
اکبر الہ آبادی اور لغات مغربی	ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ
نثری نظم میں حمایت میں	پروفیسر محمد حسن مرحوم
اردو زبان و ثقافت اور رسم الخط اور فروغ	پروفیسر عزیز احمد
اکیسویں صدی میں علاقائی بولیاں اور اردو ادب	ڈاکٹر شاہد حسین

مرزا محمد مصطفیٰ حسین	رفعت لکھنوی۔ اپنے اشعار کے آئینہ
احسان حسن	کیفی اعظمی کی شاعری میں تائیدیت
انجم بہار شمش	رئیس رامپوری اور ان کی خدمات
محمد مستمر	قلی قطب شاہ کی شاعری میں
ڈاکٹر جبار علی انصاری	عادل لکھنوی۔ ظرافت کا شاعر
ڈاکٹر مسیح الدین خاں مسیح	ادب اور زندگی
رفیعہ منظور الامین	کون
محمد مسعود	عرفان صدیقی
انور قمر	غالب کے خطوط کا افسانوی انداز
قرۃ العین حیدر	ملفوظات حاجی گل بابا بیکتاشی
وقار ناصری	تلمیح فریاد
ڈاکٹر محمد علی اثر	گولگنڈہ: سماجی اور ادبی پس منظر
صابر ادیب	الہی خیر
سید احتشام حسین	کھنڈر
فکر تونسوی	بیویوں کی ٹریڈ یونین
پریپورنا مندورما	بہادر شاہ ظفر اور دلی کی تباہی
صباح الدین عمر	دیوانہ آزادی
فیروز بخت احمد	جنگ آزادی میں مولانا آزاد کی صحافت کا تعمیری کردار
کمار پاشی	زرد گھاس کا سمندر
مرزا شفیق حسین شفق	فدائی وطن

ابوالکلام آزاد محضر لکھنؤی مرحوم

اقبال: ایک مایہ ناز شاعر ڈاکٹر مصطفیٰ فطرت

تشکیل بدایونی کی نظموں میں ترقی پسند عناصر احسان حسن

تحریک آزادی میں اردو زبان کا کردار ڈاکٹر زیبا ناز مراد آباد

چاندنی بیگم میں اودھ کی تہذیب ڈاکٹر شبنم رضوی

غم دل وحشت دل۔ ایک مطالعہ ڈاکٹر طاہرہ پروین

تعشق کے کلام میں ۱۸۵۷ء کے لکھنؤ کی جھلکیاں وسیم حیدر ہاشمی

یادوں کے سائے محمد معین انجم صدیقی

کرکٹ مشتاق احمد یوسفی

نطشے کے فلسفے کی معنویت اور اہمیت ندیم احمد قادری

ڈاکٹر اقبال جاوید۔ شخصیت اور فن محمد ہارون رشید ندوی

ڈاکٹر حوالہ اولیس حسن قدوائی

رشتے رفیعہ منظور الامین

راجندر سنگھ بیدی کی ناول نگاری کا جائزہ محمد مستمربوبتی

کچھ یادیں کچھ باتیں سلامت رضوی

بدلتا سماج اور اردو میڈیا پروفیسر اے ایم پٹھان

افلاس۔ افسانہ محمد معین انجم صدیقی

ادب کے سچے شیدائی راشد انور راشد

بیر سٹر ممتاز حسین مرحوم محمد عارف نگرانی

مفسر قرآن مولانا عبد الماجد دریا آبادی کا مختصر سوانحی خاکہ نعیم الدین صدیقی ندوی

نادان دوست	پریم چند
گیان چند جین اور تنازعات	ڈاکٹر رضوان احمد
خیریت سے ختم ہو جانے والی کہانی	ایم کوٹھیاوی راہی
ڈاکٹر شکیل احمد صدیقی	ربا تصدق
انے کی بوتل	خورشید جہاں
امیر خسرو۔ قومی یکجہتی کے سب سے بڑے علمبردار	معراج الدین خان ندوی
فن ترجمہ۔ اہمیت و مواقع	محمد جنید ذاکر
راجندر سنگھ بیدی۔ بحیثیت ناول نگار	معید رشیدی
قصہ ایک امتحان کا	تنویر حسین پاک
قرۃ العین حیدر	ڈاکٹر رضوان احمد
اردو ادب میں ریختی	محمد فاضل
المیہ	ڈاکٹر محمد اطہر مسعود خاں
ناصر کاظمی کی غزلیہ شاعری	محمد ارشد
لاحول ولا قوۃ	شوکت تھانوی
وامق جو پوری	غلام رضوی گردش مرحوم
میر انیس: کچھ غیر مطبوعہ کلام	علی احمد دانش
ڈاکٹر محمد حسن کی ادبی خدمات کا تنقیدی جائزہ	ریحانہ پروین
غالب کا تنقیدی شعور	پروفیسر احمد لاری
آدھی ملاقات	منظر عباس
بی جمالو	مرزا حسین شفق

نظم پاگل کوئے سلام سندھ یوی کا اثاثہ زندگی

احمد نوید سر از لان حیدر خ اپریل ۲۰۱۱ء

حیات اللہ انصاری

عابد سہیل

محروح سلطان پوری

وقار انصاری

نیا زچپوری

محمد مسعود

کیفی اعظمی کی نظم گوئی کا مختصر جائزہ

ڈاکٹر جعفر عسکری

انور کمال پاشا

سعادت حسن منٹو

تعزیت

شوکت تھانوی

منشی دیان رائے نگم

صباح الدین

روٹھنا اور منانا

ڈاکٹر شمیم احمد صدیقی

ڈاکٹر بشیش پر دیپ کے افسانوں میں ہندوستانی سماج

مدر علی خاں (ریسرچ اسکالر)

اور ان کے مسائل

نواب مرزا جعفر علی خاں اثر لکھنوی

سید نصیر رضا رضوی

رضا انصاری

احمد ابراہیم علوی

تالیاں بجانا

پروفیسر سعید

میرے بھی صنم خانے کا تنقیدی تجزیہ

شبیم رضوی

جگن ناتھ آزاد اور ظ انصاری

نذیر چپوری

جنگ آزادی اور اردو ادب

ماسٹر یعقوب علی

محمد حسین آزاد

پروفیسر مجاور حسین

صفی لکھنوی - شخصیت اور فن

مرزا محمد مصطفیٰ حسین

سعادت حسن منٹو - جدید افسانے کا موجد

تسکین زیدی

صنعت غیر منقوطہ محمد وصی اللہ حسینی

خواتین کا تخلیق کردہ تفریحی ادب نازیہ نوشاد

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور اودھ اردو کے حوالے سے ڈاکٹر محمد سلمان خاں ندوی

صحافت اور اردو اخبارات کا آغاز وسیم حیدر ہاشمی

ہندوستان کی تحریک آزادی میں اردو صحافت کا کردار ڈاکٹر امتیاز ندیم

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور مولوی محمد باقر فواز عبدالعزیز

علامہ آرزو لکھنوی مرزا محمد مصطفیٰ حسین

اردو میں بچوں کا ادب ڈاکٹر زیبا ناز

اردو میں خواتین کی ابتدائی صحافت نازیہ نوشاد

سماجی تنقید اور مجنوں گورکھپوری عصمت نیلو انصاری

موزوں کا کارخانہ: تجزیاتی مطالعہ ہما فاطمہ

کتے اور روٹی کا ٹکڑا ڈاکٹر محمد تقی عابدی

ممتاز مفتی کی سفر نگاری ڈاکٹر ریحان حسن

محمد رضا برق لکھنوی: حیات و شاعری سید سلمان حسین رضوی

اردو نثر: انیسویں صدی عیسوی میں ڈاکٹر رضاء الرحمن عاکف

پروفیسر عنوان چشتی کی چند کتابیں ایک مطالعہ عطا عابدی

آثر لکھنوی: کچھ یادیں علی احمد دانش

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد محمد اویس سنہلی

گاندھی جی۔۔ فلسفی اور ادیب ڈاکٹر سید عابد حسین

اردو شاعری میں گاندھی کی شخصیت والی آسی

عصمت چغتائی	مجنوں گورکھپوری
ڈاکٹر عبدالباری شبثم سبحانی کی شاعری	ڈاکٹر آفاق فاخری
اردو زبان و ادب سے منسلک تمدن اور تہذیبی وراثت	انس مسرور انصاری
خدیجہ مستور کی ناول نگاری	ڈاکٹر محمد شمس الدین ندوی
آنگلن: ایک جائزہ	منتظر مہدی
ملک الشعراء منشی دوار کا پرساد افق لکھنوی	رخسانہ خانم خ نمبر ۲۰۱۲ء
فکر و احساس کا شاعر: حفیظ میرٹھی	ڈاکٹر فرقان احمد سر دھنوی
نازش پرتاپ گڈھی بحیثیت نظم نگار	عبدالصمد قاسمی
ہمدوستانی کلچر اور صوفیائے کرام	ڈاکٹر احمد قریشی
اردو زبان و ادب میں خواتین کا حصہ	وصی اللہ حسینی
میراقصور	ڈاکٹر محمد مستمر خ نمبر ۲۰۱۲ء
علامہ اقبال کے فلسفیانہ خیالات اور شاعرانہ عظمت	محمد الطاف بٹ
شاعر فطرت جگر مراد آبادی کی غزل گوئی	ڈاکٹر قیسم الدین محمد حظلہ
دبستان رامپور کا ایک استاد شاعر: ہوش نعمانی	آل احمد خاں سرور
کیفی بلگرامی کی شخصیت	مد ہوش لگرامی
اودھ: تاریخی و تہذیبی پس منظر	ڈاکٹر معراج الدین خاں
غالب کا مرثیہ عارف	صفدر امام قادری
منٹو کا افسانوی منظر نامہ	ڈاکٹر احمد صغیر
اردو میں طنزیہ و مزاحیہ شاعری کا آغاز و ارتقاء	شبینہ خاتون
ڈاکٹر بشیش پر دیپ سے گفتگو	ڈاکٹر نوری فاطمہ خ مارچ ۲۰۱۵ء

کلام مصحفی کے کلیدی الفاظ کا تجزیہ	ڈاکٹر الف ناظم
سید احتشام حسین: ذکر و فکر ایک جائزہ	ڈاکٹر آفاق فاخری
اردو میں ہائیکو نگاری کا ارتقائی منظر نامہ	عبدالقوی
بچوں کے ادب کے اولین معمار قلق میرٹھی	مہمینہ خاتون
مفتی محمد عباس کی معناتی شاعری	ڈاکٹر محمد تقی عابدی
قاضی عبدالستار: فکر اور فن	ڈاکٹر معراج الدین خاں
ن م راشد کی شاعری وقت کے تناظر میں	آصف علی
ہندوستانی فلمیں اور اردو: ایک منظر نامہ	ڈاکٹر امام اعظم
مولانا محمد حسین آزاد کی نظم نگاری	ڈاکٹر ندیم احمد
میری ایران یا ترا ایک تعارف	فیضان حیدر
سر سید احمد خاں - حیات و خدمات	ایمن تنزیل
فکر بلغ و تابندہ ذہن کا حامل شاعر باقر جاسی	محمد اسماعیل خاں ایڈوکیٹ
اقبال کی شاعری میں حرکت و عمل کے ارتقائی مراحل	ڈاکٹر خوشنود عالم عجمی
الطاف حسین حالی: اپنے مکتوبات کے حوالے سے	ڈاکٹر رؤف خیر
پریم چند اور افسانوی ادب میں نئے رجحانات کی روایت	آصف علی
پھٹے جوتے	ڈاکٹر تنویر احمد
گیت کی تہذیب کا آشنا: ابراہیم اشک	فراغ روہوی
غالب شناسی کا ابتدائی ماخذ	عاکف سنبھلی
حفیظ میرٹھی ایک ہمہ جہت شخصیت	ابراہیم افسر
ادب اطفال کی عظیم شخصیت اسماعیل میرٹھی	محمد خالد

تذکرہ، تنقید اور تفہیم	پروفیسر محمود ریاض
علی جواد زیدی کے قومی تصورات	ڈاکٹر آفاق فاخری
اودھ کی مجاہد خاتون بیگم حضرت محل	ڈاکٹر نوری فاطمہ
محمد علی جوہر کی صحافت: چند پہلو	منور حسن
کرشن چند۔ ایک جائزہ	محمود ریاض
کیٹی اعظمی کی شناخت کے چند اہم پہلو	مشتاق احمد
شا کر کریمی کی افسانہ نگاری کا تجزیاتی مطالعہ	عدیلہ نسیم
لکھنؤ: ایک خوبصورت شہر	ڈاکٹر عزیز احمد عری
میرا تحقیقی سفر	ندا فاضل
پیتل کا گھنٹہ	عابد سہیل
گلی کوچوں کا آخری آدمی: انتظار حسین	وقار ناصری
اردو ادب کا آخری آدمی	اختر سردار
عہد اکبری کا ایک ظریف الطبع صوفی شاعر، مشتقی سنبھلی	ڈاکٹر مصباح احمد صدیقی
ساغر نظامی بحیثیت ریڈیو فیچر نگار	ڈاکٹر محمد زاہد
دبستان لکھنؤ کا ایک بھولا بسرا شاعر مہندر ناتھ کول	ڈاکٹر عمیر منظر
صدف لکھنؤی	
فلم امراؤ جان اور ناول امراؤ جان ادا: مشابہتیں اور	ابرار احمد اجراوی
تضادات	
زمیں کھاگئی آسماں کیسے کیسے	ڈاکٹر شبیر صدیقی
اقبال کا تصور تعلیم اور اس کی عصری معنویت	یاسمین فاطمہ

برج نارائن چکبست لکھنؤی

سمیع احمد صدیقی

فیض کی نظم ”تنہائی“ ایک جائزہ

امتیاز الدین خاں

طرز غالب میں مہمل گوئی اور مرصع سازی کا کمال

مسعود رودلوی

کلاسیکی ادب کی ملکہ ترنم: بیگم اختر

ڈاکٹر عابد حسین حیدری

دبستان لکھنؤ کی ادبی سرگرمیوں کا مختصر جائزہ

رہبر جون پوری

انجم باروی: مغربی بنگال کا منفرد اردو شاعر

ڈاکٹر احتشام حسین

علامہ شبلی نعمانی: حیات اور شاعری

شبیم اکبر

جذبی کی تخلیقی بصیرت

محمود ریاض

اردو ادب اور سائنسی صحافت

معراج الدین خاں

ہندوستانی تہذیب و ثقافت کا آئینہ: مجالس النساء

شاہ نواز فیاض

میں جیت گئی

منظر عباس

الطاف حسین حالی کا نظریہ تعلیم

محمد فرحان

ہنگلہ نثر کا موجد

شمس الدین ندوی

’اہل کتاب‘ افسانہ نہیں زندگی کی کتاب

اسلم جمشید پوری

سریندر پرکاش کا بجو کا

شمیم احمد

انساط فکر: ایک جائزہ

فیضان حیدر

زندگی کے رنگ

ڈاکٹر محمد زاہد

سجاد ظہیر کے مکاتیب

ظہیر علی صدیقی

اردو ادب اطفال کے افسر

محمد خالد

دبستان داغ کا درویش سخنور ابوالجہاد زاہد

ڈاکٹر تابش مہدی

عظیم المرتبت ڈاکٹر عظیم امروہوی	ڈاکٹر مصباح احمد صدیقی
ناول اللہ میاں کا کارخانہ ایک مطالعہ	ڈاکٹر محمد اسلم فاروقی
سفید نور کاراز افسانہ	ڈاکٹر ریاض توحیدی
پروفیسر آل احمد سرور اپنی شاعری کے آئینے میں	انجینئر محی بخش قادری
اکبر الہ آبادی کی شاعری میں مغربی تہذیب پر لطیف طنز	ڈاکٹر ضیاء الرحمان عاکف
پروردہ تہذیب غزل: اقبال رودولوی	ڈاکٹر انور حسین خان
گورکھپور یونیورسٹی کا شعبہ اردو فراق اور افغان	ڈاکٹر عبید اللہ چوہدری
خوش فکر شاعر نیر قریشی	انوار الحق شاداں
شمس الرحمن فاروقی اور شب خون	سیفی سرونجی
شمس الرحمن فاروقی خراج عقیدت	زریں بیگم زریں
تصوف کی عصری معنویت	عابد حسین حیدری
تہذیب و تمدن اور مادری زبان	محمد الیاس انصاری
خوش نثر کے بارے میں	ڈاکٹر روشن آرا
سنگار افسانہ	مینا عرفان
مہدی افادی اور اردو نثر سے ان کی محبت	ذاکر حسین ذاکر
داغ دہلوی اجمیر اور جیپور میں	عمران عاکف خان
کتب بنی کی اہمیت	ڈاکٹر سعید احمد
خواتین کا کوری کی ادبی خدمات	شگفتہ چاند
شیام لال ورامست چھلکے چھلکتے پیمانے کے آئینے میں	ہیم لتا
کوٹھے والا طوطا	جلال لکھنوی

حیرت الہ آبادی ایک تعارف	پروفیسر علی احمد فاطمی
بابا گرو نانک کے ارشادات و تعلیمات	سلطان آزاد پٹنہ
علامہ اقبال حیات و خدمات	سعدیہ کریم لکھنؤ
ادب کا درختیں اسکول: پروفیسر نیر مسعود	فیصل سلطان پوری
لبستی (کہانی)	اشفاق برادر
دیوار	منظور پروانہ
اہم فکشن نگار: رتن سنگھ	ڈاکٹر اسلم جمشید پوری
دلوں میں رکھیے مذاق دوام آزادی	رباب رشیدی
ترنم ریاض کا افسانہ 'مہمان'	نوشین عثمانی
جواں مرگ ادیب فرقان سنبھلی	محمد اویس سنبھلی
افسانہ بد ذات کا تجزیاتی مطالعہ	ڈاکٹر نہال افروز
دکتے چہرے	ایم اے کنول جعفری
اردو زبان و ادب کا سیکولر کردار	ڈاکٹر ابرار احمد اجراوی
اتر پردیش میں اردو صحافت کا اجمالی جائزہ	ڈاکٹر رفیق احمد
ہمہ گیر شخصیت مولانا برکت اللہ	داؤد احمد
حکیم سید غلام مہدی راز کی شاعری کا اجمالی جائزہ	ظہیر حسن ظہیر
موج غبار (شرف الدین ساحل)	ڈاکٹر آفاق فاخری
بابا قوم مہاتما گاندھی	سہشی قریشی
خسرو کی شاعری میں ہندوستانی روایات	ڈاکٹر رضاء الرحمن عاکف سنبھلی
پریم چند کی افسانوی معنویت	ڈاکٹر محمد اکرم

داستان عشق کا شاعر کیفی اعظمی	ذاکر حسین ذاکر
مرتضی ساحل تسلیمی کی علمی خدمات	ہاشمی فاطمہ
دال (افسانہ)	اشفاق برادر
نئے مزاج کا ساون (ارشاد مظہری)	ڈاکٹر شہداء اعظمی
سعادت حسن منٹو قلم کا سرجن	ڈاکٹر محبوب حسن
آہ: عنبر بہراچی	رباب رشیدی
برنگ غالب	ڈاکٹر نیاز سلطان پوری
رشید جہاں کی افسانہ نگاری	ڈاکٹر روشن آرا
اشنائے کیف غم عزیز بارہ بنگوی	ڈاکٹر انور حسین خان
ضدی (افسانہ)	حنیف سید
طنز انچے	ڈاکٹر اسد رضا
زبان اردو کی زبوں حالی اور ہماری غفلت پرستی	امتیاز اظہر
انقلابی شعراء اور ادیب	خلیق النساء
چکبست کی شاعری میں ہندوستان سے محبت کا پیغام	ڈاکٹر رضاء الرحمن عاکف سنبھلی
رسالہ زمانہ کی ادبی صحافت	ڈاکٹر مدلقا اعجاز
محروح سلطان پوری کچھ باتیں	فرزانہ اعجاز لکھنؤ
مرتضی ساحل تسلیمی ایک شخصیت ایک انجمن ایک ادارہ	محمد سراج عظیم نئی دہلی
زندگی تیرے انجام پر	محمد قمر سلیم
کمزور لڑکی	ندیم راعی
جاننا ہوں	اشفاق برادر

اشتہار کی تعریف زبان اور فن ڈاکٹر مقبول احمد مقبول

تحریر اصلا ح زبان اور شاعرات لکھنؤ عافیہ حمید

نثار حسین ذکی عظیم آبادی کی غزلوں میں سائنسی عناصر ڈاکٹر ریحان حسن

ہندی فلم کا اردو پس منظر ابراہیم نثار

دور حاضر میں اردو صحافت کی پیچیدگیاں ڈاکٹر سعدیہ

پاسبان دین حق ضیاء رحمانی

خطبات آزاد قومیت و سالمیت کے تین سال گر ڈاکٹر غلام حسین

ریاض خیر آبادی اور گورکھپور ذاکر حسین ذاکر

اخبار اور اخبار نویسی ماضی سے حال کے آئینے میں ارم نعیم

سلام مچھلی شہری کی شاعری عصری تناظر میں ڈاکٹر منور حسن کمال

منفرد شاعر نصیر ناداں اشفاق برادر

تالی: ایک ہاتھ کی (افسانہ) حنیف سید

عمید قربانی (طنز انچہ) ڈاکٹر اسد رضا

شمس الرحمن فاروقی عہد آفرین نقاد محمد الیاس انصاری

مناظر عاشق ہر گانوی ایک عبقری شخصیت سلطان آزاد پٹنہ

عبدالحی پیام انصاری ایک تاثر ڈاکٹر شکیل احمد منو

ایم۔ علی کی تنقید نگاری بدلتے زاوی کے آئینے میں امتیاز ظہر

سوکا نوٹ ڈاکٹر کہکشاں ظہور

تاریخ کا نظر انداز مجاہد شیر علی خان افریدی ۲۰۲۳ء

ڈاکٹر شمیم عابد قومی ایکتا کا نقیب شاعر	پروفیسر عابد حسین حیدری
علامہ شہباز امر و ہوی طنز و مزح نگار کا منارہ نور	مصباح الدین
سید غیور حسن نقوی کی خاکہ نگاری ایک سرسری جائزہ	رئیس احمد
مجنوں گورکھپوری ایک تجزیاتی مطالعہ	ڈاکٹر عبید اللہ چوہدری
ایک ہمہ جہت فنکار قیوم ناشاد	جاوید اختر
جنگ آزادی کے اہم موڑ	ذاکر حسین ذاکر
اردو رپورتاژ - فن اور روایت	ڈاکٹر ابرار احمد
مہدی حسین ناصری افکار و آثار کا سرسری جائزہ	ہ ڈاکٹر وضاحت حسین رضوی
ایک نابغہ روزگار شخصیت شمس الرحمن فاروقی	سید غلام عباس بلوری
خواتین اودھ کی فکشن نگاری کا مختصر جائزہ	ڈاکٹر اسلم مرتضیٰ
قطعات شہباز امر و ہوی ایک مطالعہ	ڈاکٹر روشن آرا
ججم رودولوی ایک فراموش کردہ شاعر	ڈاکٹر حسین خان
غالب اور غالبیت	ڈاکٹر اجمل بسوانی
مشرف عالم ذوقی: قد آور فنکار	ڈاکٹر سلطان آزاد
درد ہوشیار پوری شخص اور شاعر	شاہد پٹھان
ایک چادر میلی سی ایک مختصر جائزہ	ڈاکٹر فخر الکرم
سلمیٰ صدیقی حیات اور کارنامے	مینا عرفان
میر انیس اور ہندوستانی تہذیب تنقیدی جائزہ	ابراہیم اعظمی
ریڈیو ڈرامہ کافن	ڈاکٹر اشرف لون

پروفیسر ملک زادہ منظور ایک بے ریا شخصیت	شعیب نظام
گانگھی جی ایک معلم ایک ادیب	ڈاکٹر منور حسن کمال
سر سید کا پیغام نوجوان کے نام	محمود قریشی
اردو انشائیہ اور اہم انشائیہ نگار	ڈاکٹر سیما صدیقی
رشید قریشی صحافت اور شاعری	محمود کاکوروی
احمد صدیق مجنوں گورکھپور	عبد اللہ چودھری
امام باندی بیگم عظیم آبادی	ڈاکٹر سلطان آزاد
لکھنؤ کا ایک گمنام شاعر نفیس احمد صدیقی نفیس	سعید سندیلوی
محمد حامد علی خان کی فلشن تنقید اردو کے ۱۸ ناول کے آئینہ میں	اسلم جمشید پوری
پروفیسر شارب رودولوی بحیثیت عملی تنقید نگار	ڈاکٹر الیاس عزیز
ادیب سہارن پوری کم عمر کا بڑا فنکار	ڈاکٹر محمد مستمر
مجاہد آزادی ڈاکٹر مختار احمد	شمیم اقبال خان
ایک مقناطیسی شخصیت شہنشاہ مرزا	شعیب نظام
فدرا جوری کے ادبی سروکار	ڈاکٹر مشتاق احمد وانی
غالب خستہ کے بغیر	ڈاکٹر اسد رضا
نابلد	اختر کاظمی
راجندر سنگھ کے افسانوں کی تکنیک	ڈاکٹر مہناز انور
ادب اطفال کے معمار متین طارق	ڈاکٹر جبار علی
اردو کے چند نمائندہ طنز و مزاح نگار	ڈاکٹر شکیل احمد

حرکت الاکرام بحیثیت نظم نگار	ڈاکٹر معصوم شرقی
گورکھ پور کا ادبی شاہین افغان اللہ	ڈاکٹر حسین ذاکر
فکر و خیال کا شاعر رئیس بہراچی	ڈاکٹر عبید اللہ چودھری
گمنام شاعر رئیس منظر	ڈاکٹر زبیرہ ناز
اردو افسانہ نئی صدی نئے موضوعات	ڈاکٹر ریاض توحیدی
مجنوں گورکھپوری اور اردو افسانے	احتشام حسین
اردو کا عمر خیام جوش ملیح آبادی	ڈاکٹر فخر الکرم
البیلا اور انوکھا شاعر جمیل مظہر	پروفیسر اسلم جمشید پوری
ظفر صدیقی کی نعتیہ شاعری	سلطان آزاد
وجاہت علی سندیلوی کا شعری شعور	ڈاکٹر سعید احمد سندیلوی
علی گڑھ تحریک میں رسالہ تہذیب الاخلاق کی خدمات	محمودہ خاتون
ہما جت قلم کار عبدالعلی فاروقی	ڈاکٹر محمود
انٹرنیٹ کی اہمیت و افادیت	ارم نعیم
شاخ میں اگی پتنگ افسانہ	ایم اے کنول جعفری
اردو تنقید کا تخلیقی مزاج و منہاج	عشرت ظفر
انور جلال پوری کی مذہبی شاعری	انس مسرور انصاری
نذر انور جلال پوری	شمسی قریشی
بیاد انور جلال پوری قطعات	ڈاکٹر محمود کا کوری
مجاہد آزادی اشفاق اللہ خان	داؤد احمد
صغیر احمد سحر سندیلوی	ڈاکٹر سعید احمد سندیلوی

کشمول (فسانہ)	ڈاکٹر اطہر مسعود خان
اردو کے مسائل اور ان کا حل	جناب نبی احمد
غلط تلفظ ایک لمحہ فکریہ	سید ضیاء الحسن
اردو کی غیر روایتی تانیشی آواز	حمیرا حیات
قدر کا کوروی بہار ادب کی روشنی میں	ڈاکٹر اسلم مرتضیٰ
کرگس (افانہ)	اشفاق برادر
خاکہ نگاری اور صالحہ عابد حسین	ڈاکٹر عابد حسین حیدری
ظفر گورکھپوری شخص اور عکس	ڈاکٹر منور حسن کمال
آفتاب ادب و صحافت حیات اللہ	محمد راشد خان
مجاہد آزادی احمد کریم کامل	ڈاکٹر امین احسن
علامہ اقبال کی شاعری کا سیکولر کردار	شمشاد احمد
جمیل مظہری کی نظموں میں عظمت آدم و احترام انسانیت	شہاب ظفر اعظمی
مائل ملیح آبادی کی نظم نگاری	ڈاکٹر محمود کا کوروی
پریم چند شناسی کا ایک نیا باب	ڈاکٹر شاہدہ خاتون
اولاد بدلی (افسانہ)	ندیم راعی
افسانے	نصرت شمسی
علی گڑھ تحریک کا اثر اردو شاعری پر	عبدالرزاق
مجنون گورکھپوری کی خطوط نگاری	ہیمتا
پورن سنگھ ہنر کی شاعری میں اسلامی عناصر	ڈاکٹر ریحان حسن
ڈاکٹر فیروز احمد بحیثیت محقق	ڈاکٹر معین الدین

محی بخش قادری

وسیم حیدر ہاشمی

محمد عامل خان بدایونی

ڈاکٹر محمد زاہد

ڈاکٹر مخمور کا کوری

ڈاکٹر سنجر ہلال بھارتی

ڈاکٹر اسلم مرتضیٰ لکھنؤ

ڈاکٹر منور حسن کمال

اشفاق برادر

شاہدہ خاتون

یسریٰ راحت بھوپال

ڈاکٹر رفیق احمد مو

ڈاکٹر رضوانہ پروین

ڈاکٹر آفاق فاخری

منظور پروانہ

ادافاطمہ

ڈاکٹر شریف احمد قریشی

اشتیاق احمد راشد

بدر محمدی بہار

جوش ملیح آبادی

امام یاسیات: فانی بدایونی کی شاعری

اقبال سہیل کی قصیدہ نگاری کے چند محاسن

مومن تنقید کا ایک سنجیدہ نام

طنز و مزاح کا ایک معتبر نام مجتبیٰ حسین

منشی پریم چند کے ناولوں میں بیوہ کے مسائل

اردو انشائیہ کے مرد میدان منور آنا

اشرف مالوی کی شاعری میں سماجی مسائل

انور سجاد: علامت ایک صدی ہو گئے سو گئی

فگار اناوی اپنی غزل کے آئینہ میں

جرات نسواں اور عصمت چغتائی

عینی آپا کا انداز فن

کنہیا لال کپور کی زرافت نگاری

اردو شاعری کا اختر تابندہ جان نثار اختر

ڈاکٹر ثقیل احمد کا ادبی شعور مطالعہ نظم کے تناظر میں

مثالی کردار

ڈرامہ افسانہ

امیر مینائی دارالسرور رام پور میں

تقسیم ہند کی نظمیں

وہاب اشرفی کی آخری ادارتی تحریر

مختار احمد خان انداز تحریر

پریم چند کے ناولوں میں مسلم کردار	ذاکر حسین
جائزہ اختر کی رباعی گوئی	ڈاکٹر مخمور کا کوروی
علامہ اقبال کی نظم 'شعاع امید'	خلیق النساء
پریم چند - ترقی پسندی اور عصری معنویت	محمد جاوید
لالی پاپ	اشتقاق سعید
مالک رام کے تذکروں میں رام پور کے شعرا و ادبا	عابد حسین حیدری
رئیس المتغز لین حضرت جگر مراد آبادی	محمد فیصل خان
اردو شاعری میں ذکر گورو رام داس	ڈاکٹر ریحان حسن
صحافی اور دانشور حفیظ نعمانی	محمد اویس سنبھلی
گھر واپسی افسانہ	وسیم حیدر ہاشمی
علم و ادب کا گہوارہ: ہلور	ڈاکٹر وضاحت حسین
احمد ندیم قاسمی کی شاعری ایک جائزہ	ڈاکٹر فرقان احمد
منشی پریم چند کا تصور حیات	ڈاکٹر شاہدہ خاتون
عشرت ظفر کی شاعری	ڈاکٹر افاق فاخری
مجبوری افسانہ	انتخاب احمد قریشی
مولانا ابوالکلام کا نظریہ تعلیم	محمد اسرار
شیم امرہوی: بحیثیت غزل گو	ڈاکٹر مصباح احمد
منٹو اور عصمت: موضوع و اسلوب	عطیہ نفیس
اجنبی افسانہ	محمد علیم اسماعیل
شوہر شاعرہ	ڈاکٹر اسد رضا

مشتاق احمد یوسفی کا اسلوب نگارش	ڈاکٹر آفاق فاخری
مجاہد آزادی یوسف مہر علی اجمالی جائزہ	ڈاکٹر عبدالباری
اردو کی مایہ ناز شخصیت سلام سندیلوی	ڈاکٹر عبید اللہ چودھری
اجمل سلطان پوری ایک ہمہ گیر اور البقری شخصیت	زین العابدین
یچی اعظمی اور ان کی شاعری	ڈاکٹر نسیم اعظمی
نانی کا گھر	ایم اے کنول جعفری
ہوئی مدت کے غالب مرگیا پر یاد آتا ہے	ڈاکٹر حسین ذاکر
فیض - شخصیت، شاعری اور امرتسر	ڈاکٹر ریحان حسن
کرامت علی کرامت ”گل گدہ صبح و شام کے آئینے میں	عبدالحی پیام انصاری
آخری نیکی (افسانہ)	ڈاکٹر مشتاق احمد وانی
امیر خسرو اہل علم کی نظر میں	ڈاکٹر عائشہ پرویز پروین
عہد ساز ادبی شخصیتیں کا ادبی پس منظر و منظر نامہ	محمد احمد دانش روانوی
صبح حسین کا نقیب: انعام ٹانڈوی	ڈاکٹر امین حسن
حیرت فرخ آبادی کی مذہبیت	ایڈوکیٹ حبیب رتھ پوری
دھرتی کے سنسکار	اشتیاق سعید
سویرے جو کل انکھ میری کھلی	پطرس بخاری
گلشن ہنداردو کا پہلا تذکرہ	خواجہ امن جنید
مجنوں گور کھپوری حدود کے آئینے میں	وقار نصری
چودھری محمد علی رودلووی کے خطوط ہما بیگم کے نام	ڈاکٹر انور حسین خاں

احمد جمال پاشا بحیثیت مزاح نگار	سلطان آزاد
افسر نواب افسر لکھنؤی حیات و شاعری	خورشید رضا فتح پوری
اردو ترجمے کی معنویت اور روایت	ڈاکٹر محمد اکرم خان
جشن آزادی اردو زبان اور ہندوستانی سماج	محمد سعید اختر
داستان عشق کا شاعر: کیفی اعظمی	ذاکر حسین
شیخ بشیر احمد کی کہانیوں میں کشمیر کا درد	ڈاکٹر مشتاق احمد غنی
فراق گورکھ پوری کے کئی رنگ	محمد فیصل خان ندوی
بھوپال کی معروف ادیبہ	یسری راحت
ظلمت کدے میں دشنو کی روشنی میں	شموئل احمد
کام دھنوا اور معبر تقابلی مطالعہ	ڈاکٹر ریاض توحیدی
اردو غزل کا مستقبل	رستوگی اگر وال
ڈاکٹر انور حسین خان کی تحقیقی کاوشیں	ڈاکٹر سید محمد حیدر زید پوری
طنز انچے	ڈاکٹر اسد رضا
امن و سلامتی کا پیکر: مہاتما گاندھی	ڈاکٹر عاکف سنبھلی
اعتبار الملک دل شاہ جہاں پوری	ڈاکٹر تابش مہدی
ڈاکٹر شفیق الرحمن خاں کی مزاح نگاری	ڈاکٹر شفیق احمد
شاعری کا نیر تاباں نیر قریشی	ڈاکٹر فرقان احمد
تلاش گمشدہ	ندیم راعی مراد آبادی
صدر شاعر انشائیہ	ساجد جلال پوری
اگر تم مجھ سے کہہ دیتے	پروفیسر عبدالعلیم

فضل امام یادوں کے جھروکے سے	ڈاکٹر عابد حیدری
قطعہ تاریخ وفات فضل امام رضوی	ڈاکٹر مخمور کا کروڑی
مینا کماری ناز کی ادبی حیثیت	سلطان آزاد
شفق سولاپوری کی ناولٹ ”نیلما“	ڈاکٹر مشتاق احمد وانی
عزّی اور ان کی شاعری	ڈاکٹر فیضان حیدر
کائنات افسانہ	اشفاق برادر
ظفر اقبال کی فکری توانائی	ڈاکٹر آفاق فاخری
سفید لباس کا لے کردار	افسانہ منظور پروانہ
صحافتی دنیا کے پہلے شہید مولوی محمد باقر	ڈاکٹر منور حسن کمال نئی دہلی
درسی کتب کے اولین تدوین کار: محمد حسین آزاد	ڈاکٹر بانو سرتاج
منشی دیبی پرشاد بشاش کا تذکرہ شعرائے ہنود	ڈاکٹر ریحان حسن پنجاب
انیسویں صدی میں جوہپور کے مطابع اور اردو اخبارات	حکیم وسیم احمد اعظمی
اسماعیل آذر: چند یادیں چند باتیں	کرامت علی کرامت (۸)

خبرنامہ میں شائع شدہ اور شائع ہونے والے مضامین بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں جس میں ادب کے تمام اصناف کے متعلق مضامین جو بڑے بڑے ادباء و شعراء اور ریسرچ اسکالرز کے ہوتے ہیں۔ اس ماہنامہ خبرنامہ میں بچوں کا گوشہ میں بھی ادب اطفال سے متعلق بہت ہی اہم مضامین شائع ہوتے تھے جو بچوں کی تربیت اور ذہنی نشوونما کے لئے بہت مفید ہوتے ہیں۔ ان مضامین کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

’خبرنامہ‘ میں (بچوں کا گوشہ) کے موضوعات

مصنفین

مضامین

باغباں ہارون رشید (شولا پور)

ہم تو چڑیا ہیں

سلمان غازی

مثبت سوچ

شریف احمد قریشی

دکھ سکھ ماننے کا ہے

پریم چند

نادان دوست

ڈاکٹر شریف احمد قریشی

نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری

مریم فاطمہ (کراچی)

ذہانت شرط ہے

ڈاکٹر بشیش پر دیپ

دانا دشمن

بشریٰ

موٹو خرگوش کا صبر

اظہر مسعود رضوی

سوالات و جوابات

ادیبہ

نادان دوست

ولاحسینی

توبہ

محمد انجم صدیقی

موت انسانیت کی

عبدالعزیز

عقل مند لڑکی

زرین فاطمہ

مارنے والے سے بچانے والا بڑا

م۔ق۔خان بہار

کھویا سکیچ پین

بشریٰ

سزا

اشرفی کے پھول	سلمان اختر
رانی پری	ولا حسینی
کبوتر	بشریٰ
مور (قومی پرندہ)	سید علی حسینی
الہ دین کا چراغ	رفیع احمد
امتحان	عباس رضا تنویر
رازِ حیات	باغبان ہارون رشید
مثالی دوست	عزیز احمد خاں عزیز
منار ام کا گدھا	محسن خان
چینو خان	محسن خان
چنانچہ	اظہر افسر
سرخ گلاب	بشیر پردیپ
کھلتی کلیاں	محمد اطہر مسعود خاں
جھوٹ کا پیڑ	محمد اطہر مسعود خاں
سوتا جاگتا	نیر مسعود
دوستی کہانیاں	احمد اللہ افسر میرٹھی
ہاتھیوں سے جنگ	وجاہت علی سندیلوی
بچوں سے باتیں	مسعود حسن رضوی ادیب
بیوقوف بادشاہ	وقار احمد ناصری

دودھ کا دودھ

محمد اطہر مسعود خاں

رہیں جھونپڑی میں خواب دیکھیں محلوں کا

شریف احمد قریشی

جسے نہ دے مولا، اسے دے آصف الدولہ

شریف احمد قریشی

درج بالا مضامین جیسے مضامین اس ماہنامہ میں شائع ہوتے تھے۔ خبرنامہ میں آخری صفحات میں بچوں کے لئے بھی ایک خصوصی گوشہ شائع کیا جاتا تھا لیکن جنوری ۲۰۱۹ء سے بچوں کے لئے ”باغیچہ“ نام سے ایک رسالہ کا اجراء کر دیا گیا اس وقت سے ”خبرنامہ“ سے گوشہ اطفال کو نکال دیا گیا۔ اور یہ رسالہ باقاعدگی سے شائع کیا جا رہا ہے۔ (۹)

’خبرنامہ‘ کے تبصرے

خبرنامہ میں اہم مضامین کے ساتھ ساتھ اہم کتابوں پر اہم مبصروں کے تبصرے بھی خبرنامہ کے آخری صفحات پر شائع ہوتے ہیں۔ اب تک اس ماہنامہ میں تقریباً ہزار سے زائد کتابوں کے تبصرے شائع کئے جا چکے ہیں۔ ان تبصروں میں سے کچھ اہم کتابوں کے نام، مصنف کے نام اور مبصر کے ناموں کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر کتاب کا نام	مصنف	مبصر
۱ مکتوبات شبلی	ڈاکٹر محمد الیاس اعظمی	ڈاکٹر شیدا اعظمی
۲ شبلی اور جہان شبلی	ڈاکٹر محمد الیاس اعظمی	ڈاکٹر عمیر منظر
۳ تلاش پیہم (ناول)	وکیل نجیب	اظہر مسعود رضوی
۴ اردو شاعری میں ہندو دیو مالائی	ڈاکٹر رضیہ بیگم	ڈاکٹر فخر الکرمیم جولائی
عنصر		۲۰۱۹ء

- ۵ فکر کی نقاشیاں (مجموعہ کلام) ساغر وارثی ڈاکٹر شمیم احمد صدیقی
اگست ۲۰۱۹ء
- ۶ اسلم جمشید پوری۔ نخیث افسانہ تنسیم فاطمہ امروہوی ڈاکٹر ای اے حیدری
نگار ایک جائزہ
- ۷ زرنقد محمد شاہد پٹھان ڈاکٹر محمود شیخ
- ۸ سہ ماہی اکادمی علی جواد زیدی سکریٹری۔ اکادمی ڈاکٹر حسن ثنی
نمبر
- ۹ ادبی گزٹ ڈاکٹر ایم نسیم اعظمی سید فدا حسین حسینی
- ۱۰ اودھ کی غزل ہے گذشتہ صدی ڈاکٹر محمد تقی عابدی وقار ناصری
میں۔
- ۱۱ حیات مولانا کرامت حسین پروفیسر روشن اختر کاظمی عرفان حیدر
(جدید)
- ۱۲ منظر موسم خواب سیمافریدی ڈاکٹر ای اے حیدری
- ۱۳ تاریخ اعظم گڑھ شاہ افضل اللہ قادری سید فدا حسین حسینی
- ۱۴ الہام جناب احمد امام بالا پوری عرفان زنگی پوری
- ۱۵ حافظ کرناٹکی حیات و خدمات آفاق والم صدیقی سید فدا حسین حسینی
- ۱۶ بادبان (اقبال متین نمبر) ناصر بغدادی سید فدا حسین حسینی
- ۱۷ الہام ڈاکٹر عباس رضا نیر جلال پوری ڈاکٹر سید کاظم مہدی عروج
- ۱۸ رموز حرم الحاج خان حشمت شاہین ڈاکٹر سبحان

۱۹	میر مونس حیات و شاعری	ڈاکٹر سید محسن رضا عابدی	سید علی دانش
۲۰	مضامین ریختی	ڈاکٹر ایاز احمد	اظہر مسعود
۲۱	شبلی اور جہاں شبلی	ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی	ڈاکٹر ریحان حسن
۲۲	پورے، آدھے، ادھورے	عابد سہیل	ڈاکٹر ریحان حسن
۲۳	برگزشتہ ہوا (افسانے)	ڈاکٹر خشب مسعود	شاہ نواز قریشی
۲۴	قرۃ العین حیدر کا ناول چاندنی ارشاد سیانوی	سید شمیم حسین	
	بیگم ایک مطالعہ		
۲۵	بیان مصحفی	ڈاکٹر الف ناظم	سید فدا حسین حسینی
۲۶	اردو کے چند فلشن نگار (تنقید و ڈاکٹر نسیم اعظمی تجزیہ)	سید ذوالفقار علی	
۲۷	آزادی کے بعد اتر پردیش میں شبنم رضوی	عائشہ اشرف	
	اردو ناول		
۲۸	نئی زمین	عمران راقم	سیدہ نادیہ اشرف
۲۹	شیرازہ افکار	تمنا شاہین	اسرار سید
۳۰	مرزا نامہ	جناب اظہر مسعود	ڈاکٹر سید کاظم مہدی عروج
			جون پوری
۳۱	حرف صدا	شارب کوثر	ڈاکٹر اسلم مرتضیٰ
۳۲	بھیروں کبھی نہیں مرا	ڈاکٹر گنگا رام	منظور پروانہ
۳۳	دوپہر کی دھوپ	انس منصور انصاری	ڈاکٹر سید کمال حیدر رضوی

۳۴	ڈاکٹر محمد الیاس اعظمی بحیثیت شکیل رشید	منظور پروانہ لکھنؤ
		مصنف
۳۵	بیان شبلی حصہ سوم	ڈاکٹر محمد الیاس اعظمی
		پروفیسر ثوبان سعید
۳۶	عکس مطالعہ	ڈاکٹر عارف حسن وسطوی
		ڈاکٹر ذکی طارق
۳۷	نئے مقدمے	ظفر انصاری ظفر
		ڈاکٹر ذکی طارق
۳۸	آزادی کے بعد اردو ناولوں میں	ڈاکٹر معراج الدین خان
		عرفان حیدر
		مسلم تہذیب و ثقافت
۳۹	آیات جنوں (شعری مجموعہ)	مہدی پرتاب گڑھی
		ڈاکٹر شیدا اعظمی
۴۰	ڈاکٹر محمد الیاس اعظمی	پروفیسر ریاض الرحمن شیروانی
		ڈاکٹر محمد جعفر
۴۱	تجزیاتی تنقید	زیبا فاروقی
		محمد تقی عابدی
۴۲	بیان شبلی حصہ دوم	ڈاکٹر محمد الیاس اعظمی
		محی بخش قادری
۴۳	تبرک (مجموعہ نعت و منقبت)	محفوظ الرحمن ذکی
		ڈاکٹر سید محمود حسن
۴۴	ایسے ایسے لوگ	ڈاکٹر شیخ رحمان اکولوی
		رحمت لکھنوی
۴۵	حدیث بتاں (شاعری)	ڈاکٹر زبیر صدیقی
		ضیا فاروقی بھوپال
۴۶	آوارگی بڑھتی رہی	زوہیب فاروقی افرنگ
		محی بخش قادری
۴۷	انتظار حسین کی افسانہ نگاری	ڈاکٹر ابرار احمد
		محمد حبیب
۴۸	بزم غزل	نجی لکھنوی
		ڈاکٹر اسلم مرتضیٰ
۴۹	ادبیات و شخصیات	شاہنواز قریشی
		ڈاکٹر علی انصاری

۵۰	قراۃ العین حیدر کا ناول چاندنی ارشاد سیانوی	عمیر منظر
	بیگم کا ایک مطالعہ	
۵۱	اردو کے چند فلشن نگار تنقید و ایم نسیم اعظمی	ڈاکٹر ریحان حسن
	تجزیہ	
۵۲	شیرازہ افکار	تمنا شاہین
۵۳	خورشید اکرم	اظہار احمد
۵۴	ہمارے نام (مجموعہ خطوط)	ڈاکٹر نسیم اقتدار علی
۵۵	ڈاکٹر ایم نسیم اعظمی شخصیت اور ظہیر حسن ظہیر	ناصر جروی
	جہات	
۵۶	یہ جہاں وہ نہیں	امیر نہ ٹوری
۵۷	نقد زمانی	پروفیسر آصفہ زمانی
۵۸	یادوں کے جھروکے سے	مولانا عبدالعلی فاروقی
۵۹	خوشبو کے حوالے	بدر محمدی
۶۰	اشاریہ تذکرہ شعرائے اتر پردیش	ڈاکٹر اطہر مسعود خان
۶۱	حساب جاں	ڈاکٹر شکیل احمد
۶۲	جبل پور میں اردو	فیروز کمال
۶۳	تلاش پیہم (ناول)	وکیل نجیب
۶۴	اردو شاعری میں ہندو دیو مالائی	ڈاکٹر رضیہ بیگم
	عناصر	
۶۵	فلر کی نقاشیاں (مجموعہ کلام)	ساغر وارثی
		ڈاکٹر شمیم احمد صدیقی

۶۶	رنگ برنگ (غزلیات)	شاہد ماہلی	ڈاکٹر آفاق فاخری
۶۷	پروفیسر عبدالمنفی: ناقد و دانشور	ڈاکٹر عارف حسن وسطوی	وقار ناصری
۶۸	شعلہ چرخ (شعری مجموعہ)	رستم خاں	سید علی سلمان رضوی
۶۹	متاع ہوش و خرد	سلیم احمد زخمی بال و دوی مرحوم	سید شمیم حسین
۷۰	عکس خیال	ذکیہ بیچ مینا	ڈاکٹر محمد تقی علی عابدی
۷۱	چاک بوسیدہ ٹکڑا (افسانوی ایم اے کنول جعفری)		محمد احمد دانش رونوی
	(مجموعہ)		
۷۲	باتیں سخن کی (مجموعہ مضامین)	ڈاکٹر عمیر منظر ڈاکٹر مخمور کا کوروی	
۷۳	علامہ شبلی کی تعزیتی تحریریں	محمد الیاس اعظمی	ڈاکٹر سعید احمد سندیلوی
۷۴	متاع شمیم	شمیم بارہ بنکوی	ڈاکٹر اسلم مرتضیٰ
۷۵	باہم دگری	عبدالباری ایم کے	ڈاکٹر محمد تقی علی عابدی
۷۶	اگر تم مجھ سے کہہ دیتے	ڈاکٹر انجنا سنگھ سنگر	پروفیسر عبدالعلیم علی گڑھ
۷۷	انتخاب مضامین حیدر	سید غلام امام حیدر	سید شمیم حسین
۷۸	ابیات علامہ اقبال	فرخ چاند	ڈاکٹر انور حسین خان
۷۹	اظہار و اعتراف	ڈاکٹر آفاق فاخری	ڈاکٹر شکیل احمد منو
۸۰	اگر محسوس کرو	گل گلشن	شاہنواز قریشی لکھنؤ
۸۱	ضرب تبسم	عباد رضا عابد	محمد تقی علی عابدی
۸۲	موج غبار (شاعری)	ڈاکٹر شرف الدین ساحل	ڈاکٹر آفاق فاخری

۸۳	نئے ساون کا مزاج	ارشاد مظہری	ڈاکٹر شہدائے عظمیٰ
۸۴	محمد الیاس اعظمی بحیثیت مصنف	ڈاکٹر سفیر اختر	عمیر منظر
	حصہ اول		
۸۵	سلام و نیاز (مجموعہ خطوط)	ساحل احمد	ڈاکٹر ذکی طارق
۸۶	انوکھا شخص اور شاعر۔ مظفر خفی	انجینئر فیروز مظفر	محمد سعید اختر
۸۷	بیان شبلی حصہ اول	محمد الیاس اعظمی	اطہر حسین
۸۸	نیل المراد	رئیس احمد نعمانی	ڈاکٹر فیضان جعفر علی (۱۰)

’خبرنامہ‘ کا اجراء جولائی، ۱۹۷۲ء میں کیا گیا تھا۔ اس وقت اتر پردیش میں اس طرح کے رسالہ کی بہت ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ اس خبرنامہ میں جو مضامین شائع ہوتے ہیں وہ بہت ہی اہم علمی اور ادبی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں خاص طور سے علمی، تنقیدی اور تحقیقی مضامین جو شائع ہوتے ہیں وہ بڑے بڑے عظیم تعلیمی اداروں کے ادیب اور مصنفین اور شعراء کے ہوتے ہیں جیسے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، حیدرآباد یونیورسٹی، جامعہ ملیہ اسلامیہ، لکھنؤ یونیورسٹی وغیرہ۔

اس ماہنامہ خبرنامہ کے شائع ہونے سے اردو داں طبقہ اتر پردیش میں اردو، اردو تعلیم، اردو سے متعلق خبر جیسے سیمینار، مشاعرے، سیمپوزیم اور دیگر اردو پروگرام اور اردو کے فروغ کی خبروں اور اس سے متعلق شکایات سے باخبر ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ عوام اور حکومت تک بھی اردو کی خبریں پہنچتی ہیں۔

اس ماہنامہ سے طلباء اور ریسرچ اکاڈمکس کو اپنی تحقیقی اور ادبی خدمات کو عوام اور اردو داں تک پہنچانے کا ایک بہتر پلیٹ فارم ملا جس سے ان کو مزید کام کرنے اور اپنے کام کو آگے بڑھانے کا حوصلہ ملتا ہے۔

ہندوستان کی ادبی تاریخ میں وہ چند ادبی رسالے جو نصف صدی سے بھی زیادہ عرصے سے اور نہایت باقاعدگی کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں ان میں ایک نام خبرنامہ کا بھی ہے۔ خبرنامہ کی بے مثل علمی

اور ادبی حیثیت کو مشاہرے علم و ادب تسلیم کرتے رہے ہیں۔ خبرنامہ کا ہر شمارہ گونا گوں صفات کا حامل اور متعدد خوبیوں سے آراستہ ہوتا ہے۔ بچوں کے گوشوں کی تعداد کے لحاظ سے بھی خبرنامہ کو ملک کے ادبی رسائل میں فوقیت حاصل ہے۔

واضح رہے کہ 'خبرنامہ' کا پہلا شمارہ جولائی ۱۹۷۲ء شائع ہوا تھا۔ خبرنامہ کے رسالے پر تبصرے ملک کی کئی اہم ادبی شخصیت کے شائع ہوتے ہیں۔ رسالہ خبرنامہ میں بہترین تحقیقی و تنقیدی مضامین سوانحی خاکے، خودنوشت، افسانے، سفرنامے، انشائیہ، انٹرویوز، دگارتصاویر، نادر و نایاب تحریر، مشاہرے علم و ادب سے متعلق یادگاری نظمیں، کتابوں پر تبصرے اور شاعری کی تقریباً سب ہی اصناف جیسے غزل، قطعات، رباعیات وغیرہ کو شائع کیا جاتا رہا ہے۔ اسی طرح خبرنامہ کے بیشتر رسالوں میں بھی کئی اصناف کے تحت تخلیقات شائع کی جاتی رہی ہیں۔ اس تناظر میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ خبرنامہ کا ہر شمارہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ ان کے اندر بھی اعلیٰ ترین علمی و ادبی اور نثری و شعری حصہ موجود ہے۔ یہ امر بھی باعث مسرت ہے کہ خبرنامہ بغیر کسی خاص اضافی قیمت کے مقررہ و ماہانہ قیمت پر فراہم کئے جاتے ہیں اور یہ قیمت ماہنامہ 'خبرنامہ' کے ابتدائی برسوں میں ۵ روپے سے زیادہ نہیں رہی البتہ حالیہ برسوں میں اس کی قیمت میں کچھ اضافہ بھی کیا گیا ہے لیکن یہ اضافہ بہت ہی معمولی ہے۔ 'خبرنامہ' کی کم قیمت کے پس پردہ یہ حقیقت ہے کہ 'خبرنامہ' کو ہر دور میں اتر پردیش اردو اکادمی کا زبردست مالی تعاون حاصل رہا ہے اور مختلف اشاعت کے موقع پر حکومت اتر پردیش نے بڑی فراخ دلی سے کام لیا ہے۔ نیز اتر پردیش سرکار کیبنٹ وزراء، گورنر، صاحبان اور وزیر اعلیٰ بھی خبرنامہ کے خاص نمبروں کی اشاعت کے سلسلے میں خصوصی دلچسپی لے رہے تھے۔

مختصراً یہ کی خبرنامہ ملک کے صف اول کے ان چند اردو رسالوں میں شامل ہے جن کی ادبی حیثیت مسلم ہے۔

اکادمی کی پہلی مجلس انتظامیہ کے پہلے جلسے ہی میں عوام کو اپنی سرگرمیوں سے باخبر رکھنے کے لئے

”اتر پردیش اردو اکادمی“ کے نام سے ایک خبرنامہ شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ”خبرنامہ“ کا پہلے نام ”اتر پردیش اردو اکادمی“ خبرنامہ تھا۔

اکادمی سے شائع ہونے والے رسالہ ’خبرنامہ‘ میں اکادمی میں ہونے والی تمام سرگرمیوں کو شائع کیا جاتا ہے۔ یہ ہر مہینے شائع ہوتا ہے۔ اتر پردیش اردو اکادمی کا باقاعدہ قیام جنوری ۱۹۷۲ء میں ہوا۔ ۱۹۷۴ء تک اکادمی سے کوئی رسالہ جاری نہ ہو سکا تھا۔ جولائی ۱۹۷۲ء میں اتر پردیش اردو اکادمی نے اپنا رسالہ ’اتر پردیش اردو اکادمی خبرنامہ‘ کے نام سے شائع کیا تھا۔ جس میں پہلا شمارہ جولائی ۱۹۷۲ء میں بعنوان ’سکریٹری کی رپورٹ‘ شائع ہوا۔ (۱۱)

۱۴، فروری ۱۹۷۴ء کو اتر پردیش اردو اکادمی کے دو سال کے عنوان سے دوسرا شمارہ شائع کیا گیا۔ بعد میں ۱۹۷۴ء کے اواخر میں باضابطہ اس رسالے کا نام ”خبرنامہ“ پڑا۔

’خبرنامہ‘ کے شروعاتی دور میں خبرنامہ میں صرف اکادمی کی رپورٹ اور سرگرمیوں کو شائع کیا جاتا رہا لیکن جولائی ۱۹۷۸ء سے خبرنامہ میں تقریباً ہر موضوع کے مضامین جیسے تنقیدی مضامین، ناول، افسانہ، انشائیہ، بچوں کے مضامین اور تبصرے وغیرہ شائع ہونے لگے تھے۔ بعد میں غزل، نظم، حمد اور نعت کے ساتھ اکادمی کی سرگرمیوں کی پیش رفت کی رپورٹ پیش کی جانے لگی۔

۲۰۱۹ء میں بچوں کا ماہنامہ رسالہ ’باغیچہ‘ کے اجرا کے بعد ’خبرنامہ‘ سے گوشہ ادب اطفال کو نکال دیا گیا اور بچوں سے متعلق تمام موضوعات ’باغیچہ‘ میں شائع ہونے لگے۔

ماہنامہ خبرنامہ تقریباً ۵۲ سال سے شائع ہوتا آ رہا ہے۔ اس بیچ رسالہ کبھی کبھتا خیر اور غیر پابندی سے بھی شائع ہوا ہے۔ شروع سے موجودہ وقت تک خبرنامہ ماہنامہ ہی رہا ہے اور سال میں ۱۲ بار شائع ہوتا آ رہا ہے۔

اکادمی کا ماہنامہ ’خبرنامہ‘ اپریل ۲۰۲۳ء سے اکادمی کی ویب سائٹ پر اکادمی میگزین سیکشن میں دستیاب ہے جسے وقت سے ویب سائٹ پر اپلوڈ کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ اردو داں طبقہ کو پوری دنیا میں یہ رسالہ وقت سے دستیاب ہو سکے۔

اردو سہ ماہی 'اکادمی'

اتر پردیش میں بہت سے رسائل و جرائد جاری ہوئے اور بند ہو گئے ہیں اور جو بھی رسائل جاری و ساری ہیں ان میں صحیح تحقیقی اور علمی مذاق رکھنے والے رسالوں کی کمی کا احساس مدتوں سے کیا جا رہا تھا۔ 'اکادمی' اسی خلا کو پورا کرنا چاہتی تھی۔ آزادی کے بعد سے تحقیقی اور علمی کام کرنے والوں کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا ہے لیکن جو تحقیقی اور علمی رجحان اب ابھر رہا ہے اس کے پیش نظر ایک علمی اور ادبی رسالے کی ضرورت تھی۔

علمی، ادبی اور تحقیقی مواد کو محفوظ رکھنے اور عوام اور اردو داں طبقہ تک پہنچانے کی غرض سے اتر پردیش اردو اکادمی نے اپنا علمی، ادبی اور تحقیقی دو ماہی مجلہ "اکادمی" جولائی ۱۹۸۱ء میں جاری کیا۔ جبکہ اس سے تین برس پہلے اتر پردیش اردو اکادمی کے چیرمین ڈاکٹر محمد حسن نے اس کے اجراء کا اعلان کیا تھا۔ اکادمی کا دوسرا اہم رسالہ اردو سہ ماہی "اکادمی" ہے۔ جس میں علمی و ادبی، تحقیقی اور تنقیدی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ 'اکادمی' کی پہلی اشاعت کے موقع پر اکادمی کے صدر و مدیر علی جواد زیدی نے اپنے پیغام میں یوں کہا تھا۔

"اکادمی" کا پہلا شمارہ حاضر خدمت ہے اردو میں بہت سے رسالے نکل رہے ہیں اور نکل کر بند ہو رہے ہیں لیکن خالص علمی و ادبی رسالوں کی تعداد ایک ہاتھ کی انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے۔ صحیح تحقیقی اور علمی مذاق رکھنے والے مدتوں سے خلا کا احساس کر رہے ہیں 'اکادمی' کا مقصد اسی خلا کو پر کرنا ہے آزادی کے بعد سے تحقیقی اور علمی کام کرنے والوں کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا ہے ہر کام معیاری نہیں ہے لیکن جو تحقیقی اور علمی رجحان ابھر رہا ہے اس کے پیش نظر ایک خالص علمی اور ادبی رسالہ کی ضرورت ہے۔ رسالہ "اکادمی" کا مقصد ادب عالیہ کو فروغ دینا ہے۔ دنیا بھر کے رسالوں میں سبھی کا مقصد افکار و خیالات نئے اور مستند تجربات سے ناظرین کو آگاہ کرنا اور اس نئی روشنی میں حال کی ضروریات اور مستقبل کے امکانات کو

پیش نظر رکھتے ہوئے ماضی کی بازیافت ہے‘ (۱۲)

اکادمی کے پہلے شمارہ کی قیمت فی شمارہ چار روپے اور سالانہ ۲۰ روپے تھی۔ موجودہ وقت میں ۱۵ روپے فی شمارہ اور سالانہ ۵۰ روپے ہے۔ کم قیمت کی وجہ لوگوں تک اس کی پہونچ کو آسان اور سستا بنانا ہے۔

سہ ماہی ’’اکادمی‘‘ کی تفصیلات

- ۱۔ مقام اشاعت گومتی نگر، لکھنؤ
- ۲۔ وقفہ اشاعت سہ ماہی (جون ۲۰۰۳ء تک دو ماہی تھا)
- ۳۔ پرنٹر اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
- ۴۔ پبلشر سکریٹری، اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
- ۵۔ ایڈیٹر ایس۔ ایم عادل حسن (سکریٹری)
- ۶۔ سرپرست چیئر مین، اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
- ۷۔ معاون محمد معاذ اختر احسن (سپرنٹنڈنٹ)
- ۸۔ جلد و شمارہ نمبر (بمطابق اکتوبر ۲۰۲۲ء) ۵-۲۱
- ۹۔ قیمت (زیر سالانہ فی شمارہ) ۱۵ روپے (۵۰ سالانہ چندہ)
- ۱۰۔ پتہ سکریٹری، اتر پردیش اردو اکادمی، بھوتی کھنڈ، گومتی نگر
- لکھنؤ، (۲۲۶۰۱۰) (۱۳)

اردو سہ ماہی علمی و ادبی مجلہ ’اکادمی‘

اتر پردیش میں ایک ایسے رسالہ کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو علمی، ادبی، تنقیدی اور تحقیقی ہو کیونکہ جو بھی رسالے جاری ہوئے وہ یا تو بند ہو گئے یا اگر جاری بھی ہیں تو ان میں اب ایک اچھے روالے

کی خوبیاں موجود ہیں۔ اس ضرورت کو اتر پردیش اردو اکادمی بھی محسوس کر رہی تھی۔ اسی مقصد اور خلاء کو پر کرنے کی غرض سے اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ نے اپنا دو ماہی ادبی، علمی، تنقیدی اور تحقیقی مجلہ ”کادمی“ کی اشاعت کی شروعات یکم جولائی، ۱۹۸۱ء سے کی۔ جب کہ تین سال پہلے اسکے اجراء کا اعلان اتر پردیش اردو اکادمی کے چیئرمین ڈاکٹر محمد حسن نے کیا تھا۔

سہ ماہی ”کادمی“ کی پہلی اشاعت کے موقع پر اکادمی کے صدر و مدیر علی جواد زیدی نے اپنے پیغام میں یوں کہا تھا۔

”اکادمی کا پہلا شمار حاضر خدمت ہے۔ تین برس پہلے اس کے اجرا کا اعلان کیا گیا تھا لیکن کچھ وجوہات کی وجہ سے تاخیر ہوتی چلی گئی۔ جب گزشتہ اگست میں مجھے اتر پردیش اردو اکادمی کی صدارت سونپی گئی تو مجھ کو سابق چیئرمین ڈاکٹر محمد حسن کے اس منصوبے کے احیا کا خیال آیا اور مضامین وغیرہ کی فراہمی کا سلسلہ شروع ہوا۔ کسی نہ کسی طرح یہ جریدہ اشاعت کی منزلیں طے کر کے آپ کے مبارک ہاتھوں تک پہنچ پایا ہے۔ آج پہلے سے کہیں زیادہ ہے رسالے ہیں۔ ایسے رسالے کے لیے مضامین کی فراہمی بے حد دشوار ہے کیونکہ لکھنے والے بہت کم ہیں اور ان کی تحریروں کے متمنی بہت ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ کئی اہم شخصیتوں نے اس شمارے کے لیے مضمون بہت کم مدت میں تحریر فرما کے اپنی ادب نوازش کا ثبوت دیا۔ کئی اہل قلم نے تعاون کا یقین دلایا۔ امید ہے کہ آئندہ میں مضامین کی فراہمی کی مشکل کسی حد تک کم ہو جائے گی۔“ (۱۴)

’اکادمی‘ کے پہلے مدیر اتر پردیش اردو اکادمی کے صدر علی جواد زیدی تھے۔ اس کے مشاورین میں محمود الہی، سید شبیہ الحسن، اور سید محمد عقیل رضوی شامل تھے۔

(اکادمی) کی قیمت کم رکھنے کے پیچھے مقصد مجلہ کو سب کی پہونچ تک آسان بنانا ہے اس رسالہ کے جاری ہونے سے نئے نئے تحقیقی کاموں سے اردو داں طبقہ واقف ہونا ہے اور یہ علوم بھی محفوظ ہو رہے ہیں جو اگلی نسل کو آسانی سے دستیاب اور منتقل ہو سکیں گے۔

اکادمی کا مقصد ادب عالیہ کو فروغ دینا ہے کاروباری اغراض بے حد ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ دنیا بھر کی اکادمیوں، یونیورسٹیوں، اعلیٰ معیار کے اداروں کے رسالوں میں سبھی کا مقصد اعلیٰ افکار و خیالات نئے اور مستند تجربات، نئی دریافت، اور نئے تناظر سے ناظرین کو آگاہ کرنا اور اس نئی روشنی میں حال کی ضروریات اور مستقبل کے امکانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ماضی کی بازیافت ہے۔

سہ ماہی 'اکادمی' کے مدیر

اردو سہ ماہی 'اکادمی' پہلے دو ماہی شائع ہوتا تھا۔ جولائی ۲۰۰۳ء سے سہ ماہی چھپنا شروع ہوا۔ اس پہلے شمارہ کے مدیر اتر پردیش اردو اکادمی کے صدر 'اکادمی' کے پہلے مدیر تھے۔ جب یہ مجلہ دو ماہی تھا تو جنوری، مارچ، مئی، جولائی، ستمبر اور نومبر میں شائع ہوتا تھا اور سہ ماہی ہونے کے بعد ستمبر، دسمبر، مارچ، اور جون میں شائع ہو رہا ہے۔ 'اکادمی' کے آغاز تا حال مدیر کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	ایڈیٹر	کب سے	کب تک
۱۔	جناب علی جواد زیدی (صدر)	جولائی ۱۹۸۱ء	اگست ۱۹۸۳ء
۲۔	محمد رضا انصاری (چیرمین)	۲۶ اگست ۱۹۸۳ء	۲۴ جون ۱۹۸۷ء
۳۔	پروفیسر محمود الہی (چیرمین)	۲۵ جون ۱۹۸۷ء	۲۹ جولائی ۱۹۸۹ء
۴۔	ڈاکٹر محمد یونس نگرانی	۳۰ جولائی ۱۹۸۹ء	۱۵ جولائی ۱۹۹۱ء
۵۔	جناب محمد نجم الحسن (سکریٹری)	۲۵ فروری ۱۹۹۹ء	۳ جنوری ۲۰۰۷ء
۶۔	اظہر علی خاں	۳ فروری ۲۰۰۷ء	۲۵ جولائی ۲۰۰۷ء
۷۔	جناب بھوناتھ سنگھ	۲۶ جولائی ۲۰۰۷ء	۱۷ جون ۲۰۰۸ء
۹۔	جناب آفتاب عالم	۱۸ جون ۲۰۰۸ء	۲۴ نومبر ۲۰۰۹ء
۱۰۔	جناب ایس۔ رضوان	۲۵ نومبر ۲۰۰۹ء	۱۷ جون ۲۰۱۰ء
۱۱۔	جناب سید امجد حسین	۱۷ جون ۲۰۱۰ء	۲ جولائی ۲۰۱۱ء

۱۲۔	جناب ایس۔ رضوان	۲ جولائی ۲۰۱۱ء	دسمبر، ۲۰۱۴ء
۱۳۔	جناب فیض الرحمان	جنوری ۲۰۱۵ء	دسمبر ۲۰۱۵ء
۱۴۔	ایس رضوان	جنوری ۲۰۱۶ء	جون، ۲۰۲۱ء
۱۵۔	زہیر بن صغیر (آئی اے ایس)	جولائی، ۲۰۲۱ء	جون، ۲۰۲۲ء
۱۶۔	ایس۔ مناظر عادل حسن	جولائی، ۲۰۲۲ء	ستمبر، ۲۰۲۳ء
۱۷۔	شوکت علی	اکتوبر، ۲۰۲۳ء	تاحال (۱۵)

’اکادمی‘ کے آغاز تاحال کل ۱۴ مدیر کام کر چکے ہیں۔ اکادمی کے ان مدیران میں ادباء، شعراء اور محققین و تنقید نگاران شامل ہیں۔ اکادمی کے پہلے مدیر اردو اکادمی کے پہلے صدر علی جواد زیدی تھے۔ علی جواد زیدی اکادمی کے چوتھے صدر تھے۔ آپ محقق، تنقید نگار اور خوش فکر شاعر تھے۔ ۱۹۷۷ء میں ملک آزاد ہوا تو صوبائی حکومت نے انہیں انفارمیشن آفیسر و پبلکیشن آفیسر کی حیثیت سے محکمہ اطلاعات میں لے لیا اور وہ تقریباً دس سال تک بحسن و خوبی ذمہ داریاں نبھا کر مرکزی حکومت سے وابستہ ہو گئے۔ کچھ دن دلی و کشمیر وغیرہ میں تعینات رہے۔ اس کے بعد مشرق وسطیٰ و بیشتر مغربی ممالک میں حکومت ہند کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہ کر تقریباً ۲۰ سال خدمات انجام دیں اور مدت ملازمت پوری کر کے جولائی ۱۹۷۸ء میں جوائنٹ ڈائریکٹر نیوز کے عہدے سے سبکدوش ہوئے۔

ان کا شعری مجموعہ ’رنگ سنگ‘ چھپا اور سراہا گیا۔ اس کے بعد کئی شعری مجموعے شائع اور مقبول ہوئے۔ علی جواد زیدی اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ کے ۳۱ جولائی ۱۹۸۰ء تا ۲۵ اگست ۱۹۸۳ء صدر اور متعدد ادبی اداروں سے وابستہ رہے ہیں اور کئی اخبارات و رسائل کی ادارت بھی کی ہے جن میں ماہنامہ ’نیا دور‘ لکھنؤ بھی شامل ہے۔ آپ ترقی پسند تحریک کے اول دستے سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے نظم و نثر دونوں میں اپنی علمی و ادبی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے ہیں اور یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ وہ زیادہ اچھے شاعر ہیں یا ادیب۔ نثر میں ان کی اصل شہرت کا آغاز ان کی تحقیقی و تنقیدی تخلیق و ادبی اسکول کی اشاعت سے

ہوا۔ اس میں محققانہ انداز میں لکھنؤ ودلی اسکولوں کی شاعری کا تجزیہ کیا گیا تھا۔

جناب علی جواد زیدی کے بعد جو تین حضرات ”اکادمی“ کے مدیر بنے وہ سب اکادمی کے چیرمین اور نہایت بلند پایہ کے ادیب و پروفیسر تھے۔ ”اکادمی“ کے پانچوے مدیر جناب محمد نجم الحسن اکادمی کے سکریٹری تھے ان کے وقت سے ہی ”اکادمی“ کے مدیر اردو اکادمی کے سکریٹری ہوا کرتے ہیں۔ اکادمی کے دسویں سکریٹری جناب ایس رضوان صاحب اکادمی کے چار بار سکریٹری بنائے گئے اور چاروں بار آپ ”اکادمی“ کے مدیر رہے۔ ان کے دور میں اکادمی نے خوب ترقی کی۔

اتر پردیش اردو اکادمی کا علمی و ادبی مجلہ

سہ ماہی 'اکادمی' لکھنؤ

دو ماہی 'اکادمی' کے پہلے شمارے کی تفصیل و مضامین

جلد: ۱، شمارہ: ۱

جولائی، ۱۹۸۱ء

علی جواد زیدی

مدیر

محمود الہی، سید شبیہ الحسن، سید محمد عقیل رضوی

مشاورین

ترتیب

۳	علی جواد زیدی	۳	گوشہ مدیر
۹	اسلوب احمد انصاری	۹	شاعری اور شعری پیکر
۲۸	مالک رام	۲۸	غالب کا ایک اور شاگرد
۳۴	عتیق احمد صدیقی	۳۴	اودھ کے شاہی کتب خانے
۴۵	سید شبیہ الحسن	۴۵	میر انیس کے خوشہ چیں
۵۵	علی جواد زیدی	۵۵	ناپید صنف سخن 'کڑکھا'
۷۲	گوپی چند نارنگ	۷۲	مراثی انیس میں ہندو ستانیت
۹۹	محمود الہی	۹۹	کر بل کتھا
۱۰۹	سید امیر حسن عابدی	۱۰۹	امیر خسرو کا ہندوستان
۱۲۳	نور الحسن ہاشمی	۱۲۳	کلام غالب کا اودھی روپ
۱۳۱	عابد سہیل	۱۳۱	افلاطون نظریہ نقل

علی جواد زیدی

۱۴۹ تبصرے: خدا بخش لائبریری جرنل، یم بہ یم

ادارہ

۱۵۷ رباعیات خیام کا نادر ترجمہ

ادارہ

۱۵۹ ہمارے لکھنے والے (۱۶)

اکادمی کا پہلا شمارہ جولائی ۱۹۸۱ء کو ڈی کی سائز کے ۱۵۹ صفحات پر مشتمل عمدہ طباعت کے ساتھ شائع ہوا۔ شروعاتی دور میں اس پہلے شمارے کی فی شمارہ قیمت چار (۴) روپے اور سالانہ چندہ بیس (۲۰) روپے تھی۔ یہ شمارہ ماہ جنوری، مارچ، مئی، جولائی، ستمبر اور نومبر میں شائع ہوتا تھا۔ دو ماہی سے سہ ماہی ہو جانے کے بعد یہ شمارہ ستمبر، دسمبر، مارچ اور جون میں شائع ہو رہا ہے۔

علی جواد زیدی صدر اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ اس دو ماہی رسالہ کے اولین ایڈیٹر تھے جن کا نام رسالہ کے سرورق کے بعد والے صفحہ میں درج ہوتا تھا۔ اس کے نیچے مشاورین میں محمود الہی، سید شبیہ الحسن، اور سید محمد عقیل رضوی کے نام درج ہوتے تھے۔ اسی صفحہ پر ترتیب اور رسالہ کی قیمت اور نظام اشاعت جنوری، مارچ، مئی، جولائی، ستمبر اور نومبر تحریر ہوتا تھا۔

موجودہ وقت میں اکادمی کی اشاعت میں تاخیر ہو رہی ہے۔ چھ مہینے پر اکادمی کے ایک ساتھ دو دو شمارے شائع کئے گئے ہیں۔ اکادمی کے موجودہ ایڈیٹر شوکت علی اکادمی کے سکریٹری ہیں اور اتر پردیش اردو اکادمی سے اس کی سہ اکادمی کی اشاعت کا سلسلہ اب تک ساری ہے۔

یہ سہ ماہی ”اکادمی“ جنوری تا جون ۲۰۲۳ سے اکادمی کی ویب سائٹ upurduakademi.in پر دستیاب رہتا ہے جسے وقت سے اپلوڈ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ جلد از جلد از وقت سے اردو داں کو دستیاب ہو سکے۔

’اکادمی‘ میں شائع شدہ اہم مضامین

نمبر موضوعات	مصنفین	حوالہ
۱۔ شاعری اور شعری پیکر	اسلوب احمد انصاری	’اکادمی‘ فہرست، جولائی ۱۹۸۱ء
۲۔ غالب کا ایک اور شاگرد	مالک رام	ایضاً
۳۔ اودھ کے شاہی کتب خانے	عتیق صدیقی	ص ۳۴
۴۔ میر انیس کے خوشی چیں	سید شبیہ الحسن	ص ۴۵
۵۔ ناپید صنف سخن	علی جواد زیدی	ص ۵۵
۶۔ مراٹھی انیس میں ہندوستانیت	گوپی چند نارنگ	ص ۷۲
۷۔ کر بل کتھا	محمود الہی	ص ۹۹
۸۔ امیر خسرو کا ہندوستان	سید امیر حسن عابدی	ص ۱۰۹
۹۔ کلام غالب کا اودھی روپ	نور الحسن ہاشمی	ص ۱۲۳
۱۰۔ افلاطون کا نظریہ نقل	عابد سہیل	ص ۱۳۱
۱۱۔ ”سب رس“ کا دیباچہ	جاوید وششٹ	ص ۱۴۱
۱۲۔ تبصرے: خدا بخش لائبریری جرنل، یم یم	علی جواد زیدی	ص ۱۴۹
۱۳۔ منشی ولایت علی خاں ولایت و عزیز صفی پوری	حنیف نقوی	”اکادمی“ ص ۷، ستمبر ۱۹۸۱ء
۱۴۔ جبارون کا غذات	سید نور الحسن	ص ۴۷

۱۵۔ اردو میں رام کتھا	علی جواد زیدی	ص ۷۰
۱۶۔ رادھا اور شارٹ	علی سرداد جعفری	ص ۱۰۲
۱۷۔ مغرب میں تنقید کی تاریخ	محمد حسن	ص ۱۶۱
۱۸۔ سودا کا الحاقی کلام	اکبر حیدری	ص ۱۹۵
۱۹۔ ابجد کی اعداد شماری	سبط محمد نقوی	ص ۲۰۲
۲۱۔ تبصرہ	علی جواد زیدی	ص ۲۰۶
۲۲۔ واحسرتا!	سید سلیمان ندوی	’اکادمی‘ ص ۶۔ نومبر ۱۹۸۱ء
۲۳۔ حسرت موہانی اور اردوئے معلیٰ	اختر حسن	ایضاً
۲۴۔ حسرت پہلو دار شخصیت	علی جواد زیدی	ایضاً
۲۵۔ اخبار ”مدینہ“ بجنور	ضیاء الحسن فاروقی	ایضاً
۲۶۔ فرنگی محل اور اردو صحافت	محمد رضا انصاری	
۲۷۔ حسرت موہانی اور اقبال	جگن ناتھ آزاد	ایضاً
۲۸۔ اردو صحافت کا سفر۔ پتھر کے عہد سے کمپیوٹر احمد سعید ملیح آبادی		ایضاً
تک		
۲۹۔ حسرت کی شاعری میں رجائیت	سید محمد عقیل	ایضاً
۳۰۔ مولانا حسرت موہانی۔ ایک ممتاز صحافی	احمر لاری	ایضاً
۳۱۔ حسرت موہانی کی شاعری میں سیکولر افکار	اختر بستوی	ایضاً
۳۲۔ تذکرہ ریختہ گویان	تنویر احمد علوی	’اکادمی‘ جنوری ۱۹۸۲ء
۳۳۔ دورہ ایہام گویان	علی جواد زیدی	ایضاً

۳۴۔ جگت موہن لال رواں کی رباعیات	تاراچرن رستوگی	ایضاً
۳۵۔ تبصرہ ”نشانات“	علی جواد زیدی	..
۳۶۔ تدوین متون اور اعراب تاریخ تہذیب نیر مسعود		
		اودھ کا غیر متوقع ماخذ
۳۷۔ مہریم روز۔ تحقیق کی روشنی میں	کاظم علی خاں	
۳۸۔ حیاتی قوت کا فلسفہ	سید عاصم علی	مارچ ۱۹۸۲ء
۳۹۔ حسرت موہانی اور قید فرنگ	عبداللطیف اعظمی	مئی ۱۹۸۲ء
۴۰۔ کلیات سودا کے مطبوعہ اور قلمی نسخے	اکبر حیدری	ص ۵۹
۴۱۔ پنڈت اندرجیت شرما	دیریندر پرساد سکسینہ	ص ۱۳۱
۴۲۔ تدوین اور اعراب نگاری	شید احسن خاں	جولائی ۱۹۸۲ء ص ۵
۴۳۔ نواب سید محمد خاں رند لکھنوی	علی جواد زیدی	ص ۵۶
۴۴۔ مرزا جان طیش اور ”بہار دانش“	عبیدہ بیگم	ص ۹۷
۴۵۔ بڑی شرم کی بات ہے	عصمت چغتائی	ص ۹ اکادمی ستمبر دسمبر ۱۹۸۲ء
۴۶۔ دریں گرد سوارے باشد	قرۃ العین حیدر	ص ۱۹
۴۷۔ ظل سجانی	جیلانی بانو	ص ۴۳
۴۸۔ ایک اور پاکستانی	رام لعل	ص ۵۸
۴۹۔ نیا انتقام	خواجہ احمد عباس	ص ۸۳
۵۰۔ کایا پلٹ	جوگندر پال	ص ۹۵

۵۱۔ اوڈھری سرکار	امرت لال ناگر	۱۰۴
۵۲۔ تلامذہ غالب پر ایک نظر	حنیف نقوی	ص-۱۵ اکادمی جنوری
		فروری ۱۹۸۳ء
۵۳۔ ایک غیر معروف مرثیہ	سعادت علی صدیقی	ص-۵۹
۵۴۔ بخود بدایونی	اسعد بدایونی	ص-۷۴
۵۵۔ تنقیدی اور تحقیقی موضوعات پر لکھنے کے جمیل جالبی		ص-۷۷ 'اکادمی'
اصول		مارچ، اپریل ۱۹۸۳ء
۵۶۔ کلام اقبال	صابر ابو ہری	ص-۲۲
۵۷۔ دستنبو کا تحقیقی مطالعہ	کاظم علی خان	ص-۶۲
۵۸۔ تذکرہ شعراء زنداں	دیریندر پرساد سکسینہ	ص-۹۱ 'اکادمی' مارچ
		اپریل ۱۹۸۳ء
۵۹۔ عید گاہ	عابد سہیل	۱۱۴
۶۰۔ شہر ستم	رضوان احمد	۱۲۱
۶۱۔ وہ دن	غیاث الدین	ص-۱۷۲ 'اکادمی' ستمبر تا
		دسمبر ۱۹۸۲ء
۶۲۔ بابر نامہ ہندوستانی باب کا تعارف	پروفیسر مجاہد الحسن۔ ترجمہ	ص-۹ اکادمی مئی جون
	ڈاکٹر انیس اشفاق	۱۹۸۳ء
۶۳۔ مطالعہ 'منشویات شرف'	کاظم علی خاں	ص-۵۹ ایضاً
۶۴۔ رات (افسانہ)	انتظار حسین	ص-۸۱

- ۶۵۔ نظیر اکبر آبادی کا سیاسی و سماجی پس منظر علی احمد فاطمی ص ۸۹
- ۶۶۔ آغا ہندی۔ ایک گمنام عالم اور شاعر سبط محمد نقوی ص ۳ اکادمی جولائی
اگست ۱۹۸۳ء
- ۶۷۔ حسرت کی طرفہ تماشا طبیعت عہد شاہی کے ضیاء الدین اصلاحی ص ۱۷
لکھنؤ میں
- ۶۸۔ آغا حشر اور ہندوستانی عورت بھانوشنکر مہتا ص۔
- ۶۹۔ وجہی کی نگارشات میں ہندی اثرات ڈاکٹر اخلاق حسین ص ۶۵
عارف
- ۷۰۔ اردو ناول کا ارتقائی سفر۔ ایک مختصر جائزہ شہنشاہ مرزا ص ۹۲
- ۷۱۔ رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری (مختصر اردو اکادمی ص ۶ اکادمی ستمبر۔ اکتوبر
۱۹۸۳ء حالات زندگی
- ۷۲۔ فراق کا نظریہ شعر ڈاکٹر محمد حسن ص ۲۱
- ۷۳۔ اردو غزل کی روایت اور فراق ڈاکٹر وحید اختر ص ۳۹
- ۷۴۔ فراق کے دعوے اور اوران کی رباعیاں شیا م لال کالٹرا عابد ص ۵۶
پیشاوری
- ۷۵۔ فراق کے تنقیدی رجحانات ڈاکٹر محمود الحسن ص ۹۲
- ۷۶۔ فراق اور ہندوستانی شعری روایت ڈاکٹر افغان اللہ خان ص ۹۸
- ۷۷۔ فراق کی شاعری اور فن خودان کی نظر میں عبداللطیف اعظمی ص ۱۰۷

۷۸۔ فراق شاعر نیم شب	علی احمد فاطمی	۱۲۲
۷۹۔ آغا حشر بہ حیثیت خطیب	آغا منظر کاشمیری	ص۔ ۵ اکادمی نومبر
		۔ دسمبر ۱۹۸۳ء
۸۰۔ اردو ڈراما۔ آغا حشر کے بعد	ڈاکٹر اخلاق اثر	ص۔ ۱۶
۸۱۔ آغا حشر اور تہذیبی قدریں	ڈاکٹر سید محمود الحسن	ص۔ ۲۱
۸۲۔ آغا حشر بہ حیثیت شاعر	ظفر احمد صدیقی	ص۔ ۲۶
۸۳۔ فراق کا احساس جمال	ڈاکٹر حکم چند نیر	ص۔ ۳۷
۸۴۔ بیٹیاں	رام لعل	ص۔ ۴۳
۸۵۔ غالب اور نواب علانی	کاظم علی خاں	ص۔ ۲۱، اکادمی، جنوری
		فروری ۱۹۸۴ء
۸۶۔ ڈرامہ میں کردار نگاری	آفاق احمد	۳۶
۸۷۔ نابینا شاعر طالب رام پوری کی عمر	محمد رضا انصاری	۵۲
۸۸۔ قبائل اور جوش	جگن ناتھ آزاد	ص۔ ۷، اکادمی، مارچ
		اپریل ۱۹۸۴ء
۸۹۔ جوش کے میزان اقدار میں علمی اور عقلی روئے قمر رئیس		ص۔ ۲۸
۹۰۔ جوش ملیح آبادی کی شخصیت کا مجروح پہلو	مائل ملیح آبادی	ص۔ ۴۰
۹۱۔ انسان اور انسانیت۔ جوش کی رباعیوں میں	حنیف نقوی	ص۔ ۴۹
۹۲۔ جوش اور دو قومی نظریہ کی حمایت	عرفان صدیقی	ص۔ ۵۶
۹۳۔ جوش کی نثر نگاری	کاظم علی خان	ص۔ ۶۷

۹۴۔ جوش اور شاعری کا فن	ابوالکلام قاسمی	۸۱
۹۵۔ جنگ آزادی کی ایک تاریخی دستاویز	محمد رضا انصاری	۹۵
۹۵۔ سودا کا غیر مطبوعہ کلام	اکبر حیدری	ص۔ ۱۴، اکادمی، مئی، جون ۱۹۸۴ء
۹۶۔ اکبر کی شاعری کا سیاسی پہلو	اقبال حسین	ص۔ ۳۷
۹۷۔ ساغر نظامی کا خط اس کے پس منظر میں	محمد رضا انصاری	ص۔ ۵۷
۹۸۔ بازیافت۔ مولوی مہیش کے تین مضمون	اظہر مسعود رضوی	ص۔ ۶۷
۹۹۔ سودا کے غیر مطبوعہ کلام کی حقیقت	ولی الحق انصاری	ص۔ ۱۷، اکادمی۔ جولائی اگست ۱۹۸۴ء
۱۰۰۔ فسانہ عجائب کا ایک اہم ایڈیشن	فیروز احمد	ص۔ ۶۴
نیا اردو افسانہ۔ اندیشے اور امکانات	شہنشاہ مرزا	ص۔ ۸۳
اردو معلیٰ کے کچھ شماروں کی فہرست مضامین	نصر اللہ	ص۔ ۹۳
اقبال کے تصورات خودی کا ایک موازنہ	ممتاز حسین	ص۔ ۷، اکادمی۔ ستمبر ۱۹۸۴ء
گلزار نسیم۔ ایک مطالعہ	حکم چند نیر	ص
سخا کی نعت گوئی	عتیق احمد صدیقی	۵۲
ڈاکٹر محمد ایوب قادری	شمس بدایونی	۶۳
شبلی کا غیر مطبوعہ کلام	ظفر احمد صدیقی	ص۔ ۷۵

معاشرے کی تشکیل نو میں ادب کا حصہ	ممتاز حسین	ص-۷، اکادمی -نومبر دسمبر ۱۹۸۴ء
رسالہ فتح اسلام (بازیافت)	محمود الہی	ص-۱۴
مہجور۔ اورنٹری داستان نو بہار	سلیمان حسین	ص-۳۱
آزاد غزل	اختر بستوی	ص-۶۸
انجمن اردو	ظفر الملک علوی	ص-۷۸
مرزا یگانہ	شمیم حنفی	ص-۵، اکادمی -جنوری فروری ۱۹۸۵ء
مرزا یگانہ (بہ حوالہ ادیب)	نیر مسعود	۸
یگانہ اور جدید ذہنک	انیس اشفاق	ص-۱۸
یگانہ - خطوط کے آئینہ میں	شعیب نظام	۵۵
یگانہ سے متعلق کچھ یادیں	محمد رضا انصاری	ص-۶۶
راجندر سنگھ بیدی	رام لعل	ص-۷۴
نذر نیاز	صباح الدین	ص-۵، اکادمی ، مارچ اپریل ۱۹۸۵ء
نیاز اور آزادی فکر	رشید حسن خان	ص-۱۸
نیاز فتح پوری۔ جن کی شاگردی پر مجھے ناز ہے	محمد اسحاق صدیقی	ص-۳۲
نیاز فتح پوری۔ خطوط کے آئینہ میں	اختریز داں محسن	ص-۴۶
کچھ فسانہ عجائب اور سرور کے بارے میں	حنیف نقوی	ص-۶۰

فسانہ آزاد۔ افسانوی ادب کا شاہکار	شجاعت علی سندیلوی	ص ۵۔	اکادمی،
			مئی۔ جون، ۱۹۸۵ء
سید سلیمان ندوی اور اردو زبان	عتیق احمد صدیقی	ص ۱۹۔	
مولوی برکت اللہ۔ ایک جائزہ	اقبال حسین	ص ۴۷۔	
عزیز بکھنوی کی نظمیں	مسعود حسن	رضوی ص ۷۹۔	
	رودولوی		
اردو ناول کے پیش رو	شہنشاہ مرزا	ص ۷۲۔	اکادمی، جولائی،
			۱۹۸۵ء
تنقید کا منصب	عین تابش	ص ۸۴۔	
گرتی دیواریں۔ ایک عظیم ناول	ڈاکٹر گیان چند	ص ۹۔	اکادمی۔ ستمبر۔
			اکتوبر، ۱۹۸۵ء
خالوا کا برجوش ملیح آبادی کے خطوط	محمد رضا انصاری	ص ۸۶۔	
عربی اور فارسی تنقید کا اثر اردو تنقید پر	ابوالکلام قاسمی	ص ۸۔	اکادمی۔ نومبر دسمبر،
			۱۹۸۵ء
سودا کے غیر مطبوعہ اشعار غزلیات	نسیم احمد	ص ۱۹۔	
انیس کے یزید ہند	محمد صادق صفوی	ص ۲۱۔	
ایک غیر معروف اردو داستان	اظہر مسعود	۵۰	
اقبال کے ابتدائی دور کا کلام	پروفیسر جگن ناتھ آزاد	ص ۹۔	اکادمی، جنوری
			فروری، ۱۹۸۶ء

ادیب کے گنجینہ مراثنیٰ پر ایک نظر	ڈاکٹر اکبر حیدری ص-۳۶	کاشمیری
یگانہ کی چند غیر معروف تحریریں	ڈاکٹر نیر مسعود ص-۵۸	
جگر مراد آبادی کے خطوط	محمد رضا انصاری ص-۸۳	
طلسم ہوش ربا کی ادبی حیثیت	محمد صادق صفوی ص-۷، اکادمی-منی جون	
	۱۹۸۶ء	
یگانہ-فکری پس منظر	ڈاکٹر انیس اشفاق ص-۳۶	
تلامذہ غالب (طبع ثانی) پر ایک نظر	حنیف نقوی ص-۲۱، اکادمی-جولائی	
	اگست، ۱۹۹۶ء	
انگلستان سے واپسی	جگن ناتھ آزاد ص-۴۹	
باز یافت-رشید احمد صدیقی کی ایک نایاب تحریر	اختر بستوی ص-۸۱	
گاندھی کا ایک خط-خطوط اکابر (۵)	محمد رضا انصاری ص-۹، اکادمی-ستمبر	
	اکتوبر، ۱۹۹۶ء	
غالب کے خطوط (جلد اول) ایک جائزہ	حنیف نقوی ص-۲۶	
”ہر ہر مرتامہ“ - ایک غیر مطبوعہ مثنوی	شاداب رضی ۵۶	
مرزا خلیل علی خاں اشک	سمیع اللہ ص-۷۸	
مہر دو نیم	اپندر ناتھ اشک ص-۵، اکادمی-نومبر	
	دسمبر، ۱۹۸۶ء	
اطور، لوک کتھا اور لچنڈا اسطور	احمد بخش ص-۷۱	
ظہیر دہلوی کا شعری سرمایہ	مختار شمیم ص-۷۹	

اردو میں دخیل انگریزی الفاظ کی جنس	گیان چند	ص۔ ۷، اکادمی۔ جنوری
انیس۔ ابتدائی دور	نیر مسعود	ص۔ ۳۲
غالب کے خطوط (جلد اول) ایک جائزہ	حنیف نقوی	ص۔ ۶۷
اصغر گوندوی کے ایک نقاد۔ نیاز فتح پوری	مسعود حسین خان	ص۔ ۵، اکادمی۔ مارچ
		اپریل، ۱۹۸۷ء
اصغر گوندوی۔ نزاکت احساس کا شاعر	محمد حسن	ص۔ ۱۶
اصغر گوندوی۔ ترجمان حیات	شجاعت علی سندیلوی	ص۔ ۲۶
اصغر کا جمالیاتی تصوف	عنون چشتی	ص۔ ۳۷
اصغر گوندوی۔ ایک مدون کی حیثیت سے	صباح الدین عمر	ص۔ ۵۱
اصغر گوندوی کی غزلوں کا امتیازی پہلو	محمود الحسن	۶۳
اصغر کا نظریہ شعر اور ان کے نقاد	انیس اشفاق	ص۔ ۷۰
اصغر کی نثری تخلیقات	صفیہ پروین	ص۔ ۷۷
عروض معروض	کمال احمد صدیقی	ص۔ ۵، اکادمی۔ مئی جون،
		۱۹۸۷ء
میروزیر نور لکھنوی: احوال و ادبی آثار	کاظم علی خاں	ص۔ ۱۴، اکادمی۔ مئی
جوش کے کلام میں لفظیاتی و فور کے عوامل: ایک عرفان احمد		ص۔ ۸۸
تجزیہ		
ڈاکٹر ذاکر حسین کا نظریہ تعلیم	عتیق احمد صدیقی	ص۔ ۵، اکادمی۔ جولائی
		اگست، ۱۹۸۷ء

اقبال کی نظم آفتاب	گیان چند جین	ص-۵، اکادمی- ستمبر اکتوبر،
		۱۹۸۷ء
ابواب المصائب: مرزا دبیر کی ایک نثری تالیف	فیروز احمد	ص-۱۶
کلام سودا میں الحاق	نسیم احمد	ص-۳۶
نوبت رائے نظر کے خود نوشت	اظہر مسعود	ص-۷۷
حالات (بازیافت)		
رسالہ منتخب القواعد	ضامن علی جلال	ص-۵، اکادمی - نومبر
		دسمبر، ۱۹۸۷ء
مرزا رسوا کی مثنوی نوبہار	پیش کش: اظہر مسعود	ص-۳۳
اخبار نسیم جون پور	پیش کش: ڈاکٹر ریاض	ص-۷۷
	الدین	
افادہ تاریخ	حکیم سید ضامن علی	ص- اکادمی - جنوری
	جلال	فروری، ۱۹۸۸ء
خزینۃ العلوم فی متعلقات المنظوم	تنویر احمد علوی	ص-۱۱، جنوری، فروری
		۱۹۸۸
غلام محی الدین بتلا و عشق میرٹھی	نسیم احمد اقتدار علی	ص-۶۷ ایضاً
مقدمہ کلام سرور	حنیف نقوی	ص-۵ ایضاً
فکر کی یاد میں	محمد حسن	ص-۲۹
میرایار: فکر تو نسوی	دلپ سنگھ	ص-۳۶ ایضاً

پاشا و فکر	مجتبیٰ حسین	ص۔ ۴۱ ایضاً
پاشا: ایک تاثر	قاضی عبدالستار	ص۔ ۵۵ ایضاً
ہے نا؟	اقبال مجید	ص۔ ۵۹ ایضاً
نہر میں وہ ایک ہی تھا	انیس اشفاق	اکادمی، مارچ اپریل ۱۹۸۸ء
میم یا نون	ڈاکٹر ابو محمد سحر	ص۔ ۷ ایضاً
مرثیہ خوانی کا فن۔ (۱)	نیر مسعود	ص۔ ۱۹ ایضاً
مرزا محمد رفیع سودا اور ان کے بعض معاصرین کے ڈاکٹر نسیم احمد		ص۔ ۸۷، اکادمی
کلام میں مشترک اشعار		منی، جون ۱۹۸۸ء
ادب اور غیر ادب	ممتاز حسین	ص۔ ۷ ایضاً
مرثیہ خوانی کا فن (۲)	نیر مسعود	ص۔ ۱۸ ایضاً
سچ لکھنؤ	شمس بدایونی	ص۔ ۷۶،
		اکادمی ستمبر اکتوبر ۱۹۸۸ء
نکات سخن: ایک مطالعہ	ڈاکٹر احمر لاری	ص۔ ۶ ایضاً
یادگار آزاد (اشاریہ)	پروفیسر عبدالقوی	ص۔ ۲۳ ایضاً
دوسری قسط	دسنوی	
انتخاب ہمدرد	مقدمہ	ص۔ ۷ ایضاً
انتخاب زمیندار	مقدمہ	ص۔ ۲۱ ایضاً
انتخاب تذکرہ	مقدمہ	ص۔ ۴۱ ایضاً
انتخاب خطبات حسرت موہانی	مقدمہ	ص۔ ۶۱ ایضاً

مولانا آزاد کا نظریہ صحافت	مقدمہ	ص ۸۲ ایضا
الہلال کے منتخب افسانے	مقدمہ	ص ۹۸ ایضا، اکادمی
		جنوری فروری، ۱۹۸۹ء
مولانا آزاد اور فکر قرآنی کی ترجمانی	علی جواد زیدی	ص ۵ ایضا
نرالا کی شاعری	سری نواس لاہوتی	ص ۱۲ ایضا
اردو شاعری کی سیکولر بنیادیں	ڈاکٹر اختر بستوی	ص ۲۱ ایضا
مولانا آزاد اور ہفتہ وار پیغام	ڈاکٹر فیروز احمد	ص ۳۸ ایضا
خواجہ احمد عباس کی صحافت	ڈاکٹر غلام حسین	ص ۵۹ ایضا
قاضی عبدالودود اور اصول املا	ڈاکٹر تحریرا نجم	ص ۶۵ ایضا
پہنچنا اور اس کے مشتقات کا معیاری تلفظ اور املا	ڈاکٹر فرید احمد برکاتی	ص ۷۵، اکادمی مارچ
		- اپریل ۱۹۸۹ء
وصیت	رام لعل	ص ۵ ایضا
حضرت جان	قاضی عبدالستار	ص ۱۶ ایضا
پر بت	جوگندر پال	ص ۲۸ ایضا
تیرا میرا غم	بشیش پر دیپ	ص ۳۹ ایضا
سیما	اقبال مجید	۲۸ ایضا
ایک خیالی کہانی	سلام بن رزاق	۵۸ ایضا
میری کہانی	صبیحہ انور	ص ۷۶
ژمیان	طارق چغتاری	ص ۹۵
اور سقراط مرگیا	شاہ نواز قریشی	ص ۱۰۲

دوسرا منظر نامہ	ایم کوٹھیاوی	ص-۱۰۹
تماشا	عائشہ صدیقی	ص-۸۲
لمحوں کا دوام	احمد ابراہیم علوی	ص-۸۸ اکامی جون ۱۹۸۹
دارالمصنفین کا سلسلہ تاریخ اور سید صباح ضیاء الدین اصلاحی		ص-۵
الدین		
واجد علی کا بیان صفائی	نیر مسعود	ص-۱۴
اقبال کا تصور فقر	محمد طہ	ص-۲۷
مہدی علی خاں زکی۔ کچھ غلط فہمیاں	علی مہدی	ص-۳۷
مسعود حسن رضوی ادیب مرحوم	اکبر حیدری کاشمیری	ص-۴۱
کے گنجینہ مرثیہ پر ایک نظر (۲)		
واجد علی شاہ اور ان کی ایک غیر مطبوعہ اکبر حیدری کاشمیری		ص-۴۰
تصنیف		
مقدمہ انتخاب کلام ذوق	تنویر احمد علوی	ص-۱۸۶ اکادمی-۱۹۹۰ء
ابتدائی تذکروں میں تحقیقی عناصر	گیان چند جین	ص-۵
اردو کے آئینہ شعرو سخن میں	کاظم علی خاں	ص-۳۲
سوز خوانی: روایت اور آداب	فضل امام	ص-۵۲
ظفر الملک کی صحافتی اور ادبی خدمات	اخلاق حسین عارف	ص-۷۳
خوش کی باغیانہ شاعری	محمد عرفان	ص-۸۱
ہندوستان کے فارسی شعراء	رنیس احمد نعمان	ص-۸۶

مقدمات (انتخابات شعراء)	مرتبین	ص-۳، ۱۱ اکادمی ۱۹۹۰ء
کتابیات تحقیق	گیان چند جین	ص-۵
مرثیہ خوانی کا فن: ایک جائزہ	علی جواد زیدی	ص-۱۲۲
شگرف نامہ ولایت	امیر حسن نورانی	ص-۱۴۲
مرزا دبیر کے ایک مرثیے کا نظام	انیس اشفاق	ص-۱۵۵
بجنو بدایونی کا ایک مسدس	اسعد بدایونی	ص-۱۴۰
وحید اختر کی مرثیہ نگاری	پروفیسر فضل امام	ص-
مولانا ابوالکلام آزاد کا تصور حیات	ڈاکٹر منظر اعجاز	ص-
علی جواز زیدی کی نظم گوئی	ڈاکٹر عابد حسین حیدری	
عبدالرحیم خان خانان: ایک شاعر	ڈاکٹر جیا علی رضوان	
	انصاری	
جذبی کی غزل گوئی	ظفر الحنفی	
یقین کی شاعری میں عشق و تصوف	محمد زاہد الحق	اکادمی-۲۰۰۷ء
نیر مسعود اور طاؤس چمن کی مینا	ڈاکٹر احتشام حیدری	
علی عباس حسینی بحیثیت افسانہ نگار	ڈاکٹر جبار علی رضوان	
داغ دہلوی- اپنی شاعری کے آئینہ میں	ڈاکٹر ارشاد احمد خاں	
کئی- کیفیت اور کیفیات	احسان دانش	اکادمی-۲۰۰۹ء
بربط شکستہ	وقار ناصر	
سودا اور ان کے کمالات شعری	رینس حسین	

ڈاکٹر محمد حسن 'ادبیات شناسی' کے آئینہ میں ڈاکٹر عبدالناصر اکادمی-۲۰۱۲ء

سعادت حسن منٹو اور بچوں کی نفسیات محمد مستمر

ایک عہد آفرین شاعر ڈاکٹر شوق اثری شریف احمد قریشی

اردو ناولوں میں کسانوں کے مسائل کی ذا کر حسین اکادمی-جنوری

عکاسی

علی جواد زیدی کی غزل گوئی کا تنقیدی ڈاکٹر عابد حسین حیدری

جائزہ

فیض کی شاعری میں زندگی کی کہانیاں ڈاکٹر طاہرہ پروین

اکیسویں صدی کی غزلوں میں سائنس کی محمد عادل

عکاسی

سردار جعفری اور پیغمبران سخن ڈاکٹر مخمور کا کوری

مشتاق مہدی کی افسانویت ڈاکٹر محمد مستمر

ادبی سماجیات کا مطالعہ اور اس کے اہم پہلو شاہین پروین اکادمی-۲۰۱۷ء

راجستھان میں اردو غزل کی روایت پروفیسر سید فضل امام

بچوں کی داستانیں، حکایتیں اور قصے ڈاکٹر اسلم جمشید پوری

قومی بچہتی کی ہونہار بیٹی ڈاکٹر سید مسعود حسن

ترجمے کا فن ڈاکٹر شیخ نور سلمی

گھر آنگن کا مصور۔ جاں نثار اختر خاں محمد آصف

غالب کا نفسیاتی مطالعہ پروفیسر فضل امام

نشر: ایک اہم ناول	وقار ناصری
شکیل بدایونی کا رنگ تغزل	ڈاکٹر آفاق فاخری
اردو ناولٹ نگاری	داؤد احمد
اردو زبان کے مسائل اور ان کا حل	ڈاکٹر عمیر منظر
مولانا آزاد اور علامہ اقبال	ڈاکٹر نور فاطمہ
منشی نول کشور کی زندگی میں سماج کا حصہ ~ آصف مبین (۱۷)	

ہندوستان کی ادبی تاریخ میں وہ چند ادبی رسالے جو نصف صدی سے بھی زیادہ عرصے سے اور نہایت باقاعدگی کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں ان میں ایک نام سہ ماہی ”اکادمی کا بھی ہے۔‘ اکادمی‘ کی بے مثل علمی اور ادبی حیثیت کو مشاہیر علم و ادب ہر دور میں تسلیم کرتے رہے ہیں یوں تو ’اکادمی‘ کا ہر شمارہ گونا گوں صفات کا حامل اور متعدد خوبیوں سے آراستہ ہوتا ہے لیکن خاص نمبروں کی اشاعت کے معاملے میں ’اکادمی‘ کو یقیناً خصوصی امر حاصل ہے بلکہ یہ کہنا بھی شاید صحیح ہوگا کہ خاص نمبروں اور خصوصی گوشوں کی تعداد کے لحاظ سے بھی ’اکادمی‘ کو ملک کے ادبی رسائل میں فوقیت حاصل ہے۔ ’اکادمی‘ نے ۱۹۷۲ء سے ۲۰۲۳ء تک کئی خاص خصوصی نمبر شائع کیے ہیں۔ ان کے علاوہ اس ادارے سے ’اکادمی‘ کے سبھی خاص نمبر نہایت خوبصورت دیدہ زیب حسن ترتیب کے لحاظ سے بہترین اور ادبی حیثیت سے دستاویزی نوعیت رکھتے ہیں ان کی نہ صرف ملک کے طول و عرض میں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی پذیرائی ہوئی ہے۔ ’اکادمی‘ میں بہترین تحقیقی و تنقیدی مضامین، سوانح خاکے، خودنوشت، افسانے، سفرنامے، انشائیہ، انٹرویوز، یادگار تصاویر، نادر و نایاب، تحریر مشاہیر علم مذہب سے متعلق یادگاری نظمیں، کتابوں پر تبصرے اور شاعری کی تقریباً سبھی اصناف جیسے غزل، قطعات رباعیات وغیرہ کو شائع کیا جاتا رہا ہے۔ اسی طرح خبرنامہ کے بیشتر رسالوں میں بھی کئی اصناف کے تحت تخلیقات شائع کی جاتی رہی ہیں۔

”اکادمی“ کے خصوصی نمبرات

اتر پردیش اردو اکادمی ’اکادمی‘ میں مختلف موضوعات کے مضامین اور مقالات کی اشاعت کرتی ہے۔ اکادمی کے صدر اور ایڈیٹر جناب علی جواد زیدی نے دو ماہی ’اکادمی‘ کے تیسرے شمارے سے اکادمی کے خصوصی نمبرات شائع کرنا شروع کیا اور اب تک کئی خصوصی نمبرات شائع ہو چکے ہیں۔ خصوصی نمبرات درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	خصوصی نمبر	اشاعت۔ مہینہ و سال
۱	یادگار حسرت	ستمبر ۱۹۸۱ء
۲	افسانہ نمبر	ستمبر۔ دسمبر ۱۹۸۲ء
۳	فراق نمبر	ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء
۴	جوش ملیح آبادی نمبر	مارچ۔ اپریل ۱۹۸۴ء
۵	اصغر گونڈوی نمبر	مارچ، اپریل، ۱۹۸۷ء
۶	افسانہ نمبر	مئی، جون، ۱۹۸۹ء
۷	رشید احمد صدیقی نمبر	جنوری، ۱۹۹۲ء
۸	صباح الدین عمر نمبر	جون ۱۹۹۵ء
۹	حیات اللہ انصاری نمبر	نومبر، ۲۰۰۰ء تا اپریل ۲۰۰۱ء
۱۰	اکبر الہ آبادی نمبر	جولائی، ۲۰۰۱ء
۱۱	نیر مسعود نمبر	اپریل۔ جون، ۲۰۱۹ء
۱۲	اکابرین اکادمی نمبر	جنوری۔ جون، ۲۰۲۳ء
۱۳	مولانا ابوالکلام آزاد نمبر	جنوری تا جون ۱۹۹۴ء (۱۸)

اکادمی کے صدر اور ایڈیٹر جناب علی جواد زیدی نے دو ماہی اکادمی کے تیسرے شمارے سے اکادمی کے خصوصی نمبرات شائع کرنا شروع کر دیا تھا۔ پہلا خصوصی نمبر یادگار حسرت نمبر کے نام سے شائع ہوا۔ اس کے بعد دو سال کے وقفہ کے بعد تقریباً کل ۱۳ خصوصی نمبرات شائع کئے ہیں جو افسانہ نمبر، فراق نمبر، جوش نمبر، اصغر گونڈوی نمبر، افسانہ نمبر، مولانا آزاد نمبر، رشید احمد صدیقی نمبر، صباح الدین عمر نمبر، حیات اللہ انصاری نمبر، اکبر الہ آباد نمبر، نیر مسعود نمبر، اور اکابرین اکادمی نمبر کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ کا

بچوں کا ماہنامہ

’باغیچہ‘

اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ کے ماہانہ ’خبرنامہ‘ میں اکادمی کے سبھی کاموں کی تفصیل شائع کی جاتی رہی ہے۔ برسوں پہلے خبرنامہ بس خبرنامہ کی حد تک ہی محدود رہتا تھا لیکن کچھ وقت کے بعد اس میں ادبی حصے بھی کئی صفحات میں شائع کیے جاتے رہے ہیں۔ افسانے، کہانیاں مضامین،، غزلیں، تبصرے وغیرہ سے مزین رہا ہے۔ پہلے اس میں آخری صفحات میں بچوں کے لیے بھی ایک خصوصی گوشہ شائع کیا جاتا تھا اب جب کہ ’باغیچہ‘ کا اجراء فروری، ۲۰۱۹ء میں کر دیا گیا اور جو باقاعدگی سے شائع کیا جاتا رہا ہے اس لیے اب خبرنامہ سے ادب اطفال کو نکال دیا گیا ہے۔ (۱۹)

نئی نسل میں اردو زبان و ادب کے ذوق کو پروان چڑھانے کے لیے اتر پردیش اردو ایک اکادمی نے ایک ایسے معیاری ماہانہ ’باغیچہ‘ کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے جس کو دلکش بنانے کے لیے پختہ عمر کے قلم کاروں کے ساتھ ہی خاص بچوں کی فکر کا نتیجہ ہوں گی۔

عمر کے ساتھ آدمی کے شعور اور مشاغل میں اضافہ ہوتا رہتا ہے لیکن اس کی عمر کتنی ہی پختہ کیوں نہ ہو جائے اس کے اندر ایک بچہ ہر حال میں چھپا رہتا ہے۔ بڑھاپے میں دیگر مصروفیات اور ذمہ داریوں سے فرصت ملنے پر اس بچہ کو باہر آنے کا موقع ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ بڑے بوڑھے اپنے فارغ اوقات بچوں کے ساتھ گزارنا پسند کرتے ہیں اور جو باذوق ہوتے ہیں وہ بچوں کے لطیف ادب سے اپنی طبیعت بہلاتے ہیں۔ اسی لیے بچوں کے اس جریدے کو ’باغیچہ‘ نام دیا گیا ہے اور اس کو آٹھ سے اسی (۸۰) برس عمر کے بچوں کے لیے وقف کیا ہے۔ اس ادبی باغیچہ کی آبیاری اور نگہداشت کی ذمہ داری ۷۰ برس سے تجاوز کر چکے لیکن جوانوں سے زیادہ فعال اردو کے شیدائی، ایک سائنسدان ڈاکٹر شمیم احمد صدیقی کو

دی گئی ہے اور آپ اس ماہنامہ کے اعزازی ایڈیٹر ہیں۔ آپ نے گزشتہ ۱۲ برس کے وقفے میں بڑوں کے لیے کئی انوکھی کتابیں کئی درجن مضامین، تبصرے اور بچوں کے لیے 'تعلیمی تاش' شائع کرانے کے علاوہ گزشتہ ۱۰ برس سے ہر ماہ دلی اردو اکادمی سے شائع ہونے والے بچوں کے ماہانہ 'امنگ' میں 'دماغی ورزش' عنوان کے تحت ہندوستان کی تاریخ جغرافیہ اور تمدن سے متعلق ۱۰-۱۰ پہلیوں کے سیٹ اور ادبی دماغی ورزش عنوان سے قدیم شعراء کی غزلیات سے منتخب کردس دس غیر رومانیہ اشعار پر مبنی پہلیاں شائع کرائیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ ان کے علاوہ ان کے کم و بیش ایک درجن سائنسی مضامین قومی اردو کونسل برائے فروغ اردو زبان کے ماہنامہ 'بچوں کی دنیا' میں شائع ہو چکے ہیں۔ (۲۰)

تقریباً دس سال پہلے سے ہی پلان بن رہا تھا کہ بچوں کا رسالہ ہونا چاہیے۔ اسی کے نتیجے میں اتر پردیش اردو اکادمی کی چیئر پرسن آصفہ زمانی کے دور میں جنوری، ۲۰۱۹ء سے 'باغیچہ' باقاعدگی کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے جس کی رسم اجراء خود پروفیسر آصفہ زمانی چیئر پرسن اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ کے ہاتھوں فروری، ۲۰۱۹ء میں کیا گیا۔ اس میں بچوں کے لیے معلومات، کویز، کہانیاں اور مضامین وغیرہ شائع ہوتے ہیں۔ (۲۱)

ڈاکٹر اطہر مسعود خان رام پور کے مطابق

'باغیچہ' بھی ایک بہت اچھا رسالہ ہے اور بہت اچھے آرٹ پیپر پر رنگین اوراق کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے اس میں بچوں کی دلچسپی کے سبھی سامان موجود ہوتے ہیں۔ یہ رسالہ قومی اردو کونسل برائے فروغ اردو زبان دہلی کے رسالہ 'بچوں کی دنیا' اور اردو اکادمی دہلی کے رسالہ 'امنگ' کی طرح ہی خوبصورت ہے سرورق کے آخری صفحہ پر پیارے پیارے بچوں کی تصاویر، ان کے والد اور شہر کے نام کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے۔ سرورق کے دوسرے صفحہ پر اردو اکادمی نے بچوں کے لئے جو کتابیں شائع کی ہیں ان کے سرورق شائع کیے جاتے ہیں۔ یہ رسالہ کبھی تاخیر کا بھی شکار ہو جاتا ہے لیکن بہر حال شائع ہو رہا ہے اور قارئین اور بچوں تک پہنچ رہا ہے۔ اس میں ملک کے اچھے اور بڑے قلم کاروں کے ساتھ نئے قلم کاروں

اور بچوں کی ننھی منی تحریروں کو بھی جگہ دی جاتی ہے تاکہ ان کو لکھنے کی تحریک ملے۔ (۲۲)

اکادمی نے اپنا تیسرا اردو ماہنامہ بچوں کا رسالہ ”باغیچہ“ جنوری ۲۰۱۹ء میں جاری کیا۔ ”باغیچہ“ کی اشاعت کے وقت سے خبرنامہ میں چھپنے والے بچوں کے مضامین کو شائع کرنا بند کر دیا گیا کیونکہ ادب اطفال سے متعلق تمام مضامین جیسے باغباں کی بات، آپ بھی کچھ کہیں، بچوں کے تاثرات، مضامین، کہانیاں، سائنس، طب، ماحولیات، سفر کے اذکار، یادگار واقعات، منظومات، رنگ برنگ، انعامی مقابلہ، لطیفے اور مشکل الفاظ کے معانی وغیرہ شائع ہوتے ہیں۔ جس سے بچوں میں اردو زبان و ادب سے دلچسپی پیدا کر کے ان کا علمی اور ادبی ذوق کو فروغ دینے کا کام ہو رہا ہے۔

’باغیچہ‘ کی تفصیلات

جلد نمبر	چھ
شمارہ	دس
نگراں	چیرمین اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
ایڈیٹر	سکریٹری، اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
اعزازی ایڈیٹر	ڈاکٹر شمیم احمد صدیقی
زر سالانہ	ہندوستان: سو روپے، بیرون ملک: ۳۰ ڈالر
قیمت فی شمارہ	دس روپے
فون	۲۰۲۲۹۲۴ (۰۵۲۲)
ای میل	bagheecha.urdu@gmail.com
ویب سائٹ	www.upurduakademi.in
پتہ	بھوتی کھنڈ، گومتی نگر، لکھنؤ۔ ۲۲۶۰۱۰ (۲۳)

’باغیچہ‘ رسالہ اکادمی کی ویب سائٹ پر جنوری تا مارچ ۲۰۲۲ء سے اپلوڈ کیا جا رہا تھا مگر جنوری تا جون ۲۰۲۳ء کے بعد سے اپلوڈ نہیں کیا جا رہا ہے جسے وقت سے اپلوڈ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ جن حضرات کو رسالہ دستیاب نہ ہو وہ آن لائن ویب سائٹ پر مطالعہ کر سکیں۔

اکتوبر، ۲۰۲۴ء تک ’باغیچہ‘ کے کل ستر (۷۰) شمارے شائع ہو چکے ہیں۔ اس ماہنامہ رسالے کی قیمت انتہائی کم اس لئے رکھی گئی ہے تاکہ اردو سے دلچسپی رکھنے والوں کو خریدنے میں سہولت ہو سکے اور اپنے دوستوں اور عزیزوں کے نام با آسانی جاری کرایا جاسکے اور اردو گھر تک پہنچ سکے۔

اس رسالے کے سرورق کے بعد والے صفحہ پر اتر پردیش اردو اکادمی کی وہ مطبوعات جو بچوں کے ادب سے متعلق ہوتی ہیں شائع کی جاتی ہیں جس میں کتاب کا نام، مصنف کا نام اور قیمت وغیرہ کا ذکر بھی ہوتا ہے۔

رسالے کے سب سے آخر والے ورق پر بھی بچوں کے ادب سے متعلق کتابیں، تصاویر کے ساتھ شائع کی جاتی ہیں تاکہ بچوں اور قارئین کے اندر دیکھ کر اردو ادب اور اردو کی کتابیں پڑھنے کا شوق پیدا ہو۔

﴿باب چہارم﴾

حصہ (ب اور ج)

اتر پردیش اردو اکادمی کے ذریعہ یا اکادمی کے تعاون سے منعقد ہونے والی
تمام سرگرمیوں کا جائزہ؛

- ☆ مشاعرہ کی اہمیت و افادیت
- ☆ اکادمی کے مشاعروں کا جائزہ
- ☆ سیمینار، کانفرنس اور دیگر ادبی پروگراموں کا جائزہ
- ☆ اتر پردیش اردو اکادمی اور ملک کی دیگر اردو اکادمیوں کا جائزہ

مشاعرہ کی اہمیت و افادیت

اثر پردیش اردو اکادمی کے قیام کا اولین مقصد اردو زبان و ادب کی ترویج و ترقی ہے۔ چاہے وہ ادبی ماہنامہ، مجلہ کی صورت میں ہو یا دیگر ادبی سرگرمیوں کی شکل میں مشاعروں، کانفرنسوں اور سیمپوزیم وغیرہ کا انعقاد ہو، ادبی نشست، مشاعرہ شاعرات، شام افسانہ، اردو کانفرنس، جشن آزادی، اردو تحریری و تقریری مقابلہ اور اردو کتاب میلہ وغیرہ کے اہتمام کے ذریعہ ہو۔

مشاعروں کی روایت تقریباً دنیا کی ہر زبان میں موجود ہے۔ مشاعرہ اس محفل کو کہتے ہیں جہاں شاعر اپنا کلام سامعین کو سنائے۔ اردو زبان میں مشاعرے کی روایت عربی اور فارسی زبان کے راستے سے داخل ہوئی۔ ان کو شاعروں نے اردو شاعری کی فروغ، شعراء کی تربیت اور سخن فہمی کے ذوق میں مدد دی۔ مشاعرے نے ہی شعر و شاعری کے ذوق کو عام کر کے اسے ہماری عام زندگی کا حصہ بنا دیا۔ شاعری سننے سے خوشگوار زندگی بسر کرنے کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ شعر محبت، شائستگی، رواداری اور تحمل پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ شاعری سے ہی انسان میں اپنی ذات کے محدود دائرے سے نکل کر دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہونے کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ شاعری دلوں کے بوجھ کو ہلکا کر کے جذباتی گھٹن کو دور کرنے کا سبب بنتی ہے۔ مشاعرہ علمی و ادبی انجمن ہونے کے ساتھ ساتھ ایک معاشرتی اور ثقافتی ادارہ بھی ہے کیونکہ اس میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے شریک ہوتے ہیں اور باہمی ربط پیدا ہوتا ہے۔ شاعر مشاعرے کا نباض ہوتا ہے۔ ذاتی تجربے میں شریک ہو کر سامع بہت کچھ حاصل کرتا ہے۔

اثر پردیش اردو اکادمی نے معرض وجود میں آتے ہی مشاعروں کا سلسلہ شروع کیا جس میں مقامی اور غیر مقامی شعراء حصہ لیتے ہیں۔ لکھنؤ اور صوبہ کے بیشتر حصوں میں گاہ بگاہ شعری نشستوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ مشاعرے کبھی کبھی ہندی کے ساتھ بھی منعقد کیے جاتے ہیں۔ ان مشاعروں کے لیے صوبہ اور صوبہ سے باہر سے اور بیرون ملک سے بھی خصوصی شعراء حضرات کو مدعو کیا جاتا ہے۔ اس

طرح مقامی شعراء دنیا کے اہل ذوق مشاہیر کے روبرو اپنا خیالات کا اظہار کرتے ہیں اور ان کی شعری تحقیقات سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔

مشاعرہ کی اہمیت:

اردو کی بقاء، ترویج و اشاعت میں مشاعروں کی اہمیت اور افادیت سے انکار ممکن نہیں۔ مشاعرے ہمارے تہذیبی اور ثقافتی زندگی کے آئینہ دار ہیں۔ مشاعرے ہمارے ارادوں اور عزائم کا پتہ دیتے ہیں ان میں برسہا برس کے تجربات پوشیدہ ہوتے ہیں قوموں کے عروج و زوال کی کہانیاں اس میں چھپی ہیں۔ اسلامی تاریخ اس کے اشعار میں زندہ ہے۔ مد و جزر اسلام جو مسدس حالی کے نام سے مشہور ہے ان حقائق پر بھرپور روشنی ڈالتی ہے۔ مشاعرے محض تفریح کا ذریعہ ہی نہیں یہ ہمیں ادب اور تہذیب بھی سکھاتے ہیں۔ بڑوں کے درمیان ادب سے بیٹھنا، توجہ سے شعراء کا کلام سننا، اچھے اور قابل توجہ اشعار پر داد و تحسین کی صدائیں بلند کرنا، وہ بھی مہذب انداز میں ہم کو مشاعرے سکھاتے ہیں۔

درحقیقت عام آدمی کے مقابلے میں قدرت نے شاعر کو بات کہنے کا سلیقہ اور شعور ادا کیا ہے اور وہ جس سلیقے سے محض دو مصروں میں اپنی بات کہہ لیتا ہے عام آدمی نہیں کہہ پاتا۔ سامع جب سنتا ہے تو کہہ اٹھتا ہے کہ ارے اس نے تو میرے دل کی بات کہہ دی۔ پھر بار بار اسے اس کا تجربہ ہوتا ہے اور پھر یہی وجہ شعر کی پسندیدگی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

اہل علم اور نفسیات کے ماہرین اس بات سے متفق ہیں کہ نثر کے مقابلے میں شعر انسان پر جلد اثر انداز ہوتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ نثری اقتباسات بمشکل یاد ہوتے ہیں جبکہ اشعار جلد ذہن نشی ہو جاتے ہیں اردو اکادمی بچوں میں اردو کا ذوق پیدا کرنے کے لیے اسکولوں میں بچوں کا مشاعرہ منعقد کراتی ہے جو کامیاب بھی ہے۔ اسی طرح اکادمی اردو کے مختلف پروگرام اور مشاعرے کرا کے اگر ایک طرف اردو کی خدمت میں مصروف ہے تو دوسری طرف اپنی تہذیب و ثقافت کو زندہ رکھنے کا قابل قدر ذریعہ بھی ہے۔ (۳۴)

مشاعرہ اردو کی ترویج و ترقی اور اگلی نسل تک پہنچانے کا ایک اہم ذریعہ اور پلیٹ فارم کا کام کرتا ہے۔ مشاعرے کی ذریعہ لوگوں میں اردو اور اردو نظمیں اور غزلوں کے تئیں رجحان بڑھتا ہے۔ مشاعرہ سننے سے عوام اور غیر اردو داں میں اردو سیکھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے اور اردو کی دلچسپی بھی برہتی ہے۔ خاص کر اردو کا لب و لہجہ اور صحیح تلفظ کے ساتھ لوگوں کے سامنے اشعار سنانے کا، پڑھنے کا ہنر بھی سیکھا جاسکتا ہے۔

جس طریقہ سے ادیب و مصنف نثر اور نثر نگاری سے اردو کی خدمت کرتے ہیں اسی طرح شعراء حضرات بھی اپنے کلام کے ذریعہ اردو کی خدمت اور ترویج کا کام کر رہے ہیں۔ کسی بات کو مؤثر بنانا ہو تو اسے اشعار میں بڑی آسانی سے بنایا جاسکتا ہے۔ اگر قوم کے اندر بیداری لانا ہو، انقلاب لانا ہو، قوم کو خواب غفلت سے جگانا ہو تو یہ کام اشعار کے ذریعہ کیا جاسکتا ہے۔ شاعر سماج کے اندر ہونے والی سبھی سرگرمیوں کا گہرائی سے تنقیدانہ اور ہمدردانہ جائزہ لیتا ہے۔ شاعر اپنے اشعار کے ذریعہ تاریخی واقعات، سماج کے اندر کی ہر اچھائی برائی اور حالات حاضرہ سے بھی باخبر کرتا ہے۔

اکادمی میں کانفرنس اور سیمپوزیم میں اردو زبان و ادب سے متعلق بحث و مباحثہ ہوتا ہے۔ لوگ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں اسی طرح مشاعرہ بھی ہے۔ جس میں سماج میں ہو رہی ہر ایک حرکت پر تنقیدی نظر ڈالتے ہیں۔

مشاعرہ کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اکادمی کے صدر پروفیسر ملک زادہ منظور رقم طراز ہیں،

”آزادی کے بعد مشاعرہ کی جمہوریت وسیع ہوئی ہے اور اس نے اپنی نوآبادیاں غیر اردو ممالک میں بھی بنائی ہیں تو دوسری طرف مشاعروں کا ادبی اور تہذیبی وقار بڑی تیز رفتاری کے ساتھ انحطاط پذیر ہوا۔ اس لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ دانشور اس کی اصلاح کی طرف شعوری قدم اٹھائیں تاکہ اردو کا یہ رابطہ عامہ اپنی افادیت کی بازیافت کر سکے اور محض ایک تفریحی عمل ہو کر نہ

جائے۔ مشاعرہ کی تاریخ، اردو شاعری کے آغاز و ارتقاء کے متوازی چلتی رہی ہے اور اب وہ امراء کے دیوان خانوں، بادشاہوں کے محلوں اور صوفیاء کی خانقاہوں سے نکل کر عوامی جذب و شوق کا آئینہ دار بن گیا ہے۔ زبان کی بقاء و ترویج کے اعتبار سے اپنی تمام تر خرابیوں کے باوجود دور حاضر میں مشاعرہ اپنا کردار ادا کرتا رہا ہے۔“ (۳۵)

مشاعرے آج بھی ہماری سماجی زندگی کا اہم حصہ ہیں اور ان کے ذریعہ اردو کے پیغام کو دور دور تک پہنچانے میں بہت مدد ملتی ہے۔ یہ ہمارے گنگا جمنی تہذیب کا اہم حصہ ہے۔ مشاعرے کے انعقاد سے یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ وہ حضرات جو اردو سے نا بلد ہیں ان تک اردو پہنچتی ہے جس سے ان کے اندر اردو اور اشعار سے دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔

ماضی میں ادبی ذوق کی آبیاری میں مشاعروں کا بڑا رول رہا ہے اور آج بھی مشاعروں کی مقبولیت میں کمی نہیں آئی ہے۔ آج کی دنیا میں ذرائع ابلاغ میں بہت توسیع ہوئی ہے۔ یہ بہت تیز رفتار ہو گئے ہیں اس کے باوجود لوگوں کا ایک بڑی تعداد میں مشاعرہ سننے آنا اس کا بنیادی سبب اردو زبان و ادب اور اردو شاعری سے لگاؤ اور دلچسپی کے ساتھ اردو شاعری کی مقبولیت ہے۔ اتر پردیش اردو اکادمی کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی دیگر تمام اردو اکادمیوں کو برابر مشاعروں کا انعقاد کرنا چاہیے تاکہ ہر ایک آدمی اردو اکادمیوں کی سرگرمیوں سے باخبر ہونے کے ساتھ اردو اکادمی سے قریب آ سکے اور اردو اکادمی کو سمجھ سکے اور عوام میں اس کی جڑیں مضبوط ہو سکیں۔

مشاعرے صرف اردو داں ہی نہیں پسند کرتے بلکہ ایسے اشخاص بھی سننے آتے ہیں جو اردو زبان ہی نہیں جانتے۔ اس سے اس کے اندر اردو سیکھنے کا ذوق و شوق اور جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ مشاعرے اردو زبان کی تبلیغ و توسیع اور بازیابی کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔ (۳۶)

مشاعرہ کے سلسلے میں بانی صدر اکادمی محترمہ بیگم حامدہ حبیب اللہ کہتی ہیں:

”جمہوریت میں زبان و ادب کا عوام سے رابطہ پیدا کرنے کے لیے مشاعرہ ایک بہت ہی اہم

موثر ذریعہ ہے اور عوام میں اتنا مقبول ہے آج صرف ہندوستان ہی نہیں، دنیا کے مختلف ممالک میں مشاعرے منعقد ہو رہے ہیں اور لوگ ذوق و شوق کے ساتھ اس میں شریک ہوتے ہیں۔“
 پروفیسر ملک زادہ منظور کے مطابق:

”وقت کے ساتھ ساتھ آج مشاعرہ ارتقاء پذیر ہو کر اردو کی نئی بستیوں میں ترویج شعروادب کا ذریعہ بن گیا ہے۔ مشاعرے خانقاہوں، دیوان خانوں اور قلعہ معلیٰ میں منعقد ہوتے تھے جو آداب مجلس، حفظ مراتب اور ادبی ذوق کی آبیاری میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتے تھے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ایجادات اور جمہوریت کی ہوائے خوشگوار پا کر آج مشاعرہ ایک بے ہنگم درخت کی طرف بڑھ گیا ہے۔ اردو زبان کو تعصب، اختلافات اور نفرتوں کے گھیرے سے نکال کر ایسے انتظامات کرنے کی ضرورت ہے کہ اردو پورے آب و تاب کے ساتھ ترقی کرے۔“ (۳۷)

اکادمی کے مشاعروں کا جائزہ:

اردو زبان وادب کی ترویج و ترقی اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ کا بنیادی مقصد ہے اور یہ مشاعرے اسی مقصد کی تکمیل کی ایک کڑی ہیں۔ اتر پردیش اردو اکادمی کے تعاون اور دیگر تنظیموں اور انجمنوں کے زیر اہتمام مشاعرے، غزل کی شام اور شاعری سے متعلق دیگر پروگرام منعقد ہوتے رہتے ہیں۔

اتر پردیش اردو اکادمی نے اپنے آغاز تا حال بہت بڑی تعداد میں مشاعروں کا انعقاد کیا ہے۔ ان سبھی مشاعروں کا یہاں ذکر کرنا مقالہ کی طوالت کے پیش نظر ناممکن ہے کیونکہ اکادمی ہر سال کئی مشاعرے کرواتی ہے۔ یہ مشاعرے مقامی طور پر صدر دفتر گومتی نگر، لکھنؤ کے علاوہ دوسرے اضلاع میں بھی منعقد کیے جاتے ہیں۔ مقامی مشاعروں کے علاوہ اکادمی آغاز تا حال ہر سال یوم جمہوریہ کے موقع پر کل ہند اردو مشاعرہ کرواتی ہے جس کا افتتاح اکثر و بیشتر وزیر اعلیٰ یا گورنر کرتے ہیں اور اس میں پورے ملک کے مشہور و معروف شعراء کرام کو مدعو کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس کے علاوہ اکادمی جشن لکھنؤ کے موقع پر بھی مشاعرے کا انعقاد کرتی ہے۔ اکیڈمی میں یا اکیڈمی کے زیر تعاون منعقد ہونے والے مشاعروں کی

روداد موجود نہیں ہے۔ اکادمی کی خبرنامہ سے کچھ مشاعروں کی تفصیل جو مل گئی ہے وہ مختصر اور ج ذیل ہے۔
 آج بھی ۲۶ جنوری کے موقع پر کل ہند مشاعرے کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں ہندوستان بھر سے شعراء حضرات تشریف لاتے ہیں۔ اتر پردیش اردو اکادمی اپنے آغاز تا حال لگا تار کئی مشاعرے کروانے کی روایت کو برقرار رکھے ہوئے ہے جو مقامی طور پر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ یوم جمہوریہ کے موقع پر ہر سال ایک آل انڈیا مشاعرے کا اہتمام کرتی ہے۔ آج تک تقریباً ۱۰۰ سے زائد مشاعرے منعقد کیے گئے ہیں اور شرکاء کی تعداد ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ جشن لکھنؤ کے موقع پر بھی مشاعرے، شام غزل اور شعری نشست کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

اردو اکادمی کے ذریعہ منعقد ہونے والے مشاعرے کچھ اس طرح ہیں۔

اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ اور دیگر انجمنوں کے اشتراک سے ہر سال جشن آزادی کے موقع پر کل ہند مشاعرہ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ جس کا افتتاح عموماً وقت کے گورنر کیا کرتے ہیں۔ اتر پردیش اردو اکادمی کا پہلا مشاعرہ ۱۹۸۳ء میں فراق گورکھپوری کے نام سے ہوا۔ دوسرا مشاعرہ جوش پر ۱۹۸۴ء پر منعقد کیا گیا۔ اسکے بعد سجاد حیدر یلدرم، پریم چند اور عصمت چغتائی کے نام ہوا۔

☆ اردو اکادمی کے زیر اہتمام مارچ ۱۹۸۴ء کو جوش ملیح آبادی پر سیمینار کے ساتھ مشاعرہ بھی منعقد ہوا۔ اس مشاعرہ میں ہندوپاک کے علاوہ لندن میں مقیم دو پاکستانی شاعروں کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔

☆ مشاعرہ، سفید بارہ دری لکھنؤ میں ۲۴ اپریل ۱۹۷۹ء میں منعقد ہوا۔ (۳۸)

☆ ۲۵ فروری ۱۹۹۲ء کو جگر آبادی پر عظیم الشان مشاعرہ جناب اعزاز رضوی اور جناب عمر انصاری کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر اکادمی کے چیرمین ڈاکٹر عزیز الرحمن نے اکادمی کو اور اردو زبان کو عوام سے جوڑنے پر زور دیا تھا۔ (۳۹)

☆ ہندوستان کی پچاس سالہ جشن آزادی پر ۱۶ اگست ۱۹۹۷ء کو ایک کل ہند مشاعرہ ہوا جس کا افتتاح وزیر اعلیٰ محترمہ مایاوتی نے کیا۔ (۴۰)

- ☆ مشاعرہ جشن لکھنؤ۔ اکادمی اور محکمہ سیاحت کے باہمی تعاون سے جشن لکھنؤ کے موقع پر ۳ دسمبر، ۲۰۰۱ء کو ایک کل ہند مشاعرہ کا انعقاد چھمن میلا پارک لکھنؤ میں کیا گیا۔ نظامت مہدی جعفر اور صدارت شاہد اللہ خاں نے کی۔ (۴۱)
- ☆ بیگم حضرت محل پارک میں مشاعرہ اکادمی کی طرف سے ۱۱، دسمبر ۱۹۹۷ء کو منعقد ہوا۔ (۴۲)
- ☆ اکادمی کے پچیس سال مکمل ہونے پر سلور جوبلی تقریبات کے موقع پر مختلف پروگرام کے ساتھ کل ہند مشاعرہ اور خواتین کا مشاعرہ گاندھی بھون، لکھنؤ میں منعقد ہوا۔ (۴۳)
- ☆ کل ہند مشاعرہ جشن آزادی ۱۵، اگست ۱۹۹۸ء کو بمقام روندرا لپہ، لکھنؤ میں منعقد ہوا۔ (۴۴)
- ☆ حسرت موہانی کے نام ایک شام۔ اکادمی کے زیر اہتمام منعقد۔
- ☆ مشاعرہ جشن لکھنؤ۔ ۵ دسمبر، ۱۹۹۸ء کو منعقد ہوا۔
- ☆ جشن زریں اور غالب کی دو سالہ جشن کے موقع پر اکادمی میں 'غالب' کے نام ایک شام اکادمی کے آڈیٹوریم میں محکمہ ثقافت یوپی کے اشتراک سے منعقد ہوا۔ (۴۵)
- ☆ آل انڈیا مشاعرہ اکادمی کے زیر اہتمام ناٹھ کلاکیندر لکھنؤ کے وسیع ہال میں ۵ دسمبر، ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا۔ (۴۶)
- ☆ مشاعرہ جشن آزادی بمقام گورنر ہاؤس، لکھنؤ میں ۱۵، اگست ۲۰۰۰ء میں منعقد ہوئی۔ (۴۷)
- ☆ مشاعرہ جشن آزادی ۱۵، اگست ۲۰۰۲ء کو راج بھون میں منعقد ہوا۔
- ☆ ایک شام۔ اردو افسانہ اور اردو شاعری کے نام اردو اکادمی کے زیر اہتمام جولائی ۲۰۰۶ء کو منعقد ہوا۔ (۴۸)
- ☆ کل ہند مشاعرہ جشن آزادی گاندھی بھون لکھنؤ میں اکادمی اور محکمہ ثقافت کے اشتراک سے منعقد ہوا۔ (۴۹)
- ☆ اسٹاف کلب کاسیمینار و مشاعرہ محمد علی جوہر فائینڈیشن ہال امین آبادی لکھنؤ میں ہوا۔

☆ آل انڈیا مشاعرہ، چاند فاطمہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر سوسائٹی کے زیر اہتمام اور اکادمی کے اشتراک سے کاکوری، ہردوئی میں دسمبر، ۲۰۱۸ء کو منعقد ہوا۔ اس کی صدارت ڈاکٹر عزیز خیر آبادی اور نظامت پروفیسر عباس رضانیہ اور عاصم کاکوری نے کی۔ (۵۰)

☆ ۲۳-۲۵ مارچ ۲۰۱۸ء کو منعقد دو روزہ بین الاقوامی سمینار کے آخری سیشن میں مشاعرہ منعقد ہوا۔ جس کی صدارت سید صلاح الدین (دوبئی)، اور ڈاکٹر سراج اجملی نے کی اور شعراء میں انیس انصاری، رام پرکاش بجنود، سراج اجملی، احمد محفوظ، مخمور کاکوری، ہارون رشید، مصداق اعظمی، عرفان زنگی پوری، سہیل لکھنؤ، عرفان لکھنؤ، سلیم تابش اور فاروق عادل وغیرہ نے اپنا منتخب کلام پیش کیا۔

مختلف مواقع پر منعقد ہونے والے مشاعرے جو صوبہ اور غیر صوبہ کے شعرا اور کرم کاروں کے نام سے ہوئے ہیں ان ناموں میں فراق گورکھپوری، جوش، سجاد حیدر یلدرم، پریم چند، عصمت چغتائی، جگر مراد آبادی، حسرت موہانی اور مرزا غالب جیسی عظیم شخصیات کے نام سے مشاعروں کا انعقاد کیا جا چکا ہے اور ہوتا آرہا ہے ان ناموں سے ان مشاعروں کے ادبی مقام کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

سمینار، کانفرنس اور دیگر ادبی پروگراموں کا جائزہ

مشاعروں کے علاوہ اتر پردیش اردو اکادمی کے اہتمام سے سمیناروں، کانفرنسوں اور دیگر ادبی پروگراموں کا بھی انعقاد ہوتا ہے۔ اکادمی، لکھنؤ کے علاوہ صوبہ کے دوسرے اضلاع میں بھی سمینار اور کانفرنسوں کا انعقاد ہوتا ہے۔

اردو اکادمی نے ۱۹۷۶ء میں ہندوستان کی اردو اکادمیوں کی پہلی کانفرنس بھی منعقد کی تھی جس کی صدارت صدر جمہوریہ ہند فخر الدین علی احمد نے کی تھی۔ اتر پردیش اردو اکادمی نے مئی ۱۹۸۱ء کو شعبہ اردو علی گڑھ کے شتراک سے علی گڑھ میں سجاد یلدرم سمینار منعقد کیا تھا۔

اکادمی کے تعاون سے ہونے والے سمینار، کانفرنس اور دیگر ادبی پروگراموں کی تفصیل دستیاب نہ ہو سکی۔ اکادمی کے زیر اہتمام ہونے والے سمینار، کانفرنس اور دیگر پروگراموں کی مختصر تفصیل درج

ذیل ہے

اکادمی نے عالمی اردو کانفرنس ۲۰ تا ۲۳ جنوری ۱۹۸۲ء کو لکھنؤ میں منعقد کیا۔ اس کے بعد پہلی اردو تعلیمی کانفرنس فروری ۱۹۸۴ء کو مراد آباد میں منعقد کی گئی۔

اکادمی کے ۲۵ سال مکمل ہونے پر سلور جوبلی تقریبات کے موقع پر مختلف پروگرام کے ساتھ ملک کی دیگر اردو اکادمیوں کی کانفرنس کا انعقاد کیا ہے جس میں شام افسانہ اور اردو ڈرامہ کا بھی انعقاد کیا گیا۔ جولائی ۱۹۹۲ء کو آل انڈیا اردو کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اس کے علاوہ اکادمی مختلف اہم شخصیات کے نام پر سیمینار کا انعقاد کرتی ہے۔ اکادمی کے زیر اہتمام جون ۱۹۸۵ء کو یگانہ چنگیزی ۲۳ فروری ۱۹۸۵ء کو نیاز فتح پوری، اکتوبر ۱۹۸۲ء کو فراق گورکھپوری، اپریل ۱۹۸۱ء کو آغا حشر، مارچ ۲۰۰۶ء کو پریم چند، ۱۳ دسمبر ۲۰۰۷ء کو مجاز، یکم مارچ ۱۹۹۳ء کو جگر مراد آبادی، دسمبر ۱۹۹۳ء کو پروفیسر احتشام حسین اور مئی ۱۹۸۱ء کو سجاد حیدر یلدرم کے نام پر سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔

اکادمی مختلف عنوانات پر سیمینار منعقد کرا چکی ہے۔ اکادمی نے ایک سیمینار بعنوان (اردو ادب میں دلت سماج اور اردو ادب میں جدید عالمی تنقیدی میلانات پر ۷ دسمبر ۱۹۸۴ء کو، ۷ مارچ ۲۰۱۸ء کو بعنوان 'عہد حاضر میں سرسید کی معنویت پر ایک روزہ سیمینار، 25 تا 27 مارچ ۲۰۱۸ء کو دو روزہ بین الاقوامی سیمینار بعنوان ڈاکٹر شیمہ رضوی کی ادبی اور سماجی خدمات، ستمبر ۱۹۸۱ء کو حسرت موہانی کی صدی کے موقع پر اردو صحافت پر ایک مختصر سیمینار، جون ۲۰۰۸ء کو بعنوان مجروح سلطان پوری۔ فکر و فن سیمینار، ۲۰۰۸ء میں معاصر تہذیبی اقدار اور نئی اردو ہندی کہانی پر سہ روزہ بین الاقوامی سیمینار، مئی ۱۹۹۸ء کو اردو میں دلت سماج سیمینار، ۳۰ مئی ۱۹۹۸ء کو جدید عالمی تنقیدی میلانات سیمینار، ۶ اگست ۱۹۹۸ء کو صحافت سیمینار، ۱۶ دسمبر کو لکھنؤ یونیورسٹی اور اکادمی کے اشتراک سے بعنوان منشی نول کشور اور ان کی ادبی خدمات نیشنل سیمینار، اپریل ۱۹۷۹ء کو ادبی رسائل کے مدیروں کا سیمینار، نومبر ۱۹۸۱ء کو اردو صحافت پر مختصر سیمینار نومبر ۱۹۹۳ء میں مولانا آزاد صد سالہ تقریبات کے موقع پر سیمینار، نومبر ۱۹۷۸ء کو قدیم مغربی تنقید پر

پروفیسر کلیم الدین احمد کے توسیعی خطبات، نومبر ۲۰۱۵ء میں بارہ بینکی میں سیمینار بعنوان آزادی کے بعد صحافت کا فروغ، ۱۵ نومبر ۲۰۱۵ء کو بجنور میں سیمینار بعنوان جدید تعلیمی منظر نامہ اور فکر اقبال، نومبر ۲۰۱۸ء کو امر وہہ میں سیمینار بعنوان اردو ذریعہ تعلیم: ایک جمہوری حق، مسائل اور امکانات کا انعقاد کر چکی ہے۔

☆ اکادمی نے عالمی اردو کانفرنس لکھنؤ میں ۲۰-۲۳ جنوری ۱۹۸۲ء کو منعقد کیا۔

اکادمی۔ جولائی ۱۹۸۱ء کو پہلی اردو تعلیمی کانفرنس فروری ۱۹۸۲ء میں مراد آباد میں ہوئی۔

☆ اردو اکادمی کے زیر اہتمام مارچ ۱۹۸۴ء کو جوش ملیح آبادی پر سیمینار کے ساتھ مشاعرہ بھی منعقد ہوا۔ اس مشاعرہ میں ہندوپاک کے علاوہ لندن میں مقیم دوپاکستانی شاعروں کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔

☆ بزم افسانہ۔ ۲، مارچ ۱۹۹۲ء کو ڈاکٹر شجاعت سندیلوی کی صدارت میں ہوا۔

☆ اکادمی نے یگانہ چنگیزی سیمینار فروری ۱۹۸۵ء کو منعقد کیا۔ اور ۲۴ فروری، ۱۹۸۵ء کو نیا فتحپوری پر سیمینار منعقد کیا تھا۔

اردو اکادمی کے زیر اہتمام ۲۵، فروری۔ ۱۹۹۲ء کو جگر مراد آبادی کی یاد میں سیمینار اور محفل شام

افسانہ منعقد ہوئی۔ (۵۱)

☆ اکادمی کے پچیس سال مکمل ہونے پر سلور جوبلی تقریبات کے موقع پر مختلف پروگرام کے ساتھ اردو

اکادمیوں کی کانفرنس، شام افسانہ، اردو ڈرامہ کا انعقاد ہوا۔ (۵۲)

☆ شام افسانہ۔ اکادمی کے آڈیٹوریم میں منعقد ہوا۔

☆ ’سہ روزہ ڈرامہ فیسٹیول‘ ۲۸-۲۹ جون ۱۹۹۸ء کو منعقد ہوا۔

☆ سیمینار۔ بعنوان ”اردو ادب میں دلت سماج“ اور اردو ادب میں جدید عالمی تنقیدی میلانات“

منعقد ہوا۔

☆ آل انڈیا اردو اکادمی کانفرنس جولائی ۱۹۹۸ء۔

☆ سیمینار ۷، دسمبر ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوا۔ (۵۳)

☆ ۱۷ مارچ ۲۰۱۸ء کو اکادمی کے زیر اہتمام ”عہد حاضر میں سرسید کی معنویت“ کے عنوان سے ایک روزہ سمینار منعقد ہوا۔ اس میں دو سیشن تھے۔

پہلے کی صدارت پروفیسر شارب رودولوی نے کی اور مہمان خصوصی چیر پرسن پروفیسر آصفہ زمانی تھیں۔ پروفیسر علی احمد فاطمی، الہ آباد، پروفیسر محمد انصاری مظفر پور، ڈاکٹر عالم نقوی علی گڑھ، پروفیسر شفیق احمد اشرفی، ڈاکٹر عباس رضانیہ لکھنؤ اور ڈاکٹر مشیر احمد دہلوی نے مقالات پیش کئے۔

دوسرے سیشن کی صدارت پروفیسر علی احمد فاطمی نے کی اور مقالہ نگاران میں ڈاکٹر مشرف علی بناری، ڈاکٹر محمد اکمل لکھنؤ، موصوف احمد جھارکھنڈ اور مشیر احمد دہلی تھے۔ (۵۴)

☆ دوروزہ بین الاقوامی سمینار ۲۵-۲۴ مارچ ۲۰۱۸ء کو بعنوان ”ڈاکٹر شیمہ رضوی کی ادبی اور سماجی خدمات“ اردو اکادمی میں منعقد ہوا۔ جس میں شیمہ رضوی کی کتاب ”اردو کے فروغ میں حیدر بخش حیدری کا حصہ“ کا اجراء بھی عمل میں ہوا۔ اس میں ان کی ماں آصفہ زمانی، سابق وزیر ڈاکٹر عمار رضوی، خواجہ معین الدین چشتی اردو عربی فارسی یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر ماہ رخ مرزا، انیس انصاری (سابق آئی اے ایس) نے ان کی خدمات کو سراہا۔

ڈاکٹر مصطفیٰ محمد علی مصری نے ان کی افسانہ نگاری تو خواجہ اکرام الدین جے این یونے ان کی زندگی کے اہم پہلوؤں پر پروفیسر شارب رودولوی نے ان کی حیات اور خدمات پر گفتگو کی۔

دوسرے سیشن کے مقالہ نگاران علی احمد فاطمی، پروفیسر احمد محفوظ اور پروفیسر شافع قدوائی تھے۔ (۵۵)

امام المغنزلین سید فضل الحسن حسرت کی صدی کے موقع پر اکادمی نے اردو صحافت پر ایک مختصر سا سمینار کیا تھا۔

فراق گورکھپوری سمینار، اکتوبر ۱۹۸۳ء کو منعقد ہوا۔

اردو اکادمی نے بنارس ہندو یونیورسٹی کے شعبہ اردو کے تعاون سے اپریل ۱۹۸۱ء کو آغا حشر سمینار کیا تھا۔

پریم چند سیمینار اکادمی کے کے اشتراک سے گورکھپور یونیورسٹی میں مارچ ۲۰۰۶ء کو ہوا۔
مجاز سیمینار ۱۳ دسمبر، ۲۰۰۷ء کو اردو اکادمی اور قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو کے تعاون سے
ہوا۔

محروح سلطان پوری۔ فکر و فن، سیمینار اردو اکادمی میں جون، ۲۰۰۸ء کو ہوا۔
معاصر تہذیبی اقدار اور نئی اردو ہندی کہانی پر سہ روزہ بین الاقوامی سیمینار ۲۰۰۸ء میں ہوا۔
اردو میں دلت سماج سیمینار اکادمی کی سلور جوبلی تقریبات کی تیسری کٹری کی شکل میں مئی، ۱۹۹۸ء
کو اکادمی آڈی ٹوریم میں منعقد ہوا۔

جدید عالمی تنقیدی میلانات سیمینار اکادمی کے زیر اہتمام ۳۱ مئی، ۱۹۹۸ء کو منعقد ہوا۔
صحافت سیمینار اکادمی کے زیر اہتمام محکمہ ثقافت کے تعاون سے اکادمی کے آڈی ٹوریم میں
۶ اگست، ۱۹۹۸ء کو منعقد کیا گیا جس کی صدارت بزرگ صحافی عشرت علی صدیقی نے کیا۔ (۵۶)
نیشنل سیمینار 'منشی نول کشور اور ان کی ادبی خدمات' پر ۱۶ دسمبر، ۱۹۹۸ء کو لکھنؤ یونیورسٹی اور اکادمی
کے اشتراک سے ایک کل ہند سیمینار شعبہ فارسی کی طرف سے منعقد ہوا۔

ادبی رسائل کے مدیروں کا سیمینار، مشاعرہ اور بیت بازی اپریل ۱۹۷۹ء میں ہوا۔
نومبر ۱۹۸۱ء کو حسرت کی صدی کے موقع پر اکادمی نے اردو صحافت پر ایک مختصر سیمینار منعقد کیا۔
مولانا آزاد صد سالہ تقریبات کے موقع پر سیمینار منعقد ہوا۔ اسی موقع پر نومبر ۱۹۹۳ء کو مولانا ابو
الکلام آزاد کے اخبار 'الہلال' اور 'البلاغ' کی تین جلدوں کی اشاعت اکادمی نے کیا۔

یکم مارچ، ۱۹۹۳ء کو جگر مراد آبادی پر سیمینار اردو کے ممتاز ادیب، ناقد اور محقق پروفیسر نور الحسن
ہاشمی اور پروفیسر محمد حسن کی صدارت میں ہوا۔

اس سیمینار میں جگر مراد آبادی کی شخصیت پر مقالات پڑھے گئے۔ مقالہ نگاران کاظم علی
خان، ڈاکٹر فضل امام، جناب حسن واصف عثمان، پروفیسر محمد حسن، ڈاکٹر سید عبدالباری، ڈاکٹر احمد لاری،

ڈاکٹر شارب رودولوی اور ڈاکٹر شیمہ رضوی وغیرہ تھے۔

پروفیسر احتشام حسین، سیمینار بروز دسمبر، ۱۹۹۳ء کو منعقد ہوا جس کی صدارت پروفیسر محمد حسن نے کی۔

قدیم مغربی تنقید پر پروفیسر کلیم الدین احمد کے توسیعی خطبات کا انعقاد نومبر، ۱۹۷۸ء کو ہوا۔

نومبر ۲۰۱۵ء کو اکادمی کے تعاون سے بارہ بنکی میں سیمینار بعنوان 'آزادی کے بعد صحافت کا

فروغ' منعقد ہوا۔ جس میں خاص طور سے پروفیسر محمد احسن بیگ نے مقالہ پیش کیا۔

☆ اتر پردیش اکادمی کے تعاون سے چاند پور بجنور میں سیمینار 'جدید تعلیمی منظر نامہ اور فکر اقبال' ہوا۔

جس میں مقالہ نگاران غزالہ زیدی، ڈاکٹر ربیہ ایرانی، اور ندیم لائمی تھے۔

☆ اکادمی کے تعاون سے حسن پور امر وہہ میں سیمینار 'اردو ذریعہ تعلیم ایک جمہوری حق مسائل اور

امکانات' منعقد ہوا۔ جس میں مقالہ نگار زرق خان، خرم آزاد خان، ناصر پرویز، رضا الرحمان

عائف، اور سلیمہ انصاری تھے۔

☆ قومی سیمینار بعنوان 'عہد حاضر میں سرسید کی معنویت' مارچ ۲۰۱۸ء کو ہوا۔

☆ دوروزہ بین الاقوامی سیمینار 'ڈاکٹر شیمہ رضوی کی ادبی اور سماجی خدمات' منعقد ہوا۔

اکادمی کی طرف سے جو سیمینار منعقد کیے جاتے ہیں یہ صرف نوجوان فنکاروں تک ہی محدود نہیں

ہوتے ہیں بلکہ ان میں اردو زبان کی عظیم شخصیتیں بھی حصہ لیتی ہیں۔ ۱۹۹۳ء میں اکادمی کی طرف سے

مولانا آزاد صدی سیمینار کا انعقاد کیا گیا تھا۔ سیمینار میں پڑھے گئے مقالے کو کتابی صورت میں اکادمی نے

شائع کیا۔ آج بھی مشاعروں، سیمیناروں اور مذاکروں کا سلسلہ جاری ہے۔ جتنے بھی سیمینار منعقد کیے

گئے ان میں ادبی تقاضوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس سے اردو زبان کو بہت فائدہ ہوا۔ نئی نئی راہیں تلاش کی

گئیں اور نئے نئے فنکاروں کو سننے سنانے کے مواقع فراہم ہوئے۔ اکادمی کی طرف سے منعقد کیے گئے

مشاعروں اور سیمیناروں کی مکمل تفصیل اس وقت اکادمی میں موجود نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اس کے بارے

میں بتانے والا موجود ہے سوائے ایک دو حضرات کے جن میں جناب احسن قدوائی صاحب (ریٹائرڈ

سپرٹنڈنٹ اردو اکادمی) بہت اہم ثابت ہوئے۔ اس لیے سبھی مشاعروں، سیمیناروں اور دیگر ادبی پروگراموں کا ذکر یہاں نہیں کیا جاسکا۔

اتر پردیش اردو اکادمی مشاعروں، کانفرنسوں اور سیمیناروں کے علاوہ دیگر ادبی پروگرام بھی منعقد کاتی ہے۔ اکادمی نے ۲ مارچ ۱۹۹۲ء کو ڈاکٹر شجاد علی سندیلوی کی صدارت میں بزم افسانہ، اپریل ۱۹۹۸ء کو شام افسانہ، جون ۱۹۹۸ء کو سہ روزہ ڈرامہ فیسٹیول کا انعقاد کر چکی ہے اور موجودہ وقت تک درج بالا پروگرام وقتاً فوقتاً اکادمی کے زیر اہتمام ہوتے ہیں جن کی مکمل تفصیل دستیاب نہیں ہے۔

اس کے علاوہ اکادمی مختلف ادبی شخصیات اور ممتاز شعرا و ادباء پر ادبی نشست وغیرہ کا انعقاد کرتی رہتی ہے۔ جون ۱۹۹۵ء کو حیدر آباد کے ممتاز شاعر و ادیب ڈاکٹر رحمت علی خان یوسف زئی کی آمد پر، دسمبر ۱۹۹۷ء کو ممتاز افسانہ نگار رتن سنگھ اور معروف شاعرہ ملکہ نسیم کے اعزاز میں ۲۴ ستمبر ۱۹۹۷ء کو پاکستانی ادیب عمرہ وطارق کے اعزاز میں، اور دسمبر ۱۹۹۷ء کو یوم مجاز پر اکادمی ادبی نشست کا انعقاد کر چکی ہے۔

اتر پردیش اردو اکادمی اپنے مشاعروں، کانفرنسوں، سیمیناروں اور دیگر ادبی پروگراموں کے ذریعہ اپنے مقاصد کے حصول میں روز قیام سے ہی لگی ہے۔ مشاعرہ، کانفرنس اور سیمینار وغیرہ اکادمی کے مقصد اردو کی ترویج و ترقی میں بہت اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان پروگراموں سے جہاں ایک طرف اکادمی اپنے مقاصد کو پورا کر رہی ہے وہیں دوسری طرف نئی نسلوں اور خاص کر نوجوانوں کے اندر اردو زبان سے لگاؤ اور دلچسپی پیدا کر رہی ہے۔

اکادمی کے مشاعروں اور دیگر پروگراموں میں اردو داں کے ساتھ غیر اردو داں اور غیر مسلم حضرات بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ ان پروگراموں سے اردو زبان کے تحفظ کے ساتھ ساتھ جنگ آزادی وغیرہ میں اردو زبان کے کردار سے بھی عوام باخبر ہو رہی ہے۔

حصہ (ج)

اتر پردیش اردو اکادمی اور ملک کی دیگر اردو اکادمیوں کا جائزہ

بہار اردو اکادمی، پٹنہ

بہار اردو اکادمی، پٹنہ ملک کی قدیم تر اردو اکادمیوں میں سے ایک ہے۔ حکومت بہار کے ذریعہ اس کا قیام ۱۹۷۲ء میں عمل میں آیا۔ یہ رجسٹرڈ سوسائٹی ہے، گورنر بہار اس کے سرپرست ہوتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ بہار صدر اور ریاستی وزیر اقلیتی فلاح بہبود کارگزار صدر۔ یوم تاسیس سے ہی اکادمی کا اپنا واضح ومنضبط دستور العمل ہے جس کے تحت اس کی سرگرمیاں جاری رہتی ہیں۔ مجلس انتظامیہ کے فیصلوں کے مطابق سیکرٹری اکیڈمی کی نگرانی میں مختلف منصوبے بروئے کار لائے جاتے ہیں۔ اردو زبان و ادب کی ترویج و ترقی اور اشاعت اکادمی کے بنیادی اغراض و مقاصد میں شامل ہیں۔ اکادمی روز اول سے ہی اپنے اہداف تک پہنچنے کے لیے کوشاں رہی ہے اور آج بھی ہے۔ اکادمی ریاست اور بیرونی ریاست کے شاعر و ادیبوں اور صحافیوں کے درمیان انعامات و اسناد کی تقسیم کے علاوہ معذور شعراء و ادباء کے درمیان امدادی رقومات بھی بانٹتی ہے۔ اکادمی شعراء و ادباء اور صحافیوں کے مسودات پر اشاعتی امداد بھی دیتی ہے اور مطبوعات پر مصنفین کو انعام سے بھی نوازتی ہے۔ طلبہ و طالبات کے درمیان تعلیمی وظائف کی تقسیم اور ادبی انجمنوں اور لائبریریوں کی کتابوں اور رقومات کی تقسیم بھی اکادمی کے پروگرام میں شامل ہیں۔ اکادمی مطبوعات فروخت و نمائش کا اہتمام کرتی ہے۔ اکادمی مختلف مواقع پر یادگاری مشاعرے، ادبی سیمینار، انعامی مقابلے اور مسابقہ کا انعقاد بھی کرتی ہے۔ اکادمی کا ایک اہم کام غیر اردو داں کے لیے اردو لرننگ کورس کا انتظام ہے۔ اکادمی کے تدریسی پروگرام میں ڈگری کورس میں ایک سالہ کورس BLIS، چھ ماہی کورس CCF اور ڈپلومہ کورس میں ڈی سی اے بزنس اکاؤنٹنگ اینڈ ملٹی لنگول ڈی ٹی پی اور اردو پروگرام

میں مفت اردو پڑھنا لکھنا سیکھیں شامل ہیں۔ اکادمی اپنا ماہانہ مجلہ ”زبان و ادب“ پابندی وقت کے ساتھ شائع کر رہی ہے اور یہ مجلہ اکادمی کی ویب سائٹ پر بھی دستیاب رہتا ہے۔ اس مجلہ کے خصوصی نمبرات بھی خاص مقبولیت رکھتے ہیں۔ اکادمی کی اپنی عمارت اردو بھون جوہٹ اشوک روڈ پر واقع ہے۔ اس کا دفتر تمام جدید سہولیات سے آراستہ ہے۔ (۵۷)

مہاراشٹر اسٹیٹ اردو سہتیہ اکادمی، ممبئی

مہاراشٹر اسٹیٹ اردو سہتیہ اکادمی کا قیام ۱۶ اپریل ۱۹۷۵ء میں عمل میں آیا۔ ۲۰۰۸ء سے اردو اکادمی محکمہ اقلیتی ترقیات کے تحت کام کر رہی ہے۔ اردو اکادمی کی تشکیل سے اب تک کی کارکردگی پر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو یہ بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ریاست مہاراشٹر میں اردو زبان کی ترقی و ترویج میں اردو اکادمی نے بڑا اہم رول ادا کیا ہے اور اردو والوں کے مطالبات پر خاطر توجہ دی جا رہی ہے۔ ریاست مہاراشٹر میں اردو زبان کی ہمہ جہت ترقی کے لیے اردو اکادمی سرگرم عمل ہے۔ اردو اکادمی کے قیام کا ایک اہم مقصد ریاستی زبان مراٹھی کو اردو کے قریب تر لانا بھی ہے۔ اکادمی نے ان دونوں زبانوں کو قریب لانے میں اہم رول ادا کیا ہے اور مستقبل میں بھی ان دونوں زبانوں کو قریب سے قریب تر لانے کے لیے عمل پیرا ہے۔

مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی کی اسکیمیں: اردو اکیڈمی کے سہ ماہی جریدہ ”امکان“ کی اشاعت کی جاتی ہے۔ یونیورسٹی یا کالج کے زیر اہتمام علمی، ادبی، تعلیمی، صحافتی سیمینار، مذاکرے، کانفرنس اور ورکشاپ منعقد کیے جاتے ہیں۔ یوم جمہوریہ ہند کے موقع پر 26 جنوری کو ہر سال جشن جمہوریہ کے عنوان پر گیٹ وے آف انڈیا پر عظیم الشان قومی مشاعرے کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ریاست کے بڑے شہروں میں بھی مشاعرے منعقد ہوتے ہیں۔ اردو اسکول کالج کی علمی ادبی انجمنوں کو علمی ادبی پروگرام اور مقابلے منعقد کرنے کے لیے بالترتیب مبلغ پانچ اور 10 ہزار روپے کی مالی امداد دیتی ہے۔ ریاست بھر کی ۳۵۰ سے زائد اردو لائبریریوں کو 15 اردو رسائل مہیا کیے جاتے ہیں۔ ریاست کے الگ

الگ شہروں میں ہر سال ڈرامہ فیسٹیول منعقد کیا جاتا ہے۔ ڈرامہ نگاری کو فروغ دینے کی غرض سے ورکشاپ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ ڈرامہ نگاروں کی ہمت افزائی کے لیے انعامات دیے جاتے ہیں۔ تحقیقی، تنقیدی، تراجم، سائنسی، تعلیمی جدید تکنیکی نوعیت کی کتابوں کی اشاعت کے لیے مصنفین کو جزوی مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ اردو ادیبوں اور شعراء کی حوصلہ افزائی کے لیے ان کی کتابوں کو ہر سال انعامات دیے جاتے ہیں۔ ایس ایس سی / ایچ ایس سی / بی اے، ایم اے میں بورڈ یا یونیورسٹی میں اردو زبان میں امتیازی نمبرات حاصل کرنے والے طلبہ کوئی وظائف دیے جاتے ہیں۔ ہر سال ریاست کے کسی ایک شہر میں ایک روزہ صحافتی ورکشاپ منعقد کیے جاتے ہیں۔ اس کے لیے سینئر صحافیوں کے ذریعہ نو مشق صحافیوں کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ (۵۸)

کرناٹک اردو اکادمی، بنگلور

کرناٹک اردو اکادمی، بنگلور کی تشکیل ایک جون ۱۹۷۷ء کو کی گئی تھی۔ ابتداء میں اکادمی کنٹرول اور ثقافت کے ڈائریکٹریٹ کے ایک مشاورتی ادارے کے طور پر کام کر رہی تھی۔ بہتر نتائج حاصل کرنے کے مفاد میں ۲۰ نومبر ۱۹۷۸ء کو حکومت نے اپنے آرڈر کے ذریعہ اکادمی کو ایک مختار ادارے کے طور پر تبدیل کیا اور یہ کنٹرول اور ثقافت کے محکمے کے انتظامی کنٹرول کے تحت کام کرتی رہی۔ تاہم یکم اپریل ۲۰۱۱ء سے کرناٹک اردو اکادمی، بنگلور محکمہ اقلیتی بہبود، حج و وقف کے تحت کام کر رہی ہے۔ اکادمی کے پروگرام میں اردو شعراء، ادبا اور صحافیوں کو انعامات سے نوازا، بہترین کتابوں پر انعامات تفویض کرنا، مصنفین کو کتابوں کی اشاعت کے لیے مالی امداد فراہم کرنا، غیر اردو داں کو اردو سکھانے کا اہتمام کرنا، اردو زبان و ادب کے مسلمہ ماہرین کے توسیعی خطبات کا اہتمام کرنا، اہم کتابیں، مجلے اور خبرنامے شائع کرنا، کتب خانوں کو کتابوں، رسالوں اور مماثل مواد کے عطیات دینا، تحقیقی کاموں کے لیے منصوبوں کی ترتیب و تکمیل کے اقدامات کرنا، صوبائی زبان کنٹرول کے تال میل سے ادبی اور لسانی لین دین کو فروغ دینا، اردو اساتذہ کے لیے ریفریشر اور تربیتی کورس منعقد کرنا، اردو سے متعلق امور پر حکومت کو مشورے دینا شامل ہیں۔

کرناٹک اردو اکادمی باقاعدگی سے اردو کتابیں، ماہنامہ خبرنامہ، سہ ماہی اذکار، اورنثر، شاعری، افسانہ اور ادب پر کتابیں شائع کرتی ہے۔ اکادمی اپنے تدریسی پروگرام کے تحت ۳۰ روزہ اردو سیکھیے پروگرام کے تحت اردو پڑھنا لکھنا اور بولنا سکھاتی ہے۔ اس کے علاوہ ثقافتی پروگرام کے تحت مشاعرہ، قوالی، غزل، ڈرامہ اور مرثیہ خوانی وغیرہ کے لیے مالی امداد دیتی ہے۔ صرف ریاست کے مصنفین کو ان کی کتابوں پر انعامات سے نوازتی ہے۔ مگر اکیڈمی سے طبع شدہ یا مالی اعانت پائی کتابوں پر انعامات کے لیے غور نہیں کیا جاتا ہے۔ اکادمی اردو مصنفین کی کتابوں کو ۲۰ فیصد رعایتی شرح پر خریدتی ہے۔ سیمینار، لیکچر اور اساتذہ کے لئے ٹریننگ منعقد کرتی ہے۔ ماہنامہ 'خبرنامہ' اور سہ ماہی 'اذکار' کی اشاعت کرتی ہے۔ مسودہ کی طباعت کے لیے بھی مالی امداد دیتی ہے۔ اس کے علاوہ اکادمی اپنے ثقافتی پروگرام کے تحت شام ظرافت، شام غزل و قوالی، سیمینار، شب غزل، مشاعرہ، سپوزیم، شام افسانہ، ورکشاپ (کارگاہ) برائے اساتذہ اور بچوں کا پروگرام وغیرہ کا انعقاد کرتی ہے۔ کرناٹک اردو اکیڈمی اردو طلبہ کو تعلیمی وظائف سے بھی نوازتی ہے کرناٹک اردو اکیڈمی کے اشاعتی پروگرام میں رسالہ فیصل، ماہنامہ 'خبرنامہ'، کتابوں کی اشاعت کے لیے مالی امداد، کتابوں پر انعامات خصوصاً انعامات و اعزازات، کتب خانوں اور دارالمطالعوں کو کتابوں اور رسالوں کی فراہمی اور اردو کوچنگ سینٹر کا اہتمام کرتی ہے۔ (۵۹)

مدھیہ پردیش اردو اکادمی، بھوپال

مدھیہ پردیش اردو اکادمی، بھوپال ۲ جولائی ۲۰۱۴ء کو قائم کی گئی۔ مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی کے ذریعہ دیے جانے والے انعامات:-

کل ہند اعزازات 51 ہزار روپے:- اس اعزازات میں میر تقی میر اعزاز (اردو شاعری کے لیے)، حکیم قمر الحسن اعزاز (اردو صحافت تحقیق و تنقید کے لیے)، حامد سعید خان اعزاز (ناول، افسانہ، افسانچہ کے لئے)، شاداں اندوری اعزاز (مضامین، ترجمہ نگاری کے لیے)، جوہر قریشی اعزاز (طنز و مزاح)، ابراہیم یوسف اعزاز (ڈرامہ داستان کے لئے)۔

صوبائی اعزازات 31 ہزار روپے کے:- ان اعزازات میں سراج میر خاں سحر اعزاز (اردو شاعری)، باسط بھوپالی اعزاز (ناول افسانہ اور افسانچہ)، محمد علی تاج اعزاز (خاکہ)، نواب صدیق حسن خان اعزاز (اردو صحافت، اردو رسالہ، تحقیق و تنقید)، شعری بھوپالی اعزاز (بچوں کا ادب)، کیف بھوپالی اعزاز (اردو استاد)، شہو دیال سخن اعزاز (اردو زبان کے ادیبوں، شاعروں کی اردو تخلیقات کے لئے)، شفا گوالیاری اعزاز (صوبے کے ادیب، شاعری کی پہلی تخلیق پر)، جاٹا راختر اعزاز (رثائی ادب) نیا لال نور اعزاز (خودنوشت، یادداشتیں)، سورج کلا سہائے اعزاز (سفرنامہ)، نواب شاہجہاں بیگم تاجور اعزاز (مضمون اور ترجمہ)۔ ندا فاضلی اعزاز (اردو نظم، دوہا، رباعی)۔

مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی ایسی کتابوں پر جو اس کے مالی تعاون سے شائع ہو چکی ہیں اعزازات کے لیے قبول نہیں کرتی ہے جبکہ اتر پردیش اردو اکادمی کے مالی امداد سے شائع شدہ کتابوں کو انعامات کے لئے داخل کیا جاسکتا ہے۔

مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی کے تدریسی پروگرام میں ڈپلومہ ان اردو لینگویج، ڈپلومہ ان گرافک ڈیزائننگ اینڈ کیلی گرافی، ڈپلومہ ان فنکشنل عربک، سرٹیفیکیٹ کورس ان عربک لینگویج، ایک سالہ سرٹیفیکیٹ کورس ان پرسین لینگویج، اردو ڈیجیٹل لرننگ کورس شامل ہیں۔

اردو ڈیجیٹل لرننگ پروگرام مائیکروسافٹ کے ساتھ اردو میں ڈیجیٹل کمپیوٹر لرننگ پروگرام کا مقصد کمپیوٹر کے بنیادی تصورات اور محارتوں کو سکھانا اور اس کا اندازہ لگانا تاکہ لوگ کمپیوٹر ٹیکنالوجی کو روزمرہ کی زندگی میں استعمال کر کے اپنے خاندانوں، اپنی برادریوں کے لیے نئی سماجی اور معاشی مواقع پیدا کر سکیں۔

اکادمی سہ ماہی رسالہ ”تمثیل“ کی اشاعت بھی کرتی ہے۔ (۶۰)

راجستھان اردو اکادمی، جے پور

راجستھان اردو اکادمی فروری ۱۹۷۹ء کو قائم کی گئی تھی۔ راجستھان اردو اکیڈمی کی اسکیموں میں اردو طلبہ کو وظائف، بزرگ اور ضرورت مند اردو شعرا، مصنفین، صحافیوں اور خطاطی کے ماہرین کو مالی

امداد، اردو زبان و ادب کے فروغ کے لیے موجودہ موضوعات پر سیمینار، سیمپوزیم کا انعقاد، غالب کا خیال آیا اور عالمی یوم اختر الایمان، کتابوں کی اشاعت و سہ ماہی رسالہ ”نخلستان“ کی اشاعت، انعامات و اعزازات، کل ہند مشاعرہ، کل ہند سیمینار، مشاعرہ جشن آزادی، خوشبوؤ کی شام خواتین کے نام خواتین مشاعرہ، اردو ڈرامہ کے تحت ’غزل کا سفر، امیر خسرو سے فیض احمد فیض تک، اردو ڈرامہ فیسٹیول اردو ناولٹ وغیرہ شامل ہیں۔

راجستھان اردو اکیڈمی اپنی طباعت کے علاوہ صرف راجستھان اردو اکادمی کی جانب سے مسودات کی طباعت پر غور کرتی ہے۔ ایک سال کے وقفے کے بعد دوسری تصنیف پیش کی جاسکتی ہے۔ اکادمی کی جانب سے مطبوعہ کتاب اکادمی کے انعامات کے لیے پیش نہیں کی جاتی ہیں۔ طباعت کے بعد کتاب کی ۲۵ جلدیں پیش کی جائیں گی۔ مسودوں کی اشاعت و طباعت کے لیے مالی امداد صرف راجستھان کے ادیبوں کے لیے ہے۔ اس کے لیے موضوعات شاعری، نثر، ترجمہ، بچوں کا ادب، متفرق ادبیات ہیں۔ طباعت کے لیے امداد پانے والے مصنفین اردو کے انعامی مقابلے میں شریک نہیں ہو سکتے معیاری کتابوں پر انعامات اکادمی دیتی ہے۔ (۶۱)

دہلی اردو اکادمی، دہلی

حکومت دہلی نے اس مقصد کو سامنے رکھ کر اردو اکادمی دہلی کو قائم کیا کہ وہ صوبہ میں اردو زبان کی ترقی اور تدریس پر بخوبی توجہ دے سکے۔ یہاں کی تہذیب و تمدن اور اردو زبان کی تعلیمی ترقی میں یہ ادارہ اپنا کردار بخوبی نبھار رہا ہے۔

مئی ۱۹۸۱ء میں اس ادارہ یعنی اردو اکادمی دہلی کا قیام عمل میں آیا اور مندرجہ ذیل اغراض و مقاصد کے ساتھ یہ ادارہ اردو زبان و ادب کے فروغ میں شب و روش کوشاں ہے۔ رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور پر اردو اکادمی، دہلی کے اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) دہلی کی لسانی تہذیب کے مشترکہ حصے کے طور پر اردو زبان اور ادب کا تحفظ اور ارتقاء۔

- (۲) ادبی اور معیاری تصنیفات اور اردو میں بچوں کی کتابوں کی اشاعت اور حوصلہ افزائی۔
- (۳) اردو میں ادبی و سائنسی اور دوسرے موضوعات سے متعلق ایسی اہم کتابوں کے ترجمے کا اہتمام کرنا جن کا ابھی تک اردو زبان میں ترجمہ نہ ہوا ہو۔
- (۴) اردو میں کتابوں کی تالیف و اشاعت۔
- (۵) قدیم اردو ادب کی صحیح ترتیب و تدوین کے بعد اشاعت۔
- (۶) اردو کے غیر مطبوعہ معیاری ادب پاروں کی اشاعت۔
- (۷) اردو کے مستحق مصنفین کی غیر مطبوعہ تصنیفات کی اشاعت کے لیے مالی اعانت کرنا۔
- (۸) گزشتہ ایک سال کے دوران مطبوعہ اردو تصنیفات کے مصنفوں کو انعامات دینا۔
- (۹) اردو کے عمر رسیدہ اور مستحق مصنفین کی ماہانہ مالی اعانت۔
- (۱۰) اردو کے اسکالروں کو اعلیٰ تعلیم کے لیے ایک مقررہ مدت کے لیے مالی اعانت۔
- (۱۱) مشہور اسکالروں اور دوسری اہم شخصیتوں کو جلسوں کو خطاب کرنے کے لیے دعوت دینا۔
- (۱۲) ادبی موضوعات پر سمینار، سیمپوزیم، کانفرنس اور نشستیں منعقد کرنا جن میں عالمی ادبی رجحانات کے پس منظر میں اردو کے مسائل پر بحث و مباحثہ، اسی کے ساتھ اردو کی تدریس اور اس کے استعمال کے متعلق سرکاری احکامات کی تعمیل و تکمیل دینا جو کہ اسی طرح کی نشستیں منعقد کرتی ہے۔
- (۱۳) اردو میں اعلیٰ معیار کے رسالے، جریدے اور اسی طرح کی دوسری مطبوعات کی اشاعت۔
- (۱۴) اکادمی کے ضابطوں کے تحت مطبوعات کی فروخت کا اہتمام۔
- (۱۵) اکادمی کے لیے منقولہ اور غیر منقولہ جائداد حاصل کرنا لیکن شرط یہ ہے کہ غیر منقولہ جائداد کے حصول سے سرکاری پیشگی منظوری ضروری ہوگی۔
- (۱۶) اردو کی تعلیم، اس کے استعمال اور سرکاری احکامات کی تکمیل میں حائل دشواریوں اور اردو بولنے والوں کے مطالبوں کو دہلی سرکار کے علم میں لانا۔

(۱۷) ایسے سبھی جائز اقدامات کرنا اور قانونی کارروائیاں کرنا جس سے مذکورہ مقاصد کے فروغ و تعمیل میں مدد مل سکتی ہے۔ (۶۲)

گجرات اردو سہاہتیہ اکادمی، گاندھی نگر

گجرات اردو سہاہتیہ اکادمی، گاندھی نگر 1981ء میں عمل میں آئی۔ اردو اکیڈمی کو اس مقصد سے قائم کیا گیا کہ وہ صوبہ میں اردو زبان کی ترویج و ترقی پر بخوبی توجہ دے سکے۔ یہاں کی تہذیب و تمدن اور اردو زبان کی تعلیمی ترقی میں یہ ادارہ اپنا کردار بخوبی ادا کر سکے گجرات اردو اکادمی مندرجہ ذیل اغراض و مقاصد کے ساتھ اردو زبان و ادب کے فروغ میں شب و روز کوشاں ہے۔ اس کے اغراض و مقاصد میں اکیڈمی کی سرگرمیوں کے لیے گرانٹس کے ذریعہ فنڈ اکٹھا کرنا، گجرات میں بولی جانے والی گجراتی، سنسکرت، ہندی، سندھی کچھی اور اردو زبان کے متن کی اشاعت اور اشاعت میں مدد کرنا، گجرات کے گجراتی، سنسکرت اور اردو زبان و ادب کے شعبے کے اداروں کو تسلیم کرنا اور ان کی ادبی سرگرمیوں کے لیے مالی امداد دینا، اردو زبان و ادب کے لیے ادبی گوتھیوں، سیمیناروں، کتابوں کی نمائشوں، تربیتی کیمپوں، تہواروں، میلوں اور دوروں وغیرہ کا اہتمام کرنا اور دیگر مالیاتی اداروں جیسے کہ مالی طور پر کارکردگی کا مظاہرہ کرنا، اردو زبان کے تصنیف یافتہ ادیبوں کو تعلیم دینا اور ان کے کام کو عزت دینا، گجرات کے تخلیق کاروں اور دانشوروں کو رفاقت فراہم کرنا جو گجراتی اور سنسکرت اور اردو زبان کے ادب میں اپنی خدمات دے چکے ہوں۔ گجرات کے بزرگ اور مددگار ادیبوں کی مناسب مالی امداد جنہوں نے گجرات کے اردو زبان کے ادب میں معیاری خدمات انجام دی ہیں۔ ریاست کے پانچ سالہ منصوبہ کے تحت گجراتی اور اردو زبان و ادب کی ترقی اور اکادمی کے مقاصد اور کام کرنے والوں سے متعلق منصوبوں کے تحت ریاستی حکومت کی طرف سے منظور شدہ اسکیموں کو نافذ کرنا، تحقیقی مراکز، نئی اسکیموں کے قیام اور ترقی میں سہولت فراہم کرنا اور اردو ادب کے لیے مالی امداد اور ایسے مراکز کے لیے مالی امداد شامل ہیں۔ گجرات میں چھ اکادمیاں کام کر رہی ہیں۔ گجراتی، ہندی، اردو، سندھی، سنسکرت اور کچھی۔ اکیڈمی اپنی ویب سائٹ پر آن

لائن کتابیں بھی فروخت کرتی ہے۔ (۶۳)

آندھرا پردیش اسٹیٹ اردو اکیڈمی، وجے واڑہ

آندھرا پردیش اسٹیٹ اردو اکیڈمی ایک خود مختار ادارہ ہے جسے حکومت آندھرا پردیش کے جی ایم او کے ذریعہ ۱۹۷۵ء میں تشکیل دیا تھا اور آندھرا پردیش اسٹیٹ اردو اکیڈمی کو اے پی سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۲۰۰۱ء کے تحت رجسٹر کیا گیا۔

اکادمی کے ضمنی قوانین کے مطابق اکیڈمی کی پالیسیاں اور منصوبے اور اکادمی کے مقاصد اور مقاصد کو پورا کرنے کے لیے اکیڈمی کے بورڈ آف گورنرز کا تعین کیا جاتا ہے۔ اردو اکیڈمی کی سرگرمیوں کا دائرہ صرف ادبی سرگرمیوں تک محدود ہے جیسے سیمینار، مشاعرے وغیرہ کے انعقاد کے لیے اردو تنظیموں اور ایجنسیوں کو مالی امداد فراہم کرنا، اردو شاعروں، ادیبوں اور ماہرین لسانیات کے لکھے ہوئے اردو مخطوطات کی اشاعت، بنیادی طور پر اردو اکادمی کا کام اور اس کے منصوبے اردو زبان و ادب کے فروغ اور تحفظ کے لیے ہیں۔ اور ان کا اقلیتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس کی سرگرمیاں بنیادی طور پر ادبی اور علمی نوعیت کی ہیں اور فلاح و بہبود سے متعلق ہیں۔

آندھرا پردیش اردو اکیڈمی کی اسکیموں میں اردو زبان کا تحفظ اور فروغ، اردو اکیڈمی کی طرف سے اردو کمپیوٹر کی تعلیم میں پیشہ ورانہ تربیت، اقلیتوں کے فلاح و بہبود اور دیگر اداروں کی منصوبہ بند اسکیموں کے بارے میں بیداری کرنا اور اردو گھر مع شادی خانہ کی تعمیر، اردو پڑھنے والے طلباء کو وظائف اور انعامات سے نوازنا، سیمینار اور مشاعرے اور دیگر ادبی پروگرام کا اہتمام، مشہور شعراء، ادباء اور صحافیوں کو انعام سے نوازنا، دارالمطالعہ کا قیام حتیٰ کہ تعلیم و تربیت کو تعاون فراہم کرنا، ادارہ میں قدیم مخطوطات و مسودات کی بازیابی اور حفاظت اور اشاعت رسالہ قومی زبان اس ادارے کی مقبول اشاعت ہے۔ سرگرمیاں آج یہ ادارہ موجودہ زیر حکومت کئی منصوبوں کو عمل پر کر رہا ہے جن میں ذیل کے پروگرام اہم ہیں اردو طلبہ کو اسکالرشپ، اردو اداروں کو فرنیچر کے لیے مالی امداد، اردو اساتذہ کو بیس ٹیچر وارڈ

، سیمینار اور مشاعروں کو مالی امداد شامل ہیں۔ (۶۴)

مغربی بنگال اردو اکادمی، کولکاتہ

مغربی بنگال اردو اکیدی کا قیام یکم اپریل ۱۹۸۷ء کو محکمہ اعلیٰ تعلیم حکومت مغربی بنگال کے تحت عمل میں آیا۔ حکومت مغربی بنگال نے آٹھ مارچ ۱۹۹۱ء کو ایک قرارداد کے ذریعہ اردو اکیدی کو مغربی بنگال سوسائٹی رجسٹریشن ایک ۱۸۶۰ کے تحت بطور سوسائٹی رجسٹر کیا۔

اردو تعلیم اور نئی نسل مغربی بنگال اردو اکیدی کی اولین ترجیح ہے۔ مغربی بنگال اردو اکیدی اردو کی تعلیم، اس کی ترقی اور نئی نسل کے اندر اردو کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے مختلف اسکیموں پر مہر لگا چکی ہے تا کہ اردو زندہ رہے۔ واضح رہے کہ مغربی بنگال اردو اکیدی ہندوستان کی واحد اکادمی ہے جس کی آسنسول اور اسلام پور میں شاخیں ہیں۔ یہ ملک کی پہلی ایسی اکادمی ہے جس کی اپنی گشتی لائبریری ہے۔

اکیدی کے مقاصد میں ریاست میں اردو زبان و ادب کی ترویج اور حوصلہ افزائی کرنا، اردو کے فروغ اور اشاعت سے متعلق ریاست کے منصوبوں کو نافذ کرنے میں مدد اور مشورہ دینا، بنگالی زبان اور ادب کے کلاسیکی کاموں کا اردو میں ترجمہ اور اشاعت کے ساتھ ساتھ مختلف موضوعات پر اردو کے ممتاز دانشوروں کے مضامین کو کتابی شکل میں شائع کرنا، اردو زبان و ادب کے فروغ کے لیے اکادمی اردو میڈیم اسکولوں کے طلبہ کو وظائف، مفت کوچنگ سینٹر اور کتابی گرانٹ فراہم کرنے، ادبی اور نایاب کتابوں کی دوبارہ اشاعت، کتاب میلے، مشاعرے، ڈرامے سیمینار، ورکشاپ اور لسانی کلاسز کے انعقاد کو ترجیح دیتی ہے۔

مغربی بنگال اردو اکادمی کی اسکیموں میں بنگالی زبان اور ادب کے کلاسیکی کاموں کو اردو میں ترجمہ کرنا، وظیفہ، مفت کوچنگ، اردو میڈیم کے طلبہ کو مفت کتابیں، نایاب کتابوں کی دوبارہ اشاعت، بک فیئر، ءروح ادب، سہ ماہی جریدہ کی اشاعت، مسودات کی طباعت پر مالی امداد، مرحوم اردو شخصیات کی اردو خدمات کے اعتراف میں مونو گراف کی اشاعت، آزادی کے بعد بنگال میں اردو نثر پر کتابیں لکھوانا، بنگلہ ادب سے اردو میں ترجمہ، بنگلہ کلاسیکی ادبیات اور دیگر بنگلہ کارناموں کا ترجمہ، قومی اور ریاستی سطح پر اوارڈ

مطبوعہ کتابوں پر انعامات قومی اور ریاستی سطح پر، اردو لائبریریوں کو کتابوں کی شکل میں گرانٹ، اردو لائبریریوں کے لیے اردو کتابوں کی خریداری جس کے تحت مغربی بنگال کے ان مصنفین سے اردو کتابیں خریدتی ہے جن کی کتابیں مغربی بنگال یا بیرونی ریاست میں شائع ہوئی ہیں، بک گرانٹ اردو پڑھنے والوں کو جو ۵۶ فیصد سے پاس ہوتے ہیں، کتابوں کی خریداری کے لیے پانچ ہزار روپے امداد، وظائف کے تحت درجہ چھ سے ایم اے تک اردو والوں کو وظائف، فری کوچنگ سینٹر ہر ضلع میں اردو انگریزی اور سائنس کی تعلیم کا انتظام، اردو لینگویج کورس کے تحت غیر اردو داں کے لئے قومی کونسل کے اشتراک سے ایک سالہ کورس کا انعقاد، ڈیجیٹل لائبریری اور ایک سالہ ڈپلومہ ان بنگالی زبان میں کورس شامل ہیں۔ (۶۵)

ہریانہ اردو اکیڈمی

ہریانہ اردو اکیڈمی 22 دسمبر 1985ء کو ہریانہ میں اردو زبان و ادب کے فروغ اور ترقی کے واحد مقصد کے ساتھ وجود میں آئی۔ اکادمی نے اردو زبان کو مقبول بنانے کے لیے اختراعی اور اہم اسکیمیں متعارف کروا کر قومی سطح پر ایک مقام حاصل کیا ہے۔

ہریانہ اردو اکادمی کے بنیادی مقاصد میں ہریانہ میں اردو زبان کی ترویج و اشاعت، اردو سیکھنے کے خواہش مندوں کے لیے ریاست میں اردو مراکز کھولنا، ہریانہ میں لوک ادب کو فروغ دینا، اردو ادیبوں کی ادبی خدمات کو شائع کرنا اور ان سے واقف کرانا، معمر ادبی شخصیات کو مالی امداد فراہم کرنا، ہریانوی مصنفین کی کتابوں کی اشاعت کے لیے مالی امداد فراہم کرنا، اردو تقریبات کے انعقاد کے لیے ہریانہ کی ادبی سوسائٹیوں اور اداروں کی مدد کرنا، اردو کی ترویج و اشاعت کے لیے مشاعرے، سیمینار، ورکشاپس اور کانفرنس کا انعقاد، ہریانہ اور اس کے باہر کے اردو مصنفین کی ان کی خدمات کے اعترافات میں انعامات، ہریانہ کے مصنفین کے لکھے ہوئے اردو ادب کے مخطوطات اور کتابوں کو شائع کرنا، اردو اور ہریانہ کے ثقافتی روابط کو فروغ دینا، اردو ادب کی کتابوں اور مسودوں کی اشاعت، کتابوں کی اشاعت کے لیے مالی امداد، مطبوعات اور شائع شدہ کتابوں پر انعامات و اعزازات کے تحت سب سے اونچا قومی

سطح کا حالی انعام جس کی کل رقم ایک لاکھ روپے ہے۔ منشی گمانی لال اوارڈ صوبائی انعام 23 ہزار روپے کا، کنور مہندر سنگھ بیدی اوارڈ 21 ہزار روپے کا، سریندر پنڈت سوز اوارڈ صوبائی سطح کا ۲۱۰۰۰ ہزار روپیہ، کمپیوٹر سینٹر این سی پی یو ایل کے اشتراک سے ایک سالہ کمپیوٹر ان ڈپلوما اپلیکیشن کمپیوٹر کورس کے ذریعہ اردو سکھانا، ڈپلوما ان اردو ایک سالہ این سی پی یو ایل کے تعاون سے فاصلاتی کورس اور اس کے تحت مفت کتابوں کی فراہمی، ادبی تقریبات کالجوں میں منعقد کرنا، کتابوں اور رسائل کی اشاعت کے تحت دوسرائی رسالے 'جامنائٹ اور اردو دیش' شامل ہیں۔ (۶۶)

اڈیشہ اردو اکیڈمی، بھونیشور

اڈیشہ اردو اکیڈمی بھونیشور اردو ادب یا اردو زبان کی ترقی، تبلیغ اور آبادی کے لیے محکمہ سیاحت اور ثقافت کے انتظامی کنٹرول کے تحت ۷ فروری 1987ء کو قائم کیا گیا ایک اعلیٰ ادارہ ہے۔ یہ ۸۷-۱۹۸۶ء کے دوران سوسائٹی کے طور پر رجسٹرڈ ایک خود مختار ادارہ ہے۔ اکیڈمی گورنمنٹ رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت سوسائٹی ہوگی۔

اکادمی کے اہم مقاصد میں خطوط اور ادبی انجمنوں، یونیورسٹیوں اور ثقافتی تنظیموں کے درمیان تعاون کو فروغ دینا، اردو ادب کی ترقی سے متعلق نمائندہ انجمنوں کے قیام اور ترقی کی حوصلہ افزائی کرنا، مختلف ہندوستانی اور غیر ملکی زبانوں سے اردو اور اردو سے اڑیا اور اس کے برعکس ادبی کاموں کی حوصلہ افزائی کرنا یا ترتیب دینا، اردو زبان میں کتابیات، لغت، دولسانی یا کثیر لسانی انسائیکلو پیڈیا، بنیادی ذخیرہ الفاظ وغیرہ سمیت ادبی کاموں کی اشاعت میں انجمنوں اور افراد کی مدد کرنا، ادبی جرائد کے جائزے اور اشاعت، اردو کی فہرستیں شائع کرنا، ادبی کانفرنسوں، سیمیناروں اور نمائشوں کا انعقاد کرنا، انعامات اور امتیازات سے نوازا، اور انفرادی مصنفین کو نمایاں کاموں کے لیے تسلیم کرنا، اردو زبان و ادب میں ترقی و تحقیق کو فروغ دینا اور اس طرح کے ادب کے فروغ اور مطالعہ کی حوصلہ افزائی کرنا، اڈیشہ میں زیر استعمال اردو اور دیگر سب الخط کو بہتر اور ترقی دینا، دیوناگری رسم الخط میں اردو زبان میں منتخب کتابوں کی اشاعت

کی حوصلہ افزائی کرنا، ہندوستان میں دیگر ریاستوں اور بیرون ممالک کے ساتھ ثقافتی تبادلے کو فروغ دینا، اور خطوط کے میدان میں قومی اور بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ خط و کتابت اور تعلقات قائم کرنا، اردو میں ریاست کے کالج کی سائنسی یا نصابی کتاب کے مصنفین کی حوصلہ افزائی کرنا، لوک گیتوں اور لوک کہانیوں کو اکٹھا کرنا، مرتب کرنا اور شائع کرنا، اردو میں شاندار کتابیں شائع کرنا، گرانٹس اوقاف اور دیگر عطیات حاصل کرنے کے لیے اور اکادمی کے مقاصد اور سرگرمیوں کو آگے بڑھانے کے لیے ہر قسم کی ملکیت کے لیے زمین خریدنا، برقرار رکھنے کے لیے رہن فروخت کرنا بصورت دیگر اس کا تصرف کرنا اور اس طرح کے دیگر اعمال اور کام کرنا چاہیے جو مذکورہ بالا اختیارات کے مطابق ہوں یا نہیں جیسا کہ اس کے مقاصد کو آگے بڑھانے کے لیے درکار ہو شامل ہیں۔

اڈیشہ اردو اکیڈمی کی اسکیموں میں سہ ماہی رسالہ 'فروغ ادب' کی اشاعت، آل انڈیا مشاعرہ، شام غزل، سہ روزہ تربیتی پروگرام برائے اردو اساتذہ، اردو لائبریری، انعامات میں رشی کانت راہی اوارڈ ایک لاکھ روپے، امجدنجی اوارڈ دو لاکھ روپے، کرامت علی کرامت ایوارڈ تین لاکھ روپے، ڈاکٹر سیف اللہ آڈیٹوریم، قومی سیمینار، وظیفہ برائے طلبہ و طالبات، اڈیشہ کے مجاہدین آزادی پر کتابیں، قومی سطحی صوفی قوالی، آل انڈیا مضمون نگاری کا مقابلہ، اردو لرننگ سینٹر کے تحت ہر ضلع میں آسان اردو کورس اور اردو اڑیا ڈکشنری شامل ہیں۔ (۶۷)

پنجاب اردو اکادمی شہر مالیر کوٹلہ

پنجاب اردو اکیڈمی اردو کے متعدد پر عزم دانشوروں، شاعروں، افسانہ نگاروں، طلباء اور محققین کی اندھک محنت کا ثمر ہے، یہ سب متحد ہو کر اور مستقل مزاجی سے پنجاب اردو اکیڈمی کے عملی خطوط پر قیام کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اس معاملے میں اکیڈمی کا مطالبہ پورے پنجاب کی امنگوں کی امانت و علامت ہے۔ پنجابیوں کے جوش و خروش اور معاشرے کے ایک وسیع تر طبقے کی اردو اکادمی کے مطالبے کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے آخر کار سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۹ء کے تحت ۲۰ ستمبر ۲۰۰۵ء کو

طویل عرصے سے پرانی اکیڈمی کو قائم کیا۔ اس سے ریاست میں اردو کی ترقی کے نئے امکانات کھل گئے۔ عوام کی امنگوں کا احترام کرتے ہوئے عزت مآب نائب وزیر اعلیٰ مسٹر راجندر کور بھٹل نے ۲۰۰۶ء میں باضابطہ طور پر سنگ بنیاد رکھا اور ادبی ثقافت کے نخلستان مالیر کو ٹلہ کو عظیم مقصد کے لیے شہر کے طور پر چنا گیا۔ بلاشبہ اکیڈمی کی عمارت پر کام کا آغاز بے مثال ہے۔

پنجاب اردو اکیڈمی کے مقاصد میں ریاست میں اردو زبان کو فروغ دینے کے لیے سوسائٹی کی تشکیل کے مقاصد میں ریاست میں اردو زبان اور اس کے ادب کی ترویج، مطالعہ اور فروغ کی حوصلہ افزائی کرنا، تحقیق اور تخلیق ادب کی حوصلہ افزائی کرنا، معیاری کتاب و جرائد کی اشاعت کا بیڑا اٹھانا۔ گروپ ڈسکشنز، اسٹڈی سرکلز، سیمینارز کا، نفرنس اور سیمپوزیم وغیرہ کا اہتمام کرنا۔ معیاری کاموں کا دوسری زبانوں سے اردو (فارسی رسم الخط) میں ترجمہ اور اس کے برعکس ترجمہ کرنے اور اس کی حوصلہ افزائی کرنا۔

اپنے اپنے شعبے میں قابل ستائش کام کرنے والے اردو ادیبوں کو فیلوشپ دینا۔

سخت حالات میں ان کے زیر کفالت مصنفین کو مالی مدد فراہم کرنا۔

اردو ادب کی پیداوار اور فروخت کو فروغ دینا۔

اعلیٰ شہرت کی حامل اردو ادب کو عزت دینا۔

اردو زبان و ادب کی تعلیم کے لیے اردو کلاسز کا انعقاد

اردو خط و کتابت کا کورس شروع کرنا۔

اردو کے بقایا لیکن ضرورت مند ادیبوں کو پینشن دینا۔

اردو کے ادیبوں کو ان کی تخلیقات کی اردو میں اشاعت کے لیے مالی امداد فراہم کرنا۔

بہترین ادبی کاموں اور بہترین مطبوعات کے لیے انعامات سے نوازا نا۔

سال کا بہترین ادب مرتب کرنا

ریاست میں ایک مرکزی اردو لائبریری کا آغاز اور اسے چلانے کے لیے ایسی کمیٹیاں یا ایسے اسٹڈی گروپس یا ورکنگ گروپس تشکیل دینا جیسا کہ اکیڈمی اپنے افعال کی انجام دہی کے لیے ضروری سمجھے۔ اکادمی کے مقاصد سے ملتے جلتے مقاصد رکھنے والے دوسرے اداروں کی رکنیت حاصل کرنا یا ان کے ساتھ اس طرح تعاون کرنا جو ان کے مشترکہ مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے سازگار ہو اور اس کے ممبران کو ان اداروں کی کمیٹی میں اس کے نمائندے کے طور پر کام کرنے کے لیے تعینات کرنا، اردو زبان و ادب کے مقصد کو آگے بڑھانے کے لیے اکادمی کے ذریعے ضروری سمجھے جانے والے دیگر افعال کو انجام دینا یا جیسا کہ ضروری ہو واقعاتی یا مندرجہ بالا تمام یا کسی ایک چیز کی تکمیل کے لیے ضروری ہو اور اردو کے فروغ کے لیے کسی اور سرگرمی کی حوصلہ افزائی کرنا یا انجام دینا۔

اکیڈمی کی اسکیموں میں لائبریری جسے ۲۰۱۴ء سے آج لائن کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، تحقیقی و تخلیقی ادب کو تقویت دینا، معیاری کتابوں اور رسالوں کی اشاعت، سیمینار، کانفرنس، نشست کا انعقاد، دیگر زبانوں کی بہترین تخلیقات کو اردو میں اور اردو کے نئے عمدہ فن پاروں کے دوسری زبانوں میں ترجمے اور متبادل رسم الخط کا اہتمام کرنا، رسالہ سہ ماہی کی اشاعت، سیمینار، کانفرنس، مشاعرے، ادبی تنظیموں شعراء و ادباء کو مالی تعاون، انعامات، نشر و اشاعت، تقاریب، اردو کوئز، بیت بازی، زندہ دلال، تمثیلی مشاعرہ، خوشخطی اور املا کے مقابلے، کل ہند مشاعرہ برائے خواتین، شام غزل، اخباری تراشے، اردو ٹیچر ٹریننگ ورکشاپس، اردو تربیتی مرکز اور اردو آڈیو ریم شامل ہیں۔ (۶۸)

تلنگانہ ریاستی اردو اکیڈمی، حیدرآباد

تلنگانہ ریاستی اردو اکیڈمی، حیدرآباد محکمہ اقلیتی بہبود کے تحت کام کرتی ہے جس کا قیام ۱۹۷۵ء کو عمل میں آیا۔ تلنگانہ اردو اکیڈمی کی اسکیموں اور مقاصد میں کتابوں کی اشاعت کے لیے جزوی مالی امداد، اردو لائبریریوں کی امداد، اردو اخبارات، میگزین، جرائد اور اخبار ایجنسی کو مالی امداد، اردو مصنفین اور صحافیوں کو شائع شدہ کتابوں پر انعامات، اکادمی کی ماہانہ میگزین ”قومی آواز“ کی اشاعت، انعامات کے

تحت مولانا ابوالکلام آزاد اور ڈو لاکھ 25 ہزار روپے، مخدوم اور ڈو لاکھ روپے، مجموعی ادبی خدمات اور ڈو کے تحت مختلف شعبوں میں ۷۰ انعامات حضرت امجد حیدر آبادی اور ڈو برائے شاعری، سعید شاہدی اور ڈو برائے شاعری، آغا حیدر حسن اور ڈو برائے نثر، ڈاکٹر محی الدین قادری زور اور ڈو برائے تنقید و تحقیق، پروفیسر حبیب الرحمن اور ڈو برائے تعلیم و تربیت، سری نواس لاہوتی اور ڈو برائے فروغ اردو، محبوب حسین جگر اور ڈو برائے صحافت سبھی ساتوں انعامات پچاس ہزار روپے کے ہیں، بہترین اردو استاد اور ڈو، بہترین اردو طالب علم اور ڈو، اردو اشاعت اور ڈو، تلنگانہ گریجویٹ کورسز کی چار اردو نصابی کتابوں کی اشاعت کے تحت 'مطلع ادب' (اول۔ دوم)، 'ذوق ادب' (اول۔ دوم) کی اشاعت، آن لائن مختصر مدتی اردو بنیادی کورس اردو سیکھیں وغیرہ شامل ہیں۔

تلنگانہ ریاستی اردو اکیڈمی ۱۹۷۷ء میں قائم کی گئی ہے اور ہر دور میں اردو کے وسائل و مسائل کے لحاظ سے کام کرتی رہی ہے۔ زیادہ تر کام تصنیف و تالیف اور تعلیمی اداروں کی اعانت، شعرا و ادبا کے مسودوں پر امداد آج بھی جاری ہے۔ تلنگانہ ریاستی اردو اکیڈمی کی اسکیموں میں مولانا آزاد ایوارڈ، مخدوم ایوارڈ، کارنامہ حیات ایوارڈ، بیسٹ اردو طالب علم اور ڈو، بیسٹ اردو ٹیچر اور ڈو، اردو کے مسودوں پر امداد، اردو کی مطبوعات پر انعامات، اردو کے چھوٹے اخبارات کو اشتہارات، چھوٹے اخبارات کو سالانہ گرانٹ، اردو کیلنڈر ڈائری اور بروچرس کی اشاعت، اردو قلم کاروں و صحافیوں کی مالی اعانت، جشن تلنگانہ تقاریب، اردو اکیڈمی کے جزوقتی بک اسٹالز، کتب میلے اور کل ہند صنعتی نمائش میں اسٹال کا قیام، اردو اکیڈمی کے زیر اہتمام مشاعرے، سمینار، تہذیبی اور ثقافتی پروگرام، سرکاری اردو مدارس کو انفراسٹرکچر کے لیے مالی اعانت، اردو میڈیم کی نصابی کتابوں کی اشاعت، اردو گھر و شادی خانوں کی تعمیر، اردو رسائل و جرائد کی مالی اعانت، گرمائی تعطیلات میں اردو پڑھانے کے لیے مالی امداد، اردو الیکٹرانک میڈیا جرنلسٹ کی مالی امداد، قومی اردو اخبارات کی مالی مدد، اردو کتب خانوں کو کتابوں کی فراہمی، دسویں جماعت کے اردو اساتذہ کی تربیت کا آن لائن پروگرام، اردو مصنفین کی ڈائریکٹری، ڈاکٹر بی آر امبیڈکر اوپن

یونیورسٹی کے اشتراک سے اردو انگلش ٹرانسلیشن اور اردو کیلگریافی اور عثمانیہ یونیورسٹی کے تعاون سے اردو سٹیمپلیٹ کورس مختصر مدتی اردو کورس، اردو قومی ویبینار، ویب سائٹ، مختصر مدتی عروض دانی کورس، کارواں اور اضلاع کا دورہ، روشن ستارے کی اشاعت، ڈگری نصاب، معاشیات، سیاسیات، تاریخ، مانو کے اشتراک سے اردو اساتذہ کی تربیت، اردو تحقیق پر سیمینار، اردو جاب میلہ، ڈگری کالج اسٹاف کے لیے آن لائن تربیت، جونیئر کالج اسٹاف کے لیے تربیت شامل ہیں۔ (۶۹)، (۷۰)

جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویج

جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویج ایک ایسی سوسائٹی ہے جو جموں و کشمیر کی حکومت کے ساتھ ایک ثقافتی تنظیم کے طور پر رجسٹرڈ ہے جو جموں اور کشمیر میں علاقائی زبان و فنون اور ثقافت کے فروغ کے لیے ہے۔ اکیڈمی کی بنیاد ۱۹۵۸ء میں جموں و کشمیر کی حکومت نے جموں و کشمیر کے آئین کی دفعہ ۱۴۶ کی مشروط فراہمی کے ذریعے رکھی تھی۔ اسے ۲۰۱۹ء تک ایک خود مختار کارپوریٹ ادارہ سمجھا جاتا تھا جب جموں و کشمیر ریاست کو جموں و کشمیر اور لداخ کو مرکز کے زیر انتظام علاقہ کے طور پر دوبارہ منظم کیا گیا تھا۔ ۲۰۲۱ء میں جموں و کشمیر کی حکومت نے اکیڈمی کو سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ء کے تحت ایک رجسٹرڈ سوسائٹی میں تبدیل کر دیا۔ اس فیصلے کا مقصد ادارے کو ۲۰۱۹ء کے بعد ایک آزاد ادارے کے طور پر کام کرنے کی زیادہ سے زیادہ آزادی دینا تھا۔ سوسائٹی کے سرکاری مقاصد میں فنون و ثقافت میں تعاون، ترجمہ اور ثقافتی تبادلے کو فروغ دینا شامل ہے۔ انسائیکلو پیڈیا سمیت فنون و ثقافت اور متعلقہ مضامین پر تحریر شائع کرنا اور تقریبات اور ایوارڈ کو فروغ دینا۔

اکیڈمی کا دائرہ اختیار پورے جموں و کشمیر پر محیط ہے۔ یہ جموں و کشمیر اور مرکزی اور دیگر ریاستی اکیڈمیوں کے درمیان بات چیت اور تعاون کے معاملات میں مرکزی ایجنسی ہے۔ اکادمی کے دائرہ میں زبان و ادب، موسیقی، رقص اور دیگر پر فارمنس، آرٹس بشمول تھیٹر، بصری، تخلیقی اور فنون لطیفہ آتے ہیں۔ اکیڈمی کے تحت درجہ ذیل زبان آتی ہیں۔ ہندی، ڈوگری، گوجری، پنجابی، اردو، کشمیری، پہاڑی، انگریزی

اور شنا۔

جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویج میں قائم کی گئی اس اکیڈمی کی ۱۰ سب کمیٹیاں ہیں جس میں سے ایک کمیٹی اردو سب کمیٹی ہے جموں اور کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویج کے مقاصد اور اسکیموں میں ضلع، علاقائی اور دوسری سطح پر اکادمی کے مقاصد کو آگے بڑھانے والی تنظیموں کی سرگرمیوں کے درمیان میل پیدا کرنا، اردو رسالہ کی اشاعت، دوسرے اردو قلم کاروں، مصوروں، ادبی و تہذیبی اور ثقافتی تنظیموں کے درمیان اشتراک کو بڑھانا، ادب کی اشاعت کرنا اور کتاب شائع کرنے میں مدد دینا، ریاست کی مختلف زبانوں میں لکھے گئے فن اور ادبی کارناموں کو دوسری زبانوں میں منتقل کرنے کی حوصلہ افزائی کرنا اور اس طرح ہندوستانی زبانوں اور غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ کروانا، انعامات و اعزازات، مالی امداد، الاؤنس اور دیگر مالی مدد منظور کرنا، ادیبوں اور مصوروں وغیرہ کی خدمات کا اعتراف، مطالع اور تحقیق کو بڑھاوا دینا، فیلوشپ، وظائف دینا، زبان و ادب کو بڑھاوا دینے کے لیے تحقیق اور تفتیش کے لیے لائبریریاں، رسالوں میں ”ہمارا ادب“، ”شیرازہ“، ”ثقافت“ کی اشاعت، اردو کشمیری فرہنگ، اردو کی اہم کتابوں کو دوسری مقامی زبانوں میں ترجمہ، دوسری زبانوں کی کتابوں کو بھی اردو میں منتقل کرنا، فن خطاطی و خوش نویسی، اردو ٹائپنگ اور مختصر نویسی کو بڑھاوا دینا، انسٹیٹیوٹ آف میوزک اینڈ فائن آرٹس کے تحت پروگرام، مشاعرے، سیمینار اور دوسری سرگرمیاں منعقد کرنا شامل ہیں۔ (۷۱)

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

اس ادارہ کا قیام وزارت ترقی انسانی وسائل کے محکمہ اعلیٰ تعلیم کے ماتحت عمل میں آیا۔ اردو زبان و ادب کی ترقی کی خاطر یکم اپریل 1996ء سے اس ادارہ نے کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جس نے پورے ملک میں اردو زبان و ادب کی ترقی کے لیے تدریسی مراکز کھولا ہے۔ جہاں اردو داں اور غیر اردو داں طبقہ بآسانی سرٹیفیکیٹ یا ڈپلومہ کی ڈگری کا کورس کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کمپیوٹر کی تعلیم اردو زبان میں دی جاتی ہے اور اس کے سینٹر بھی ملک کے مختلف حصوں میں کھولے گئے ہیں۔ اس کے

علاوہ اردو ڈیجیٹل لائبریری، اردو آن لائن کورس اور اردو آن لائن آڈیو لائبریری کا اہتمام کیا گیا۔ تاکہ لوگ چلتے پھرتے اس سے استفادہ کر سکیں۔ یہ ادارہ ملکی اور غیر ملکی سطح پر اردو زبان و ادب کے فروغ میں عمل پیرا ہے۔ اس کونسل کے مندرجہ ذیل مقاصد ہیں:

- ÷ ”اردو زبان کو فروغ دینا اور اس کی ترویج و توسیع کے لیے فضا ہموار کرنا۔
- ÷ ایسے اقدام کرنا جن سے اردو زبان میں سائنسی اور ٹیکنالوجیکل ترقیات کے علوم کی توسیع ہو اور ایسے اعمال و افکار کو بڑھاوا ملے جو اردو زبان کو جدید علوم سے ہم آہنگ کر سکیں۔
- ÷ حکومت ہند کو اردو زبان و تعلیم سے متعلق معاملات کے بارے میں صلاح و مشورہ دینا۔
- ÷ اردو زبان کے فروغ کے لیے مزید ایسے اقدام کرنا جتنی کونسل موزوں خیال کرے۔“

مندرجہ بالا مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے (ncpul.website) اس کاؤنسل نے اردو کی ترقیات میں اہم اقدام اٹھائے۔ مثلاً تقریباً قیام سے لے کر اب تک اس ادارہ نے گیارہ سو اردو کتابوں کی طباعت و اشاعت کی ہے اور ان کتابوں کو ملکی و غیر ملکی سطح پر فروخت کا اہتمام بھی کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے زبان کے فروغ میں بہت مدد ملے گی۔ اس کے علاوہ مختلف موضوعات کے تحت آن لائن لائبریری کھولی گئی تاکہ لوگ اپنی دلچسپی کے مطابق اس لائبریری سے فائدہ حاصل کر سکیں اور ملک کے دور دراز علاقوں تک اردو زبان کی تدریس کے مراکز کھولے ہیں تاکہ خواہش مند حضرات اردو زبان کو بہ آسانی سیکھ سکیں۔ ظاہر ہے کہ اس ادارے کی اہمیت و افادیت سے انکار ناممکن ہے۔ (۷۲)

جموں و کشمیر اکادمی، تامل ناڈو اردو اکادمی، اتر پردیش اردو اکادمی، ویسٹ بنگال اردو اکادمی، تلنگانہ اردو اکادمی اور چھتیس گڑھ اردو اکادمی، اس کے علاوہ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان (N.C.P.U.L) جس کا قیام وزارت ترقی انسانی وسائل، محکمہ اعلیٰ تعلیم کے ماتحت مرکزی حکومت کی ایماء عمل میں آیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے ادارے ہیں جو اردو زبان و ادب کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ مثلاً انجمن ترقی اردو (ہند)، غالب اکادمی، غالب انسٹی ٹیوٹ وغیرہ۔

اتر پردیش اردو اکادمی کے طرز پر ملک میں قائم دیگر اردو اکادمیوں کے مقاصد اور ان کی تقریباً کچھ حد تک یکساں ہیں۔ اتر پردیش اردو اکادمی کا صدر دفتر گومتی نگر لکھنؤ میں ہے۔ اس کے علاوہ اس کی کوئی شاخیں نہیں ہیں جبکہ مغربی بنگال اردو اکادمی کی آسنسول اور اسلام پور میں شاخیں ہیں۔ مغربی بنگال اردو اکادمی ملک کی پہلی اکادمی ہے جس کی اپنی گشتی لائبریری ہے۔ اس طرح کا پروگرام اتر پردیش اردو اکادمی نے بھی بنایا تھا مگر اب تک کسی وجہ سے اس کو عملی جامہ پہنایا نہیں جاسکا۔ اتر پردیش اردو اکادمی نے تقریباً ۵۳ سے زائد کتابوں کی طباعت کر چکی ہے مگر مطبوعات کی تعداد کے سلسلے میں اتر پردیش اردو اکادمی قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو سے پیچھے ہے جس نے اب تک کل تقریباً ۱۱۰۰ اردو کتابوں کی طباعت و اشاعت کی ہے البتہ کتابوں کی طباعت میں اتر پردیش اردو اکادمی ملک کی دیگر اردو اکادمیوں سے ممتاز ہے۔ اتر پردیش اردو اکادمی کے انعامات کل ہند سطح اور صوبائی سطح کے ہوتے ہیں اسی طرح دیگر اکادمیوں کے انعامات بھی کل ہند اور صوبائی سطح کے ہوتے ہیں۔ کچھ اردو اکادمیاں اپنی مالی امداد سے شائع شدہ کتابوں کو انعامات کے لیے داخل کرنے کے لیے اہل نہیں مانتی ہیں جبکہ اتر پردیش اردو اکادمی ایسی کتابوں پر بھی انعامات سے نوازتی ہے۔ ملک میں کئی صوبوں کی اردو اکادمیاں موجود ہیں لیکن ایک دو کو چھوڑ کر ان کا دامن اتنا وسیع نہیں ہے اور وہ صرف اپنی صوبوں تک ہی موجود ہیں۔ یہ اکادمیاں کتابوں کی اشاعت کے لیے مالی امداد بھی اپنے صوبے والوں کو ہی دیتی ہیں اور اوڑ بھی وہیں کے لوگ کے لیے مختص ہیں۔ اس کے برعکس یوپی اردو اکیڈمی پورے ملک کو دیتی ہے اور ان ادیبوں کی کتابوں کو انعام سے بھی نوازتی ہے۔

اتر پردیش اردو اکادمی کا دائرہ کار ملک کی دیگر اردو اکادمیوں سے وسیع تر ہے۔ اردو اکادمیوں میں موجودہ وقت میں سب سے زیادہ فعال اور متحرک اردو اکادمی دہلی اور قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو ہیں جس کے بعد اتر پردیش اردو اکادمی کو رکھا جاسکتا ہے۔ اتر پردیش اردو اکادمی کی اسکیمات میں سے ایک اسکیم دیگر زبانوں کی کتابوں کا اردو ترجمہ کرنا تھا جس پر اکادمی سرگرم عمل نہیں ہے مگر دوسری

اکادمیاں جیسے قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، جموں و کشمیر اکادمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، اڈیشہ اردو اکادمی، مغربی بنگال اردو اکادمی، گجرات اردو اکیڈمی، ہریانہ اردو اکیڈمی اور پنجاب اردو اکادمی دیگر زبانوں کی بہترین تخلیقات کو اردو میں اور اردو کے عمدہ فن پاروں کی دوسری مقامی زبانوں میں ترجمہ کرنے کا کام کر رہی ہیں۔ چھتیس گڑھ اردو اکادمی، اڈیشا اردو اکادمی، کرناٹک اردو اکیڈمی اور پنجاب اردو اکیڈمی اردو سائنس کی ٹریننگ کا اہتمام کرتی ہیں۔ دیگر اکادمیوں کی طرح اتر پردیش اردو اکادمی اس اسکیم میں پیچھے رہ گئی ہے۔ ملک میں کل ہند انعامات میں سب سے زیادہ رقم (۱۱ لاکھ) دینے والی دہلی اردو اکادمی ہے اس کے بعد اتر پردیش اردو اکادمی پانچ لاکھ روپے کا انعام دیتی ہے۔ اتر پردیش اردو اکادمی اپنے رسالے ۲۰۲۳ء سے اپنی ویب سائٹ پر آن لائن اپلوڈ کر رہی ہے مگر کتابیں نہیں جبکہ دیگر کچھ اکادمیاں اپنے رسائل کے ساتھ اپنی کتابوں کو بھی اپنی ویب سائٹ پر دیکھنے اور خریدنے کے لیے اپلوڈ کرتی ہیں۔

بہر حال ملک کی اردو اکادمیوں کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ زیادہ تر اکادمیوں نے اتر پردیش اردو اکادمی کی بہت سی اسکیموں کو ہو بہو اپنے یہاں جاری و ساری رکھا ہے۔ اس سے اتر پردیش اردو اکادمی کی کارکردگی، کامیابی اور اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اور سبھی اکادمیاں کسی نہ کسی طرح اردو کی بقاء، فروغ اور ترویج و ترقی میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ دہلی اردو اکادمی جو اتر پردیش اردو اکادمی کے قیام کے ۹ سال بعد قائم ہوئی اتر پردیش اردو اکادمی سے زیادہ فعال اور متحرک نظر آتی ہے۔ سب سے زیادہ فعال اور متحرک اور شب و روز اردو زبان و ادب کے فروغ میں سرگرم عمل رہنے والی اردو اکادمیوں میں سرفہرست اردو اکادمی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، اتر پردیش اردو اکادمی، تلنگانہ اردو اکیڈمی اور مغربی بنگال اردو اکیڈمی بہت اہم ہیں۔ باقی اکادمیاں اب بھی وقت اور ضرورت کے مطابق اردو زبان کی خدمات انجام دے رہی ہیں مگر کچھ وجوہات کی بنا پر خواہ پیسے کی قلت ہو یا حکومت کی عدم توجہی یا کسی اور وجہ سے اتنی متحرک نظر نہیں آتی جتنا کہ مذکورہ بالا چند اکادمیوں کا ذکر کیا

گیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اکادمیاں اگر فعال اور متحرک نہ ہوتیں تو آج اردو زبان و ادب کی صورت ہی کچھ اور ہوتی۔ ان اکادمیوں کی خدمات لائق تحسین ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بقیہ صوبوں کی اکادمیاں اپنے حلقہ میں اردو زبان و ادب کی ترقی میں سرگرم عمل ہیں۔ ان سبھی اکادمیوں میں اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ کا دائرہ کار وسیع ہے۔ اس لیے اس اکادمی کو مرکزیت حاصل ہے۔ بقیہ اکادمیاں اس کی رہنمائی میں اپنے کام بخوبی انجام دے رہی ہیں اور اس طرح اردو زبان و ادب کا فروغ ہوتا رہے گا۔

حوالہ جات

- ۱۔ انٹرویو احسن قدوائی از اتر پردیش اردو اکادمی ۱۵ جنوری ۲۰۲۲ء
- ۲۔ ’خبرنامہ‘ جولائی ۱۹۸۱ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص-۶
- ۳۔ ’خبرنامہ‘ مئی۔ جون ۲۰۲۲ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص-۷
- ۴۔ ’خبرنامہ‘ مارچ ۲۰۱۸ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص-۲
- ۵۔ ’خبرنامہ‘ فروری اپریل ۲۰۰۳ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص-۶-۸
- ۶۔ upurduakademi.org
- ۷۔ انٹرویو احسن قدوائی از اتر پردیش اردو اکادمی ۱۵ جنوری ۲۰۲۲ء
- ۸۔ ’خبرنامہ‘ متعدد ماہ و سال از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
- ۹۔ ’خبرنامہ‘ مئی جون ۲۰۲۲ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
- ۱۰۔ ’خبرنامہ‘ متعدد ماہ و سال از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
- ۱۱۔ سکرٹری کی رپورٹ ۱۹۷۳ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ،
- ۱۲۔ ’’اکادمی‘‘ جولائی ۱۹۸۱ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص-۔
- ۱۳۔ ’’اکادمی‘‘ اکتوبر ۲۰۲۲ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص-۔
- ۱۴۔ ’’اکادمی‘‘ جولائی ۱۹۸۱ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص-۔
- ۱۵۔ upurduakademi.org
- ۱۶۔ ’’اکادمی‘‘ جولائی ۱۹۸۱ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ

- ۱۷۔ ”اکادمی“ متعدد ماہ و سال از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
- ۱۸۔ ”اکادمی“ متعدد ماہ و سال از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
- ۱۹۔ ”خبرنامہ“ مئی جون ۲۰۲۲ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص ۳
- ۲۰۔ ”باغیچہ“ جنوری ۲۰۱۹ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔ ادارہ
- ۲۱۔ ”خبرنامہ“ مارچ ۲۰۱۹ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص
- ۲۲۔ ”خبرنامہ“ جون ۲۰۲۲ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
- ۲۳۔ ”باغیچہ“ اکتوبر ۲۰۲۲ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔
- ۲۴۔ ”خبرنامہ“ اپریل مئی ۱۹۹۵ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔
- ۲۵۔ ”خبرنامہ“ جون ۲۰۱۶ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔ ادارہ
- ۲۶۔ ”خبرنامہ“ جنوری جون ۲۰۰۲ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص ۴۲
- ۲۷۔ ”خبرنامہ“ متعدد ماہ و سال از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔
- ۲۸۔ ”خبرنامہ“ اپریل ۱۹۷۹ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص۔
- ۲۹۔ ”خبرنامہ“ مارچ ۱۹۹۱ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص ۲۰
- ۳۰۔ ”خبرنامہ“ مارچ ستمبر ۱۹۹۷ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص ۱۳
- ۳۱۔ ”خبرنامہ“ فروری ۲۰۰۱ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص ۱۹
- ۳۲۔ ”خبرنامہ“ مارچ دسمبر ۱۹۹۷ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص ۱۱
- ۳۳۔ ”خبرنامہ“ مارچ دسمبر ۱۹۹۷ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص ۳۹
- ۳۴۔ ”خبرنامہ“ اگست دسمبر ۱۹۹۸ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص ۱۴
- ۳۵۔ ”خبرنامہ“ جنوری اپریل ۱۹۹۸ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص ۱۲
- ۳۶۔ ”خبرنامہ“ فروری جون ۲۰۰۱ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص ۱۳

- ۳۷۔ 'خبرنامہ' ستمبر اکتوبر ۲۰۰۰ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص-۲۳
- ۳۸۔ 'خبرنامہ' جولائی ۲۰۰۶ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص-۱۴
- ۳۹۔ 'خبرنامہ' اگست اکتوبر ۲۰۰۶ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص-۱۰
- ۴۰۔ 'خبرنامہ' جنوری ۲۰۱۹ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص-۲۹
- ۴۱۔ 'خبرنامہ' جنوری ۱۹۹۲ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص-۴۳
- ۴۲۔ 'خبرنامہ' مارچ دسمبر ۱۹۹۷ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص-۲۴
- ۴۳۔ 'خبرنامہ' مارچ اپریل ۱۹۸۶ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص-۴
- ۴۴۔ 'خبرنامہ' اپریل ۲۰۱۸ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص-۲۲
- ۴۵۔ 'خبرنامہ' اپریل ۲۰۱۸ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص-۲۲
- ۴۶۔ 'خبرنامہ' اگست ۱۹۹۸ء از اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ص-۲۳

انٹرنیٹ/ویب سائٹ

47. www.biharurduacademy.in
48. www.msusa.maharashtra.gov.in
49. www.urduacademy.karnataka.gov.in
50. www.mpurduacademy.org.in
51. www.rajurduacademy.org
52. www.urduacademydelhi.com
53. www.sahityaacademy.gujarat.gov.in
54. www.apsurduacademy.com
55. www.wbua.org
56. www.urduacademyharyana.org

57. www.culture.odisha.gov.in

58. www.pnjaburduacademy.com

59. www.urduacademyts.com

60. worldurdurnp.com

61. www.jkaacl.jk.gov.in

62. 17.www.urducouncil.nic.in

ماحصل

اتر پردیش اردو اکادمی مختلف طریقوں سے اردو زبان و ادب کی خدمت کر رہی ہے۔ مختصراً اتر پردیش اردو اکادمی نے اردو زبان و ادب کی ترویج و ترقی کے لیے علمی و ادبی کتابوں کی تصنیف و تالیف اور ان کی اشاعت، اردو مصنفین کے مسودات کی طباعت کا مہتمم بالشان کارنامہ انجام دیا ہے۔ اکادمی کے ذریعہ قدیم، نایاب، کمیاب نسخوں کی مائیکروفلم بنا کر اپنی مرکزی لائبریری میں محفوظ رکھ کر اردو ادب کو اگلی نسل تک پہنچانے کے ساتھ نایاب اور قیمتی کتابوں اور نسخوں کے عکسی ایڈیشن کی اشاعت، اور ان کی بار بار اشاعت اور کم سے کم قیمت پر اس کی فروخت اردو ادب کے لیے ایک اہم کارنامہ ہے۔ اردو طلبہ اور خاص طور سے اردو پڑھنے والے غیر مسلم طلبہ کو وظائف دے کر، اردو کے معمر مصنفین کو ماہانہ پنشن دے کر، اردو رسائل و جرائد اور کتابیں خریدنے کے لیے اردو لائبریریوں کو امداد دے کر، اردو مصنفین کو انعامات و اعزازات سے نواز کر اردو زبان و ادب کی وہ خدمت کی ہے جس کو اکادمی کے بعد قائم ہونے والی دوسری اردو اکادمیوں نے بھی اپنے یہاں شروع کیا ہے۔ یہ ملک کی سب سے پہلی اردو اکادمی ہے اس لئے اسے مدر اکادمی بھی کہا جاتا ہے۔

اکادمی کے تینوں رسائل 'خبرنامہ'، 'اکادمی' اور 'باغیچہ' کی اشاعت اردو کی خدمت کا بیحد اہم ذریعہ ہیں۔ وہیں دیگر پروگرام مشاعرے، سیمینار اور کانفرنسوں کے ذریعے بھی اکادمی اردو زبان و ادب کو زندہ رکھنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

اکادمی کے ذریعہ کیے گئے مذکورہ اقدامات کی بدولت اردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت کے لئے نہ صرف صوبہ اتر پردیش میں بلکہ پورے ملک میں اردو اکادمی اور دوسرے اردو ادارے قائم گئے۔ اکادمی نے لوگوں میں اردو سے دلچسپی پیدا کرنے، اردو سکھانے اور اردو کو روزی روٹی سے جوڑنے کی غرض سے اردو کتابت اسکول، اردو ٹائپنگ اسکول، اردو کوچنگ اسکول، اردو کمپیوٹر اسکول اور اردو میڈیا

سینٹر قائم کیا ہے جن کے ذریعہ اردو لکھنا پڑھنا، اردو کے ذریعہ کمپیوٹر اور اردو میڈیا سینٹر کے تحت اردو ڈرامہ اور اکادمی کے یوٹیوب چینل کے پروگرام 'آؤ اردو سیکھیں' کے ذریعہ بھی بنیادی اردو سکھائی جاتی ہے اور اب تک اس پروگرام کے ۱۴۲ اپیسوڈز نشر کئے جا چکے ہیں۔

اردو آئی۔ اے۔ ایس۔ اسٹڈی سینٹر میں اردو طلبہ کو اردو میں مفت میں آئی۔ اے۔ ایس۔ پی۔ سی۔ ایس کی تیاری کرائی جاتی ہے۔ ان سبھی اسکولوں میں اردو سیکھنے والے زیادہ تر غیر مسلم طلباء ہوتے ہیں۔ مسلم یا اردو جاننے والوں کی تعداد نہ کے برابر ہوتی ہے۔ اردو داں طبقہ ہی اکادمی کی تدریسی اسکیموں کا بھرپور فائدہ نہیں اٹھا رہے ہیں جس کی وجہ سے اور اسٹاف اور اساتذہ کی کمی کی وجہ سے اکادمی کی کئی اسکیمیں جیسے اردو ٹائپنگ اسکول اور اردو کتابت اسکول بند ہونے کے قریب ہیں۔ حکومت اتر پردیش کے ذریعہ اکادمی کی مجلس عام اور مجلس انتظامیہ کی وقت سے اور طویل مدت سے تشکیل نہ ہونے کی وجہ سے اور اکادمی میں اسٹاف کی کمی کی وجہ سے اس کی اسکیمیں متاثر، سست رفتاری اور تاخیر کا شکار ہیں۔ اسٹاف کی کمی اور مجلس انتظامیہ کی تشکیل نہ ہونے کی وجہ سے ماہنامہ 'خبرنامہ'، اکادمی اور 'باغیچہ' کی اشاعت میں تاخیر ہونے کے ساتھ بہت ساری اسکیمیں جیسے انعامات، امداد مصنفین، مسودہ پر مالی امداد وغیرہ بھی تاخیر اور سست رفتاری کا شکار ہیں۔ اکادمی کے موجودہ اسٹاف ایک ساتھ ایک سے زیادہ اسکیموں کے فرائض پورا کرنے میں دن رات محنت کرتے ہیں۔ اکادمی اپنے مقاصد میں مزید کامیاب اور تیز رفتار ہوتی اگر وقت سے کمیٹیوں کی تشکیل، اسٹاف کی تقرری اور اکادمی کی اسکیموں کے بارے میں مشہری ہو جاتی۔

ملک میں کئی صوبوں کی اردو اکیڈمیاں موجود ہیں لیکن ایک دو کو چھوڑ کر ان کا دامن اتنا وسیع نہیں ہے اور وہ صرف اپنے صوبوں تک ہی موجود ہیں۔ یہ اکادمیاں کتابوں کی اشاعت کے لیے مالی امداد بھی اپنے صوبے والوں کو ہی دیتی ہیں اور اوارڈ بھی وہیں کے لوگوں کے لیے مختص ہیں۔ اس کے برعکس یوپی اردو اکادمی پورے ملک کے لوگوں کو دیتی ہے اور ان ادیبوں کی کتابوں کو انعام سے بھی نوازتی ہے۔ یوپی اردو اکیڈمی کے ذریعہ اردو سکھانے کے لئے اردو سافٹ ویئر کے ساتھ کمپیوٹر سکھانے کی تربیتی کیمپ بھی

چلتے ہیں۔ اتر پردیش اردو اکادمی ملک میں قائم ہونے والی پہلی اردو اکادمی ہے۔ اردو ادب اور اردو چاہنے والوں اور اردو کے پرستاروں کو اس سے بہت فائدہ ہوا۔ اردو اکادمی ملک کے مختلف شہروں اور خاص کر چھوٹے شہروں میں قائم پرائیویٹ لائبریریوں کو سالانہ طور پر مالی امداد بھی دیتی ہے۔ اس کے علاوہ شائع ہونے والی اپنی ہر کتاب اور اپنے رسالے بھی ان لائبریریوں کو ضرور بھیجتی ہے۔

اتر پردیش اردو اکادمی کا قیام ۱۹۷۲ء کو ہوا تھا اس کا افتتاح اس وقت کے اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ کملہ پتی ترپاٹھی کے ہاتھوں عمل میں آیا تھا۔ بیگم حامدہ حبیب اللہ اکادمی کی پہلی صدر نامزد ہوئی تھیں۔ پنڈت آنند نارائن ملا اس کے چیئرمین اور صبا الدین عمر سیکرٹری کی حیثیت سے نامزد ہوئے تھے۔ اتر پردیش اردو اکادمی کے قیام کا مقصد اردو کی ترویج و ترقی تھا اور اس کی ترویج و ترقی اور شہرت و نامور میں چار چاند لگانے میں کئی حضرات نے کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔ ان لوگوں میں پنڈت آنند نارائن ملا کے علاوہ ڈاکٹر محمد حسن، ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی، پروفیسر محمود الہی، مفتی محمد رضا انصاری فرنگی محلی، بیگم حامدہ حبیب اللہ، رام لعل، عابد سہیل، پروفیسر احتشام حسین، پروفیسر نیر مسعود، پروفیسر انیس اشفاق، پروفیسر آل محمد سرور، ترنم عقیل، پروفیسر آصفہ زامانی، ڈاکٹر شیمہ رضوی، صباح الدین عمر، قاضی عدیل عباسی، مولانا عبد الماجد دریا آبادی، پروفیسر خورشید اسلام، پروفیسر ملک زادہ منظور احمد، علی جواد زیدی، شاہنواز قریشی، فرحت اللہ انصاری، امیر احمد صدیقی، سید خورشید احمد، شہنشاہ مرزا محسن خان، ڈاکٹر مخمور کا کوری، معاز اختر، ایس رضوان، احسن قدوائی سابق سپرنٹنڈنٹ اردو اکادمی اور ملک کی کئی دیگر اہم شخصیات کے نام شامل ہیں۔ اردو اکادمی کے پہلے سیکرٹری صباح الدین عمر تھے۔ اتر پردیش اردو اکادمی کو مدر اکادمی بھی کہا جاتا جاسکتا ہے کیونکہ ہندوستان کی باقی سبھی اکادمیوں کی تشکیل اس کے بعد ہی ہوئی ہے۔ اس اکادمی نے اب تک ہزاروں کتابوں یعنی مسودوں کو اشاعت کے لیے مالی امداد فراہم کی ہے اور ہزاروں لوگوں کو ان کی کتابوں اور ادبی خدمات کے طفیل میں انعامات و اعزازات سے نوازا ہے۔ ان سب کاموں کی تفصیل رسالہ ماہنامہ خبرنامہ میں شائع کی جاتی ہے۔ انعام یافتگان اور اکادمی سے مالی امداد

پانے والوں کے ناموں کی مکمل فہرست بھی اس میں پابندی سے شائع ہوتی ہے۔ برسوں پہلے 'خبرنامہ' بس خبرنامہ کی حد تک ہی محدود رہتا تھا لیکن اب اس میں کئی اہم مضامین کئی صفحات میں شائع کئے جاتے ہیں۔ افسانے، کہانیاں، مضامین، غزلیں، تبصرے وغیرہ سب سے یہ مزین رہتا ہے۔ پہلے اس میں آخری صفحات میں بچوں کے لیے بھی ایک خصوصی گوشہ شائع کیا جاتا تھا لیکن اب چونکہ کئی سال سے بچوں کے لیے 'باغیچہ' نام سے رسالہ کا اجرا کر دیا گیا ہے اور اس کو باقاعدگی سے شائع کیا جاتا ہے۔ اس لیے اب خبرنامہ سے گلشن اطفال کو نکال دیا گیا ہے۔ باغیچہ ایک بہت اچھا رسالہ ہے اور بہت اچھے آرٹ پیپر پر رنگین اوراق کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے۔ اس میں بچوں کی دلچسپی کے سبھی سامان موجود ہوتے ہیں۔ یہ رسالہ قومی اردو کونسل برائے فروغِ ردو زبان، دہلی کے رسالہ 'بچوں کی دنیا' اور اردو اکادمی دہلی کے رسالہ 'امنگ' کی طرح ہی خوبصورت ہے۔ سرورق کے آخری صفحات پر پیارے پیارے بچوں کی تصاویر، ان کے والد اور شہر کے نام کے ساتھ شائع کی جاتی ہیں۔ اردو اکادمی اپنے تینوں رسالوں میں شائع ہونے والے ہونے والی سبھی تخلیقات پر قلم کاروں کو معاوضہ بھی دیتی ہے پہلے یہ معاوضہ چیک کے ذریعہ ملتا تھا لیکن اب ان کے اکاؤنٹ میں براہ راست منتقل کیا جاتا ہے۔ اردو اکیڈمی کے کاموں کی ایک لمبی فہرست ہے جن کی تفصیل پچھلے چار ابواب میں درج ہے۔

اردو اکادمی کی کوششوں سے ۱۹۷۶ء میں ۴ ہزار اردو اساتذہ کی تقرری بھی عمل میں آچکی ہے۔ یہ ایک بڑا اور قابلِ قدر کام تھا۔ اس کے علاوہ ۱۹۷۶ء میں ہی ہندوستان کی دوسری اکادمیوں کی پہلی کانفرنس بھی منعقد ہوئی جس کی صدارت صدر جمہور ہند فخر الدین علی احمد نے کی تھی۔ اردو کو گھر گھر تک پہنچانے میں اردو اکادمی کی کئی اہم شخصیات نے بہت کام کیے۔

اردو اکیڈمی نے اب تک بہت سے قومی اور بین الاقوامی سیمینار، مشاعرے بھی منعقد کرائے ہیں اس طرح اس کی شہرت اور ناموری ملک کے علاوہ بیرون ملک میں بھی ہوئی ہے۔ اکادمی نے اردو کے کلاسیکل ادب پر بھی بہت توجہ خاص دی اور متعدد ایسی قیمتی کتابیں شائع کی ہیں جو نادر و نایاب بھی تھی اور

کمیاب بھی ہو گئی تھی اور ان کو محفوظ کرنا بہت ضروری تھا کیونکہ طالب علم ریسرچ تک اس کی رسائی نہیں ہو پاتی تھی۔ ان سب باتوں کو مد نظر رکھ کر ان کتابوں کے اشاعت کی گئی۔ کچھ کتابوں کو موجودہ ضرورت کے تحت اور نئی تکنیک و سہولیات میسر ہونے کی وجہ سے اب کمپیوٹر سے ٹائپ کرا کر شائع کیا گیا اور کچھ کو ان کا عکس لے کر ان کی اصلی حالت میں ہی زیور طبع سے آراستہ کیا گیا۔ خاص بات یہ ہے کہ ان کتابوں کی قیمت بہت ہی کم رکھی گئی تاکہ ان کو آسانی سے خریدا جاسکے۔ ان میں سے بیشتر کتابیں عام طور سے مختلف شہروں کے اسٹالوں پر بھی دستیاب ہوتی ہیں۔

پروفیسر محمود الہی کے دور میں اردو اکادمی نے محض ایک سال میں سب سے زیادہ کتابیں شائع کر کے ایک نیا ریکارڈ بنایا تھا۔ اس کے علاوہ وہ قلم کار جو اپنی عمر کے ۶۰ سال مکمل کر چکے ہیں اور ان کی مالی حالات اچھی نہیں ہے۔ ان کے لیے بھی اردو اکادمی نے پینشن اسکیم شروع کر رکھی ہے جس سے بہت سے لوگ مستفید ہوتے ہیں۔ اس کا طریقہ کار بہت آسان بنایا گیا ہے۔ جوڑ کے اور لڑکیاں پی ایچ ڈی کر رہے ہیں ان کے لیے بھی اکادمی نے اسکا لرشپ کی سہولت دے رکھی ہے۔ اس کے علاوہ چھوٹے کلاسوں کے بچوں کے لیے بھی وظیف مقرر کیے گئے ہیں۔ پہلے اردو اکادمی بہت سے ادیبوں اور شاعروں کی مطبوعات و کتابیں بھی خریدتی تھی اور اپنے سیل ڈپو سے بہت کم قیمت پر ان کو فروخت کرتی تھی۔ مقصد یہی تھا کہ اس طرح ادیب اور شاعروں کی کچھ مالی مدد ہو سکے۔ کتابوں کی فروخت کا یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ اکادمی شروعاتی دور میں سوا سو، ڈھائی سو اور ۵۰۰ روپے تک کی انعامات بھی دیتی تھی لیکن وقت کے ساتھ رقم کافی بڑھ چکی ہے۔ اب سب سے بڑا انعام پانچ لاکھ کا اور کئی انعام ایک لاکھ کے ہیں۔ اس علاوہ کتابوں پر 15 ہزار اور کم سے کم 10 ہزار کا انعام دیا جاتا ہے۔ انعام کے لیے کمیٹی کا انتخاب کیا گیا ہے جو ہر سال غور و خوض کے بعد انعام کے لیے انتخاب کرتی ہے۔ متعدد شہروں میں فیئر لگائے جاتے ہیں۔ ان میں بھی اتر پردیش اردو اکادمی کا اسٹال موجود رہتا ہے۔ اکادمی کی کتابوں کی ایک خاص بات یہ ہے کہ یہ بہت کم قیمت میں فروخت کی جاتی ہیں یعنی اپنی لاگت سے بھی کم قیمت پر اور یہ سب طلباء اور

اسکالر کی سہولت کے لیے کیا جاتا ہے بلکہ ان کو اس پُرڈسکاؤنٹ بھی دیا جاتا ہے۔ اردو اکادمی کی اپنی مطبوعات کے علاوہ اکادمی میں بھی ایک لائبریری قائم ہے جس میں ہزاروں کتابیں اور رسالے موجود ہیں کئی ایبوں نے اپنی ساری کتابیں اکادمی کو عطیہ کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد اطہر مسعود خان رام پور کے مطابق:-

”اکادمی نے اردو کی بقا اور فروغ کے لئے اب تک جو خدمات انجام دیں ہیں اس کا براہ راست یا بلواسطہ تعلق ادبیات اردو ہی سے رہا ہے۔“

اس طرح اردو اکادمی جس مقصد سے قائم کی گئی ہے اس میں کافی حد تک کامیاب رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اکادمی کے مشن کو جاری رکھے اور اس سے جڑے لوگوں کے اندر جوش و جذبہ برقرار رکھے۔ آمین

کتابیات

نمبر شمار مصنف	تصنیف	سن و مقام اشاعت
۱	ابواللیث صدیقی	۱۹۴۴ء، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
۲	انور سدید، ڈاکٹر	۲۰۲۴ء، عالمی میڈیا، دہلی
۳	محمد حسین آزاد	۱۸۸۰ء لاہور
۴	خلیل الرحمن اعظمی	۱۹۵۹ء، انجمن ترقی اردو ہند دہلی
۵	عرفان عباسی	۱۹۷۸ء، یوپی اردو اکادمی، لکھنؤ
۶	عرفان عباسی	۱۹۸۱ء، تنویر پبلیشر، لکھنؤ
۷	حیدری کاشمیری، ڈاکٹر	۱۹۸۱ء، نظامی پریس، لکھنؤ
۸	علی جواد زیدی	۱۹۸۳ء، یوپی اردو اکادمی، لکھنؤ
۹	مسعود حسن رضوی ادیب	۱۹۷۵ء، کتاب نگر، لکھنؤ
۱۰	عرفان عباسی	۲۰۱۰ء، لکھنؤ
۱۱	علی جواد زیدی	۲۰۰۳ء، لکھنؤ
۱۲	علی جواد زیدی	۱۹۸۵ء، یوپی اردو اکادمی، لکھنؤ
۱۳	عرفان عباسی	۱۹۹۱ء، لکھنؤ
۱۴	محمد وصی اللہ مظفر پور	۲۰۰۷ء، مظفر پور

حیات و خدمات

- ۱۵ خواجہ رضی حیدر مفتی محمد رضا انصاری فرنگی محلی۔ نومبر، ۱۹۹۲ء، سورتی اکیڈمی،
شخصیت اور خدمات کراچی
- ۱۶ عمار انیس نگرامی تذکرہ پروفیسر محمد یونس نگرامی ۲۰۰۱ء، لکھنؤ
- ۱۷ خلیق انجم کلیات آئندہ نرائن ملا ۲۰۱۰ء، دہلی
- ۱۸ سلیم احمد، ڈاکٹر رشحات۔ پروفیسر محمود الہی کی ادبی ۲۰۱۵ء، انڈیا
- قدسیہ بانو، ڈاکٹر کاوشیں
- ۱۹ گلزار احمد ڈار جموں و کشمیر کلچرل اردو اکادمی کی ۲۰۱۵ء، حیدرآباد
خدمات
- ۲۰ صفیہ بیگم کرناٹک اردو اکادمی کی خدمات ۲۰۱۴ء، نئی دہلی

رسائل:

- ۱ اتر پردیش اردو اکادمی ماہنامہ خبرنامہ جولائی ۱۹۷۲ء تا ۲۰۲۳ء، لکھنؤ
- ۲ اتر پردیش اردو اکادمی سہ ماہی اکادمی جولائی ۱۹۸۲ء تا ۲۰۲۳ء، لکھنؤ
- ۳ اتر پردیش اردو اکادمی ماہنامہ باغیچہ جنوری، ۲۰۱۹ء تا ۲۰۲۳ء، لکھنؤ
- ۴ اتر پردیش اردو اکادمی اتر پردیش اردو اکادمی کے دو سال ۱۹۷۴ء، لکھنؤ
- ۵ اتر پردیش اردو اکادمی سکریٹری کی رپورٹ (۱۹۷۲ء) جولائی ۱۹۷۲ء، لکھنؤ
- ۶ اتر پردیش اردو اکادمی سکریٹری کی رپورٹ (۱۹۷۳ء) ستمبر، ۱۹۷۳ء، لکھنؤ
- ۷ اتر پردیش اردو اکادمی خطبہ استقبالیہ اگست، ۱۹۹۴ء، لکھنؤ
- ۸ اتر پردیش اردو اکادمی اتر پردیش اردو اکادمی کے منصوبے ۲۰۲۳ء، لکھنؤ
- ۹ اتر پردیش اردو اکادمی اتر پردیش اردو اکادمی کی اسکیمیں ۲۰۲۳ء، لکھنؤ

۱۰ اتر پردیش اردو اکادمی اتر پردیش اردو اکادمی کا میمورنڈم دسمبر ۱۹۷۲ء، لکھنؤ

آف ایسوسیشن

۱۱ اتر پردیش اردو اکادمی فہرست مطبوعات کتب ۲۰۲۲ء، لکھنؤ

۱۲ اتر پردیش اردو اکادمی قواعد و ضوابط - تعلیمی اردو وظائف لکھنؤ

۱۳ اتر پردیش اردو اکادمی قواعد و ضوابط - اسکالرشپ برائے لکھنؤ

ریسرچ اسکالر

۱۴ اتر پردیش اردو اکادمی قواعد و ضوابط - امداد برائے رجسٹرڈ لکھنؤ

اردو کتب خانہ

۱۵ اتر پردیش اردو اکادمی قواعد و ضوابط - طبع شدہ اردو کتب لکھنؤ

پرانعامات

۱۶ اتر پردیش اردو اکادمی قواعد و ضوابط - امداد برائے ادبی لکھنؤ

تقریبات

۱۷ اتر پردیش اردو اکادمی قواعد و ضوابط - برائے مسودات کی لکھنؤ

طباعت پر مالی امداد

۱۸ اتر پردیش اردو اکادمی قواعد و ضوابط - برائے امداد اردو لکھنؤ

مصنفین

۱۸ اتر پردیش اردو اکادمی صدارتی تقاریر - بیگم حامدہ حبیب اللہ جولائی ۱۹۷۲ء، لکھنؤ

۱۹ اتر پردیش اردو اکادمی جلسہ تقسیم انعامات تقریر - بیگم حامدہ اپریل، ۱۹۸۷ء

حبیب اللہ

شخصی انٹرویو

۱	احسن قدوائی	اتر پردیش اردو اکادمی	۱۰ جولائی، ۲۰۱۷ء
۲	احسن قدوائی	اتر پردیش اردو اکادمی	۱۵ جنوری، ۲۰۲۲ء
۳	احسن قدوائی	اتر پردیش اردو اکادمی	۹ اکتوبر، ۲۰۲۳ء
۴	ذبیح اللہ	اتر پردیش اردو اکادمی	۱۰ جولائی، ۲۰۱۷ء
۵	ڈاکٹر سعید سنڈیلوی	اتر پردیش اردو اکادمی	۱۰ جولائی، ۲۰۱۷ء
۶	ڈاکٹر سعید سنڈیلوی	اتر پردیش اردو اکادمی	۹ اکتوبر، ۲۰۲۳ء
۷	محسن خان	اتر پردیش اردو اکادمی	۱۰ جولائی، ۲۰۱۷ء
۸	پروفیسر آصفہ زامانی	اتر پردیش اردو اکادمی	۱۰ ستمبر، ۲۰۱۸ء
۹	ڈاکٹر نواز دیوبندی	اتر پردیش اردو اکادمی	۱۰ ستمبر، ۲۰۱۸ء
۱۰	ایس رضوان	اتر پردیش اردو اکادمی	۱۰ ستمبر، ۲۰۱۸ء
۱۱	شائندہ قدوائی	اتر پردیش اردو اکادمی	۱۰ ستمبر، ۲۰۱۸ء
۱۲	آلوک سریواستو	اتر پردیش اردو اکادمی	۸ اکتوبر، ۲۰۲۳ء

انٹرنیٹ / ویب سائٹ

1. www.upurduakademi.in
2. www.rekhta.org
3. www.biharurduacademy.in
4. www.msusa.maharashtra.gov.in
5. www.urduacademy.karnataka.gov.in
6. www.wbua.org
7. www.apsurduacademy.com
8. www.urduacademydelhi.com
9. www.culture.odisha.gov.in
10. www.mpurduacademy.org.in
11. www.rajurduacademy.org
12. www.cgurduacademy.org
13. www.sahityaacademy.gujarat.gov.in
14. www.pnjaburduacademy.com
15. www.urduacademyts.com
16. www.jkaacl.jk.gov.in
17. www.urducouncil.nic.in



University of Hyderabad
(A Central University by an Act of the Parliament)
Department of Urdu School of Humanities



DECLARATION

I, **MARYAM JAMILA**, hereby declare that the research embodied in the present thesis entitled "**UTTAR PRADESH URDU ACADEMY KI ADABI KHIDMAT**" submitted by me under the supervision of **Dr. MOHD KASHIF** is a bonafide research work for the award of Doctor of **Philosophy in Urdu** from the **University of Hyderabad**. I also declare to the best of my knowledge that it has not been submitted in part or full to this or any other University or Institution for the award of any degree or diploma. I hereby declare that my thesis can be deposited in Sodhganga/ INFLIBNET.

Date:

Name: **Maryam Jamila**

Place: Hyderabad

Reg. No. 16HUPH02



University of Hyderabad
(A Central University by an Act of the Parliament)
Department of Urdu School of Humanities



CERTIFICATE

This is to certify that the thesis entitled "**Uttar Pradesh Urdu Academy ki Adabi Khidmat**" submitted by **MARYAM JAMILA** bearing enrollment number 16HUPH02 in partial fulfillment of the requirements for award of **Doctor of Philosophy** in the School of Humanities, Department of Urdu is bonafide work carried out by her under my supervision and guidance.

The thesis is free from plagiarism and has not been submitted previously in part or full to this or any other University or Institution for award of any degree or diploma. Papers related to this thesis have been published and presented, their details are given below:

A. Topics and Publications Name:

1. "Uttar Pradesh Urdu Academy Pachas Sala Khidmat", published in Quarterly Irteqa Banaras, UP, on page no 55, July-September 2021. (ISSN:2456-0340)
2. "Urdu Zaban o Adab ka Irteqa", published in Monthly Khabarnama, Lucknow, UP, on page no 03, December 2024

B. Topics and Seminars details

1. "Tanisiyat Aur Urdu Adab" in Three Day International Seminar on "Hindi-Urdu Ki Saajhi Virasat Aur Stri Lekhan" at Department of Urdu, Banaras Hindu University on 27th-29th March 2018
2. "Syed Suleman Nadvi Ki Adabi Khidmat" in One Day National Seminar on "Syed Suleman Nadvi: Shakhsiyat Aur Adabi wa Sahafati Khidmat" at Yaquooob Educational and Welfare Society Sant Kabir Nagar, UP on 23 July 2022.

Further, the scholar was exempted from doing course work (Recommended by Doctoral Committee) on the basis of the M.Phil course passed by her and the M.Phil Degree was awarded by University of Hyderabad in 2016.

Supervisor

HOD

Dean School of Humanities



प्रतिष्ठित संस्थान
INSTITUTION OF EMINENCE

UTTAR PRADESH URDU ACADEMY KI ADABI KHIDMAT

A THESIS SUBMITTED TO THE UNIVERSITY OF HYDERABAD
IN PARTIAL FULFILMENT OF THE REQUIREMENT FOR
THE AWARD OF DEGREE OF
DOCTOR OF PHILOSOPHY
IN URDU

SUBMITTED BY
MARYAM JAMILA
(ENROLMENT NO: 16HUPH02)

SUPERVISOR
DR. MOHD KASHIF
ASSISTANT PROFESSOR, DEPARTMENT OF URDU
UNIVERSITY OF HYDERABAD



DEPARTMENT OF URDU, SCHOOL OF HUMANITIES
UNIVERSITY OF HYDERABAD, GACHIBOWLI,
HYDERABAD, TELANGANA - 500046

MARCH, 2025